بحسن صناعی محکمین کا وفضل خلاق زمین و زمان

کلیات انشا

بمطبع نامی منشی نولکشور بہ زیور طبع معقول جہان ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صنما بربّ کریم ہو تیری ہین ہر ایک یہ مبتلا
کہ اگر الست بزم تو ابھی سکے تو کہین بلی

ہوس جمال حبیب ہو کر ڈالا تو کلیم وش
نہ وہ لن ترانی او وہی کی ارنی ہر کہنی یہ چلا

وہ جو محو مست نظارہ مین ہی آہ بھر دیتا دعا
کہ اوسی تجلی نور نے ہمین مثل طور دیا جلا

یہ محمد عربی تو حق سے جام بادہ ... وہ
کہ نہ سو بھی مستکرین ساقیا مجھی کچھ جہان کا ڈر بھلا

بروان ساقی کوثرا خسم کو پیر مغان ہلا
سبھی اہل و ... ملاکی تو شیخ و شباب کو دی صلا

یہ جو کستی کعبہ مین ہی نقطہ یہ غلط ہی محض اسی نمط
جدہر آنکھ اوٹھا کی نظر کرون ... مجھکو وہ ہی ملا

تجھی الفت اور تو کیا کہون دو جہان مین کوئی بہی طرف ہی
جو خدا کے نور سے پر ہو کہ جمال جو ہر مین ... ملا

در نعت و منقبت

ای عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھا دہ
ہی تجھکو جنون کی قسم ای جذبہ محبت
اٹھا تو ... اوادی وحشت مین کہ ...

کرم خدا ہی ... و فقک اللہ تعالے
اوسکی ... کی جھلک مجھکو جھکالا
... مین ... الفک سی جھالا

سوجھی ہے مجھے عالم اطلاق کی منزل ‌ ‌ الفت نے تو تعین کے جھگڑے ہی سے نکالا
ہرچند کہ عاصی ہون پہ امت مین ہون اوسکے ‌ ‌ جسکا ہے قدم عرش معلی سے بھی بالا
مولا ہمہ تابان رہبر عشاق محمد ‌ ‌ سب عقدۂ مشکل کا مرے کھولنے والا
ق
امید مجھے ساقی کوثر سے ہے جسکے ‌ ‌ ہی جام تو لا سے مرا نشۂ دوبالا
قنبر کو کرے حکم کہ جلدی سے خبر لے ‌ ‌ انشا ہے غلامون مین مرے اوسکو چھڑا لا
زنہار نہ پہونچے کہین آسیب جہنم ‌ ‌ اولاد نبی کی اوسے سایہ مین بلا لا
سب اوسکے تصدق قاسم و حسین ابن علی کے ‌ ‌ بخشا کے غفور اپنے سے تو جرم و خطا لا

ایضاً

لاہوت پہ نہ دیکھین جو قدسیان تماشا ‌ ‌ سو ہمکو ہے دکھاتا عشق بتان تماشا
تک کیجیے چشم دل سے یہان سیر بتکدہ کے ‌ ‌ ہے ہے گا عجب مزے کا پیر مغان تماشا
جسنے سنے یہ میرے اشعار شیخ بولا ‌ ‌ نام خدا ہے تو کچھ ہی نوجوان تماشا
اللہ ری فصاحت اللہ ری بلاغت ‌ ‌ ایسا کہان جھمکڑا ایسا کہان تماشا
شوخی ادا سو ایسی جوش و خروش اتنا ‌ ‌ بندش دہوان سو یہہ اور طرز بیان تماشا
دیوان سینکڑون ہین ہمنے تو دیکھے لیکن ‌ ‌ اونمین نظر پڑا کب پایا جو یہان تماشا

کیا خوب واہ ماشاءاللہ ہے عجب کچھ
دیوان میر **انشا** اللہ خان تماشا

کیون شہر چھوڑ عابد غار جبل مین بیٹھا ‌ ‌ تو ڈھونڈتا ہے جسکو وہ بغل مین بیٹھا
دلمین ہمارا ہے یون داغ عشق اپنے ‌ ‌ جسطرح کوئی بھونرا ہو وے کنول مین بیٹھا
ق
سب یار تیرے دم کا ہے یہ شمار جو مین ‌ ‌ یہان ایک پل مین اوٹھا اور ایک پل مین بیٹھا
تار نفس ترے ہاتھہ اہی بار مجھکو تونے ‌ ‌ کھینچا تو پل مین اوٹھا چھوڑا تو پل مین بیٹھا

رحمت خدا کی **انشا** صد آفرین کہ تجھسے
ہر ایک قافیہ کیا گرم اس غزل مین بیٹھا

کچھ یہ مجھی کو یون نہین اوسکی ہین [illegible] ‌ ‌ غنچے بھی جیٹھ سے فق ہوکے سارے [illegible]

نالہ بھرا جو بار ہین مینے شمیم یار کے — تضمین گلو نگی چھٹ گئین بوی سمن نی غش کیا
سیری تمہاری رابطے دیکھی ہم تو رشک سے — نل تو پچھاڑ کھا گرا اوسکی دمن نے غش کیا
مینی دوپٹہ جب ترا آنکھون سی اپنی مل لیا — اوسکی شمیم ناز سے بادمین نے غش کیا

اب مجھے غزل پڑھ اور ایک انشا بدل کے بحر اب
سنتے ہی تیری گفتگو اہل سخن نے غش کیا

مجھی بیخودی جو کچھ آگئی تو لیٹ کر یار نی غش کیا — سو کچھ ایسی ہو ہے کہ تو کبھی ابھی آبہار نی غش کیا
کہیں ایک مین جو جھمک سی تو کہا زبان سی بھی اجی — اری لوگو جلد لیسی و زیر و مری بیقرار نے غش کیا
ابھی سیر گل کو یہ آیا تھا اسی ہمنے خوب منسا یا تھا — کسی اور ہی کا یہ سایہ تھا کہ ہماری پیار نے غش کیا
یہ بہار لالہ کو کچھ کہ سب مری آنکھون دیکھ رہا تھا جب — تبھی ہم تو سمجھی تھے اسکی اب دل داغدار نی غش کیا
مری دلمین نیل سا پڑ گیا مری جیسی چین بچھڑ گیا — مری بھاوین باغ اوجڑ گیا مری جان نثار نی غش کیا
اری بید مشک و گلاب دو نہ گلاب ہو وہی تو اب دو — الغرض اب جو ہو سو شتاب دو کہ امیدوار نی غش کیا
مجھی ہما تک بھی تو ہو سرنگون لگی کہنی ہای کیا کرون — اری کچھ تو بول کہ مین سنون تجھی کس خمار نی غش کیا
تجھی دو یار نہو غشی یہ کچھ اس طرح سے ادا ہوئی — کہ یہ مینی جسکی سے عرض کے اسی دو بار نی غش کیا

غزل اور بحر مین انشا اب تو بدل کی قافیہ کوئی پڑھ
کہ جہان کے اہل سخن کو ہی تری اشتہار نے غش کیا

مینے جو وجد مین یہان جیب کو پھاڑ غش کیا — کہتی ہین اوسنے بھی وہان مونہہ کیواڑ غش کیا
سیر کنان جو گذری کل ریگ روان کی وضع پر — وادی قیس دیکھ کر ہمنے او جاڑ غش کیا
تم نہ ئی عیادت آہی زخمی تیر غمزہ نے — مفت مین اپنی سینہ کے پہاہی اوکھاڑ غش کیا
آہ کہ مرے سر کو وہ کن ہمنے اوسکی دہیان مین — دیکھلے سن پڑی ہوی جھاڑ و پہاڑ غش کیا
کسکی یہ جہاتک تانک کی باس سما رہی ہی یہان — دل نے جو اوس کو اڑکے تاڑ دھاڑ غش کیا
لی جو گئی نسیم صبح وادی نجد کی شمیم — تا بدحی نے ایکبار کھا کی پچھاڑ غش کیا

اور بھی ایک اب غزل انشا لکھ اور بحر مین
تیری تو گفتگو کو خوب یارون نے تاڑ غش کیا

وہاں جھوٹ موٹ منہ بناوٹ سے غش کیا
ہم سچ مچ ایسے رو دیے کہ یہاں چپ سے غش کیا

دروازہ سے جو آپ نہ نکلے تو ہنسے آہ
سر کو پٹک کے رات کو چوکھٹ سے غش کیا

ساقی نہیں صراحی ہے کی کچھ احتیاج تھا
آگے ہی ہمنے اسکی تو غٹ غٹ سے غش کیا

ہو کر دو چار بات وہ کیا کر سکے بھلا
ہو جب پٹ پا تو نکلی تب ہی آہٹ سے غش کیا

تھی کیا رچی ہوئی سی یہ پیرہن کی باس
یوں سینے لگ کے شب جو چھپر کھٹ سے غش کیا

ہوئی تھی دلکو یوں تو سدا انجمن سے ولی
کچھ اسنے آج اور ہی کروٹ سے غش کیا

انشا غزل جو طرح ہوئی ہے سوا بہ وہ پڑھ
اوسکی تو جس سے ہمنے سجاوٹ سے غش کیا

کھڑی ہی یہ اوسکی صرف نہ بلبل نے غش کیا
چٹ چٹ ہوا میں غنچوں نے لیں گل نے غش کیا

صحن چمن میں گل و سنبل نڈھال سے
یہاں کسکی عاشق رخ و کاکل نے غش کیا

گیسو کی جسکی لٹ نظر آئی جو باغ میں
مار سیاہ طرۂ سنبل نے غش کیا

چلا نکل خلخلی میں یہ بطمی کہ اوسپہ رات
سو بار کبک خندۂ قلقل نے غش کیا

عالم کو میری خانہ بدوشی کی سوچ سوچ
خلوت میں صاحبان توکل نے غش کیا

ق
شہانہ کاظمین کے کچھ زایرین کو
میری ان آنسوؤں کی تسلسل نے غش کیا

روتا ہوا جو میں شط بغداد تک گیا
وہاں کی ہم ساکنان سر پل نے غش کیا

انشا بدلکی قافیہ ایک اور لکھ غزل
تیرے سخن پہ بلبل آمل نے غش کیا

شہانہ اوسکو دیکھ کے محفل نے غش کیا
اپنی بھی جان لوٹ ہوئی دل نے غش کیا

سوچ نسیم سر پہ اوڑاتی ہی ریج خاک
شاید کسی اسیر سلاسل نے غش کیا

صدقے میں اس جگر کے کہ کشتہ کی نعش سے
خون یہ چلا تو دیکھ کی قاتل نی غش کیا

آیا جو میری گھر تو بناوٹ کو سوچ چھوڑ
رکھ دلپہ ہاتھ اوس بت قاتل نے غش کیا

مجنون پہونچ شتاب کہ آتی ہے نجد میں
تنہا نشین پردۂ محمل نے غش کیا

دریا میں معرفت کی تموج کی شان پڑ
معمورۂ خراب کی ساحل نے غش کیا

سر جھاڑ منہ بچھاڑ جو وحشت نظر پڑے
حضرت جنون ہی مرشد کامل نے غش کیا

یہ تیسری غزل بھی بہ تبدیل قافیہ
انشا نے ایسی لکھی کہ بس دل نے غش کیا

گو اوسکی چھاتک تانک یہ جس تس نے غش کیا
لیکن نہ اوسکو سوجھ پڑی کس نے غش کیا

دیکھہ اوسکو گل چمن مین تمھاری سی پنکھڑیان
بے اختیار ہو گئی نرگس نے غش کیا

بیٹھی ہین ہم تو دلکو مسوسی ہوئی میان
تو جان اوسکو دی کہ کبھی جس نے غش کیا

آیا وہ خود فروش جو بازار حسن مین
سودے مین اوسکے سینکڑون مفلس نے غش کیا

گھائل کو تیرے تھا تو افاقہ سا کچھ ولے
یہ زخم سینہ تک جو لگا اسنے غش کیا

تیرے مریض عشق کے پتھرا گئی جو آنکھ
اوسکی یہ ایک ہمدم و مونس نے غش کیا

دانتونکی تیرے داب لی اونگلی وہ شوخ و شنگ
بولا جب اوسکی عاشق بیحس نے غش کیا

جب چاپ کیا پڑا ہی مگر ہاے بول بھی
ایسی بھی کوئی جانی کہ یخ اسنے غش کیا

ایسی ہی وضع سے تو لکھہ اب چار مین غزل
انشا ترے سخن پہ تو مجلس نے غش کیا

ایسا ہی ایک رند سبوکش نے غش کیا
جسکی ادا پہ ساقی مہوش نے غش کیا

افشان رخ پہ اوسکی جو زلفین بکھر گئین
بل کھا ہر ایک مار منقش نے غش کیا

گھٹا اتر انشہ مین دھوان دھار دیکھہ کر
ہر ایک پری کی بھیس مین آتش نے غش کیا

تھا صید گشتہ کون وہ جسکی لہو کو سونگھہ
تیرے بچھلا بچھلا تری ابرش نے غش کیا

اس پانچوین غزل کی نئی وضع ست دیکھہ
انشا سے شاعر ہی بہ غش نے غش کیا

ساقی کی انکھڑیون نے مجھے بادہ کش کیا
چتونکو اوسکی دیکھہ کے نرگس نے غش کیا

غفلت تو آ گئی تھی نشے مین ہمین ولے
جیتے تو پھر بھی شکوہ فرما عطش کیا

نیچا اوٹھا کے پیار سے اونگلی اوٹھائی
صد شکر پانچ بوسونکو آج اوسنے شش کیا

تعویذ نقش سے جو نہ آیا تو اپنے ہاتھ
صفحہ پہ دلکے نام ترا منقش کیا

یہ لوٹنے کے جا ہی گدی پہ سوار ہو / زاہد نے عزم کعبہ جو اپنی شیخ غش کیا
انصاف تیری ہاتھ میان خورد و خدا / طرز سخن کو تو نے مری سیج رشا کیا
انشا اب اور بحر میں لکھ ایک غزل کہ یاں / جام سخن کا جن نے تجھے جرعہ چشا کیا

جسدم کہ تری محو تجلے کو غش آیا / لوگوں نے کہا حضرت موسی کو غش آیا
عکس رخ ساقی سے ہوا جام جو روشن / خورشید یہ کانپا کہ مسیحا کو غش آیا
دیکھا جو ہمیں آغوش میں اوتھیں نگاہ / بیخود ہو گرا وامق و عذرا کو غش آیا
کوچہ میں ترے آج جو ہے بھیڑ بہت سی / شاید کہ کسی عاشق رسوا کو غش آیا
نظارہ کی تاب اپنی نہ لایا یہ دیکھ / دیکھ آئینہ او میں شیخ خود آرا کو غش آیا
جب وادی مجنوں سے چلا قافلہ آگے / بے ساختہ وہاں ناقۂ لیلا کو غش آیا
جس وقت وہ یوسف سے تم آغوش تھے اوسکے / سنتے ہی ترا نام زلیخا کو غش آیا
بالین پہ سمٹ کرکے جو لوگ آتے ہیں او / شاید تری بیمار تمنا کو غش آیا
گرنے نہ دیا اوسکو ملایک نے زمین پر / جسدم ترے در دی کرشن صبا کو غش آیا
ایک مست نے انجیل کے چھیڑی جو مقامات / بس سنتے ہی رہبان کلیسا کو غش آیا
بیخود ہو گرا بزم میں انشا تو وہ بولا / آغا کو غش آیا مرے مرزا کو غش آیا

رہا ہے ہوش کچھ باقی اسے بھی اب بکھیڑی جا / یہی آہنگ اے مطرب بس اب تک اور چھیڑی جا
مجھے اس درد میں لذت ہے اے جوش جنون اچھا / سیے زخم جگر کے ہر گھڑی ٹانکے ادھیڑی جا
پڑے ہیں آشنا اپنے جو گرداب محبت میں / کنارے کب لگیں گے دیکھیے اون سب کی بیڑی جا
امید ناصبر جلدی بھاگ اپنی خیر چاہے تو / یہ دیکھ آئی ہیں فوج اشک کی ہیم ڈریڑی جا
سوال بوسہ سن کہنے لگا وہ شوخ غصہ ہو / بہت اچھا سمجھ لونگا بھلا تو مجھکو چھیڑی جا
وفور مے سے حالت غش کے ہے انشا کو اے ساقی / شراب پرتگالی کے دسیئے منھ میں تیز تیڑی جا

خواص اعجاز عیسوی کیوں نہ رکھے ساقی ایاغ اپنا
کہ مثل خورشید چرخ چارم پہ رکھ بھری سے دماغ اپنا

خدا ہی جانے کدھر سدھاری شکیب و صبر و قرار و طاقت
ہر ایک ان میں سی دیکھتی ہیں ہماری سینہ کو داغ اپنا

جو یوں تشریف لے سدھارے عدم کو اوٹھکے ملی خبر کیا
سنو اچنبھا کہ جیتے جی ہے ملا نہ ہمکو سراغ اپنا

شگوفوں کا ترجمہ دلیا ہے خموشی ہی یہ زبان درازی
ہماری رونی پہ مت ہنسا کر سنبھال [illegible]

نہ لوٹ الفت کی داغ کو اب نظر لگا مت کہیں تو انشا
ٹک اسپند الحمد پھونک پڑھ کر کہ ہے یہ چشم و چراغ اپنا

دیکھنا جب مجھے کرشان یہ گالی دینا
کس سے تم سیکھے ہو ہر آن یہ گالی دینا

ق

اختلاط آپ سی اور مجھسے کہا لگا ایسا
واہ جی جان نہ پہچان یہ گالی دینا

اب تو نادان ہو تم جا ہو سو یاری کہہ لو
پر تمہیں ہووےگا نقصان یہ گالی دینا

آخرش ہوگی جوان پھر تو کسی بھاوے گا
چند روز اور ہے مہمان یہ گالی دینا

تہمت بوسہ عبث دیتی ہو منظور جو ہو
کر کے بیفائدہ بہتان یہ گالی دینا

دیجئے دیجئے ہے عین سعادت اپنے
عاشقوں پر تو ہے احسان یہ گالی دینا

تیری غصہ سے جو انشا ہو خفا ناحق ہے
ہاں تجھے چاہیے نادان یہ گالی دینا

× خیال کیجئے کہ آج کام میں نے کیا +
جب اونے دی مجھے گالی سلام میں نے کیا

کہا یہ صبر نے دل سے کہ لو خدا حافظ
کہ حق بندگی اپنا تمام میں نے کیا

جنوں یہ آپ کے دولت سے حصول مجھ کو
کہ ننگ و نام کو چھوڑا یہ نام میں نے کیا

لگا یہ کہنے کہ بغیر اختلاط کے خوبی
حوالے یار کے خالی جو جام میں نے کیا

جھجک کے کہنے لگے ٹک چلی بہت اب تم
کبھی جو بھول کے اوس سے کلام میں نے کیا

ق

کہا زبانی دل گریان کہ کہتا ہے
صنم کو اپنی غرض اب تو رام میں نے کیا

کہیں نہ ہائے سمجھنا ان ہی یہ سب اوسپر
ہنسی کے واسطے یہ اہتمام میں نے کیا

تمہارے واسطے ٹک دلمیں اپنی غور کرو
کبھی کسی سے نہ ہو جو مدام میں نے کیا

مقیم کعبۂ دل جب ہوا تو زاہد کو
روانہ جانب بیت الحرام میں نے کیا

مزا یہ دیکھیے گا شیخ جی ترکی اوسے　　جب اونکا بزم مین کل احترام نہی کیا
عجب طرح کی ہوئی چاندنی مین کل کی رات　　ترا رجانکے جو پشت بام سینے کیا

ہمیشہ ... کی ترکیب سے بہیشہ کہا
کہ آپ سے تجھے انشا غلام سینے کیا

غزل بطور میر سجاد

جھمکا چمک کا تو ہی اس نمک کا　　نہ لیتا ہو مکا تو تماین ٹکاٹ کا
شتر بے مہار ہمین گفتار رہتے　　ویا ہوتے دانہ جوار اور مکا
بھلا اوسکی اوصاف کسی بیان ہین　　جو ... ہو وسے سما اور سمک کا
جیسی لات و عزا کی وہ لات سر پہ　　اکڑ کا سہو ... کا اوس کھمک کا

یہ ہی میر سجاد کا طور انشا
دیوانہ ہون مین تو غرض اس جھمک کا

پڑوسن چاندنی کے ہے صحن باغ ٹھنڈا　　پھولونکی سیج پہ آکر دی چراغ ٹھنڈا
شفقت سے ہاتھ تو دہر ٹک پہ میری چھاتی　　یہ آگ سا دہکتا سینہ کا داغ ٹھنڈا
مے کی صراحی ایسی لا برف مین لگا کر　　جسکی دہوئین سے ہووے ساقی دماغ ٹھنڈا
تجنیس حسن دنی کی ہو جوش چشم یار د　　ہمنے مدام پایا اوسکا او جاغ ٹھنڈا

ہین ایک شخص لاتے جس کے شراب انشا
دہو دیا گلاب سے تو کر رکھا ایاغ ٹھنڈا

اس بندہ کی جاہ دیکھیے گا　　اور اوس کا نباہ دیکھیے گا
مین کیسی بناتا ہون تمسے　　انشا اللہ دیکھیے گا
خوبین اشکون کی تل رہی ہین　　یہ حشمت و جاہ دیکھیے گا
عاشق مجھے جان کرتے ہین قتل　　تقصیر و گناہ دیکھیے گا

انشا سے آپ اب خفا ہین
یون پھر کے نگاہ دیکھیے گا

جھوٹا نکلا قرار تیرا — اب کسکو ہے اعتبار تیرا
لیں سو لاکھ چٹکیاں لیں — دیکھا بس ہمنے پیار تیرا
دم ناک مین آرہا تھا اپنے — تھا رات یہ انتظار تیرا
بندہ کہ کام آرہیگا — مجھ سا نکریگا یار تیرا
کب تب یہان تلک تو چاہئے — میرا کیا اختیار تیرا
لپٹون ہون گلے سے آپ اپنے — سمجھون ہون کہ ہے کنار تیرا

انشا سے نہ روٹھہ مت خفا ہو
ہے بندۂ جان نثار تیرا

ہی ترا گال مال بوسہ کا — کیون نہ کیجے سوال بوسہ کا
موںنہ لگتے ہی موںنٹہ پر تیرے — پڑ گیا نقش لال بوسہ کا
زلف کہتی ہے اوسکی لٹھری پر — ہمنے مارا ہے جال بوسہ کا
صبح رخسار اوسکی نیلے تھے — شب جو گذرا خیال بوسہ کا
انکھڑیان سرخ ہو گئیں چٹ سی — دیکھ لیجے کمال بوسہ کا
جان نکلی ہے اومیان دیجو ڈال — آج وعدہ نہ ٹال بوسہ کا
گالیان آپ شوق سے دیجے — رفع کیجی ملال بوسہ کا
ہے یہ تازہ شگوفہ اور سنو — پھول لایا نہال بوسہ کا
ق
عکس سے آئینہ مین کہتا ہے — کھیچ مت انفعال بوسہ کا
برگ گل سے جو چیز نازک ہو — وہان کہان احتمال بوسہ کا

دیکھ انشا نے کیا ہی قہر کیا
متحمل یہ گال بوسہ کا

زلف کو تھا خیال بوسہ کا — خط نے لکھا سوال بوسہ کا
دوہرے تیونکے زیر سایہ ہوا — سب قلمبند حال بوسہ کا
بیشک خال رخ نے صاف کہا — ہے تبسم یہ مال بوسہ کا

سبزۂ نو دمیدہ نے مارا
[illegible] رخسار جال بوسہ کا

گر [illegible] کبھی پر باقی
اب [illegible] نال نال بوسہ کا

[illegible] بال [illegible]
[illegible] ادا و بال بوسہ کا

[illegible] اب کوئی انشا
چھوٹتا ہے خیال بوسہ کا

وہ [illegible] جنون سے ای واہی ویلا
سوئے [illegible] پاؤن پھیلا

۱۵ جاوے عشق ہو نہ آنکھ بچا
[illegible] ہی گلو خشک گرد اسیلا

ابر ہوا ہے چمکے ہے بجلی
مست [illegible] ساقی لا جام لا

کرتے تھے ناکو رہب اتمارا
فرہاد و شیرین مجنون و لیلا

وہ صاف کھرا ہے تہر انشا
کیونکر نہ اپنا دل ہووے میلا

۲ فقیرانہ ہے دل مقیم اوسکی رہ کا
غرض کیا کہ محتاج ہو بادشہ کا

خدنگ آہ کاری فلک بطرح ہی
بھروسا تو تارونکی مت گزرہ کا

ق

خرابات کی جیب سی لذت پڑی ہے
چھٹا چھٹنا مسجد و خانقہ کا

طواف حرم تجھکو زاہد مبارک
مزا اور تیرا نہین ساتھ رہ کا

صنم خانہ جاتا ہون تو مجھکو ناحق
نہ بہکا نہ بہکا نہ بہکا نہ بہکا

تری موہنہ سی کچھ بو جدائی ہوئی سی کے
دماغ دل اسوقت جاتا ہے مہکا

رقیبونکی دل چاک شل کتان ہون
گدا اس طرف ہوا گر اپنے سہ کا

تری آشنائی مین کیا ہے ہنسے پایا
دیا نقد دل اور اپنی گرہ کا

چمک کر تو ای برق مت ابر خشمک
تو ستونکی آتش کو مت اور دہکا

تبھی لطف ہی ساقیا ہی کشتی کا
کہ تو بھی بہک اور مجھکو بھی بہکا

کبھی تجھسے انشا نے بوسہ نہ مانگا
گنہگار ہے وہ فقط اک نگہ کا

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم اے صنم اچھا
لو ہم بھی نہ بولین گے خدا کی قسم اچھا

مشغول کیا چاہئے اس دلکو کسی طور
لیوینگے ڈھونڈ اور کوئی یار ہم اچھا

گرمی نے کچھ آگ اور بھی سینہ مین لگائی
ہر طور غرض آپ سے ملنا ہے کم اچھا

اغیار سے کرتے ہو مرے سامنے باتین
مجھ پر یہ لگی کرنے نیا تم ستم اچھا

ہم معتکف خلوت بتخانہ ہین اے شیخ
جاتا ہے تو جا تو پئے طوف حرم اچھا

جو شخص مقیم رہ دلدار ہین زاہد
فردوس لگی اونکو نہ باغ ارم اچھا

کہہ اُٹھی آتا ہون کوئی دم کو ابھی مین
پھر دی چلی گل کی سی طرح مجھکو دم اچھا

اس ہستی موہوم سی مین تنگ ہون انشا
واللہ کہ اس سے ہے مراتب عدم اچھا

ہے ظلم اوس نگار کیا ہمنے کیا کیا
کیا جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا

داغون سے اپنے سینہ سوزان کو اے نسیم
یہان رشک نوبہار کیا ہمنے کیا کیا

اوس رشک گل کے خواہش بوس و کنار کو
اپنے گلے کا ہار کیا ہمنے کیا کیا

دست جنون سے اپنے گریبان صبر کو
اے عشق تار تار کیا ہمنے کیا کیا

اوس سنگدل کے ہجر مین چشمونکو اپنے آہ
مانند آبشار کیا ہمنے کیا کیا

وحشت یہ دیکھ ناصح مشفق نے جو کہا
ہرگز نہ زینہار کیا ہمنے کیا کیا

جاگے تمام رات عبث مفت آپ کی
کہنے کو اعتبار کیا ہمنے کیا کیا

پھسلاے اون نے پاؤن تو شب تا سحر پھر
ہم عجز و انکسار کیا ہمنے کیا کیا

باہم گرچہ تھے خفگی سب گئی اوسے
بے اختیار پیار کیا ہمنے کیا کیا

آزادگی کو سلطنت ملک عشق کا
مختار کار و بار کیا ہمنے کیا کیا

رہ رہ کے دلمین آدمی ہے انشا یہی کہ کیون
اس دل کو بیقرار کیا ہمنے کیا کیا

تک آنکھ ملاتی ہے کیا کام ہمارا
تسپر یہ غضب پوچھتی ہو نام ہمارا

تمنے تو نہین خیر یہ فرمائی بارے
پھر کن نے لیا راحت و آرام ہمارا

۲۰

بیٹھے جو کہا آ کے مجھے پاس تو بولی
کیوں کسکے لئے کس واسطے کیا کام ہمارا

رکھتی ہیں کہیں پانوں تو پڑتا ہی کہیں اور
ساقی تو ذرا ہاتھ تو لے تھام ہمارا

ٹک دیکھ ادھر غور کر انصاف یہ ہی وا
ہو جرم و گنہ غیر سے اور نام ہمارا

ای باد سحر محفل احباب میں کہیو
دیکھا ہے جو کچھ حال تہ دام ہمارا

گر وقت سحر جاتی ہے تو ہوتا ہے یہ ارشاد
ہی وقت ملاقات سر شام ہمارا

پھر شام کو آئے تو کہا صبح کو یوں نہیں
رہتا ہے سدا آپ پہ الزام ہمارا

سرگشتگی با حلقۂ شوریدہ میں ای عشق
پڑتا ہے نئی وضع سے ہر گام ہمارا

ای برہمن دیر محبت میں صنم کے
اللہ ہی باقی رکھے اسلام ہمارا

ہم کوچۂ دلدار کے ہوتے ہیں تصدق
ای شیخ حرم سے یہی احرام ہمارا

بیتابی دل کی سبب اوس شوخ تک انشا
پہونچی ہے بلا واسطہ پیغام ہمارا

اگر ہماری گری کوئی بند بند جدا
تو یہ قبول نہ ہو ہر دو ہو وہ پسند جدا

کدھر سے آ کے دکھائی تجھے یہ ... [illegible]
ادھر ... جدا ہیں جدا و کی بند جدا

ہمیشہ پانوں تلے دل کو میرے روندی ہیں
وہ ترکش حسن جدا ناز کا سمند جدا

... ہی اور اوسکی یہ صحبت ہوئی ہے روز ۔ گو
کہ دور دمند سے ہو جیسے درد مند جدا

رقیب نے تو مری جان یہی کہیا ڈالی
خدا کرے کہیں ہو تجھسے یہ لوند جدا

نہ نہ تو شیخ مجھے زہد سکھا مستی چھوڑ
تری پسند جدا ہے مری پسند جدا

خجل ہے آپ کے دیوار کے بلندی سے
ہماری آہ جدا رشتۂ کمند جدا

تری شہید کو بالین پہ صبح تک شب وصل
فلک کے تئیں جدا جلتی ہے سپند جدا

دعائیں دیتی ہیں عاشق جو تیری کوچہ میں
فغان بلند جدا ہاتھ ہیں بلند جدا

تنک دہان بھی مری رحم دلبر ای انشا
سہو کی طعنہ جدا ناصحوں کے پند جدا

رو رو ہیں عشق کی جس دم علم آگے دھرا
سدرہ کے سایہ میں دم لی پہ قدم آگے ہم

تجھ بن اے ساقی شراب سبز کا ساغر بغیر
ہے مری آنکھوں میں گویا جام سم آگے دھرا

دیکھتی ہی مجھ کو لگا تیوری چڑھانے کل وہ شوخ
پھول کا دونا جو مینی کر کے دم آگے دھرا

سایۂ اللہ تو وہ ڈبا سبزہ نہیں در کا یہاں
ہے بنہ یہ افیون کا گھولا عیش و کم آگے دھرا

جس نے یارو مجھ سے دعوا شعر کے فن کا کیا
میں نے لیکر اوسکی کاغذ اور قلم آگے دھرا

بیٹھتا ہے جب تندیلا شیخ آکر بزم میں
ایک بڑا مٹکا سا رہتا ہے شکم آگے دھرا

سید انشا وہاں کریں ہیں سیر باغ ارم پہ
یہاں گنبد آہ کا سے پیچ و خم آگے دھرا

مجھے کیوں نہ آوے ساقی نظر آفتاب اولٹا
کہ پڑا ہے آج خم میں قدح شراب اولٹا

عجب اولٹی ملک کی ہیں اجی آپ بھی کہ تم سے
کبھی بات کی جو سیدھی تو ملا جواب اولٹا

چلی تھی حرم کو رہ میں ہوئی ایک صنم کے عاشق
نہ ہوا ثواب حاصل یہ ملا عذاب اولٹا

یہ شب گذشتہ دیکھا وہ خفا سے کچھ ہیں گویا
کہیں حق کرے کہ ہووے یہ ہمارا خواب اولٹا

ابھی جھڑ لگا دے بارش کوئی مست بہرہ کی نعرہ
جو زمیں پہ پھینک مارے قدح شراب اولٹا

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اولٹا

جو شئی وعدہ پر جو جھوٹے تو نہیں ملاتے تیور
الٹی لوا اور بھی تماشا یہ سنو جواب اولٹا

کھڑی جب ہو دیکھتی کیا مری حال او جڑ گئی کو
وہ گنہ تو کہدے جس سے یہ وہ خراب اولٹا

غزل اور قافیوں میں نہ کہی سو کیونکہ انشا
کہ ہوائی جو د نجود آ ورق کتاب اولٹا

مجھے جیسے کو ساقی سنے دیا جو جام اولٹا
تو کیا بہک کے میں نے اوسی ایک سلام اولٹا

سحر ایک ماش پھینکا مجھے جو دکھا کے اون نے
تو اشارا میں نے تاڑا کہ ہے لفظ شام اولٹا

یہ بلا ہوا ان نشا ہے مجھے اسگھڑی تو ساقی
کہ نظر پڑے ہے سارا در و صحن و بام اولٹا

بڑھوں اوس گلی سے کیونکر کہ وہاں تو میرے دم کو
کوئی کھینچتا ہے ایسا کہ پڑے ہے گام اولٹا

وہ پیکدہ سے آئی ہنک ایسی جو مری کے
کہ پچھاڑ کھا گرا وہاں ملک تشنہ کام اولٹا

ہیں اسے جو دتی بوسہ تو سلام کیوں لیا تھا
مجھے آپ پھیر دیجے وہ میرا سلام اولٹا

گلے کہنے آپ ملیح تجھی مسم کھا کر نیکے
کہیں اونکی گھر سے بڑھ کر جو پھر اعلام اونٹھا

مجھے کیون نہ مار ڈالی تری زلف اور لٹ کی کافر
کہ سکھار کھا ہی تونے اوسی نقطہ رام اولٹا

تری اسید ہی سلو ہی ہم تو بھی آدمی ہین یارو
ہمیں کج جو سمجھے سو خود ولد الحرام اولٹا

تو جو با تو نہین ترکی کا تو یہ جانو نگا کہ سمجھا
مری بات وہ دلکی یا لک نے مرا کلام اولٹا

فقط اسے لفافہ پہ مری لکھا انشا کو جھوٹکی
تو لکھا ہے اوسنے انشا یہ ترا اسی مراولٹا

ہے بند یا مینہ کے بار کا جھولا
کیون نہ لی جھوٹنے یار کا جھولا

لگا نہ اسی طرب آگی ہے مشتاق
مینگہہ کا اور ملار کا جھولا

اسے صبا باغ مین ہلا یا کر
تو ہے گلعذار کا جھولا

رونق افزا ہے عکس سے تیری
نہر اور آب شار کا جھولا

تیری ہاتھون مین یہ کہین نہ گرے
رسن تاب دار کا جھولا

تجھ سے نازک بدن کو چاہئے ہی
صرف پھولون کی ہار کا جھولا

نکہت گل کے جھولنے کے لئے
ہے نسیم بہار کا جھولا

ہوگے کس دنکو قطرہ افشانے
منتظر ہے بہار کا جھولا

چاہئے طفل اشک کو انشا
قرۂ قطرہ بار کا جھولا

دیوار پہ ہندی مین دیکھو کے کام میرا
تجھ سے جو ہم سے آلود لکا صاحب سلام میرا

ہو سایہ آپ کی تان لیتا ہون ایک جوہلی
اس شہر مین ہوا کر منڈی ہی قیام میرا

جو کچھ کہ عرض کے ہے سو کر دکھاؤنگا مین
واہی نہ آپ سمجھین یونہین کلام میرا

اچھا ب مجھے ستا و جتنا کہ چاہو مین سے
سمجھو نگا گر ہے انشا اللہ نام میرا

مین غش ہوا کہا جون ساقی نے مجھسے ہنسکر
یہ سبز جام تیرا اور سرخ جام میرا

پوچھا کسی نے مجھکو اون سے کہ کون ہی یہ
تو بولی ہنسکے یہ جی ہے اک غلام میرا

محشر کے فتنہ ہے گا افتی سید انشا

کوثر کا جام دیگا مجھکو امام میرا

ایاغ گر بغل نے موںہہ مین دل بیتاب کا کھٹکا
تو ہو کی جے وہ پارہ جائیگا سیماب کا گھٹکا

اگر وجی کوئی اثر سکتے ہین کھل جاوے ابھی قلعی
جو ہم ترکیب دیوین نقرہ مہتاب کا کنگا

تری لب چومتی ہے چشمۂ کوثر پہ اڑ لاگا
تو گویا حق مین میری بن گیا عناب کا لٹکا

بہت پرواز پر ہے شیخ روسنے گھونٹ یا قیمہ
کوئی پڑھ کر غلیلہ کیا مگر سرخاب کا کھٹکا

عمل ایسی بتا قوم کا رکھتا ہون مین انشا
پر اوسکو کوئی سمجھے یا اولی الالباب کا کٹکا

اے عشق جلوہ گر ہے خود تجھ مین ذات مولا
والنازعات سبحا فالسابقات سبقا

تمنے سکھا دیا کیا جبریل کو نہ جانے
جھٹ زیر سدرہ اون نے جو بستر جمایا

جو شخص جیسا ہو خدمت مین یا تمہاری
کیونکر نہ پھر وہ دیکھی لاہوت کا تماشا

فرماوین آپ جو کچھ حقا کہ وہ ہی سچ ہے
اے میرے پیر و مرشد ہان بادشاہ و دانا

گر حکم ہو تو سائین سلفی کا دم لگا کر
بیٹھکا دون اور بھی مین سبزیلو ایک کوڑا

سبزا اگر چڑہانا منظور صبح دم ہو
تو بیجے برگ کوئی الناشطات نشطا

ہی یاد مین تمہاری بیٹھا ہوا مراقب
چارم فلک پہ عیسی کھینچی ہوئی او دہا

کرو بیان تمہین سب کیون ہشوانہ سمجھین
روح القدس ہے ادنی ایک بالکا تمہارا

اتنا نہ بھٹکی پھریے تشریف لائیے بہے
حضرت سلامت انشا ہی آپ ہی کا چیلا

سینے جو آتشی مین بلبل کا موںہہ چڑایا
ساقی نے پھکے قہقہہ قلقل کا موںہہ چڑایا

اللہ حضرت آدم کس جز کا گل تھا ہم مین
جس جز نے اپنے آخر اوس گل کا موںہہ چڑایا

پاس اوسکی زلف کی جو آئی سمجھے تو سینے
سو کر کے شاخ شانہ سنبل کا موںہہ چڑایا

یہ لال لال ڈوری کھلائی فصل گل مین
نرگس نے تیری ساقی یہان گل کا موںہہ چڑایا

کل شیخ پوپلی کو ایک ٹوٹی پیلکی سینچے ہم
سینے کہا کہ تمنے اس پل کا موںہہ چڑایا

دو باتین فارسی کی سیکھ اونسے میر انشا
بس لکھنو سے ساری کابل کا منہہ چڑایا

کہا خدا سے عشق کے مین، وہ نہا ہی مانگتا — مانگتا بھی اوس سے تو ساری خدائی مانگتا
کے پیچ لیکر آہ کی کہتا ہی یون دل جیب سے — تم سے دل ہو کر بڑا صاحب لڑائی مانگتا
یون کہار ندون نے جھٹ پٹ شیخ کی گپڑی ڈالا — دو بڑائی ہے یہ سر اسکا بڑائی مانگتا
اوس سے خلوت کی شہر جاتی تو مین اللہ بس ہے — واسطے وہ ون کے عرش کبریائی مانگتا

وا اوس کوئی جو مل جاتا تو انشا عشق ہم
الامان مین بادشہ کے دی دوہائی مانگتا

عشق نے مجھپر اوٹھایا اور تازہ غلغلا — لیگیا آج جیسی ایک سیلا بچھایا تکیلا
ران پر دھر ماتھے پہ یہ آگ سی ایک جہان — کل کریدی ہی انہیں جیسکی کا نیا تھا چھلکا
دیکھکر مجھکو وہ بولا ذرا سا لگی نو مانے آپ — ٹھٹھے ایہ سیہ جو سہی ناک اپنی پہ سہیلا
اوس پری کی گر سنگ سی لیلا نے کہا کسی طرح — سو بھی ہی قیس کا سنتا یا غلغلا

وہیان کر انشا اب اوسکی تو منظر کی سمت
عرش کا در وا ہوا جلدی تو جھپیں پر دا کہلا

جو ہاتھ اپنے سبزی کا گھوڑا لگا — تو سلطنے کا اوس اور دسلو گھوڑا لگا
دری ہی جو باز وہین ایک نیل سا — سو تیرے ہے پاؤنکا توڑا لگا
اجی چشم بد دور نام خدا — تمہین کیا بھلا سنی جوڑا لگا
بھلا آپ شرماے کس واسطے — کبوتر کا باہم جو جوڑا لگا
یہ کہتی لگا مون سے گھوڑا مجھے — کہ دو کہنے میرے دل کا پھوڑا لگا

لگی کہنے انشا کو شب وہ پری سے
مجھے بھوت مدیہ نگوڑا لگا

پیدا ہوا جی عشق سے جب سنگ مین کیڑا — پھر کیون نہ پڑی رسم دل تنگ مین کیڑا
عکس لب جان بخش سے جون پر بیٹھے — بہرتا ہے پڑا ایک قدح بنگ مین کیڑا
کیڑی کی پر انگیا مین لگا را وہ کا بوسے — ہے کشش یہ کاٹی گا میری انگ مین کیڑا
موںہہ خنگ نے فنکاری کی یہ لکہ جھجک کر — کیڑی نے کہا ہے تری موںہہ خنگ مین کیڑا

جگنون کو نہ رکھ محرم شبنم مین یاری چھوڑ کر ۔ آیا ستمگر پھر اسیری عمل تنگ مین گیرا
جنگل کے سن آواز مراقب ہو کہے یہ ۔ مشغول عبادت عجب آہنگ مین گیرا
لچھی مین یہ ریشم کے نہ یہ خط شعاعے ۔ ہے مہر بھی ایک عالم نیرنگ مین گیرا
دو ڈوری ترے انکھون کی اگر دیکھی تو دو نہین ۔ ریشم کا لگی آئینہ کے زنگ مین گیرا
بوسیدہ لغت چھانٹی ہی اللہ کری پڑھا ی ۔ ای تخلیج ترتی عقل کے فرہنگ مین گیرا
وہ سور مہ فوج سنا مین ہے مری پایا ۔ جسکے نہ مقابل ہو کسی ڈھنگ مین گیرا
شدہ شدہ دستے شدہ پانی جو پڑ ہو تو ۔ ملا دی نہ ہے سینگ ڈون فرسنگ مین گیرا
زاہد جو چک جاے تو جون کر مک شب تاب ۔ لے بیج کوئی تعبیدیہ تنگ مین گیرا
چونکی گرہ بند سے سمجھے کہ در آیا ۔ در ارتی سے ایک نیتجہ خوش نگ مین گیرا
اس دور مین افسوس نہین خواجوی کرمان ۔ ہوتا تو تھا آتا وہ ہر ایک رنگ مین گیرا
من بعد فنا ناک سے ایک ناگ ہو نکلا ۔ تھا کبر کا وہ جو سر ہوشنگ مین گیرا
سایل ہو جگت بولنی یہ سمجھے تو وہین ۔ پڑ جای تھی گار جگت جنگ مین گیرا

انشا نے چھوا ابلہ دلکو تو آیا
جاندار سمندر نمط ایک خنگ مین گیرا

ادنین بھوک پیاس سے کیا غرض وہ جو قید تن سے ہوئی رہا ۔ گر جنان اونین دیو تگی وا تو بہ تتشا جہا
کہ وہ سے عقدہ کشا یان نہین ہو تمین کچھ ہی بجز خدا ۔ کبھی پیش کر کے رجوع کچھ نہ کہا کہا نہ کہا نہ تھا
لعنت ندا کی تو دم عبث یہ لگاتی ہے کہ وہ نہ تھی ۔ نہ تو کا وا و گا و کی تم کہا نہ تو مہ نبا و گر تم تھا
ہم امام شاہی اگر دیا لا تو بس آپ کے عشق کے کر صدا ۔ کہین اس مقام سے یہ جا نہ وا اس طریق سے کار آ

کبھی درد مصرع فا سی تھی انشا آشنہ پھر اب
نبود ز حالت دل خبر کہ بر دگذشت چہا چہا

لیا جو کیست آج جانا لی نی مرادا اپنی یہ چاند نکلا ۔ تو ایک ساقی بھی گھر سے اپنی شراب کر بھر کے چاند نکلا
جو گرمی گاڑ پسر وہ کیڑ بچو نا زہ مین سو ندہ سا نکلا ۔ تو بولی سب اہل دید دیکھو نیا یہ بدلے سے چاند نکلا
یہان جو تشریف آپ لائے گھر مرے یہ آج چاند نکلا ۔ کہ ماہ کنعان تھی جسکے آگے جو خوب سوچا تو ماند نکلا

جہانکا بھی راجہ بہتری جی کنوان نبانیکو وہان کھنچ
جو ہنڈ بھی بھکشد بھی چلی ہوا بی آ جہانو تار فرنگی جا نکل
[illegible] لیکن

مین ٹھہرو بھی تو ایک ہو گئی دو مہینے ہو بسے [illegible]
[illegible] دیکھا چاند زوال
[illegible] نکلا

خیال تھا اونکو یاد [illegible]
[illegible] دیکھ انشا کہین [illegible] چاند نکلا

چل نہ اِدھر لوٹین جہان لین کین و رشتون کی ہوا
رات دن [illegible] سو مرے دامن مین ج
[illegible] کھیل اہل اون سی لو
[illegible] ہو کی [illegible]

[illegible] کھاست [illegible] کی ہوا
[illegible] پریون سے تحتون کی ہوا
سخت [illegible] ہو د لونکو ان رختون کی ہوا
آدمی [illegible] کری ہی [illegible] رختون کی ہوا

[illegible] آباست انشا [illegible] یاد
چل نہ اِدھر لوٹین جہان لین کین و رشتون کی ہوا

ہوں [illegible] کبھی انشا دون کی جوٹ کا
کیا [illegible] کیا کسکی بیہوش سنے
[illegible]
[illegible] کہ مین [illegible]
[illegible]

تھا جنگلے سے [illegible] تماشے کے گوٹ کا
[illegible] ایک ہمین بہوٹ پہوٹ کا
[illegible] گوٹ کا
[illegible] کا
[illegible]

انشا [illegible]
[illegible]

زاہد [illegible] مولا کی [illegible] پاتا
[illegible] آپ مین
خوف [illegible] اپنا [illegible]
چلنے کو تو [illegible] وادی وحشت مین
[illegible] کہاتے اور کہا [illegible] لیکن

[illegible] نہین پاتا
[illegible] نہین پاتا
[illegible] نہین پاتا
[illegible] کو ئی طلبگار نہین پایا
[illegible] دل اپنا [illegible] یار نہین پاتا

اللہ رے دشمن ہے اے شوخ تو میرا اب / جب مجھکو تو پاتا ہے ہتیار نہیں پاتا

گو روپ بدلتا ہے ہر روز نئی انشا
صحبت میں کبھی اوسکی پر بار نہیں پاتا

غلام میں تو ہوں اون صاحبوں کی کھیچ کا / بڑی تو دھام ہے اوس پر چبوترہ کھیچ کا
جو لوگ پچکی سے ہوں اونکی پیچ کی نہ کچھی / کرو معاف کہ آئین ایسی ہی وضع کی پیچکا
عبث نہ آنکھ تو پلک سی مغز کہا اپنی / کہ آشنا نہیں میں اسطرح کی پیچ پیچ کسکا
سمند ناز پہ وہ شہسوار جو نکلا / تو غل سا مچ گیا بازار بیچ بیچ کا
لچک سی آگئی ہے شاخ گل کے شانہ میں / خدا کے واسطے اپنی کمر کہ نسبت لچکا
نہ جھوٹ موٹ گواہی دلائی مجھسے / کہ کہنے والا ہوں تھہ پہاٹ میں تو سچ سچکا

جو خوب سوچو تو ہے نام جسکا استغنا
وہی تو اصل ہے انشا ہزار لاکھ کا

ہوا ہے اشک علی با فراغ کا بیٹا / تو کیوں نہ کہئے پھپھولی کو داغ کا بیٹا
نہ جھونک آہ کی شعلہ کو مار ہیں آتش / کہ ہی بڑی ہے یہ مہتاب او چراغ کا بیٹا
مثال عیسی مریم مقابلہ نے کیا / لباس عکس میں پیدا چراغ کا بیٹا
نہ پیہ سر بنا کر جو شیشہ باید ہو / خفیف عاقبی عالی دماغ کا بیٹا

حباب بادہ کو کیونکر کہی نہ پیالہ انشا
کہ ہے یہ شیشہ کا پوتا ایاغ کا بیٹا

مجھے کیا ملایک عرش سے مجھی عشق ہی ترا ای خدا / بہت اونکو لکھوں تو والسلام علی من اتبع الہدی
اری ای جنون جہان گشتہ مجھی اوسکی تاب سحر کہ را / یہ ترا ہی تو سن شوق ہے اسی اپنی اب کہیں کودا
دل قیس کیونکہ نہ غش کری سنی آہ جبکہ وہ صد ہزار / کہ وہ اوسکی لیلی ماہ وش ہوئی اور شخص سے کدخدا
تری آنکھ سے ہے مجھی خطر نکر اسطرف سی بس اب گذر / یہ دمی عشق کچھ ہی تو خدا سی ڈر یہ بری دلکو ابھی نہ کر گدا
نکسی کے ساتھ دلا انکھ سے حرم اور دیر میں مت بھٹک / در میکدہ سی ہے مہر شک نہیں تجھکو یہ بھی وا شدا
مجھی آفت آئی تو کہئی کہ گناہ یہی میں بہت کئی / مجھی ایک گشتی بادہ دو اری ای جہان کے ناخدا

وہ اتفاق سے بھلا سو گیا کہ پاس میں نہیں انشا
کہیں انشا ابھی یہیں تھا ابھی آنکھ [illegible] کر دیا

دل ستم زدہ کو تیا بیون نے لوٹ لیا
لبانی ایک سنائی جو میرا انجھ سکے
یہ صبح لالہ زر و نسیم ست بیسلے
صبا قبا پہ سلے بہت اور کسی یہ نسب

تھا ہی قبا کو وہا بیون نے لوٹ لیا
تھا دل زرہ کو تیا بیون نے لوٹ لیا
کہ کہ وہ دشت کو سیراہیون نی لوٹ لیا
زنانہ قدس کے اعدا بیون نے لوٹ لیا

کسی طرح سے نہیں نیند آئی انشا کو
وہ سی خیال سے تیرا بیون نے لوٹ لیا

اٹھا [illegible] نہیں [illegible]
آج [illegible] حکم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

روکا آپ نے یہاں اور یہیں اکھاڑ دیا
ایک [illegible] الگ اور ایک [illegible] اکھاڑ دیا
یہاں تک [illegible] طرح ویسے ہی [illegible] دیا
[illegible] تھا سو نہیں اکھاڑ دیا
میری [illegible] اکھاڑ دیا

سے زمانہ [illegible] اپنے غلام انشا کا
آپ رکھیئے یا حضرت [illegible] دیا

ہوا [illegible] قاف کا جوڑا
[illegible] میں [illegible] دروان [illegible]
[illegible] کا عکس [illegible]
کہا سب کھینی والون نے [illegible] صاحب
[illegible] جو مخلوق [illegible] آگے [illegible]
[illegible] بہار [illegible] سواریاں اور تو کچھ ہی
کہوں کیا اوسکی میں باتیں غرض سیر تو جانب میں
نسبت ڈھونڈھا نہ پایا راج میں ہر لونگ کی لیکن

کہ وہاں پریوں کی ایک قسمہ [illegible] انشا کا لیا
[illegible] وہاں بھی [illegible] کا جوڑا
حیثیت [illegible] ان لوگوں کی [illegible] کا جوڑا
تیا پہنا جب اون کی مخمل زربافت کا جوڑا
نہیں وہ آئی لوٹ ہی اور بڑی [illegible] کا جوڑا
نہیں ہم پاس صاحب کے کذاف ولاف کا جوڑا
زمانہ میں نہ ہوگا کوئی اس حراف کا جوڑا
کہیں حضرت سلامت آپ کے انصاف کا جوڑا

مشابہ ہی اوسی گیسوی ای لیلی ترا مجنون
بنا جسکی لئے ایک تاش کے موباف کا جوڑا
کہان یہ بال پیشرو پر سمجھہ جسکے پر چھائین
کہ ہی پشت شکم آئینہ شفاف کا جوڑا
بغیر از چہرۂ یوسف کہ تہا وہ ماہ کنعان مین
نہین کوئی جہان مین تیرے روی نہان کا جوڑا
یہ تنی سے جو بڑکنی اگر چڑہ جای دہب پر تو
کبھی عکس روپے سی گنیش جی صراف کا جوڑا

رہیگا چار سو ستر برس انشا زمانی مین
کہ اوسپر سبح رہا ہی عین و شین و قاف کا جوڑا

جو بھیجا ابر کو دریا نی نا دریاٹ کا جوڑا
تو وہ ٹان بجلی نے طوفان اوڑہی لہر کہاٹ کا جوڑا
یکبیک کوئی جھمکی بدلی مین دکھلائی نہین پڑتا
نظر آتا نظر ہی تو کھلی کہاٹ کا جوڑا
نہ ہاتہہ آیا جو جوتا ٹاٹ باٹے اور جھلکی کا
تو پہنا ایک صاحب نی فرنگی ٹاٹ کا جوڑا
مڑوڑی فوج انگریزی نی وہی ایک ایسی بنی مل کے
کہ رہی کٹ گئی ملکر کے لوٹا جاٹ کا جوڑا

کسو نہد و بجہ کی یاد مین انکھوتی ہی انشا
نکلتا ہے بڑا جو الا کھی کے لاٹ کا جوڑا

چمک کر رات کو کرجا یہ برق و رعد کا جوڑا
کہ سمجھا ہم دگر ہے موتی ٹل ذلعد کا جوڑا
گریبان ہی نہین جو جس گیا تہا جامۂ کعبہ
تو وہان قیتون کر موباف اونکی جعد کا جوڑا
وہی یا بچھڑ ونکو بھی ذی حجہ تک شاید ملا دیوے
ملایا جن نے ہی شوال اور ذیقعد کا جوڑا
معاذ اللہ دشمن ہو کوئی سادات کا ہووے
یقینا وہ تو ہی دنیا مین ابن سعد کا جوڑا

فقط امید رکہتی مین نہ خالی یاس سے انشا
کیا پیدا خدا نی ہے وعید و وعدہ کا جوڑا ۱۲

نہ کیون ہو جیتے دیدہ اہل عزم کا جوڑا
الفت کے ساتہہ ہی وہان گتھہ رہا ہی جرم کا جوڑا
نکال آواز ایسی گڑگڑا کر اے میان ساقی
کہ ہوا بر سے سلفہ کی تیری بزم کا جوڑا
جو کچھہ یہان تہا تی دلمین سو بس کر اٹھیئے دلوین
کہ ہے مشہور یہ با تو نہین عزم و حزم کا جوڑا
صبا نی چادر گل کے بدل ایک گور مجنون پر
بنا کر رکھدیا گلہای شمع بزم کا جوڑا

زرہ داؤدی انشا خود بکتر داستانی ہان

یہی مردہ نکو او ترا عرش پہ بھی زمزم کا جوڑا

ملا آیہ مین اس وجہ سے سحاب و برق کا جوڑا | او نہین پر سیج لیا سو التیام و خرق کا جوڑا
نہین ہے صوفیونکی بات خالی خرق عادت سے | کہ کرتے کار عدنی اقسام حرق و غرق کا جوڑا
یہین الولہ کو کہیدا الہی تا ابد قایم | یہی ایک رہ گیا ہے شاہ غرب و شرق کا جوڑا
لیا ہے سینہ تارونکا فلک نے آتش گل پر | یہین کر جب وہ آیا خوب زرق و برق کا جوڑا

ہماری سر پہ انشا سایہ ہو ایسے ہی وین کا
ہو طاوس گردوان جسکی تاج فرق کا جوڑا

ہوئی جب لیلة القدر اور سنہ پہ جمعہ کا جوڑا | چھپا یا لوگون نے ناحق مین قبل و بعد کا جوڑا
ہوا او بر لی کل تیسوین کا چاند وصلا نا | پڑا ظفر و ان پہ سوال بزدی قعد کا جوڑا
زحل طالع رقیب اور آپ اوسکی مشتری مردم | بندھا ہے جیسے دو نجم نحس و سعد کا جوڑا
پڑا ہے تا ہی ان آنکھونکی کعبے کے نیا پسے | ہمیشہ بلا پرق ہی وعید و وعدہ کا جوڑا
کہین ہے شاں ماف ایسا جو جاڑوان تک چلا دیکا | ہمین ایک اوس صنم کے موہی باہم جعد کا جوڑا

ہمین اور اونکو رات انشا بہم دیکھا تو شرما کر
رہا چھپ ابر کی دامن مین برق و رعد کا جوڑا

ق

یہ مت مانگ کے ایسی کسی کم ظرف کا جوڑا | کہ بچ بجلنے کی صورت بن رہا ہو حرف کا جوڑا
بندھی خون سر فرہاد کی ٹکری کی تھی یہان جب | عبث لوگون نے قصہ سرخی شنجرف کا جوڑا
ہوا تحصیل فارغ شیخ اوسکی دام مین آیا | جہان جب قسم کا تھا اسم و فعل و حرف کا جوڑا
لو اپنی جی مین یہ ہی جو رجو آئی سکے لینی سے | اوسی پہنا وین ایک اوراق نحو و صرف کا جوڑا

کمی کیا ہے عید معنی سے کہ اپنی پاس ہے انشا
قیامت ایک شاہین نگاہ ظرف کا جوڑا

لیا چھین ابرو و مژگان سی عام و خاص کا جوڑا | یہ ہی وہ چشم سعد ابن ابی وقاص کا جوڑا
نا حق سمجھی لوگو ہر شب تاب ہاتھ آوے | یہان موجود ہے یہ غوطہ غواص کا جوڑا
نکلتے عیش صوفی حال کرتے وہان جو بل جاتا | بہم سیمرغ قاف و قفقس رقاص کا جوڑا

نہیں ہم فن کو باہم دیکھ سکتی لوگ یہ پیچ ہیں
لگا اتما ہی سے تو لا یجب القاص کا جوڑا

اجی دیکھو کہ جب تم آرسی مصحف تو وہاں انشا
پڑہی گا سورہ الحمد اور اخلاص کا جوڑا

جو امر سے ملا تا کون بیان اعراض کا جوڑا
حفاظت بحر و بر کے تب تو سونپی جا قدرت سے
قضا قی خارجی کے واسطے ہوا کے بھیجا ہی
غرض سے حرف کے تکرار کی جن نے تو وہ بولا

یہ بھی باندھا ہوا ہو و مبدع فیاض کا جوڑا
نہ بھی جب خضر اور الیاس سے مرتاض کا جوڑا
عجب ایک رسیمان پنبہ امراض کا جوڑا
یہیں آئی ہو تم تو اطلس اغراض کا جوڑا

اترا اور بہت یہاں تک ہو کہ میرا کاٹ پڑا دل نے
مجھے بھیجا تو کلکتہ سے ایک مقراض کا جوڑا

وہ دو زلفیں نہیں ہیں ایک کالی ناگ کا جوڑا
نہ کیونکر ہن کے بن سونے کی چھو لونگی نظر آویں
انہیں کیا نعمت الوان سے جنکو عرش سے اوترا
ہمارا جہ جہاں چلتے تھے موتی ہنس کے جوڑے

بنایا جن سے فنکار رکیہ حق نے آگ کا جوڑا
جو جنگل جی سے جوگی آپ لیویں بھاگ کا جوڑا
یہی ایک جو کی روٹی اور اوبالی ساگ کا جوڑا
وہاں کا اب شتری سا کرنا ہی کاگ کا جوڑا

لگا دی زور سے اس جنگل کو لبل پلٹ وہی موہن
یہ ڈھریت تھر کچھ انشا نے دیپت راگ کا جوڑا

گیا بہت جنگل ہی میں بیابان گرد کا جوڑا
شعاع مہر اگر زعفران کے کھیت پر جاوی
سیاہی سوزن مژگاں سے تیری قیس نے لیلے
سبار کباد گاتی ہو بسی ٹکرا کی تیشہ نے
لباس خاک میں جو دو بگولی لڑ گئی شاید

تو ملا یا باہم دو نوں کی آہ سرد کا جوڑا
نہ ہو دی تو بھی دو عاشق کی روئی زرد کا جوڑا
گلابی ریشم رگہای برگ ورد کا جوڑا
شہانا جب ہوا فرہاد غم پرورد کا جوڑا
یہ دو ور دھین تھیں پہنا تھا جنہوں نے گرد کا جوڑا

لکھا رکھیں ہیں حسب المدعا دو عرضیاں انشا
ملاکر وقت تو سونپیو سے یہ فرد کا جوڑا

نہ امی زاہد پہن ہوا کے موتی سوت کا جوڑا
کہ او تیری گا تجھ استبرق لاہوت کا جوڑا

بنبع پوشی گردونکی ستارون سے عبث شیشے / نہ نکلا وہان تو تیری حقہ یاقوت کا جوڑا
غزالان حرم کی فوج کا سرخیل ہو لیکن / کہان قیس شی نام تری ہے موت کا جوڑا
تمہاری بطخی اور بطخ کے نعل کرنیکو سن لیوی / نہ دیکھا جن نے مینا ب تلے کے بہوت کا جوڑا

تعالی تری انشا اگر دونو سخن جادو
تو باہم لڑ پڑے ہاروت اور ماروت کا جوڑا

صنم خانہ مین جب او بابت ناقوس کا جوڑا / لگا تھا کرنے آگے نا چنے طاؤس کا جوڑا
جو سوتے ہین وہ راتونکو تو کیا کیا سیر کرتا ہو انشا / سہرانی نار سکے پاس ہی کوئی فانوس کا جوڑا
نہ سمجھے کہکشان کا عکس دریا مین ادہر دیکھو / کہے ہے یاسیاہ مالا یا بوس کا جوڑا
کرام کاتبین کے شکل کا اونکی طرف سے دین / لیا ہمراہ بات اپنی ساتھ ایک جاسوس کا جوڑا
رصد جو تارون نے تاک دل انکو درسی باندھو / ستارے جانتے ہین اسکو بطلیموس کا جوڑا

ہمارے سور جھل پر لوٹ تن با ہاتہہ انشا
کہی بھتے کہ ہے یہ جیر گنگا دسن کا جوڑا

نہین مجھ پاس اے پری تری کہٹراگ کا جوڑا / تری مین کنول سلی ہن جہوڑ دے لگا ناگ کا جوڑا
یہ خاصیت ہے انکی آنکھونکی جون آتشی شیشہ / کسنے ہم کہین دیکھا بہی اس اوڑ لاگ کا جوڑا
اڑ ہی سل کوئی گینڈا ہو وہ ہی سے آپ سے ٹکر / کہ جوگی جی یہ جوڑا ہے اوسکے کہاگ کا جوڑا
مہادیو اور تری جوکیلاس سے اپنی جٹا دہلے / تو شاید بن سکے اس جوگ کے بیراگ کا جوڑا

بہکا جاتا ہون سوز عشق کے گرمی سے اے انشا
خدائی کیا بلا یہ دل بنا یا آگ کا جوڑا

تراقی کا یہ جمنا اوس پہ ہی ناتش کا جوڑا / کہ اوڑ لاگا فلک پر طائر شاباش کا جوڑا
ملا ہی آپ نے جیون تو سہی دلکی کہہ بیٹھے / یہی تھا پاس اپنے اس نگاہ فاش کا جوڑا
پڑا کرتا ہی جس بشن آئینہ کو جب دیکھے / کہان ہے کوئی تیری عاشق جانباش کا جوڑا
ہوئی ہے روح عیسی و کوہکن باہم گرایک جا / قضارا ہو گیا ہے نقش وقلاش کا جوڑا
بھلا جو مرد افیونی ہوا وسکو ہو کیا سمجھے / کفایت میکند بلدانہ خشخاش کا جوڑا

جو دیکھا وہاں ہاتھی ہی بڑا از گست میں ہو کوئی
تو ٹھہری رائے کہ نیلا اُس تمہاری لاش کا جوڑا

وہ قمری سرو پر جو بولتی ہے اندر تو یا اوسکے
نیوا اٹھا ایک جہانا لعل کے فراش کا جوڑا

کسی جوگی نے چھومنتر سکھایا ہے مجھے انشا
ابھی پیدا ہوں میں چٹکی میں اپنی ماش کا جوڑا

کہیں کچھ جو ہوا دیکھا جو ایک سرخاب کا جوڑا
تو ڈر اہین مارکر رو یا بط گرداب کا جوڑا

نہ آنکھیں تر ہوئیں فرہاد مسکیں پر جو شیریں کے
تو نکلا ہی ستون سے پھوٹ کر سیلاب کا جوڑا

گھٹا ٹوپ اوس پری نا لکی کا کچھ ہوا اوچھا
تو پاٹ ایک اوسمیں لیکر چادر مہتاب کا جوڑا

بہت پرواز پر ایک دیکھی سنتے ہیں آیا ہی
پر اپنی دم میں کوئی اوسنے کیا سرخاب کا جوڑا

ق
وہیں سوزش نہ ہی یکبارگی جو چاہ میں ڈوبے
جنہونکو لیگیا وہ مار صعب آب کا جوڑا

اونھیں فرہاد یونکی ہیں یہ آنکھیں اشک آلودہ
سپر تیرا دون نے جنپر طوطیا دولاب کا جوڑا

ق
نہ لگا کہا سے ہرگز آپ کے گذری ہی جاں ہیں
بڑا جھپکا کری گو مہر عالمتاب کا جوڑا

کہیں تو شال کا بوٹا کہیں زربفت کا ٹکڑا
کہیں اطلس کہیں پیوند ہست کمخواب کا جوڑا

لیے انشا لوہی دو ہزار اوٹلی لبو نسی کل
دوگانا دیکی سید ہی ہاتھ میں عناب کا جوڑا

نہیں ہے کیا بندھی تیری رخ تمناک کا جوڑا
کہ ہے وہاں کان آنکھ اور موتنہ نباشناک کا جوڑا

سحر کے موتنہ سے مل دیگی بہبوت اکسیر کا اکر
بگولا گر جو آتی ہیں پہنی خاک کا جوڑا

سمجھا ہے دختر رز سی پری نے آج ای ساقی
عجب ابریشم رگہا ہی برگ تاک کا جوڑا

ہزاروں ڈہب کے پاس اس سے پیہم ڈہلتی جاتی ہیں
نہو کیوں چرخ گردوں ای کلال اس خاک کا جوڑا

یہ نکلیں ایک افیونکی آنکھیں گو دسے باہر
کہ لالہ جی نے دیکھا کاسہ تریاک کا جوڑا

اوٹھا دم ہنہناتی ہے نسیم صبح کے گھوڑے
اسی کرتبی اپنے توسن چالاک کا جوڑا

قیامت ہی او بسا ہیں جو تلوں تجھیں ای انشا
کہ ہیں وہ دونو آنکھیں گردش افلاک کا جوڑا

لی یار ہی ستے جو شہر تال کر کے رکھہ کا جوڑا
تو تا بنی سر جی او کہیں کوٹی تو ہی لاکھ کا جوڑا

تصویر نے تری ایک دم جو پا سو تو انکو دکھلائی ۔ ہوا سا دن بھی اونکو بیٹھا اور میانہ کا جوڑا
نہیں کچھ بھید سو خالی یہ تلسی داس جی صاحب ۔ لگایا ہی جو ایک بھبوت سی مٹی آنکھ کا جوڑا
بیٹ گر کشن جی سے پا دہکا یوں نہیں سنگ سنگ ۔ ملا ہے چاند سے ای اوا ... ماتھے کا جوڑا

یہ سچ سمجھو کہ انشا نے جگت سیٹھ اس زمانہ کا
نہیں شعر و سخن میں کوئی اوسکی سانجھ کا جوڑا

جس شخص نے کہ اپنی نخوت کے بل کو توڑا ۔ راکھا ایسا اوسنے گویا جبل کو توڑا
اپنا دل شگفتہ تالاب کا کنول تھا ۔ اوس ... ظالم نے ایسے کنول کو توڑا
تولی تلی کھڑا تھا دیکھا جو ... آتے ۔ ... کرکے اونچا ... ایک ہیکل کو توڑا
تھا ساعت فسردگی دل جیب ... ۔ کیا ... گرنے سے اسکی کل کو توڑا
دارا جمشید کیا کیا تجھ سے شکست پائی ۔ اے چرخ تونے کس کس اہل دول کو توڑا
مجلس ... یار رو دہ لالچی کب آیا ۔ ... ترمزے کا جسکی اپیل کو توڑا
آنکھوں نے اپنی آنسو کچھ ایسے ... ۔ فوارہ کی ... جیسے ... کو توڑا
سینے سے ہے جس دل تو ظالم نے آج ہی ... ۔ پڑ جائیگا ... اسکا کل کو توڑا

احوال نوش اوس ... انشا بیان ...
اوس ذات بحت سے ... کو توڑا

کیا کہوں احوال تیری عاشق بیتاب کا ۔ اشک جو ٹپکا سو گویا قطرہ تھا سیماب کا
دیکھتی آکر جھگڑا جادر مہتاب کا ۔ لہریں لیتا ہے سمندر عالم سیماب کا
تھی جو کمبل پوش اونکی ساتھ کیا تذکرہ ۔ صاحب شال و سمور و قاقم و سنجاب کا
سوزن عیسی سے دم کرنے لگی ... ۔ یہ ضمیمہ رہ گیا تھا عالم اسباب کا
کوئی سفلہ بڑھ چلا حد سے تو یاروں نے کہا ۔ ایک یہ بھی جوش تھا برسات کے سیلاب کا
لطف ہر شام اودھ کا دیکھے جا کر دوستو ۔ ہو جو فیض آباد میں نوکر میاں داراب کا
نعرہ ہو سی کیجئے زلزلہ سا ہو گیا ۔ حال کرنا ہمنے دیکھا مسجد و محراب کا
اس شہوت سے ہیں یہ شیخی کسقدر ہیں شیخ جی ۔ توند تم اونکی نہ سمجھو ہے یہ مٹکا راب کا

اور بھی پرواز اگر منظور ہو تو زر ابرا
لگا منہ سے لیجے دم میں اپنے پر کوئی سرخاب کا

بکھیہ لیجے ہاتھ دھر کر اس مرے سینہ پہ آپ
گر نہ دیکھا ہو تڑپنا ماہی بے آب کا

کیا ہے پچتا ہے یہ صاحب رنگ کا آیا تغیر
اور ابھی ظالم یہ ڈھیلا پائچہ کمخواب کا

و نالہ و آہ و فغان سے ربط ہے جنکو مدام
غل مچانا کیون نہ خوش آوے وہین دولاب کا

مانگتا ہے یہ دعا آٹھون پہر انشا سدا
یا الٰہی بول بالا ہو میرے نواب کا

ان کی یہ سردی پڑی ہر ایک تارا جم گیا
کاسہ سیخ برین ساری کا سارا جم گیا

چاہ سی ملکہ ہی کو اوسکی دیکھ گرد اگرد بھی
چار چار انگشت سے جکا کنارا جم گیا

کیمیا کا شوق تھا جنکو اگر کرتے ہوے
تھا جہاں تک شہر مین موجود پارا جم گیا

سرد مہری سے زمانہ کے نہ پوچھو حال کچھ
او کہون جو آہ سے نکلا شرارا جم گیا

آنجو رہی برف کی انشا کو بھیجے آپ نے
اسکی یہ معنی کہ لو تحفہ تمہارا جم گیا

ردیف الباء

غزل بر مصراع طرحی حسب الحکم جناب عالی متعالی

دل لگی سینہ میں سینے پھر یہ کیسا اضطراب
مرشی یہ بھی کیا اپنی نہ دلکا اضطراب

کیون پڑی تھا لگین یہ آنکھین آنسوؤنکی بوچھ سے
ہے دل صد پارہ گو سیماب کا سا اضطراب

رو سکا یہ حال ہے یہان قافلہ سے بچھڑکے دل
کر رہی ہو جسطرح محمل مین لیلا اضطراب

پوچھتی کیا ہو کہ تیری دل مین کیا ہم مجھسے کہہ
اور کیا یہان خاک ہو گی جوش پر یا اضطراب

دم لگا گھٹنے ابھی بد مین کیا کہون کل رات کو
تم نہ آئی تو کیا یہان جی نے کیا کیا اضطراب

کیا غضب تھا یہان کر دلیوار آدھی رات کو
دیکھ ہم سی میرا کوونا اور وہ تمہارا اضطراب

تھا وہ دختر کا پھر مزے کے ساتھ صدقہ اوسکی جی
پھر کری اپنی نصیب اللہ ویسا اضطراب

اوسکی چاہت مین جوانی اپنی جو تھی چل بسی
ہے پر اتنک جسکو ایک جیسی کا تیسا اضطراب

پیر و مرشد کا یہ مصرع حسب حال انشا کی ہے
مرشی پر بھی گیا اپنے نہ دلکا اضطراب

زلزلہ لایا ہے جسم مضمحل کا اضطراب
نکہت گل سے پری کو کو نہ کیونکر ہے
کرکے کچھ تقصیر اونکی بڑھ گیا دین تو
عشق وہ پہل ہے کہ جسکی تخم میں اثبات ہے
اونکی ہم صدقے شتابی جسنے پانی کرکے خلط

مرشی پر بھی گیا اپنے نہ دل کا اضطراب
تھا تو کہا یہ ہوا سے معتدل کا اضطراب
بول اٹک دیکھو تو اس نا منفعل کا اضطراب
بیخودی ہے سنو اوسکا اور حیا کا اضطراب
آتش تیز و ہوا و آب و گل کا اضطراب

یاد میں انشا وہ تیری ہو گئے آنکھیں تجھے
اور تنہائی میں اوس یہان گسل کا اضطراب

جھٹ پٹ جیسا کہ شنے جو منہ کو ارشد ب
ایک سن گا پیر جو صورت شیرین نظر ہے
سنہ لکھو اور بات جو کچھ ہو تو آئے
لیلے سنلے آکے بن میں مجنون سے یون کہا
ایسا نہو کہ خون سیکا ہوا ندون
جلدی خبر ہو میری کہ ہر زخم دلکی آج
دیوانہ تو کہو مجھی مین بہی آنکی سال
پھولونکی گیند مجھکو تو جھٹ مارے بیٹھنے
اور اپنی باہے چوٹ بچا جائے واہ پھرے

جو کہ نسیہ گرگ رات مین کہان بچیں
ہم نے ستون کا دیکھ کر رونے پہاڑ
گلشن مین ایک کنارے ہی چھپا کا
گیا آپ نے پسند کیا ہے اور جا خوب
رستے لگی بستہ در یہ تری [illegible]
دست جنون کی ڈالی مین بہا اور کہا خوب
لاتا ہون کیا [illegible]
کرکے فتنا اور بہتے [illegible]
کہا آپ نے انگلی سے کہکے

انشا جو اوس سے کہا تو منہ نکالو شوخ
اچھا جی اچھا جانے سے پیٹ نکالو جب

پھر اپنے آنکھوں میں اوس زلف عنبرین کا سانپ
کیسے جو دیکھ کسکی تھی نیچی پھرا
پلا کی زلف نہیں سینے کی تھی لپٹ

ٹسوے اشک بہا آستین کا سانپ
تو لوٹا گیا آج یا سین کا سانپ
گھر پھر گیا سے بیان پہ ارے آستین کا سانپ

تک اوسکی سر منہ دبنالہ دار پر کرد میان — کہ ہی یہ نرگس شہلاے نازنین کا سانپ

لٹ اوسکی بالونکی غصہ مین تک جبین پر بھی — نہ ایسا ہوویگا صحراے ملک چین کا سانپ

مگر وہ زلف مددگار چشم تھی کہ مراد — ڈسی ہے دل نگہ سحر آفرین کا سانپ

عمامہ والون سے ایدل تو بچکی نکلا کر — کہ ہے یہ شملۂ زہاد راہ دین کا سانپ

شب فراق تو ایک تھی ہی اژدہا تمثال — ق — کہ تھا خیال مین اوس جعد عنبرین کا سانپ

صباح کفچۂ زرین آفتاب کو دیکھہ — کہا یہ سینے پہ کافر نہین زمین کا سانپ

نگل ہے سینے کو نکلا ہے غار مشرق سی — یہ ہین نکالتی موسے چرخ چارمین کا سانپ

پھرا سیہ ایسا ہی مطرب نی جو گیا گایا — کہ بن گہرا ہوا ایک آہ آتشین کا سانپ

عصای حضرت موسی ہوا ہے آہ انشا
کبھی کرے جو کہین قصد میرے کین کا سانپ

بنا کے چھوڑون جو افیون کا شراب مین سانپ — تو صاف آوے نظر جرم آفتاب مین سانپ

ہماری آنکھون مین ساقی بغیر برق نہین — یہ کیسی ہے نفس آتشین سحاب مین سانپ

اولٹ کی چوٹی جو کنگھی شب اوسنے انکا دی — تو سر پٹک کے پڑا سخت پیچ و تاب مین سانپ

ہلی ہے آئینہ مین اس طرح وہ زلف سیاہ — کہ لہرین لیوی پڑا جیسے سطح آب مین سانپ

یہ بال دہوتی ہین کسنے کہ عکس سوجہ آب — مجھی دکھای ہے ہر کاسۂ حباب مین سانپ

سمجھہ نہ حلقۂ کاکل مین کان کا موسنے — کہ من نکال کے بیٹھا ہے ماہتاب مین سانپ

دلا نہ اہل زمانہ سے تو معانقہ کر — کہ ہے نہفتہ گریبان شیخ و شاب مین سانپ

خیال اوسکی لٹو نکا نہ کیون بسے دلمین — پھرا کرین ہین ہزارون دہ خراب مین سانپ

کسیکی زلف سیہ کی جسی چڑہی ہو لہر — تو کیون وہ چونک پڑی دیکھہ دیکھہ خواب مین سانپ

ہزار ڈہب سے مضامین مین باندہ ڈالی ہین یہ
پڑی ہین ہاتھ سے انشا کی ایک عذاب مین سانپ

ردیف التاء

نہین چاہیے شرم اتنی بہت + کہ مجلس مین بن بیٹھے جیسے بت

نباتی ہین ہم تمکو کیا شیخ جیو ذرا آنی دیکھی تو ہولیکی رُت
ہم صبر و شورش سے کیونکر سہین کہ یہ کم سے کم وہ بہت سی بہت
کنور جی بھی ٹھاکر کے ایسے ہی ہین ہنومان جیسے مہیشر کے ست

غزل لکھہ اب انشا تو ایک اور بھی
کہ یہ قافیہ ہین انوکھے اچھت

ہمین اوس صنم سے ہے الفت بہت جبھی جھکی سجدہ کو تہرے بت
نہ لہرا ہی کیونکر ہوا سے جنون کہ ہے شورش افزا یہ ساون کی رُت
مہاراج جی سے تنے یہ سچ کہا جنہین ورشہ بات مین آنہین دن کی گنت
کہی ہے اونہین دیکھکر راجہ اندر یہ لجیات ہین تستین داان کی دُہت
پری بھانسی تبخانہ کے برہمن تری بت کو رتنہ تری سونہہ کو بت
کوئی بہونکی ناحق جو کتی کے طرح تو دو تکار دیجی اوسے کہکے دُت

بیاد خلیل خدا ہے و و و و
جڑا لات و عزا کو انشا نے پت

کعبہ سے کیا ہمنے جو آہنگ خرابات کیا جانے خوش آیا ہمین کیا رنگ خرابات
آتشکدہ ہے ہر شرر سنگ خرابات جھلکے ہے غرض اور ہی کچھہ رنگ خرابات
سب ٹوٹ گئی جام و سبو ساغر و مینا تھا گرم یہ شب معرکہ جنگ خرابات
ابھی پیر مغان آئینگی کا شوق سے ورنہ مستانہ چڑہا کر قدح بناسے خرابات
گر راہ حرم مین نہ ملے آہ کرون کیا مطرود صنم خانہ ہون مین تنگ خرابات
گر شیخ سنے نغمہ لبیک کو بہولی آواز نی و بین و دف و چنگ خرابات

اے سلطنت عشق مبارک تجھے انشا
ہے زیب دہ شاہی اورنگ خرابات

کچھہ اشارا جو کیا ہمنے ملاقات کے وقت ٹال کر کہنے لگی دن ہے ابھی اسکو د وقت
سر سیری آپکی تشریف لی آنیکا معمول مین تو تب جانون کہ آ جاؤ کبھی کہانے کے وقت

غیر سے کرتی تھی آنکھوں میں ابھی باتیں تم | ہم بھی آ پہنچے ہیں کیا عین اشارات کی وقت
گرچہ ہی میں وہی کی تو بہت ہے سانتے | بھول جاتا ہوں ولی تیری ملاقات کی وقت
وہی خاطر میں جتا آپ پھر ا کیجیے یوں | پاس اس بندہ کی آ بیٹھیے برات کی وقت
کیا کروں پاس ادب سے ہوں نہایت لاچار | ورنہ کچھ اور ہی سوجھے مجھے خلوات کی وقت

موسم عیش ہے یہ عہد جوانی انشا
دور میں تیرے ابھی زہد و عبادات کی وقت

مدت کے بعد آئی نظر خیر و عافیت | کہیئے مزاج کے تو خبر خیر و عافیت ۴
گر نکہت بہار سے ملنا ہی پوچھیو | میری طرف سے باد سحر خیر و عافیت
اوصاف ہیں زیادہ ز حد اپنی آہ میں | لیکن جو پوچھئے تو اثر خیر و عافیت
ای اہل درد حسرت و ارمان کی جو رکے | کی رات کس طرح سے بسر خیر و عافیت

اللہ کیا سرور ہوا انشا ہی بزم میں
ایکبار یار پوچھی اگر خیر و عافیت

جمال و عظمت دادار خالق ملکوت | خیال کرکے یہ کہتا ہوں پہلے ری جبروت
شکوہ و سطوت پروردگار ہے دیکھو | جہاں تلک کہ کری کام یہ نظر کا سوت
محیط میں ہے تمثال جلوہ واجب | اگرچہ آئینہ ممکنات ہے ناسوت
زہی کریم کہ کروبیوں کو جس نے دیا | مدام مشغلہ سیر گلشن لاہوت
ق
حسن حسین کے خاطر سے بخش دیویگا | گناہگاروں کو قصر زمرد و یاقوت
کہ جس میں سینکڑوں حوریں ہزار ہا غلمان | پھر ایک مثل قمر کے بدون ریش و بروت
ہمیں سبحہ سبحان ربی الاعلی | عطا کری جو تفضل سے قدسیوں کا قوت
بغیر اوسکے کرم کے نہیں بن آتی بات | ہزار گرچہ پڑھا کیجئے دعاے قنوت

بیان ذات کے اوصاف کرسکے ہوں انشا
صفات جسکی میں جال عرش میں مبہوت

اون نے لگائی آگ یہ کیا آگ آئی بسنت + | جس سے کہ دل کی آگ او شعلہ جا کی سیفت ۱۴

کیفیت بہار کے تو اوسکو دی خبر | مسرج نسیم کیطرح اوڑ آئی اسی بسنت
ہر شاخ زرد و سرخ و سیہ بحر بار مین | وستے ہین دلگوان کے جون باگ آئی بسنت
موںہہ دیکھو عاشقونکی مقابل ہو رنگ مین | بانہی ہے مجھے کسلئے تو لاگ آئی بسنت
تجھ مین کہان یہ بوقلمونی کہان پتنگ | وشت و جبل کو خیر سے اب بھاگ آئی بسنت

ق

جون تار چنگ چھیڑ نہ انشا کو بات مین
تیر آشنا ہو ہے یہ لعش آگ آئی بسنت

صد برگ گہ دکہاتی ہے گہ ارغوان بسنت | لائی ہے ایک تازہ شگوفہ یہان بسنت
پھر پھر کے گلستان مین مئی عیش و جشن سے | دیتی ہے ہر گھڑی مجھی رطل گران بسنت
تو اوٹھ چلا تو زرد ہوئی سب کے رنگ رو | کل آئی بہار مین یہ ناگہان بسنت +
آئی نظر ہین دشت و جبل زرد ہر طرف | تھی ایکی سال ایسی ہے اسی بوستان بسنت
شاداب نسیم سے سحر ہو کر | کرتی ہے جوش مار کے اب بیکران بسنت
کرتی اختلاط ملایکہ ہون اہل زہد سب | لیتی تو ہی پھر سیر او نہین ہو گلستان بسنت
تیتی نہین چمن مین گھر کتنے تیری بغیر | کرتی ہے اس لباس مین ہر دم فغان بسنت
گر شاخ زعفران اسی کہئے تو ہے روا | ہی فرح بخش واقعی اس حد کو ہان بسنت
گر شوا بنا کے ریش مخضب سے محتسب | جاتا ہی اوس مقام مین جاوی جہان بسنت

انشا سے شیخ پوچھتا ہے کیا صلاح ہے
ترغیب بادہ دی ہے مجھی ابھی جوان بسنت

او ہو سکے فقیر کے صورت | کل سے قدیر کی صورت
سچ چھپے رہتے ہے خاک مین کوئی | تیسے روشن ضمیر کے صورت
نقصہ اگر کوئی خوش آتے ہے | بادشاہ و وزیر کے صورت

کو بیستا سکندر و گوشمت [illegible] | پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیا | تا ہو تجھے عبرت
مستانہ جو مینے قدح رنگ چڑھایا + در عالم وحشت | تب خضر پکارا کہ بشنیا و مرنا + | اب دیکھ طلاوت
ہی جیسن فقیرونکی طرح کھینچ کنگوٹا ہاور باندہ کو ہمت | جا کنج خرابات مین تک گھونٹ سبز الیون کیجی عبادت

اے حضرت عشق آئی سائیں اجی مولا + یہاں کیجے عنایت
ماتھے پہ کھینچ خط الف اللہ کا کچھ + ہو مجھے بستر
میں خاک نشین ہونگا گر وہ فقر اشکیا سمجھے ہو مہمان
گر سیر کناں ہے ہیں جا نکلوں تو بولوں + ناقوس کو سنکر
خوش رہتی ہیں چار ابرو کی تبلا کی صفائی + مانند قلندر
و ر بیش بلا نوش بلا عیب ہیں میاں وست + بینا کیجئے آیا
گاتے ہیں ہم اوسی ہی بہو جھنگی کو ہلا کر + للکارتے تہا تو نہیں

مرشد میرے مالک مرے ہادی میرے داتا + دیجئے مجھے نعمت
تم مونڈ کر و پیر یہ بندہ ہوا چیلا + جی جی کرے خدمت
رومال چھیری لیکے جو ٹک کھینچوں لگے دار اسا کھلاوں کرامت
ان برہمن بتکدہ عشق ہے سردار + تجھسے بہی الفت
نہ ہمکو غم دزد نہ اندیشہ کالا + ہے خوب فراغت
افعی کو سا کر کریں مانیوں کا گہولا + ہیں ایسی ہی آفت
دیتا ہوں ہلا کنگرہ عرش معلیٰ پر کہتا ہوں یہ طاقت

ازاد و ننگی لہجہ میں غزل تو نے سنائی از بہر تفنن
اب اپنی تو بولی کے کچھ اشعار کہہ انشا ہو جسمیں ظرافت

ہے نام خدا اوجھیڑی کچھ زور تماشا یہ آپ کی رنگت
اکھات ایسی غضب قہر بھبن اور جھگڑا اللہ کی قدرت
ہیٹنے جو کہا ہو میں ترا عاشق شیدا اے کان ملاحت
ذریات لگی ہنس کے سنو اور تماشا یہ شکل یہ صورت
اتحاد و تصوف میں جو تہا فرق سو یہاں اصلا نرہا کچھ
پردا جو تعین کا محبت نے اوٹہایا کثرت ہوئی وحدت
تاثیر ہے کیا خاک میں اوس تجدلی کہدی تو مجھکو تو بارے
ہر پھیر کے جو آنکلی ہے یہاں ناقہ لیلے اے جذب محبت
کعبہ کا کروں طوف کہ بتخانہ کو جاؤں کیا حکم ہے مجھکو
ارشاد میری حق میں بھی کچھ ہو ویگا آیا اے پیر طریقت
ہوں پر تو روح القدس اس عہد میں میں بھی عیسیٰ کی طرح سے
یوں چاہیے بیساختہ رہبان کلیسا میری کریں بیعت
آئی جو میری گھر میں وہ غضب رلو کرتے ہے میں مونڈ دی گنڈہی
سونہہ پھیر لگی کہنے تعجب ہے کہ یہ کیا این تیری یہ طاقت

توڑا کرین اس طور مزی غیر ہمیشہ تک سو ہو تو دل مین
ترسا کری ہر وقت یہ بندہ ہی تمہارا اللہ کی قدرت
دیوار چمن پھاند کے پہونچے جو ہم اون تک ایک تاک کی اچھل
ترسان ہو یہ فرمانی لگی کوٹ کے ماتھا اسے وای فضیحت
خورشید چھپا شام ہوئی شیخ جیو صاحب اب دیکھئے کیا ہو
چڑیون نے لیا اکے درختون پہ بسیرا ہون چون کر و حضرت
لی برق کی زنجیر کو ٹک سونڈ مین اپنے اپی ابر کے ہاتھی
سیندور لگا ماتھے یہ اس زنگ شفق کا باعظمت و شوکت
چل اٹھو تکی میلے کی ذرا دید کرین ہم ہے سیر کے جا کچھ
تم بیٹھے چڑھایا رون کی پھر میل رکد داست رعد کی سن دست
تب مخل ہوئی مین جو وارد ہوا زاہد رندون سے لپٹ کر
ڈاڑھی کو دیا اسکی لگا بدر نظونا اور بجنے لگے گت
تب مغبچہ کہنے لگی تک یہ بگونا چور کھہ تاگ یہ اونگلی
اور آنے تجے آلی سے بڑا مانی سو بہر ہوا ہے موسم عشرت
کشمیری معلم کو جو ایک طفل نے تاکہ انگور کے دانے
لاکر دیے اور اون سے کہا کھائیے سوا سے قسم ولایت
لب مین تکشمر کے منقطع ہو یہ بولے شاگرد سے اپنے
چل سامنے سے میری آتا کر نہین لیجا انگور نہین لذت
بیساختہ انگور تاک ہے بر روپیے تجھکو سو کوڑی کے دس ہین
بابا یہ تاکیا ہے یہ جیسا زانٹ ہے اسکا کاناتہ پیسے مت
اب اور ردیف اور قوافی مین غزل پڑھ لیکن سنی سے
تا شاعر و نکی آگی ہو اس بزم مین انشا ظاہر تری شوکت
سنیے جو بلا مین لگی ہم آپ کے چٹ چٹ تو بول اٹھی جھٹ ؛

چل جا ابی ری واہ زبر رو ہو یہ ہی ہٹ ہے سب یہ بناوٹ
ان آنکھوں کو میں حلقۂ زنجیر کرونگا ایسا سے بلا ہوں +
چھوڑوں ہوں کوئی آپ کے دروازے کے جو کھٹ جبتک کھلیں پٹ
مرجاے لہو چاٹ نہ کیونکر ہو وہ کیونکر جو شخص کہ دیکھے
سرخی تری آنکھوں کے اور ابرو کی کھنچاوٹ سرمے کی گھلاوٹ
ہے معدن انوار الہی دل عاشق سو چیو تو عزیزو
اس چھوٹی سے جاگہ میں یہ وسعت یہ سماوٹ اللہ ری جمگھٹ
کیا بیکلی ہے ای یار خدا واسطے آ جا ہونٹوں پہ تمھارے
ایک بوسہ کے صدقہ سے دم جان و دل نثار ملاہٹ مسی کی اوداہٹ
میں روپ بدل اوس کی گلی میں جو ہو تکیا بیٹھے تھے جہاں وہ
سن کہنے لگی میرے دبی پاؤں کی آہٹ ہے ایک تو نٹ کھٹ
تھی گرم یہ کچھ مجلس سے رات کہ ساقی سب کہتے تھے زاہد
ہے توبہ شکن آج صراحی کے غٹاغٹ بہلا رہی جاوٹ
ای واہ ری بالیدگی اور مینی رنگت یہ گات یہ پیچ در پیچ
اور جامہ سبتنی کے وہ پیلکی پھنساوٹ بازو کی گھلاوٹ
مت چھیڑو مجھے دیکھو ابھی کہنے لگوں گی اچھا کیا سے تو نے
چولی مری مسکی ہے ہوئی دامن بھی گیا پھٹ لگ جائیگے یہ پٹ
ہی نور بصر مردمک دیدہ میں پنہاں یوں جیسے کہ شب میں
سو اشک کی قطروں سے بڑا کھیل ہے جھرمٹ اور آنکھیں ہیں پنگھٹ
ای عشق ابھی آ تو ہمارا جو ملکی راجا تو نہ ڈر وت سے ہی تمسکو
کر بیٹھے ہو تم لاکھوں کروڑوں ہی کے سر چٹ ایک آن میں چٹ پٹ
پھرتا ہی سمان آنکھوں میں ابتک وہی انشا سے ظالم ارے کیونکر
پاجسم وہ لپٹ سو کہیں اجالی رکاوٹ وہ پیار کی کروٹ

وہ سیج پڑی پھولونکی مخمل سے وہ تکیے کمخواب کے پوشش
پردہ وہ تمامی سے کے وہ سونیکا چھپرکھٹ اور اونکی سجاوٹ

کھول آغوش تنک اجساد اسیران سے لپٹ
کہ ابھی دہوم مچی ہین در زندان سے لپٹ

یون گئی لخت جگر دیدۂ گریان سے لپٹ
جون جگنی ساون بارش مین چراغان سے لپٹ

تب بھی جانین ہم اے مردمک دیدہ کہ تو
خال کے روپ مین جا لگے رخ جانان سے لپٹ

گریہ چھٹنے کے خبر سچ ہے تو قیدی تیری
خوب سا روئین گے دروازۂ زندان سے لپٹ

دسترس ہو جو مل صد چاک کو اپنے تو ابھی
جا دبی جون شانہ جب اوس کاکل پیچان سے لپٹ

پھر کہانا یہ کنارا کا نہین نقص سکے وقت
کون دلی پھر سکتے ہی گل تری دامان سے لپٹ

باب پنجم کے حکایت جو خوش آئی تو وہ طفل
کھول آغوش گیا اپنے گلستان سے لپٹ

لیگئی وادی مجنون مین جو وحشت ناگاہ
خوب سا روئی ہم اپنا بیابان سے لپٹ

قیس کی روح نسیم سحری کے صورت
لہر لیتی ہے پڑی دشت مغیلان سی لپٹ

غزل ایک اور بھی سنئے ہو تو کہہ ڈال انشا
سر جھکا فکر مین جا اپنے گریبان سے لپٹ

اوٹھ نہ اے دود جگر ابر بہاران سے لپٹ
رعد ہو صاعقہ ہو برق درخشان سی لپٹ

یاد مین اوس قد رعنا کی بھری یہ مین نے جو آہ
وہین وہ آہ گئی سرو گلستان سے لپٹ

دیکھتی ہے اوسی بچہ جی جو پہر آیا اللہ
ہم بھی کیا روئے ہین گل بلبل بستان سی لپٹ

پاسبان چاند رہا تا بہ سحر چاندنی مین
رات جو سو رہے ہم اوس مہ تابان سی لپٹ

وادی نجد مین جو ناقۂ لیلے گذرا
اوٹھ کے ایک شعلہ گیا پای حدی خوان سی لپٹ

بید با تم مین نہ کیون بال بکھیرے اپنے
قیس صحرا مین ہوا ہو جو مغیلان سے لپٹ

ق

تیر فردوس جو مطلوب تجھے ہو اے دل
تو نہ روح القدس دامن رضوان سی لپٹ

گلسوت خاک مین تو کھول کے بازو اپنے
دوڑ در دروازۂ سلطان خراسان سی لپٹ

تیسری اور دھوان دھار پڑھ انشا تو غزل
کہ دھوان جس کا رہے گنبد گردان سے لپٹ

چھٹ گیا ناقۂ لیلیٰ جو مغیلاں سی لپٹ
قیس نے صبر کیا بادیہ بیاباں سی لپٹ

آشنائی ہو کچھ افتادگی ویسے تو آ
اشکِ رخسارۂ طفلاں یتیماں سی لپٹ

دیکھ مدفن کو شہیدونکی ذرا تو رو پڑ
کھول آغوش تک ایک گورِ غریباں سی لپٹ

شمس تبریز ہمارا یہ جگر کا ہے داغ
رہتی ہین جس سبب اوس مہرِ درخشاں سی لپٹ

مولوی روم نکیون نعرہ ہوا نیا کہ وہ چھٹ
شعلہ ہوتا ہی دل صاحبِ عرفاں سی لپٹ

بنسواڑی کی اوپچ ایسی ہی سے گرماگرم
کہ بس ایک آگ گئی ساری نیستاں سی لپٹ

ق

ہمنشین اوسکے ہنسانے کا جو ہو قصد تو او
جھاگ ہو منہ سی نکال اپنی تو باراں سی لپٹ

اوکھڑاتی ہوئی اور منہ کو بناتی ہوئی جب
سانگ لا آج تو تو زمرۂ مستاں سی لپٹ

کہہ بہ تبدیل قوافی غزل انشا ایک اور
ریختی اپنے دکھا طبع سخنداں سی لپٹ

کھول آغوش نہ تو مجھسے رکاوٹ سی لپٹ
اب جو لپٹا ہے تو آ پیار کے کروٹ سی لپٹ

اوسنے سر اپنا دہنا دیکھ شگافِ در سے
کرکے غش رہ گئی ہم اوسکی جو چوکھٹ سی لپٹ

موسم یہ بادہ کشی کی ہے کہ میخانہ مین
مست جاتی ہین صراحی کی غٹاغٹ سی لپٹ

چھن گئی مین مجھے آتی ہوئی دیکھا تو وہ شوخ
اپنی چوکھٹ سی اوچک جھٹ سی گیا پٹ سے لپٹ

شیخ سے عید کو کیون آپ ہم آغوش ہوئی
کوئی جاتا ہی بھلا ایسی بھی کھوسٹ سے لپٹ

جسکو کہتے ہین تراقی کے پہن سوٹا لم
رہ گئی ہی تری چولی کے بھنساوٹ سی لپٹ

پیس ڈال آج تو میری بھی پہونچی لی وسکے
آنہ آ مجھسے تنک ایسی ہی سجاوٹ سے لپٹ

دم سے ہم دونو گری فرش پہ ہمروپ کہ سات
رہ گیا اونکا دوپٹہ بھی چھپرکھٹ سے لپٹ

چوٹ کھا کر نگی سکنے کہ اگر ایسا ہے
ہی گا کھیلنا تجھکو تو کسی نٹ سی لپٹ

رعد کی ساتھ ہی انشا میری نالہ کا وہ روپ
جیسے گھٹ جاتی ہین سہم ڈرون مین ترم وٹ سی لپٹ

چرخ اسی کہہ مت یہ ہر سیج لعاب عنکبوت
ہر ستارہ کو سمجھ چشم ذباب عنکبوت

کمیان بکرتی کی جالہ مین نہ جب جا پہنسین
ہی تو بہی دن فی المثل یوم الحساب عنکبوت

مست ہو کر پھول جاویں کیوں نہ سنتے ہی مگس
سرخی خون مگس سے ہے شراب عنکبوت

مرحبا جرأت کو تیری ای مگس صد آفرین
بل بے بہادری تری اور پیچ و تاب عنکبوت

ق

عالم تزویر میں ہو شیخ جیو صاحب کشف و ذات
مقتدا ہی وہ مرشد عالیجناب عنکبوت

مکھیاں ابھی پڑیں جالا لگی ڈاڑھی سے کیچ
ہے بڑی جی آپ پر یہ سب خطاب عنکبوت

بکلی انشا کو یہ ہے دھیان میں اوس قال کے
بی مگس ہو جسطرح سے اضطراب عنکبوت

کیوں میاں بلند رتبہ ہے سر راہ کی درخت
ہیں کیسی سایہ دار میری آہ کی درخت

جو چھوٹے چھوٹے بو دو لگائی تھی خیر سے
نام خدا ہوتی وہ سر راہ کی درخت

کیوں چتر دار سایہ ہوا دو لگا نہ اے نسیم
بڑی ہوتی جو ہووین کسی شاہ کے درخت

الفت نے کس طرح سے بہم ہو لئے غریب
اللہ کے فقیر یہ اللہ کے درخت

انشا غزل یہ مینے پڑھی جس مکان پر
وہاں سے بھرے جھولی اوگی دواکی درخت

لگی علیل سے ابر دل کی داغ کو چوٹ
پر ایسی ہے کہ لگی تڑ سے جیسے زاغ کو چوٹ

ہماری آہ سے اغلب کہ لگ گئی ہو گی
کسی کے سینۂ دیوار خانہ باغ کو چوٹ

بتا کہ حال ترا کیا ہوا اے نسیم اگر
خدا نخواستہ پہونچے کسی ایاغ کو چوٹ

خروش نعرۂ ہو سے یہی تو دھڑکا ہے
مبادا جا کے لگی جان مے دماغ کو چوٹ

کسیکی گھر کو اندھیرا انکر خدا و ندا
کسیطرح کی نہ پہونچے کسی چراغ کو چوٹ

گری جو وجد سے عشرت کے شیخ جیو تو لگی
کمال شانۂ ملا ابو الفضل الاغ کو چوٹ

ہماری نالہ پر اہل چمن تو بوٹ سے گئے
بلا سے گر نہ لگی گل سری کلاغ کو چوٹ

تصور اسمیں میاں تانسین کا کیا ہے
نہ پہونچی اونکی جو گانی سے کچھ الاغ کو چوٹ

یہ سعی ہے کہیں انشا نسیم سے نہ لگے
شمیم نرگس بیمار کم دماغ کو چوٹ

ردیف الثاء المثلثہ

جسکو کہیے دہن ہو کر ہی مسمّی حقیقت کی بحث — کہ ہمین جانتے ہین اہل طریقت کی بحث
قاضیا ہاتھ پہ لا شیشۂ صہبا تو اوتار — طاق نسیان پہ تو رہنے دی شریعت کی بحث
کر دیا مجتہد وقت کو قائل جھٹ پٹ — ہمنے مسجد مین کل ایسی ہی قیامت کی بحث
بزم رندانہ مین کیا زہد و ورع کا چرچا — شیخ صاحب ہی بہت یہ تو حماقت کی بحث

بو علی سا تھہ کوئی بولتی انشا کو سنے
روز ہوتی ہے بہم اہل بلاغت کی بحث

بیٹھے جہان ہین غیر سب مجھکو بلائی ہو عبث — دل کہ کڑہا کرا اور ہی جسکو جلائی ہو عبث
شکوہ کہ بہرتے مہربان دیکھو ادھر تو آنکھ بھر — اپنے نظر مین ہے سنا ہم سے چھپائی ہو عبث
سیکھی یہ تمنی وضع ہے پیاری عجب ہے اندنون — کہئی کبھی جو بات بھی غصہ ہو جائی ہو عبث
آئی ہو کہکر اوٹھ چلی اونگی ہم بہرا ور دن — کن نے بلایا تھا بھلا یون ہے ہے تم آئی ہو عبث

مہر و وفا کے عہد کو سنتے سب انشا سمجھی
جانی ہے وہ تو خوب سا باتین بنائی ہو عبث

ردیف الجیم

نہ تقیرون کی جان واہی خرچ — او میان آنکی ہین الہی خرچ
سے زر ماہی چند واقع ہے ساتھ — ہے یہ بس تجھکو مرو داہی خرچ
نہ منی ہم اگرچہ اون نے بہت — کی سماجت مین عذر خواہی خرچ
تم سے ہم یون اڑی ہین بوسی پر — مانگتے جیسے ہون سپاہی خرچ

ہین سلیمان کے نوکر اے انشا
کیون نہ اپنے ہون پادشاہی خرچ

نکلے وہ برق نگہ ابروی خمدار کی آنچ — یون کبھی ہلکے کہ بری ہوتی ہے تلوار کی آنچ
انیٹہ تا کیون نہ پہیری وادی ایمن مین پڑا — جسنے جھیلی ہو تری لمعۂ انوار کے آنچ
دوستداران علی سے ہون جو اشخاص انکو — دخل ہے یہ کہ کرے مس لہب نار کی آنچ
ہفت دوزخ کو بجھا ڈالی غرض ہے وہ تپتے — آتش دوستی حیدر کرار کے آنچ

لن ترانی بجواب ارنی کہہ اودھی
تو مجھے دیکھ کے بیہوش پڑی کیوں نہ بہلا

جیب و دامان و بہار تری شعلہ رخسار کی آنچ
خرمن ہستی صفا آہ شرربار سے کی آنچ

پھونک مت مجھکو پری جھمکے رواں انشا
شمع کی لو بھی تری دیدۂ خونبار کی آنچ ٭

امرد معلی ہین تری بس بیدار چار پانچ
جب گدگداتی ہین تجھے ہم اور ... تب
کل یون کہا کہ ٹک تو ٹھہر لے تو بولی آپ
او جانے والے شخص ٹک ایک ٹھہر کی دیکھ لو
صیاد کی خبر کہ دیا چلتے ہین جان ٭
میان ہم بھی کوئی تھر ہین جب دیکھو تب لیئی
چپکے سے تم جو کہتے ہو ہین اپنے آشنا
ہر ایک اون سے شوخ ہے کیا خوب بات ہو
تو اونکو چاہ چھوڑ مجھے واحیدری چہ خوش
ہے کام ایک ہی سے وہ چوچلے ہین سب پڑین
صاحب تمھین نہین ہرگز نہین نہین ٭
میر و قتیل و مصحفی و جرات و مکین ٭

ق

دی ایسی اور حق مجھی اغیار چار پانچ
سنتے ہین گالیان تری نا چار چار پانچ
ہین منتظر سے سر بازار چار پانچ ٭
میان بھی ٹھہر رہی ہین گنہ گار چار پانچ
کنج قفس مین تازہ گرفتار چار پانچ
بیٹھی ہین اپنے پاس طرحدار چار پانچ
شعلہ بھبوکے اور دامان و ہار چار پانچ
لگ جائین تیری ہاتھ جو کیبار چار پانچ ٭
رکھی ہین میری واسطے دلدار چار پانچ ٭
صدقے کیے تھے ایسے وہ فی الفار چار پانچ
مجھکو نہین نہین نہین درکار چار پانچ
ہین شاعر و نہین یہ جو نمودار چار پانچ

۴

سو خوب جانتے ہین کہ ہر ایک رنگ کو
انشا کی ہر غزل مین ہین اشعار چار پانچ

۱۵

سبز خط مین تری تل ہین وہ طلسمات کی بیچ
مزرعہ یاس سے حاصل ہوئی ہنگام درو
گر سحاب ثمرہ اپنا نہ برستا اسکے ابر
فلک سے آپنے ہمکو نہین بھیجے گویا
تارے دو چار جو آتی ہین نظر اول شام

دل گیا جنکے سبب لیفنے سقرلات کے بیچ
داغ کی پھول کھل افسوس کے ہیہات کی بیچ ٭
تو نہ اوگتے کبھی اقسام نباتات کے بیچ
بو دیئے کشت محبت مین مدارات کے بیچ ٭
چھڑکے ہین کشت فلک بیج یہی رات کی بیچ

بولی جو دانہ لشک اوسکی بہرتی ہتھیلی میں
ہین یہی اپنے تو نزدیک عبادات سکیج

روکے انشا نے دکھادی مجھے لاہوت کی سیر
تھی مگر تخمِ نمیر شک اوسکی کرامات کی بیج

ہاتھ آوی کسکے آپ سے عیار کا مزاج
ہے اندنون کچھ اور ہے سرکار کا مزاج

فضل خدا سی خیر بہر حال شکر ہے
کیا پوچھتے ہو مجھسے دل افگار کا مزاج

اب خیر و عافیت تو لگا مجھسے پوچھنے
اتنا تو بارے نرم ہوا یار کا مزاج

حضرت سلامت ایسی مین بولتا نہین
کیا پوچھتے ہو مجھسے گنہگار کا مزاج

کسطرح وصل پائیے کیا کیجیے کیا نہین
ملتا نہین ہے اوس ستمگار کا مزاج

جب جب کہ گفتار اخبردار اوسطرف
بگڑی نہ تاکہ قاتل خونخوار کا مزاج

انشا نہین لو آنکھ ملا کر نہ دیکھیو
نازک ہے اوسکے نرگس بیمار کا مزاج

جو بات تجھسے چاہی ہے اپنا مزاج آج
قربان تیری کل پہ نہ ٹال آج آج آج

دہکی ہے آگ دلمین پڑے اشتیاق کی
تیرے سوا سے کس سے ہو اسکا علاج آج

ہے فوج فوج غمزہ و انداز تیری ساتھ
اقلیم ناز کا ہے تجہی تخت و تاج آج

تیرا وہ حسن ہے کہ جو ہوتا تو بیچتا
یوسف زمین مصر سے تجھکو خراج آج

خوبان روزگار مقلد تری ہین سب
جو چیز تو کری سو وہ پاوی رواج آج

آب زلال وصل سے اندوہِ درد ہجر
تا بید گھل کے ہوتا ہے کیا مشل راج آج

انشا سے اپنے اور یہ انکار حیف ہے
لایا ہے وہ کبھی نہ کبھی احتیاج آج

ردیف الحاء

ہے شب وصل کھلی کاش نہ دروازہ صبح
کم نہین شور قیامت سے کچھ آوازہ صبح

دیکھ عارض کو ترے ہی عرق شرم مین غرق
گشتہ شبنم سے نہین ہووی تر و تازہ صبح

جام خجلت کن خورشید ہمین دے ساقی
دیکھ برہم زن مستی ہے یہ خمیازہ صبح

کب مقابل تری گہری کی ہو گو بادِ سحر
عارضِ گل پہ سے لا کے طرح غازۂ صبح

کیون نہ مجنون صفت اب رو دئی وہ دیکھے چلا
لیکے لیلائی شب وصل کو جنازۂ صبح

انشا ہین اس رنگ مین تو بھی مل جا
جیبِ گل چاک ہے گلشن مین باندازۂ صبح

کریم جلد کرم کر کہ ہو مزاج صحیح
بہ رنگ نرگس بیمار ناتوان ہون صریح

نسیم فضل و کرم مین تری وہ ہے بو باس
نہ پہنچے گرد کو جسکے کبھی شمیم مسیح

بسان بید مری بند بند جلوے مین ہے
وفور درد سے ہا تنگ آیہ ہون بشکل سطیح

بگرگ کی نطاب بس گہلا ہے جاتا ہون
بوضع برگ کہا ہون مرتعش بصد رنج

نفس کو تنگ کیا ہے حرارتِ دل نے
ہلا دی سرو کہ لطف ٹک سینے ترویح

یہ جانتا ہون کہ عاصی نہین کوئی مجھسا
گنا ہزار مین و اللہ خوب سا تقبیح

بر سبکہ کرہتا نفسہ یہ بات
نہین مین اپنے خصائل کو جانتا ہون صریح

رہا ہمیشہ سے وہ کار عشق سے مجھکو
جو چیز ظاہر و باہر ہوا وسکی کیا تصریح

کٹے بہو و لعب عمر طبع تھے مائل
کبھی بحسن ملیح و کبھی بہ رنگ صبیح

ہزار مرتبہ مین کر چکا تہو سکے قیاس
سدا وجیہ وہ دستار خوب تنقیح

فراغ انسے جو حاصل ہوا تو پیش نظر
رہے مطول و توضیح و شمس و تلویح

کبھی تھی زیچ الغ بیگ ہاتھ مین میرے
مطالعہ مین سطرلاب کے تسطیح

کسی کی ہجو کبھی فارسے مین کہہ بیٹھے
قصیدہ عربی مین کسی کی کی تمدیح

لغات تھا معتقد وہ بولتی تشخص ساتھ
کہ ہرات اب نہ کہان فہم و علم و نطق فصیح

فساد لقمۂ خشک سے نہ تھا مجھے پرہیز
علیل اسلئے اب ہون بالکل خستہ تریح

غرض عمل مین نہ آئی کبھی وہ شے یارب
کہ جس سبب ہوا ہو دین کو ترشیح

سواے تیری ولے کب کسیکو سمجھون ہون
محمدی ہون نہین تابع تسطیح و تنقیح

طرق شفا کے اشارات مین جو ہین میسر
کہان سدیدی و قانون ہیچ یہ تنقیح

ہوئی حقیقتِ اشعار و اوراق نسخۂ صحت
حکیم مطلق و شافی تجھے سے ہو تصحیح

جبتک یہ وجع مین محسوس ہے مری کہ خیال
کری ہے یون کہ مفاصل مین تجمع ریح

ہوا ہون ضعف و نقاہت سی اسقدر لاغر
کہ جسطرح سے مصور رگون کی ہو تشریح

رجوع تجھسے لی آیا ہون ای مرے مولی
حصول ایسی مشاغل سے کیا بجز تفضیح

طفیل چہرۂ نورانی رسول اللہ
ہے بین مہر نبوت یہ لمعۂ حسن ملیح

بہ سوز سینۂ خیر النسا شفیعۂ خلق
ملائک آتی ہین جسکے لی طواف ضریح

مجھے ائمۂ اثنا عشر کے واسطے بخش
جنھونکو جملہ خلائق پہ تونے دی ترجیح

علی الخصوص برائے حسین ابن علی
کہ تیری راہ رضا مین ہوا قتیل و ذبیح

شفا تصدق بیمار کربلا ہو مجھے
سحاب لطف کو کر حکم تا کرے ترشیح

بروح حیدر صفدر مجھے نہ کر محتاج
بہ چوب چینی و قیصوم و درج و عشبہ و شیح

مفرح اپنے شفاخانۂ عنایت سے
شتاب بھیج کہ انشا کو جلد ہو تفریح

تجھسے یون یکبار توڑون کس طرح
مین قدم تیرے یہ چھوڑون کسطرح

گھر سے باہر تو نہ نکلا تا ہنوز
تیری در پر سر نہ پھوڑون کسطرح

می سے تائب تھا ولیکن آج پیے
ہاتھہ لگجاوی تو چھوڑون کسطرح

آبرو ہی ابر بہاں منظور ہے
آہ مین دامن نچوڑون کسطرح

صاف دل کیونکر کرون تجھسے بھلا
ٹوٹی الفت پھر کے جوڑون کسطرح

شوق سے تو ہاتھہ کو میری مروڑ
مین ترا پنجہ مروڑون کس طرح

وقت بوسہ کے یہ انشا سے کہا
تجھسے مین پھر مونہہ نہ موڑون کس طرح

ردیف الخاء

یون تری خونخوار آنکھون کا ہے قاتل نگہ سرخ
صید کی لوہو سی جون شاہین کا ہووے چنگل سرخ

رہ نوردان جنون کی دولت پابوس سے
ہوگئی دشت طلب کے سنگریزون فرسنگ سرخ

خون چکان آنکھون سی گر قطرہ گرے تو ہووے ہین
رود نیل و دجلہ و شط فرات و گنگ سرخ

موسم ہولی میں دیکھا جنے کیا ہے لطف واہ / رنگ سے تیرا ہوا جب طرۂ شب رنگ سرخ

فائدہ کیا ہے کرینگے اوسکی لطف کو / غیرت و چشم و حیا و شرم و عار و ننگ سرخ

بادہ نوشی شب کہیں کی تھی تو نے شاید غیر ساتھ / ہے ترا چہرہ جو کچھ ای طفل شوخ و شنگ سرخ

خون عاشق آج پڑا آنکھوں میں اوس قاتل کی آہ / کرینگے یوں ورنہ کب انشا خمار بنگ سرخ

ہے یہاں وہ نخل عشق میں دیوانے پیچ شاخ / جیسی اوگی نہال اویس قرن کی شاخ

سایہ میں اپنے سرو خراماں کی دب گئے / وہ نخل حسن یوسف گل پیرہن کے شاخ

دیو سفید صبح کے سر پہ نظر پڑے / آج ایک روپہلی او سنہری کرن کی شاخ

عکس فروغ کو شعلہ کی بالیدگی نے کی / پیوند نخل سیب سے نازک بدن کی شاخ

ہیں سوکھی ساکھی ہاتھ کچھ ایسی ہے شیخ کے / نکلی ہو جیسے کوئی درخت کہن کے شاخ

جیسا سر اپنے حکم میں ایک ایسی بیر ہیں / جو جیب سے توڑ ڈالتی ہیں کرگدن کی شاخ

ق

شہرا میں کسکی آئی یہ ساچق کہ رات کو / جھک جھک پڑی خوشی سی ہر ایک گامنکی شاخ

سونیکی تھی درخت نئی لاکھوں اونکے ساتھ / گو ٹوٹنکی بیل تھی تاروں کی پھول اور کرنکی شاخ

انشا لگا دے نخل غزل میں تو اور شاخ / لیکن وہ شاخ ہو جو پڑی ہے چمن کی شاخ

پہر کاشن پھول تھی ہر ایک اوس چمن کی شاخ / پھولی جل کے جس سے طلا سی کرن کی شاخ

لیلی کی جھولنی کی جو اوڑتی ہے کچھ سنے / مجنوں بھی خوب جھولے پکڑ کر ہرن کی شاخ

ہوتی ہے اوگلی پاوی جو نخل انار کا / پیوند نخل شمع مرصع لگن کے شاخ

کنگھی کری جہاں وہ پری اوس زمین سے / نکلی بجای سبزہ غزال ختن کے شاخ

بادل بھی آکے شوق سی جھولا کریں جو ہو / اس آم کے درخت میں ایک لاکھ من کی شاخ

خوبی جو اوسکی ساعد سیمین کے دیکھ پائے / تو پھونک دیوے آتش گل یاسمن کے شاخ

جوگی جی آپ گلشن اسلام میں عبث / پیوند کچھ نہ کیجئے اواگون کے شاخ

انشا تری نہال سخن کے گلے لگے +

محل بلند معنی معجز سخن کے شاخ ہے

ردیف الدال

نہ لگی مجھکو جب اوس شوخ طرحدار کی گیند
اوسنی مجرم مجھکو سنبھال اور ہی تیار کی گیند

دسترس ہو تو تری سیب ذقن پیارون
قرص خورشید کی اور لمعہ انوار کی گیند

جھٹ پلٹ آ جو لگی بیچ مین چھاتی کی تری
تہی یہ روکی ہوئی کس محرم اسرار کی گیند

کہی ہی ماہ شب چاردہم دلمین ہوس
کہ وہ قالب بنی اور ہو تیری کستار کی گیند

بیجئے اوسکو بدل آپ جو پیمانہ مین
قد گم ہوئے مجھسے جو کل انکو سرکار کے گیند

گرد مقیش طلائی کے کرن ٹکوا کر
مین یہ لایا ہون بنا اطلس گلنار کی گیند

گوکھرو لہریت ڈانک ستارونکی سمیت
اور ایک پہونچی گئے زر لفت نمودار کی گیند

گیند بازی مین مہارت ہی یہ تجھکو کہ تری
گو منتی پار تلک پہونچی ہے اب اوس پار کی گیند

شال رومال کے تو جوٹ مجھی کچھ نہ لگی
اب بنا چھینکیے کمخواب کی شلوار کے گیند

کھینچ مارونگا جو اس آہ دل سوزان کا تب
تو بنا ڈالون ابھی برق شرربار کی گیند

ہے کھلاڑی وہ بڑا جسنے کہ ٹھہرا رکھی
پھینک پر زور ہی ہوا گنبد دوار کی گیند

لگے فرمانے وہ سن دل غزل الشا کو
واہ کیا خوب بنی کا غذ اشعار کے گیند

کاک جاتو مری سینہ سے دروازہ کو کر بند
دی کھول قبا اپنی کی پی بوف جگر بند

افسون نگہ سے تری ای ساقی بدمست
شیشہ مین ہوی شکل پری اپنی نظر بند

ٹکراتی ہوی پھرتے ہین ہم کوچہ مین اوسکی
کیا کیجئے دروازہ اودہر بند اودہر بند

یا شاہ نجف نام اشارہ مین ترا لون
ہو جای دم نزع زبان میری اگر بند

آدمی وہ اگر یار سفر کردہ تو انشا
مین دوڑ کے کس لطف سی کھلواون کمر بند

حضرت عشق ادہر کیجے کرم یا معبود
بال کھول ہین یہان آپکے ہم یا معبود

بندہ خانہ مین اجی لائی تشریف شریف
آکے رکھ دیجی ان آنکھون پہ قدم یا معبود

نفی اثبات کی شاغل جو قلندر ہین سو وہ — اپنی گردن کو نہین کرتے ہین خم یا معبود
اپنے داناگی حقیقت کے ہین جلوہ ہم مین — لمعہ نور تجلی کے قسم یا معبود
جلد بہڑکا رہی سبزی کی نشہ کو کوڑا — کھینچئے اور کوئی سلفہ کا دم یا معبود
آپ ہی آپ ہین وہ آپ نے سچ فرمایا — یون بھی کچھ دہوکی سے تھی نام کو ہم یا معبود
ورنہ یہ عار تھا ہے جو وجود اپنا سو — گذران وہ تو ہے جون موج یم یا معبود
واقعی بہ لیتے ہی اپنے لڑا بیٹھی جو آنکھ — کیون خودی سے نکری پھیر وہ رم یا معبود
ق
آنکھ کو کہتی عرب عین ہین سو عین اگر — دم یہ آ جاوی تو ہو عین عدم یا معبود
رات تریاک نشہ نے تو اولٹ ڈالا واہ — کوئی آنکھ کھولا تو وہ تھا کاسۂ سم یا معبود
سدرہ تک آن تو پہونچا ہون مگر قصد ہے یہ — کہ بڑھون اور بھی دو چار قدم یا معبود

چاہ زنخ تو ہوا اب انشا بھی زمین سے اونچا
تک وجب رہنی لگا سا وہ کی دم یا معبود

گر کوئی چاہی کسے کہ یہ نہین کچھ کام بد — رکھ دیا ہے یہان عبث لوگون نے کیا نام بد
اس طرح رہتی ہین خوش ہم فضل مولا سے مدام — خاک منھ مین اونکی جو کہتی ہین ہین ایام بد
ابتدای دوستی مین دلکو ہے یہ بے کلی — کچھ نظر آتا ہے اس آغاز کا انجام بد
ہین جو عاشق زلف و عارض کے تری انکے مدام — شام سی ہے صبح بد اور صبح سے ہی شام بد
ق
واقعی ہان شرط یہ کر سینکڑو نکی ہار جیت — شغل مین جو پڑ گئے ہی ہیچ ہی بت خود کام بد
دیکھ جی لگنی کے خاطر تجھکو میری ہی قسم — ایک سے ہی ایک ڈلی ایک لونگ ایک بادام بد

روٹھنا اوس سے مناسب ہے نہین انشا تجھے
مان کہنے کو اری ہے یہ خیال خام بد

نظر کر علی کو قرین محمد — ہوا نور حق ہمنشین محمد
ریاض القدس مین ہین کہتی ملایک — یہ ہے آفتاب جبین محمد
وہ ہے وحی و معنا ، قرآن ناطق — وہ ہے جبرئیل امین محمد
ید اللہ کے نام سے ہے جہان مین — درخشندہ نقش نگین محمد

علی سے جن اشخاص نے بغض رکھا
اونہوں نے کیا قصد کین محمد

غرض لعنۃ اللہ اون ناکسون پر
کہ تھی اسفی آستین محمد

نہین ماسوا اونکی دنیا مین کوئے
ضیا بخش شرع متین محمد

ایہ کی تعریف کس سے بیان ہو
منور ہوا اون سے دین محمد

ق

انہیں بارہوں برج سے سیر انشا
ہوئی زیب چرخ برین محمد

یہان سینہ ہے مدینہ اور دل نبی کی مسجد
کیون قبلہ ہے پوچھو تو اوسکو کسیکی مسجد

جن نے وہ تیغ ابرو دیکھی وہ یون ہی بولا
جوہر سی ہنستے تاڑا ہے یہ پری کی مسجد

متھرا مین جون کنہیا وہ بت جو ہاتھ آوے
تو مین اوسی کو کہا اون عبد النبی کی مسجد

ہین جا بجا سے لٹکے خفاش جیسے چھت سے
ای زاہد وہی ہے کیا شیخ جی کی مسجد

کیا موچین منڈی منڈی اور ٹکڑا گنبد
کی سیر مین جو دیکھی ایک ناصبی کے مسجد

ایک مست کو جو کھینچا زاہد نے تو وہ بولا
ایسی ہے پاک ٹھہری گویا کسی کے مسجد

اندہو کی شرع سے پہلے مجھکو بتا بھلا یہ
بابا کا گھر ہے تیری یا گنجے کے مسجد

انشا کا دل بنایا مہر علی سے حق نے
لازم ہے اوسکو کہنا سید علی کی مسجد

بی مدد حق سے کرین کیا مردم دنیا مدد
کب تلک بالا مدد ای عالم بالا مدد

کھینچتا ہون نعرہ حق کھیلتا دھمال ہون
ای مری سائین مدد دادا مدد مولا مدد

اب کسی ہو ذکو جڑتا ہون پیالہ بھنگ گھونٹا
ہو مدد حق ہو مدد ہو ہو مدد یا با مدد

فرقہ یاجوج و ماجوج آپہم لڑتے ہین جب
وہان کری ہے عاشقونکی بھنگ کا سونٹا مدد

جتنے ہین ناسوت کی بادسوت بھاگین ہوکی بھوت
ایک چٹکی بھر جو کر بیٹھے بھبوت اپنا مدد

تھی نگہ مستونکی جون رجب ہتیلی کی چھرے
حضرت وحشت مدد ای جوشش سودا مدد

ق

جی مین ہے بن کر زرا بی آپ بھی للکاریئے
کی نہ مردآدمی پن سے گرای انشا مدد

نام پرسا لار دل کے عشق کوڑا پھر کوئی

گا خنا دو لہ مرد جلد اندر دستہ اندر

بوٹین ہین ست یون بسر خاک اینڈ اینڈ — انگڑائیان ہین جون شجر تاک اینڈ اینڈ
گلشن مین پھول جاو ہے سرو سہی کی — چلتا ہے جب وہ باقد چالاک اینڈ اینڈ
انگور زخم سینہ کو کیونکر نہو فشار — مسلی ہے اوسکو یہ دل صد چاک اینڈ اینڈ
گنبد خمیدہ نہین جاہی آسمان — اے بیخبر نہ سونہ افلاک اینڈ اینڈ
چپلی کو اپنی جا بہ شبنم کے ہر گھڑی — نکھری کری ہے وہ بیت بیباک اینڈ اینڈ
بسمل تری نگاہ کا سیمان قتل مین — لوٹی ہے جیسے سست خطرناک اینڈ اینڈ

انشا کو ہے خمار مین یہ حال جس طرح — خمیازہ لی ہے صاحب تریاک اینڈ اینڈ

میان چشم جادو پہ اتنا گھمنڈ — خط و خال و گیسو پہ اتنا گھمنڈ
اجی سر اوٹھا کر ادہر دیکھنا — اسی چشم و ابرو پہ اتنا گھمنڈ
نسیم گل اوس زلف مین ہو تو آ — نہ کر اپنے خوشبو پہ اتنا گھمنڈ
شب ہجر مین کہتا ہے وہ ماہ سے — رکابی سے اس رو پہ اتنا گھمنڈ
نہیں ہے شمع کر فکر اپنے ذرا — نہین چاہیے آنسو پہ اتنا گھمنڈ
اکڑتا ہے کیا دیکھ دیکھ آئینہ — حسین گرچہ ہے تو پہ اتنا گھمنڈ

وہ کہہ پنجہ انشا سے بولے کہ واہ — اسی زور بازو پہ اتنا گھمنڈ

ردیف الدال

کیون نہ گھبراون کہی جب مجھکو تو مشفق ملاذ — خانہ ویسی باتین رو برو مشفق ملاذ
کونسی یہ وضع ہے سوچو تو اپنے دلمین تم — لی تہی کہتا کبہو مجھکو کبہو مشفق ملاذ
سینکڑون دشنام دینا بات مین ای واہ واہ — تمنے یہ کچہ زور سیکہی گفتگو مشفق ملاذ
آپ گر غصہ نفرماوین گردن بستہ مین عرض — سو جب تہمت ہے پہرنا کو بکو مشفق ملاذ
خوف آتا ہے ہمین اب بات سکتے آپ سی — اندنون آتی نظر ہو تند خو مشفق ملاذ

باندھ کر تیغ و تبر چلنے لگے بھنون کی بل
چشم بد دور اسقدر ہو جنگجو شفق ملاؤ

منھ پر کیا آپ پر بے دل لگا تا گر ہوا
شہر میں ہیں اور لاکھوں خوبرو شفق ملاؤ

مدعا حاصل ہوا انشا کا کبھی آجائے
ہی غرض خواہش یہی یہ آرزو شفق ملاؤ

چھیڑ انکو میری قلمدان سے کاغذ
ہین اسمین پڑے بندگی دیوانگی کاغذ

اوس طفل کو بیتو نکا مری شوق ہوا تو
محسوس ہوئی ساری گلستان کی کاغذ

ہر وصل سرکار یہ جب دل سے ملائی مد
اب آپ لگی رکھنے بڑی شان کی کاغذ

اوس شوخ نی کل ٹکڑی ریختا کی کئی اور
ماری سر اونستادیہ وہ تانکے کاغذ

اوس مس اکثی ہین خطا و رقس تو قاصد
سمجھا کہ یہ ہین سخت سے اربان کی کاغذ

کیا چہرۂ انشا کا ہوا رنگ گل اوسکا
یکبار جو قاصد نے دیا آن کے کاغذ

لکھ دو آخوندجی صاحب کوئی ایسا تعویذ
کہ مری موہنہ سے لگی اوس کی گلی کا تعویذ

مجھ تو دی اپنی نشانی مجھے بندا بالا
توڑا زنجیر کڑا قول کا چھلا تعویذ

وائی وہ ہرگز نہ تا تری عاشق کا سنجاوی ہرگز
گرچہ سو لاکھ طرح لکھ دی مسیحا تعویذ

عشق ہوتی ہم تو اجی قہر تھا اوس کافر کا
لال نامی مین بندھا ہای وہ نیلا تعویذ

سر کے بالونسی لٹک جبکی سے الجھا تو کہا
اب لگا مجھکو ستانی یہ نگوڑا تعویذ

ق

گرچہ سیانون کی پڑہ افسون بہت اتوا کر کین
خون ٹپ ٹپ سی مرے واسطے لکھا تعویذ

جی جلا اپنا سا پھونکا کئی لونگ اور اسپند
مشک سیندور اگر مرچ فلیتا تعویذ

جس پری کا مجھے سایہ تھا خداوندا ایسکن
کام آیا نہ کسی شخص کا گنڈا تعویذ

حاضرات اب نکرو بس نہ پڑھو سورۂ جن
دوستو چپ رہو جانی بھی دو کس کا تعویذ

شیخ جی چھوڑ تو بیان جنتر ہی نہ کھولا کیجی
آب نیسان مین لی کورا اسکو را تعویذ

خیر انشا کے جو چاہو تو بلا دو رہو کر
اوسکی بازو کا وہ تھا سارا چھلا تعویذ

مستی ہے تیری آنکھوں کی ہے جام سے لذیذ / ہے ورنہ کون شے مے گلفام سے لذیذ
چٹکاری کیوں بھری نہ زبان تری ذکر میں / کوئی مزہ نہیں ہے ترے نام سے لذیذ
گالی وہ اوسکی ہونٹھ کی آنکھیں دکھاتی وقت / ہی واقعی کہ پستہ و بادام سے لذیذ
انشا کو لذت اوسکی ہوا انکی حسن سے / ہے زور طفلگی کے بھی ایام سے لذیذ

آجاوے ٹہنی پہ جو میوہ درخت کا
وہ کیوں نہو بھلا ثمر خام سے لذیذ

ردیف الرا

ہیں رو حسن سے وہ نہایت گھمنڈ پر / نام خدا نگاہ پڑی کیوں نہ جھنڈ پر
تعویذ لعل ہے کی نہ پہری گھمنڈ پر / ایک تیلا ڈورا باندھی اس گوری منڈ پر
یارب سدا سہاگ کی مہندی رچا کرے / بیتے نہ چین کہیں رہے آفت ارنڈ پر
یہ بار سیری کاٹ کی دی کسنی اسقدر / جو تم رگڑ رہی ہو سروہی کرنڈ پر
دو تین دن تو ہو چکی اب پھر چلو وہیں / فیروزشہ کی لاٹ کی اوس جو ہے تھی کھنڈ پر
وہ پہلوان سادہ لب جو یہ ڈنڈ پیل / بولا کہ کوئی غش ہو تو ایسی ہی ہنڈ پر
جو کالی کوٹھی سی جھنجنی سکے وہ ہیں ہیں / سو جس ہو بس سی جو خفا ہیں تو جنڈ پر
کلگیر یا تری سمجھ کے لگا بیٹھی ایک جو چنچ / بیل ہماری زخم جگر کے کھرنڈ پر

انشا بدلکی قافیہ رکھہ جیٹھ چھاڑ کے
بیڑہ بیٹھہ ایک اور بھی ہے اکھنڈ پر

یہ جو مہنت بیٹھے ہیں رادھا کی کنڈ پر / اوتار بنکے گرتے ہیں پریوں کی جھنڈ پر
ای سوم خزان لگی آتش سر کو تیری آگ / بلبل او داس بیٹھی ہے ایک سوکھی ٹنڈ پر
شیو کی گلی سے یار تیجی لپٹ گئیں / کیا ہی بہار آج ہے برہما کی روڈ پر
راجہ جی ایک جوگی کی چیلی پہ غش ہیں آپ / عاشق ہوئی ہیں واہ عجب لنڈ منڈ پر

انشا نے سنکی قصہ فرہاد یوں کہا
کرتا ہے عشق جوٹ تو ایسی ہے منڈ پر

کیا بلا شیخ جی تھی دیر مین تھوڑی تھیر
اگر چلی کعبہ کے تم دیکھنی وڑھی تھیر

اسی لبنا کہنہ عمارات مقابر جیسے
لوگون نے چوب وگِل کی لیی تھڈی تھیر

جاؤ اسی شیخ و برہمن حرم و دیر کو تم
بھائی بیزار ہین ہم ہمنی یہ چھوڑی تھیر

کبھی دل سا بھی تجلی نہیں جیسے اشک
تو یہ ہم جانین کہ بس تونی نگوڑی تھیر

نہ چہرہ نوک سی نشتر کے میاذا باللہ
کوئی عشاق کی تھی چھاتی کی پھوڑی تھیر

کو سن سٹین فقرا اہل دعل کو تو ابھی
اونکی ہاتھی ہون بہاٹے او ریہ گھوڑی تھیر

کر رہا گرسنگی شوم کی شیخ کے پاس
تو بہلا ہی کی جا کیا وہ ہنبوڑی تھیر

نہ سنا مین جو سنائی سی شب اونکی تو کہا
تجھی قربان کرون ہای نگوڑی تھیر

ایک غزل اور سنادی ہین انشا ہر چند
تونی اسمین بھی کسی ڈھب سے نہ چھوڑی تھیر

ہلکی پھلکی جو سلے دیر سے روڑی تھیر
چوم اور چاٹ کی ہین کعبہ کی چھوڑی تھیر

دفن ہے کوہ کن عمزدہ جس جا ای شیخ
رکھدی لو ہو بھری وہان لاکی تو تھوڑی تھیر

دوستو صندل سایندہ سی کیا ہوتا ہی
ہو رہی ہین مری سینہ کی و دوڑی تھیر

رقت آئی نہ تجھی حال پہ میری سچ ہے
ہو جو تیہر اوسی کیا کوئی نچوڑی تھیر

ہاتھ تک مجھسے ملاتی ہے یہ فربانی لگے
تجھ سے پنجہ وہ کری جو کہ مروڑی تھیر

کانوروں بیس مین مست جائیو ای صبا فوج
زور جاوہ سی وہان ہو لئین گھوڑی تھیر

ق
تو سن فکر چلا وانہیں رہ انجام کی ساتھ
پہونچی تب جب کہ چلین کہانی سی کوڑی تھیر

گھوراونہین ہوئی صنم مینی کہا تو بولے
مین تو انسان ہون ہو تو ہی نگوڑی تھیر

بہت کیتانگی ای کاٹی تی پڑین شی خاک
راتی اور نون تری دیدہ ونکین تھوڑی تھیر

ق
وہ بھری کو دو کہا بولی کہ ای دیوانے
پھوڑی سر اپنا تو لی امد بہی تھوڑی تھیر

سانپ سی تیری مگر زلف کھلی نہر کی بیچ
چادر آب سنے ٹکراکے جو پھوڑی تھیر

لہ السیی سی جہی موج کو جس سے کہ دو مین
سو نہہ یہ کف جوش سی لا اوسنی جھنجوڑی تھیر

معرفت کی وہ غزل اب تو سنادی انشا

جس کو سن صوفیوں نے سر ہی ہوں پھوڑے تھے

آدمی چیز ہے کیا اون نے پچھوڑی تھی
پھونکی جس جلوہ نے سب طور کی روڑی تھی

چادر آب کا گرنا تو پہاڑوں پر دیکھ
واہ کیا حکم ہیں یوں سنگ نچوڑی تھی

گر نظر لعل و زمرد کی طرف سینے میں
سرخ اور سبز عجب رنگ کی جوڑی تھی

آتش عشق الٰہی سے ہی خالی کیا شے
یہ شرر رکھتی ہیں سب سینہ میں کوڑی تھی

آبلہ ہیں دل دریا کے حباب ایسی ہے
جسطرح کوہ کی چھاتی پہ پڑی دوڑی تھی

تیری قدرت پہ پڑی خاک سن اے خواجہ خلیل
یا الٰہی یہ تیری زور کے بہروں توڑی تھی

صنع معمار قضا کر نظر اے دل جس نے
کمر کوہ کی کس فصل سے جوڑی تھی

کہہ غزل اور بدل قافیہ انشا کہ شتر
نکل آتی ہیں بہت تب ہی جو پھوٹی تھی

کہاں وہ ابر کہ بارش سے تڑ پڑی تھی
پر سمیں لب دریا سے اشکوں کی جھڑی تھی

میں دوانا جو کہیں چڑھ گیا ہاتھ انکی تو شب
دامن کوہ کی لڑکوں نے پتھر سے پیٹی تھی

سخت دل کا مری یہ رو ہے کچھ اشکوں میں
لطمہ موج سے جوں کہاں تھپیڑی تھی

سینہ صد چاک نظر آیا ترے عاشق کا
اوسکی تربت کے جو میں جاکے ادھیڑی تھی

جن پہاڑوں میں مزاریں ہیں تری کشتوں کی
لعل اوپر جو کوئی وہاں کی اوکھیڑے سے تھی

ایک غزل اور بہ تبدیل قوافی انشا
توشۂ آخر تو ہیں اس بحر کے چھیڑی تھی

فوج لڑکوں کی جڑی کیوں نہ تڑا تڑ تھی
ایسی خبطے کو جیا جاسے جو کڑ کڑ تھی

پھر پھیری سی جنونکی مجھے آیا ہی ہے جب
کرتے ہیں دامن اطفال میں کھڑ کھڑ تھی

کوہکن کھاکے گرا سر پہ جو تیشہ وہیں
بیستون کی گئی تن اوسکی میں گڑ گڑ تھی

تربت قیس پہ ٹکرا ہی یہ آہو کہ تمام
گئی شاخوں کی وہ ہڑا دھڑ سے وہ چڑ چڑ تھی

ہو گر کچھ سنگ عدل کا جو شب آیا اوسکی
سانس لیتے مری چھاتی سی گیا اڑ تھی

سنگسار اوس نے کیا مجھکو بہت سا ہی جل
شیشۂ چرخ پہ اب تو بھی وہی ایک جڑ تھی

اونکی ساجهی مین جو ہم ہاری تو یون لگی کہنے — لاؤ پانسے دو ادہر کہیلو کی چوپڑ تیہر
بی ادب خدمت سادات مین ایسے جو تہے خر — ہوکے کانا ہے اوسکا ہوے اور دہر تیہر
شیشۂ دل کو بچا ہی ہوئی رکہنا انشا — مار بیٹہے نہ کہین جہٹ سے وہ اکہڑ تیہر

راقم ہاتو نہ نکلا کر و دروازہ سے باہر — شوخی مین وہ ہر پانو نہ اندازہ سے باہر
جراح نہ رکہہ پنبہ و مرہم کہ یہان اگ — نکلے ہی ہر ایک زخم تر و تازہ سے باہر
لی قیس مبارک ہو کہ لیلے نکل آئے — پردی کو اوٹہا محمل جمازہ سے باہر
پیتے وہ جمہاتی ہین تو گویا کہ نزاکت — ٹپکے پڑتی ہے شوخی خمیازہ سے باہر
گو غیر نے آوازہ کسا اوسکی گلی مین — پر مین کوئی نکلون ہون اس آوازہ سے باہر
نارنگی کے چہلکے تہی مگر عطر مین ڈوبے — بو باس یہ تہی اوو یہ غازہ سے باہر
رہتے ہین سدا خواہش احباب سی انشا — اجزا مری دیوان کی شیرازہ سے باہر

مانگا جو مینے بوسہ اونسے چمن کے اندر — بولے کہ یہان نہین ہیں مچہی بہونکے اندر
شعلے بہڑک رہی ہین یون اپنی تن کے اندر — دون لگ رہی ہو جیسی گرمی سے بن کے اندر
ہے خال یون تمہاری چاہ ذقن کے اندر — جس روپ ہو کنہیا آب جمن کے اندر
جو چاہو تم سو کہہ لو چپ چاپ ہین ہم ایسی — گویا زبان نہین ہے اپنے دہن کے اندر
ق
کیا گہات کی جگہہ ہے چپنے کی چہاڑ نیچے — مہندی کی ٹٹیونکی اوجہل چمن کے اندر
گل سے زیادہ نازک جو دلبران رعنا — ہین بہیگی مین شبنم کے پیرہن کے اندر
ق
ہے مجہکو یہ تعجب سو ونگی پانو پہیلا — یہ رنگ گوری گوری کیونکر کفن کے اندر
کانو سمار ہا ہے سارنگے کا یہ لہرا — طبلے کی تال وسم کے ہر سر برن کے اندر
سو جلیو تو نکلی باہر مطرب جو گا رہا ہے — آتی ہے کس مزی کی آواز چہن کے اندر
غم نے تری ستایا ای ماہ مصر خوبی — یعقوب وار ہمکو بیت الحزن کے اندر
سو ٹہنگ ہیچ تیری مطرب یہ تاریون پہ — انشا لگا ہو جیسے کالی کے سہن کے اندر

بل بے ترا اکڑنا ہاتھ مین طپنچہ لیکر | اور آ کی بیٹھنا یون مجلس مین تنکے اندر
سو بھی تو دور کی تھی کہتا نہین و لیکن | اتنا تو مین کہونگا اس انجمن کے اندر
وہ چیز نام جسکا لینا نہین مناسب | سو تیری رو کبھی سو کبھی اس بانکپن کے اندر

یون بولنا کہ سنتے ہو میر انشا
ہین طرفہ ہم مسافر اپنے وطن کے اندر

آئی نہ آپ رات جو اپنے قرار پر | گذری قیامت اس دل امیدوار پر
ہے اشتیاق بوس و کنار اس قدر کہ یار | جی تنگ تو ہم لگاتی ہین اب ایک بار پر
ساقی صراحی مے گلفام لا شتاب | ہے تجھکو کچھ خیال بھی ابر بہار پر
شادابی ہوا مین یہ کیفیت اسکی ہے | سو رنگ کے شگفتہ ہین گل شاخسار پر
نظارہ سو ہی دانہ شبنم اگر کرون | جاتی ہے چٹ نگاہ پھسل سبزہ زار پر
اشجار جھومتی ہین پڑے صحن باغ مین | تاک اینڈتی ہین مست پڑی جویبار پر
صبح بہار لالہ خودرو نی ای نسیم | کچھ آگ سے لگا رکھے ہے کوہسار پر
سو سو طرح کی شکل دکھاتا ہے کیا کرون | عکس شگوفہ ہے جو پڑا آبشار پر
ہو کر ترانہ سنج لب جو کے پاس بیٹھ | سو سو طرح سے جھاڑی ہے اپنے ہزار پر

انشا سے اب تو آنکھ چرا وے یہ قہر ہے
اس وقت مین تو رحم کرو اسکی خمار پر

ساقیا یہ خوش آئی بوے خانۂ خمار | دوڑی ہم سبو لیکر سوے خانۂ خمار
زلزلہ قیامت کا اور صور اسرافیل | ہوتی ہین خجل سنکر ہوے خانۂ خمار
ایکبار جو آیا لوٹ پوٹ سے بس خیر | ہلہلہ رہی غضب جا سی کوئی خانۂ خمار
زاہدا کسی بہا دین وہ بہشت کی نہرین | نور سے ہی یہان لبریز جوی خانۂ خمار

چھوڑ کر حرم انشا یک بیک دوڑ آیا جب
خواب مین نظر آیا دردی خانۂ خمار

لی چلا دامان صحرا کو گریبان پھاڑ کر | آخر آ مجھکو جنون چھٹا ہے پنجہ جھاڑ کر

چپ ہو گیا جو میکدہ میں محتسب رندو نکی تھا — خوب ہی سید ہما بنایا سب نے اسکو جھاڑ کر
سن خروش نعرہ اپنے عدو تو چپ کیا — کھا کے وحشت بھاگ جاوے دیو بھی چنگھاڑ کر
کیوں نہ دیکھی جلوۂ حق ایدل اکیا گیا ٹک — طور آسا بیٹھ رہ تو پانو اپنے گاڑ کر
چہرے پر تیرے میں اب کوئی دو چار بوسہ ہیں لیئے — چٹکیاں لے گالیوں کی خواہ تو بوچھاڑ کر
ہم نہیں ڈرنے کی ان باتوں سے پیارے شوق سے — اور عمل کر اور چلا اور توبہ دہاڑ کر

مختلط غیروں سے دیکھا سب نے انشا کو نہیں
ہو گیا وہ جان بوجھ انجان سب کچھ تاڑ کر

جو چاہے تو مجھے ہنسوڑے کی خیر — تو یوں دیکھ اس گھوڑی جوڑی کی خیر
کدا دی فرشتے کے مرے خش کو — میاں ساقی اس تلفی کوڑی کی خیر
کھائی سب نے سیر باغ ارم — الٰہی ہو اس سبزہ گھوڑے کی خیر
ہنسایا جو ہنے تو بوسے لے نہیں — نظر آئی کچھ اس نگوڑے کی خیر

لگا بیٹھ انشا کو ٹھوکر تو اٹک
ارے اپنی سونٹے تو ڑے کی خیر

ہے یہ اوس مہ جبین کے تصویر — یا کسی حور عین کے تصویر
بن گئی دیدۂ مجنون ننا — ایک محمل نشین کے تصویر
اپنے داغ جگر میں سو جبھی ہے — مجھکو اوس نازنین کے تصویر
دیکھ لے اوسکی چین پیشانی — ہے یہ خاقان چین کے تصویر

لطف آتی ہے اشک انشا میں
جبرئیل امین کے تصویر

دل کری کیا بچھاو کلھکر خط بہانے پہ مہر — داغ کی آگ ہوس ہو اسکی پیشانی پہ مہر
کل لگا کر مجھکو دشمن سے لگے فرمانی آپ — آج سے رکھنا تو اپنے کھانی اور پانی پہ مہر
داغ دل سے گرد میں یوں جھوٹی جھوٹی لوز تم — ہو اُرک کی جسطرح فرمان سلطانی پہ مہر
حسن کے بدری کی ٹھوڑی کا سرک پہنچ کر — آ رہی ہے دیکھ ایسی میں کچھ اسمانی پہ مہر

اوسکی ابرو پر نہین ہے خوشنما چیچک کا داغ || ہے یہ شاہ حسن کی تیغ غرا سانی پہ مہر
اس غزل نے ایک پری پیکر انگوٹھی کو اوتار || کے دہان سعدی شیراز دے تا قافیے پہ مہر

سید انشا ہے سلیمان شاہ کشور کا غلام
اب کہدیا تا ہون یہی تنگ سلیمانی پہ مہر

اے صبح بجا سا ہی چمن نذر پکڑ کر || گل ہم سے تو ایک غنچہ دہن نذر پکڑ کر
صورت یہ اولیس آنکی دیکھی تو چلا جاے || سب رانجہ بادنین نذر پکڑ کر
اللہ رے صفائی کہ تری رنگ کو تنگ || آئینہ ماہ صاف نے تن نذر پکڑ کر
اسکو نہ سمجھ قرص قمر یہ شب ہجر اللہ || ہم سے ملی ایک سانپ کا من نذر پکڑ کر
ہی جبین کہ ملجاوں جو نار حسن سے || ایک شیشہ صہبای کہن نذر پکڑ کر
ہی قصد کہ اوس نرگس جادو سے ملین ہم || ایک بچہ آہوی ختن نذر پکڑ کر
زرباس سنین عید کے دن اوس سے ملین تے || ہم شہر نے داغ کہن نذر پکڑ کر
حمام مین تو آوے تو جاوے شہ خاور || اپنا تجھے زرینہ لگن نذر پکڑ کر
کہوا وئی تو وحشت کو دلاین کی قراول || نوکر ہو نہ دو چار ہرن نذر پکڑ کر
اس جا ملین مرے کھنچ گئی تصویر تمہاری || عاشق پہ ملا تم سے چبن نذر پکڑ کر
ٹھنڈک نہ پڑی کیون کہ گئی چادر مہتاب || زخمی کو تری ایک کفن نذر پکڑ کر
بکھری تری رخسار پہ جو زلف تو مجھکو || ایک داغ ملا چاند گہن نذر پکڑ کر
گو نذر نہو جی مین ہے ملا بی اوس سے || اپنا بھی بیساختہ پن نذر پکڑ کر
لے سیب اگر ہو تو ملین اوس سے پیاری || سیلاب پہ سہراب فگن نذر پکڑ کر
جو شخص حسینی ہو تو اوس پاس چلا جای || رضوان سے سنیہ خلق حسن نذر پکڑ کر
حوران بہشتی اوسے مجرا کرین آکر || غلمان ملین سب سیب ذقن نذر پکڑ کر

ایسے ہی بڑی قافیہ پیش آے تماب انشا
مل جن سے ملا اپنے دہن نذر پکڑ کر

سینہ نہ چلا شعر و سخن نذر پکڑ کر || مل اوسکے ذلا تھو لیے ہین نذر پکڑ کر

نقاش خیال اوسکو اگر یاد بھی تو جاوے — اپنا ورق نقشہ کئی نذر پکڑ کر
جاوے وہ صنم برج کو تو آپ کنھیا — جھٹ سامنے ہو مرلی کی دھن نذر پکڑ کر
ہے تجھکو یہ رتبہ کہ تری سامنے آوے — جبریل امین علم لدن نذر پکڑ کر
ایسا ہی گھگھی میں ہوں کہ سنباو کی طرح — دریا یہ ملیں مجھسے تو گن نذر پکڑ کر
گھس دل کو لگا قصد یہ ہی میدہ لوا اونسے — میں اب کے ملوں تھوڑا سا گھن نذر پکڑ کر

دلہن کی بہت چال پسند آئی ہے انشا
ل بھیہ نہ تو بھی کئی ہرن نذر پکڑ کر

کیا اون سے ملوں عید کی دن نذر پکڑ کر — ہوں سامنے ایک بچہ جن نذر پکڑ کر
یوں مجھسے کہا اونسے ہی تو ہیں چاہتیں گیارہ — لی اشرفیاں اپنے تو گن نذر پکڑ کر
جس میں کہ خشونت ہو کبھی اوس سے نہ ملئے — ملئے تو کئی حرف خشن نذر پکڑ کر
ہوں واہ بدل مرتعش اب یوں سے اگلی — جوں کانپے کوئی مرد مسن نذر پکڑ کر

گو بادشہ روم ہوا ہی حضرت انشا
کچھ میں نہ ملوں آپ کی بن نذر پکڑ کر

بولی وہ جب ہاتھ رکھا میں نے اونکی ران پر — خیر ہے تمکو ابھی لعنت کرو شیطان پر
مینہ کب کی تھی بھلا کچھ اور ڈھب کی بات چیت — پھر ٹوٹے غیب کا بہتان اور طوفان پر
ہونی دیتی ہے نہیں ہیں آنکھ سے اوجھل ذرہ — غصہ آتا ہے مجھے صاحب کی بادا جان پر
واقعی صاحب نے دل میرا نہیں ہرگز لیا — ہاتھ تو دھر دی ذرا ہو کر بھلا قرآن پر
ہاتھ سے صاحب کے گو ہم تنگ آ دیں ہو سو ہو — شکوہ کرنا آپ کا ہمکو نہیں شایان پر
کیا کہیں کہنی کی کچھ منزل نہیں باقی رہے — ہو گئی ہم لوٹ پوٹ اونکی ادا و آن پر
کون سا ہوگا بنی آدم کہ جس سے ہم رکیں — قصد یہاں کرتی ہیں ہم جان ابن الجان پر
ہو پری یا حور یا غلمان ہمکو کیا غرض — آپ بن کوئی گزرتا ہے نہیں کچھ دھیان پر

گھر گیا تھا مل میں انشا کی جنہوں نے واہ واہ
دھر گئے وہ آج اپنے ہاتھ دونو کان پر

کیا ہنسے آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر
فعل بد تو انسے ہو لعنت کریں شیطان پر

کیا بموقع اسکہ ہی تشریف لای ہے بجا
ہیں اگر غلط غلامے کہہ دون اس احسان پر

پہر تہی اس پر بہی پروانوں سی پہنچا کچہ پرے
کیا غضب ہوتا اگر پاتا کہیں نقصان پر

لہو جو پڑتے ہی جیسے رستا ہے شمشیر پر
لگی پہیل جس چاندنی ساری کہیر پر

شرریوں اوبہ آئی داغ جگر پر
سنہری ہو نام سے جلے جون سپر پر

اشارا کر ہی ہے سمان جو گیا کا
کہ ملتی بہبوت آج روے سحر پر

کبہی عجب پہر پہر نہ آجائیں گے
قدم آپ رکہتی مرے چشم تر پر

بیان میں بیچو کچہ جو توفیق حق ہو
کہڑا ایک آنا دہے تیری در پر

ق

۴ کہا تنگ کرون میں زمانیکا شکوہ
مصیبت ہے یون تو سب اہل ہنر پر

خصوصًا وہ جو وضع دارونمین ہین خلق
برستا ہی افلاس ہے انکی در پر

تمہارا م جانی روپیا دے گیا تو
کہڑا جنیا تہتا ہے اب اونکی در پر

سلیانے تلوار توڑے چکا ہے
لگاتی ہے اب تاک شاید سپر پر

پڑا ہنہناتا ہے بن گہاس گہوڑا
ہوئی چار فاقہ ہین ہمسم نفر پر

پڑہا انشا غزل اور ایک تازہ ایسی
کہ ہو آفرین جسکی ہر شعر تر پر

ابہی رونا آتا ہے شمع سحر پر
کہ بیچاری اب مستعد ہے سفر پر

چمک اوس پری وش کے مانند شتے
پہڑی پہرتی ہے اپنے تار نظر پر

میری وعدہ دل کی فقیرانہ ہو سے
لگاتی ہے جا عرش اعظم کی در پر

ابہی کیون رولاتی ہو مجھکو تمہیں کیا
نہین رحم آتا مری چشم تر پر

یہی وضع ہے تو مجہے کہوئی گا
پہڑی پہرتے گا ہاتہ رکہے کمر پر

ابہی جبین ہے اب کہین بیٹہ رہئیے
بس ایک باندہ تکیہ کسی رہگذر پر

پہر آتی رہ کعبہ سے ماری ڈر کے
چڑہے زاہد معتفہ مفت خر پر

بغون سے اگر آشنائی ہوئی تو
سطول کو دی بار تو مختصر پر

کچھ ایک صاف صاف ایسی لکھئے شعر انشا
کہ وہ مارین چشمک صفا ہی گہر پر

گیا یار آفت پڑے اس سحر پر
اور اسی برسنی لگی بام و در پر

صبا نی سری و دن کو ایک آہ ٹھنڈی
قیامت ہوئی یہان دل نوحہ گر پر

نہ شوی کھلا دور ہو یہان سی شبنم
نمک کیون چھڑکتی ہے زخم جگر پر

مری جاوین گھسن کو آتش لگی ہی
نظر کیا پڑے خاک کاہا ہی تر پر

کوی وہ بوتہا یا کہ جن تھا یہ کافر
مجھی غصہ آتا ہے پچھلے پہر پر

پری زاد تھی ایک شب وصل اوسکو
اوڑا لی گیا جھٹ بٹھا اپنے پر پر

مزی خوب لوٹو گی کیون شیخ صاحب
ملین گے بہشت برین مین اگر پر

زمرد کی ایک چیز ہو گی پریکی
کہ مارو گے ٹھونگ اوس سے اگر پر

تیری اوڑتی پھیرتی گاجون گالی کو وا
کبھی اس شجر پر کبھی اوس شجر پر ۴

دیا نامہ سید انشا تو اون نے
دو تیر جڑے ایک سر نامہ بر پر

یہ جلترنگ نے پھیلادی آگ پانی پر
کہ جھلکی گر پڑی جو دیکھہ راگ پانی پر

بنا ہے اپنی ہوا خاک آگ پانی پر
نہیں یہ سہل کھلاڑی کی لاگ پانی پر

سبکروی سی یقین ہے کہ تم نہ ڈوبین گے
جو اپنی لیجی گھوڑے کی باگ پانی پر

یہ لہرین لیتے ہی آئینہ مین وہ زلف سیاہ
کہ لہرین لیتی پڑا جیسے ناگ پانی پر

نمونہ کھینچی ہے جیسا سہاگ دکھاتا کر
کہ خوب کھیلے مہاراج پھاگ پانی پر

یقین کہ خواجہ خضر تھے بچھا کی جا نماز
جو بیٹھی جاتی تھی ایک بڑھی کھاگ پانی پر

چلو نہ تیرتی دریا مین بے تکلف ہو
کہ مہروین خوب سے گہری سہاگ پانی پر

سبالا وہ دیوین تنک ظرف کسکو جام شراب
کہ باندھ بیٹھے جو بیا سون سی لاگ پانی پر

دلا جو چوکی نواریکی اونکے دیتی ہے
تو بطخون کی طرح تو بھی جاگ پانی پر

خیال میں تری بانکی گذری جو مجھے
سحاب بن کے سر کو کون رو یا ہے
نہ چھینٹے [illegible] بہت مجھے خوف ہے کہ [illegible]
[illegible] لگا [illegible]
[illegible]
عجب [illegible]

ترے مینہ میں لگانی لگیں سب سہاگ پانی پر
جو ہر طرف نظر آتی ہیں جھاگ پانی پر
کہیں سہاگ ست [illegible] ہاگ پانی پر
[illegible] پانی پر
[illegible] پانی پر
[illegible] اگ پانی پر

[illegible]
تو جاگے سونے کے [illegible] پانی پر

عجب ہے چشمہ مہتاب ست تھی آگ پانی پر
بجھا دیا نہانیکو تجھی سے آگ پانی [illegible]
[illegible] ایک ہوگئی بیراگن اگر گھاٹ پہ [illegible]
پری کی شکل ایک رات نکو یہاں [illegible]
تنہ یلا فتق والا تیرتا تھا خوب سب بولی
تری [illegible] دریا [illegible]
[illegible] آپ جوگی جی ابھی ہم بھی جو جا [illegible]
[illegible]

سنا یا چاند نے [illegible] پانی پر
کہ سورج [illegible] اگ پانی پر
[illegible] بیراگ پانی پر
[illegible] پانی پر
یہاں سے [illegible]
کہ [illegible] پانی پر
بھاگ کر [illegible] لاگ پانی پر
[illegible] جھاگ پانی پر

[illegible]
[illegible]

سنے او نھوں نے جو یہ بہو لوٹی جھبڑ [illegible]
چنگیں امرتوں میں جسے [illegible]
نقل چھایا تری دیوانی نے ایسا ہے کہ [illegible]
کہ [illegible]

[illegible] آپ نے [illegible] ڈالی توڑ
مجھے کہتی ہے یہ ساونکی جھڑی ڈالی توڑ
اپنی زنجیر کے سر ایک کڑی ڈالی توڑ
میں نے اس [illegible] ڈالی توڑ

ساتھ پریاں کے یہ ہم جھولی کہ [illegible]

ڈالی جو آنب کی تہی سب نے بڑی ڈالی توڑ

پیرزنان کسے کو نہ تو تشنہ کام چھوڑ
تحقیق خاص و عام برای عوام چھوڑ

سایہ سے اپنے کہتی نشۂ بہنگ مین یہ
ق
ای سیدی ای مری حبشی اے غلام چھوڑ

کالی بلا نے شکل بنا کر جھپٹ نچا
ق
مین نے کہا نہ دور ہو مجھکو نہ تہام چھوڑ

پیک صبا نے آکے یہ فرہاد سے کہا
لی تیشہ اپنے ہاتہہ مین اپنا نہ کام چھوڑ

شبدیز پہ سوار ہو با شان خسروی
شیرین نے بیستون کی طرف دی زمام چھوڑ

سنکر اشیر ناد بس افغانی ایک جریب
ق
دی پشت برہمن پہ بزور تمام چھوڑ

کہنی لگا جبر تجھی چہ رنجی تو بولے آپ
کردی تو بد دعا م چہ ارام رام چھوڑ

این مردمان ہند مرا میکنند اسیر
انم بابا باگ جاوینگے بس انمقام چھوڑ

انشا غزل ایک اور ہے عالم کے تو سنا
اس قافیہ ردیف کو تو لا کلام چھوڑ

ای آہ ابتو اپنی کہین آن بان چھوڑ
جاوین کدہر بلا کہ یہ ہفت آسمان چھوڑ

صحرای لق و دق مین سلگتا ہون مین بہی آپ
وہ آگ ہون لگ گیا ہو جیسی کاروان چھوڑ

او تیری تہی جو جہاز سے اونکے نہ لی خبر
بی رسم ناخدائی دی بادبان چھوڑ

محمل نشین نے سنکے حدی تیری غش کیا
کیا تو نے انتقال یہ دیا ساربان چھوڑ

مجنون مین کچہہ رہا نہین بس ای تب فراق
اب اوسکی سوکہی ساکہی تو چند استخوان چھوڑ

دجال کا سمائنہ صدمہ ہو خلق پر
دیو جنون کا ہاتہہ سے مین دون جو کان چھوڑ

ہان کسطرح وہ قصہ جنون سر نکل چہ گرد
ای قصہ خوان آدمی ہو رہی نہ یہ داستان چھوڑ

انشا تو چل کے وادی مجنون کی سیر دیکھہ
ق
ایک آن تو مصاحبت باغبان چھوڑ

سیر طواف قیس جو آئین نہین حوریان
سو جا بجا گئین ہین وہ اب پہول پان چھوڑ

سب نے کہا نہ بس مجھے ای نازنین نہ چھیڑ
مین خوش نہین نہین نہین ہرگز نہین نہ چھیڑ

پہونچی اگرچہ سدرہ تلک ہے ادب بہی غضب
ای تاہ شہپر روح الامین نہ چھیڑ

اے اثر رہا ای آہ دل شعلہ خیز بس
راس و ذنب گویا نفسِ آتشیں نہ چھیڑ

چین برجبین ہوئے ہیں بت چین تو غرور سے
اے ترکِ کلاہ گوشۂ خاقان جبین نہ چھیڑ

کہہ مرثیہ میں بحث پڑی کی غزل ایک اور
انشا کسے کا تذکرۂ بغض و کین نہ چھیڑ

اے دل یہ ذکر لیلیٰ محمل نشین نہ چھیڑ
ہے یہ تو سخت قصۂ اندوہگین نہ چھیڑ

مجنوں نے مرگ خواب میں دیکھا اوسنے جان دی
اوسکی حکایتِ نفسِ واپسین نہ چھیڑ

کی یہ وصیت آہ کہ جیتا جو قیس ہو
تو کہیو اوس سے تو بس ابھی طاقت نہیں نہ چھیڑ

دن امتحان کے وہ جو تھے سو تو ہو چکے
دور ہی سے اپنی آپ ابھی ہو کر قرین نہ چھیڑ

دامن سے میری آکے لپٹ ہمکنار ہو
اب بات وہ نہیں کہ مری آستین نہ چھیڑ

دنیا کے شرط مانع بوس و کنار تھے
کہتا اسی کو کون ہے نہ یہ زمین نہ چھیڑ

مکتب نہیں کہ کوئی کریگا یہ تجھکو منع
اوسکی ذقن نہ چھیڑ تو اوسکی جبین نہ چھیڑ

تیری سوا ہی دخل ہے آویں ملک جو پاس
پھٹکے جو گرد تو کہو ان اسے حورِ عین نہ چھیڑ

انشا اب آگے کیا ہے کہ یہاں ہے کہنا کیا
ہے یہہ تو سخت قصۂ اندوہگین نہ چھیڑ

ایدل سمجھ کے اوسکی تو زلفِ رسا کو چھیڑ
کم بخت کیا کرے ہے نہ کافر بلا کو چھیڑ

غنچوں کو رو نہ گل کو مسل اور صبا کو چھیڑ
لیکن نہ اوسکے عقدۂ بندِ قبا کو چھیڑ

میں فندقیں جو اوسکی بنانے لگا تو وہ
بولے کہ چل پری ہو نہ میری حنا کو چھیڑ

کیا گا رہا ہے اپنے اوپچ اے صدی سرا
جس سے کہ قیس لوٹ ہوا اوس صدا کو چھیڑ

نالو نسی میری بخشی جو بلبل تو بولے آپ
واہ وا ہی او بگڑ گئی نہ مری آشنا کو چھیڑ

شوریدگان عشق سے باتوں میں مت او بجھ
ای بے ادب پری نہ گروہ خدا کو چھیڑ

ای ہمنشین یہ موسم ہولی ہے اندنوں
منظور ہے جو سیر تو اوس خوش ادا کو چھیڑ

لیکن کچھ اور سانگ نہ لا سرخ اپنے اب
نیلا قصابہ باندھ کے اوسکی دوا کو چھیڑ

چمکا نہ میری سامنے ای مہر آئینہ
ق کہتا ہوں بات مان نہ اہل صفا کو چھیڑ

ایک بوالہوس نے اونکی جو ناسی کو کہا | رستے میں اونپر توسن حرص و ہوا کو چھیڑ
برقع اولٹ کے مونہہ سے وہ کہنے لگی چخی | بنیا کسی جوان سے صاحب ادا کو چھیڑ
دیکھی ہی ہے کسیکو روانی تو کچھہ نہین | بنیا کو اپنے چھیڑ تو اپنے ہوا کو چھیڑ
انشا جو ہو نہ ہو وہی ہو ہو دل کی ہی یون | ق | تاچند ضبط آج تو اس دلربا کو چھیڑ

لیجا کے چپکے چپکے دو شالہ کی تہی ہاتھہ
ناخن گڑو کے چٹکلے سے انگشت پا کو چھیڑ

ردیف الزاء

خط ترا نو رستہ دیکھ اے یار شوخ و شنگ سبز | زہر کھا اپنا زمرد نے کیا ہے رنگ سبز
اپنی آنکھونکی جھڑی بھی کم نہین برسات سی | فیض سے جسکے ہوئی یہ سینکڑون فرسنگ سبز
اشک کا قطرہ جو ٹپکا ریزہ الماس تھا | کیا تعجب گر اثر سے اوسکی ہو سر سنگ سبز
عشق مین ہونے نہین پاتی کسی عنوان سے | غیرت و عار و حیا و شرم و نام و ننگ سبز

کیون نہ ہو سرسبز انشا مثل سرو سہی آج
سبزۂ نو خیز ساقی سبز تس پر بنگ سبز

ردیف السین

باغ امید مین یون ہے چمن یاس کے پاس | جون بہم بوئی گلاب اور انا الناس کے پاس
اے سحر چاک گریبان سے مری آتی ہے | مجھکو کچھہ حضرت عیسیٰ کے سے انفاس کے پاس
کیون نہ پھر کوہری سلکو مین مجھے بادۂ شراب | ساقیا شیشے سے آتی ہے چلی پیاس کے پاس
جہانتک ابتیہ زاہد نے کہا بوسہ کے وقت | آپ کی ڈاڑھی ہی مین کیا جی ہی مرناس کے پاس

بحر و بر سے مجھے آتے ہی مدام اے انشا
جامۂ خضر کے اور جبۂ الیاس کے پاس

پھنس گئے عندلیب جو بیکس | ہای تنہائی اور کنج قفس
قیس لیلے سے مل گیا تنہا | نہین آتے جو آج بانگ جرس
اوسکے پرتو کے سب یہ جادو تھی | موسی و تہ زونار و طور قبس

آئی وحشت کے پھر بہار کے دن
میں جو شب اوٹھے راہ میں لپٹا
ہاتھا پائی ہوئی کچھ ایسی کہ پھر
لگی کہنے کہ پیر سے دامن کو
سخت جل جائیگا پری بھی سرک
جبکہ یہ کہا کہ چھوڑتا ہے ہمنشین
جن کے سونٹلی لگا یہ دائی نہ سہی

ہو چکا ہم سے غیر ضبط نفس
ہم جا کہ رہا نہ خوف عسس
او چکی اونگلی کے چڑھ گئے جھٹ سے نس
نہیں اب تک کیا کسی نے مس
اری میں آگ اور تو ہے خس
تب تو ٹھہری کہ ہونگی بوسے دس
مجھے چیخے کری جدا او ہوس

ایک دو تین چار پانچ چھ سات ہے
آٹھ نو دس بیس تیس انشا بیس

جس نے دنیا کے رکھے اسی صاحب ادراک ہوس
لیگئے اینڈتی کے وہ جو تہ خاک ہوس
تھوڑی سی عمر میں کس شے کی ہوس کیجئے بس
یہانتک نکھری کو دکھاتا نہ رہی باقی او
روح مجنون سے کوئی پوچھے کہ کیا کہتی ہے
تنگ ہم آغوش ہو مجھسے کہ نکالے تو سہی
جیسا ہو نکلے غزالوں کو نہ آوے کیسو تک
سبز گنبد دامن نظارہ میں نرگس کے پھول
میں لگا یوں ہوں تصدق سی گولی کی طرح
جب تلک شیشۂ صہبا نہوا ہی بار خشک

خاک ہے خاک ہی سب خاک کی کیا خاک ہوس
اب نکالیں گے وہ جنباں تیری تاک ہوس
کرنے دیتی ہے نہیں گردش افلاک ہوس
تیرے بسمل کو کچھ اے قاتل سفاک ہوس
دشت پیمائی بیابان خطرناک ہوس
کچھ تو اپنی بھی گریبان کا مری چاک ہوس
تھا جو دیکھ کے دہانی تری پوشاک ہوس
اور کیا کہیں ہم اب دیدۂ نمناک ہوس
کہ جیا ہیں با ہم خس و خاشاک ہوس
یہاں بچھا دی ہے کوئی کاسۂ تریاک ہوس

چل مدینہ کے زیارت کو تو انشاء اللہ
کہ نکالیں گے تری وہاں شہ لولاک ہوس

زلف و چشم یار میں دام گرہ گیر قفس
میں تری ابرو و مژگان و نگاہ و چشم آہ

تھی اسیری اپنی قسمت میں بزنجیر و قفس
طائر دلکو کمان و ناوک و تیر و قفس

یار ہونا بحر الفت سی نہین ممکن کہ ہے / موج و گرداب ہوا دشت مثل زنجیر و قفس
شانۂ غربت ان پہونچی ہم صفیر و ساتھہ مل / سیر ہم مین اور دریا یہ بہم زیر و قفس
کر دیا صیاد جلد ہی سی کہ جاے رحم ہی / دیکھہ تو ظالم بھلا یہ صید دلگیر و قفس
بال و پر تو نک ہلا و تجہہ و منقار سے / ہم صفیر و توڑ ڈالو دام کو چیر و قفس
مرغ روح اپنا نہ کر جاوی کہین پرواز ہان / کر دو اس سینہ کو ای صیاد کی سر و قفس
بال و پر اڑ جایئن گو ہو دام مین مجروح سب / چھوڑیو ہرگز نہ لیکن سن ہو کو قفس

صید دل کی پھر خبر صیاد نے انشا نہ لی
جرم الفت کے عوض مین ہی یہ تعزیر و قفس

پھر تو کہہ پھر کے دم سرد مری ہونٹھ نہ چوس / ہان وہ کس طرح کہ بیدرد مری ہونٹ نہ چوس
قہر ہے لعل مسی زیب سی تیری کہنا / رنگ یاقوت ہی بہان گر دمری ہونٹ نہ چوس
رہ غنیمت نہو چلا رین تو مجھی چھوڑنے دی / دیکہہ یہہ جا لگہہ ہے لب پرد مرے ہونٹ نہ چوس
مجہکو حیران نکر چھوڑ تہ ری وحشت سے / دیکہہ رخسار ہوی زرد مری ہونٹ نہ چوس

صدقے اس ناز کے انشا سی یہ کہنا چل بے
چوٹ لگتی ہے ہوا درد مری ہونٹ نہ چوس

ردیف الشین

بہت غنیمت کہ ہو وہ بہلت لی پیا جو کی اگہہ نزار / کمال الطاف و مہربانی بڑی ہی توجہ کرم نوازش
غلام پر وامچی سی فہ وہی محبت او قی رجوع خاطر / غضب ہے اسیر یہی میری حق مین جفا پہ ہر دم وہی کم نوازش
وہی تفقد وہی تلطف جو آپ اگلی طرح سے کہتی / تو بندہ خانہ مین میری کرتی بھلا کیون دمبدم نوازش
برہمنان کنشت بولی مجھی جو کل راہ مین ملی سب / کبھی تو آ شہر سیر کیجی بسوی بیت الصنم نوازش
کسیکے خط مین جو لکھتی تھی وہ بھی … / غرض کہ تم ہمکو ایسی بھولے گئی وہ سب بعلم نوازش
سبھونی غلطہ کر ہم سی یہی تو ہی بات … / ستم جو مخصوص یک پر ہو سمجہہ کہ ہے وہ ستم نوازش

تصدق اپنی خدا کی جاؤن کہ پیار آتا ہی مجھکو انشا
ادہر سی ایسی گناہ پیہم ادہر سے وہ دمبدم نوازش

ہو جاوی اگر جہان فراموش / کب دل سے ہو دوستان فراموش
جاتے ہو تو یاد رکھیو مجھکو / مت کیجیو مہربان فراموش
صد حیف کیا بچھڑکے ہمکو / تمنے ای قدر دان فراموش
اسطرح بھی دوستون کو اپنے / کرتے ہین دوستان فراموش
سبحان اللہ سے یہ انصاف / یہان یاد وہ ہے اور وہان فراموش
تو ہو سے یہ دخل کیا ہے ہم تو / کر بیٹھے ہین خود کو یہان فراموش

ایسا تجھی ہو گیا یکایک
انشا اللہ خان فراموش

بہار ہوکے مجسم بوضع بادلہ پوش / ہوئی جو آکے حیا بانین مجھسے ہم آغوش
گلے لپٹ کے یہ کہنی لگے سبب کیا ہی / بہ رنگ بلبل تصویر کیون ہو تم خاموش
نسیم وار کہا میننے بہ رہے ٹھنڈی سانس / کہ یہان فراق مین یار زکی نہ نہین ہے ہوش
رفیق ہمدم و ہمراز سب گئے لشکر / شگفتگی نہ رہی طبع کو نہ جوش و خروش
کہان وہ گرمی صحبت کہ دلکو ہو وا شد / ہوا ہی ہجر اوڑا لیگئے سب اپنی ہوش
سنین بہار نی القصہ جبکہ یہ باتین / کہا یہ مصلحۃً ہجے ہوکے جلوہ فروش
شتاب جاکے ملو تم وزیر اعظم سی / ہلال چرخ ہے جسکا غلام حلقہ بگوش
کنایہ فہم و لطافت پسند و خوش اخلاق / امیدگاہ عزیزان عصر و عذر نیوش
نگاہ لطف سے جسکے جہان ہے مالامال / نہفتہ لعل مین جسکے زلال چشمۂ نوش
ہجوم ماہ وشان اوسکی بزم مین ہے سب / صدا ہی ہین دف و چنگ و بانگ نوشا نوش
پہنکی لاوی ہین تشریف سید انشا ہی / ہی سغانہ عشرت سی تا کہ ہو مدہوش

زمام توسن اقبال ہاتھ ہو تیرے
خوشی رکاب مین اقبال غاشیہ بردوش

کیون ساقیانہ لال ہوا نیا یہ رنگ فرش / شیشے شراب سرخ کی ہین جائے سنگ فرش
جون آئینہ ہے اوسکی جہان چاندنی سب بچھے / وہان عرشیون کی پانون کا لہسایہ ہی رنگ فرش

تمنے پلنگ دور بچھایا تو کیا ہوا — تم جانتی ہو مجھکو کہ مین ہون پلنگ فرش

شیخ دراز قد نے جو مجلس مین ڈک دہرے — ہنستی کہی سبھون نی کہ آیا کلنگ فرش

تاک تو بہی کو شیخ کے دیکھو کہ ہے زیادہ — دریا کی بہی نہنگ سی کچھ یہ نہنگ فرش

جو مجھ مین اور اون مین دہا جو کڑی سے — فراش بولی زور ہوئی یہ تو جنگ فرش

دہبا پڑا جو پاؤن سے انشا کی بولا آپ — کیا سخت بن لحاظ سے ہی ہے یہ ننگ فرش

ردیف الصاد

کیون نہ دل ہو وان وہی دنیا مین نہین ایسا شخص — یار دو کہا ہی ہے دنیا مین کہین ایسا شخص

موج دریای نزاکت مین نہ ڈوبون کیونکر — جس گہڑی عشوہ مین ہو چین بجبین ایسا شخص

مقتبس نور سے ہی جسکے حرم کا جلوہ — چڑہ گیا اپنی نظر آج یہین ایسا شخص

جسکی صورت کیطرف دیکھہ بہجک سب جائین — چاہیے بزم مین ہو صدر نشین ایسا شخص

کوئی ہمکو ہے بہلا جان سبہے دیکھو تو — دوستو جس سے کہ ہو بہ سر کین ایسا شخص

کیون خرابات نہو خانۂ اسلام بہلا — ہو جو بتخانہ مین غارتگر دین ایسا شخص

سب مکانات سے پہر کیون نہ شرف ہو اوسکو — دیکھہ تو جسمین ہو اللہ مکین ایسا شخص

ساکن اوسی صنم خانہ ہون کب رکہتی ہے — ہو بس گلشن فردوس برین ایسا شخص

شعر سوجہتی چلتے ہین ہزارون مضمون — آج بیٹہا ہے مری ہوکے قرین ایسا شخص

یارب انشا کو سدا عیش و طرب مین جو رکہہ — حیف ہے جو ز فلک سے ہو حزین ایسا شخص

ردیف الضاد

لینا تہا دل سو لی چکا اے بے وفا غرض — آوے جو میری پاس تجہی اب سو کیا غرض

آنے گلی مین دیکھہ کے کہنے لگا مجھے — کیا میرے پاس آنے سے تجھکو بہلا غرض

کیون فائدہ بہی کسلیے کاہیکی واسطے — موجب سبب حصول بہی کچھہ مدعا غرض

مطلق نہ آشنائی دنیا پہ کر گہمنڈ — ظاہر پرست ہوتی ہین سب آشنا غرض

۴

انشا خیال صف ہے اسپر نہ بہولیو
ہرگز کسیکے ساتھ نہ ڈالے نمط غرض

ہی نسائم فیضان صبیح فیاض
شگوفہ جس سے ہوئی سب جواہر و اعراض

دوام ناصیہ سا ہین حضور مین جس کے
سواد چشم شب گردان سحر کے بیاض

بدیع فطرت و خیاط جامہ تنوبر
وہ جیسلے ہاتہہ ہی بانہ صبح کے تعراض

حکیم و حاکم و حکام دہر مین جس سے
ہمیشہ خلق جہان کو ہزارہا اغراض

ریاضی اور طبیعی سے حاصل ہی
الہیات سے تا فہم کو ہوا عراض

مجردات کہ مخلوق ہے ہو وہ کیا
سیاست مدنی سیکہہ جاوین تا مرتاض

ردیف الطاء

مین ہلانے جو لگا لیکے حنائی تاب کی بط
چیخ کر دوڑ پڑی باغ کے تالاب کی بط

بس وہی بانو کی آہستہ سی بہی کر دو چشم
ہے غضب دشمن جان عاشق بیتاب کی بط

وہ رہی یار تو آجاوی کسی بات اسی کاش
بن کہڑی ہو جو صدائے دل سرخاب کی بط

شغل کے واسطے طاوسی بنا تو سہی
پر نہین بن تی کے یا جامہ کمخواب کی بط

جوش پر دیکھہ کے کل چشمہ مہتاب انشا
بن گئی غیب سے ایک طائر سیماب کی بط

کیا وصل تیری عمر مین رہی ہمین جان غلط
حاشا غلط غلط غلط اے مہربان غلط

دو چار دن جو تم ہی نہ بولی تو کیا ہوا
پرجا نئی ہمیشہ نہی یہ گمان غلط

مین اور ترک عشق بہلا کچہہ بہی ربط ہے
اسی مہربان غلط غلط اے قدردان غلط

تصمیم عزم کعبہ سنو تو بہی زرا ہزا
کو ہم سنی کی بہی ہو رہ کوئی تبان غلط

اسی میر حاج چپ ہو خدا کا بہی نام لے
مجہسے ہو ترک صحبت پیر مغان غلط

آوارہ وشت شوق مین مانند گردباد
بہکا پہرون ہون کرکے رہ کاروان غلط

انشا سے اب جلال ہی انشائی راز کا

ہے یاں وہ جو کچھ کہ آپ کی خاطر نشان غلط

کسطرح سے مجھسے تم سے ہو وے باہم اختلاط
میں تو بھی جرأت یہاں تک تم سو یہ کم اختلاط

آپکے خدمت میں جز عرض نیاز و بندگی
ہے محال اپنی بھلا کچھ کر سکیں ہم اختلاط

موہنہ سنبھالو گالیاں ہیں دونوں سے چلبلی رہو
اپنی ہے اسطرحکا یار سے ہر دم اختلاط

نیند سی غنچونکو دیدیتی ہے چھینٹے مونہہ پہ دے
کر رہی ہے گلستان میں روز شبنم اختلاط

جو خصوصیت کہ انشا کو ہے اور ونکو کہاں
گرچہ رکھتا آپ سے ہے ایک عالم اختلاط

مجھسے بس وہ طبع کو کیا سیر باغ شرط
یار و معاف رکھو اسی ہے دماغ شرط

کو زناک اوڑاتے پھریے پہ مانند گرد باد
لینا ہی اپنے یار کا ہمکو سراغ شرط

لوہم میں تم میں یاد فراموش بھی سہے
پھرتا نہ آج تو پھرکے باندہیں جناغ شرط

گو سینہ داغ داغ ہو تو ہو وے جگہ
جون لالہ مجھکو ہاتھ میں لینا ایاغ شرط

انشا دماغ شعر و سخن اب کہاں رہا
ہے سچ تو یون کہ چاہیے اسکو دماغ شرط

ردیف الظاء

کسکو سنا کر کہا آپ نے او بے لحاظ
مجھسے نہ اتنی رہی ہوتے رہو بی لحاظ

گریہ کنان دیکھہ کر مجھسکو کہا شوخ نی
تاڑتے ہین لوگ سب چپ ہو نہ رو بی لحاظ

مونہہ سے مل ڈالیئی ہے یہ تھنی دلمین خیر
اوسکو مجھے اب کے تم کہنے تو دو بی لحاظ

یاد ان لگا دانی مین تو وہ غصہ ہوا ات
کہنے لگا چونک کر چھوڑ یہ خوب بے لحاظ

آج تو جو دلمین ہو یار سے کہہ بیٹھئے
ایک گھڑی کی لیئے ہو جیے گو بے لحاظ

سیکھہ ادب لاکھہ بار ہمنے کہا بات مان
پھر وہی کرنے لگا کرتے ہین جو بے لحاظ

چھوڑے اب انشا کو تی آپ کو یہ دل کیا
اور بھی دو گالیان اور کہو بے لحاظ

ردیف العین

تجھ سے ہے ساقی ایک جام طمع — اور رکھتا نہیں غلام طمع
مجھ سے پیر مغان نے فرمایا — اس کے مشرب میں ہے حرام طمع
ق
تو نے وہ ماجرا سنا کہ نہیں — کر کے آتے تھے خاص و عام طمع
سر منڈا سے ریش قاضی کھینچ — جو حریفون سنے کے مدام طمع
ابھی کچھ مے نہ تھی صدا آئے — کو بمفلس بریش خام طمع
ق
جتنے ہین اپنے آشنا و رفیق — ان سے یہان ہے فقط سلام طمع
دخل کیا ہے اگر کبھی سے کبھی — دولت و جاہ و احتشام طمع
ہان مگر اسقدر کہ ہے جو باسکو — عز و تعظیم و احترام طمع
نہ ہو کہان وہی وہ دن خدای کریم — کر رہے ہون اونسی ایکدام طمع

چڑ ہے اقصہ اسپے ای انشا — ہے زمانہ مین جسکا نام طمع

بوقت صبح ہوا یون نشۂ شراب طلوع — کہ جیسے مشرق سے ہو کرتا ہے آفتاب طلوع
یکایک ابر سے شیشہ کے ہو گیا ساقی — وفور نور سے خورشید جام ناب طلوع
جو دیکھی اشعۂ لمعات کے جھلک اسکی — شعاع شمس کے تک لا سکے نہ تاب طلوع
افق سے مشرق طفلی کی ناگہان اپنا — بسان نیر اعظم ہوا شباب طلوع

شب فراق کی ظلمت سے ہے بہ تنگ انشا — خدا کے واسطے اے مہر کر شتاب طلوع

سمجھی ہین قدسیان جسی شاہ جہان مطاع — سو حال سے فقیر کے رکھتا ہے اطلاع
حاشا کہ اسکو سست سمجھ اور دیہہ جو ہے — جوش و خروش و ولولہ و حالت و سماع
یہ سادگی یہ وضع بھلا ہے تو کون شخص — جس بات مین کہ دیکھی ہے تازہ اختراع
ہرگز جہان نہ پہونچ سکے طائر خیال — ہے کاخ فضل کا ترے یہ عظم و ارتفاع
رہتا کسی طرح سے نہیں دلکو کیا کرون — تو تیغ و زہر تا بکجا کب تک امتناع

گرز وہ تم جو مجھ سے ہوئی کس لیے بھلا
تقصیر و جرم و واسطہ کچھ موجب نزاع

ہے کون جز ائمۂ اثنا عشر بخلق
انشا امور دین مین کریں جنکا اتباع

ردیف الغین

ای آتش فراق ترا بل بے سوز داغ
جھلکے ہے دلمین دور سے جون دیر کا چراغ

آنکھیں نہین تا کہ نشۂ وحدت کا ہو طلوع
ساقی مئ مغانہ سے بھر دے مرا ایاغ

بیٹھا ہے آج مجلس رندان مین شیخ یون
طوطی کے ساتھ جیسے کوئی ہم قفس ہو زاغ

پیدا لگاوٹ آہ کسی ساتھ ہے کیجیے +
لیکن دل و دماغ کہان کسکو یہ فراغ

پہونچو نہین کسکی کنہ حقیقت کو آج تک
انشا مجھی ملا نہین اپنا کچھ سراغ

روشن ہی ملک دلمین ہمارے چراغ داغ
ہفتم فلک سے کیون نہ بری ہو دماغ داغ

ہر دانۂ سرشک تو ہے بار و برگ یاس
باری شجر سے آہ کی ٹھہرا ہے باغ داغ

ہم جیان تمام عشق کے آتش سے پھک گئی
ای بے خبر تو ڈھونڈھی ہی کہا ابتلک سراغ

اتنی لیے کہ ہجر مین تھا تیرے واسطے
اب وصل بھی ہوا ہے تو باقی ہے داغ داغ

انشا نپوچھ ہجر مین ساقی کی حال کچھ
پیتا ہون خون دل سے مین بھر بھر ایاغ داغ

بخشا ہے حق نے اوس لب گلفام کو فروغ
سایہ سے جسکی عکس کے ہی جام کو فروغ

بل بے جھگڑی چاند سے کمتر ہی کی واقعی
رکھتا و رہی ہی جس سے لب بام کو فروغ

شل گہر چمکتی ہین پاؤن کی آبلے +
کیونکر نہووی اپنے ہر ایک گام کو فروغ

ای سر حاج دیکھیو کعبہ کے راہ مین +
ہے کیا ہی آو رندی انشام کو فروغ

نورانی ایک نعرۂ لبیک کھینچکر
بخشا ہے ہمنے جامۂ احرام کو فروغ

مین ہون وہ صید تازہ گرفتار ہم قفس
جنکے ترا ز اشک سے ہے دام کو فروغ

ق
یارب سریر بخش سلیمان شکوہ کو
مثل نگین ہو اسنے بھی کچھ نام کو فروغ

تا آفتاب مہر علیؑ کے شعاع سے
اوسکی سبب ہو خانۂ اسلام کو فروغ

ہے اوسکی چہرۂ تاج کی ایسی ہے روشنی
گر روم مین ہو وہ تو رہی شام کو فروغ

انشا ترا ہو داغ جگر خون چکان ہو تک
باقی رہے نہ کچھ شفق شام کو فروغ

ردیف الفا

ہم جو ولی ہون تو پڑی اپنی نگاہ صاف صاف
قدرہ اولٹ پلٹ مین ہم بیان تو گناہ صاف صاف

ہوتی تھی چھیڑ چھاڑ تو غیر پہ دھر کے سو کچھ
ابتو لگی سنانی آپ واہ جی واہ صاف صاف

کچھ نہین باقی اب رہی بوند لہو کی ایک بھی
نکلی ہے دہوتی دہائی سے آج جو آہ صاف صاف

دور کے دیکھ بھال سے ہو جو نباہ سو بخیر
آنہ نظر آتی آئینہ گر صورت ماہ صاف صاف

قصہ گناہ تپہ جھوٹ اپنی تو چڑہ یہ بات ہے
اوسکو گری مین دو دو دہکیل جسکی ہو چاہ صاف صاف

نادر ملک حسن ہین آپ بسن چار دہ
چہرہ مین ہے یہ کچھ دمک جیسی ہو ماہ صاف صاف

کھینچ کے تیغ قتل عام کیجئے جو ہو سامنے
قتل ہے قتل قتل قتل خواہ نخواہ صاف صاف

ایک ہی دو سب سی آہ انشا نکر آہ سر بہری
شام کرا ہاں تک ٹک صبح کر آہ صاف صاف

کچھ مری قتل کے محضر پہ تو تنجرف کی حرف
تا وہ سب یاد رہین تو ہو بہری حرف کی حرف

نوش جان ہی جو تری جام بلورین پہ کھدا
اوسکی گویا کہ تراشیدہ ہین سب جوف کی حرف

پنجتن پاک کے جو نام ہین سب گرد اگرد
زیب دہ تیری نگہ کے ہین دہر طرف کی حرف

قتل قتیل قتلا ہے پڑہی ہے قاتل
کیسی دو چار جو سنتا ہی وہ کم ظرف کی حرف

تجنیس حسنون ہی مین سب کچھ ہی یہ انشا پیچ ہر
بس یہی نحو کے ہین حرف یہی صرف کی حرف

عالم مین دوستی ہے اور اسقدر تکلف
اوٹھ جائی چاہیے سب با ہمد گر تکلف

تعظیم لینی اتنی ہر وقت فائدہ کیا
اتبک ہے ہم سے تم کو مد نظر تکلف

ہر چند سوز کو ہم ہو جائینگی اجیرن
یوہین رہا کریگا ہم سے اگر تکلف

اوضاع سب تمہاری دلچسپ خوب تر ہیں
یہ التماس سنیے مشفق مگر تکلف

دو چار دن ہوا تو ہو وے ولیکن انشا
ایسے ہی کب نبھیگا یون عمر بھر تکلف

ردیف القاف

بہو تجھی فغان کا جوش جو اپنے گلوش برق
جل جاوے وو ہین خرمن جوش و خروش برق

گر ابر شل پنبہ ہو وے بگوش برق
کھو دیوے اپنی آہ شرر بار ہوش برق

کم ہاے ہے طپش سے یہ روشن ہو خلق پر
ابر بہار ہو نہ اگر عیب پوش برق

رکھے اسے ہوا ہی عیش و طرب میسر دوش پر
ہے دوش ابر بار اگر بادہ دوش برق

انشا ترا فغان دل زار ہے سراں
خجلت کش نالہ طپش و سوز و جوش برق

اک قیس کو جھبر جھاڑ کر عشق
لپٹا مجھے پیچھے جھاڑ کر عشق

خسے ہو نا سامری ہو امقابل
فرہاد کو دون پچھاڑ کر عشق

آیا کج وو ایج اس طرف کو
وامق کا گھر اجاڑ کر عشق

بے طرح سرشک و یہ چشم آہ
جھپٹا یون بھیڑ پھاڑ کر عشق

القصہ سبھونکی ہو مقابل
پہونچا اب ہم کو تاڑ کر عشق

دامن کو وہ کھینچ لایا
جنگل مین انہون کو گاڑ کر عشق

ہم عشق اللہ بولے تو سبھے
چنگھاڑ کے آسے پہاڑ کر عشق

ہے ہے انشا ہمارے دل کو
بے طرح گیا لتاڑ کر عشق

ناداں کہاں طرب کا سرانجام اور عشق
کچھ بھی تجھے شعور ہے آرام اور عشق

لینے نہ دیوینگی مجھے ٹک چین جیتے جی
دشمن ہیں دونو گردش ایام اور عشق

یہاں عشق ہیں شوق طوف میں یاران کعبہ تو
ای نامہ بر تو کہیو یہ پیغام اور عشق

کیا نام لیکے اوسکا پکارا کرون کہ یہاں
رکھتا ہے ہر زبان مین ایک نام اور عشق

پوچھا کسی نے قیس سے تو ہے محو سے | بولا وہ پھر کے آہ کہ اسلام اور عشق

اسباب کائنات سی بس ہو سکے بسیو
انشا نے انتخاب کیا جام اور عشق +

عشق نے جو تو نہ معشوق ہو کیونکر عاشق | جس پہ ہم عشق ہیں اجی وہ بھی ہی ہم پر عاشق
نہیں کہتا جو کسی نے تو وہ بولی اجی واہ | ایک سیر ہی وہ لاکھوں کی برابر عاشق
تیری تصویر کے بدلے مجھی دیتا ہے تمام | شیخ سعدی سے گلستان بصور عاشق
[illegible] کی کنڈی ہی نکھلی اور تیرا | مر گیا رات کو چوکھٹ سی پٹک سر عاشق
دیکھ تو عشق کے ٹھہرے گو شب وصل ہو تمام | اگرچہ ہے پاس تیرے تو بھی ہے ششدر عاشق
آنسو بہ رہا ہی جو ہم دیکھا نہیں تو یہ کہا | آپ ان [illegible] ہے مقرر عاشق
دیکھ کل اونکی طرف شیخ رہا تو بولے | ہو لی قسمت کی سوا [illegible] عاشق
سنگ و خاک در معشوق حقیقے کے سوا | دو گز قطعہ نہیں نا بالش و بستر عاشق +
بادشاہت ہے اگر عہدہ دربانے میں | ہو وے معشوق کے دروازے پہ نوکر عاشق
ادب آموز ہو مانند ارسطا طالیس | تا جبلت پہ تری ہو وہی سکندر عاشق
سیکھ تقریر تو وہ شستہ و رفتہ جس سے | قلزم علم کے ہوں تجھ پہ شناور عاشق
فارسی پہ تری آوے شہ ایران کو غش | عربی بولے تو ہو روم میں قیصر عاشق
نہ کہ صحبت ہو زر الوفسی جو یوں تجھ کہیں | دیکھو کی خیر رہی وہ [illegible] بہادر عاشق
دیکھنا تجھکو نہیں ہای تو کن انکھیوں سے | تاک رہے ہیں ہے طرف غرفہ منظر عاشق

کہہ یہ تبدیل قوافی غزل ایسی کہ گرم
جسکا مطلع یہ ہوا انشا شہ خاور عاشق

کھولی جب چاندنی اس [illegible] کا گھونگٹ عاشق | کیوں نہ پھر ہوں بلائیں تری چیٹ چیٹ عاشق
نہیں معلوم اجی [illegible] پہ کیا پڑہ [illegible] کا | کہ تمہیں دیکھتی ہی ہو گئی ہم جیت عاشق
سکتی تم کرو غیروں سے ہم تو اپنے | [illegible] ہو کے ہی کیوں نہ [illegible] عاشق
بھاگتی پھرنے میں کچھ [illegible] | [illegible] عاشق

کھرے باہر نکل اوخون سے اپنے سر کے
شرح کرتا ہی وگرنہ تری چوکھٹ عاشق

جیب کی کیا سوندی تری انکھیں اہی ابر کی جل بھی سولے
آ ڑ جاتا ہے تری پاون کی آہٹ عاشق

آتین شب سیر کو جو باغ ارم کی پریان
سو ہوتین دیکھکے تیلا یہ چھپر کھٹ عاشق

ای نسیم سحری اوس سے یہ کہیو کہ ترا
رات سی اتبو یہ تبا نہین کروٹ عاشق

ایک غزل اور بتی قافیہ مین کہہ انشا
جسکی سنتے ہی ہو معشوق بھی چٹ پٹ عاشق

بن تری دیکھی ہر سب دہر کو او جڑ عاشق
کیون نہ سر اپنا ہیلا بیٹھی وہ ہرا و بڑ عاشق

گر بری حال جیا تیری شب فرقت مین
تو اسی شرم مین بس صبح گیا گڑ عاشق

ابھی پہر کو سوا اوسی طرح کہ عشق ہوتا ہی
آپکے الگکیو ملکی سمت سکے یہ آ بڑ کہو عاشق

راجہ نل اور دمن کیون نہ ہوان صد دو نو
کہیلے جس بزم مین معشوق سے جوپڑ عاشق

نزا ہر بزم سے کہتا ہے سو وب ہو وہ شوخ
حق کری مجھہ پہ ہوا ایک آپ سا دبڑ عاشق

کبھی خاتمت کو خیال اپنے مین کب لاتا ہے
ہے یہ وہ ذیل بیان بخشی کا دہڑ عاشق

اور کیا چاہی ہے بس بہر خدا آ گھر چل
تہک گیا اتبو تری پا ون بھی پڑ پڑ عاشق

آفرین سید انشا تجھے آ چیکے سے
جڑی ہے تونے سہ شیخ پہ جھکڑ عاشق

ردیف الکاف

گر ہوان افلاک و عقول اور نظر بیسون ایک
مدرکات اور منقولات عشر بیسون ایک

رعد و مہ برق و شفق ژالہ و شکر تلید و زر
چار سمت اور قساق شام و سحر بیسون ایک

اسطقسات و موالید و جواہر خمسہ
ہفت اقلیم جہان معدن زر بیسون ایک

سبعہ سیارہ ارکین وجہات و العاد
ہو وین گو لگی یہ جون شیر و شکر بیسون ایک

جو وہوں علم و سب اعلال و ذکا و دانش
فی المثل ہو وین ہسم یہ بہی اگر بیسون ایک

تو بھی حیدر کے ثنا کر نہ سکین کچھ گو ہون
بارہوان برج یہ اور آ ٹھ پہر بیسون ایک

اوسکی بن اون یہ نوا فرمہ وہ پانچ حواس
کب ہون باستہ ملزوم بشر بیسون ایک

حامل وحی و خضر چار کتب بارہوان ساس
صبح مین اوسکی ہین با شمس و قمر بیسون ایک

[illegible]

وہ شفیع آپ ہوا اور گیارہ امام آٹھ بہشت
جیسے اشفاق کریں ہوں یہ اور بیسیوں ایک

سات دن اور شب جمعہ مہینے بارہ
رکھتی ہیں اوسکی اطاعت کا ہزبیں ایک

پنجتن چودہ ہوں معصوم بحق انشا ایک
رکھیں الطاف کے سب تجھ پہ نظر بیسوں ایک

ہے یاد خرام اوسکی ہمیں جب سے کہوں کیا
ٹنگا وہ مری آنکھ میں سایہ نفس کبک

کہتا ہے وہ انگا ہی تری یاد میں ایماہ
کس طرح نہ پھر شعلہ فشاں ہو نفس کبک

شرمندہ ہوں جو لاکھ رفتار سے تیرے
طاؤس بھی روتا ہوا آتا ہے پس کبک

جس طرح سے شہر میں ہیں آنکھوں کی ڈوری
اس طرح سے چھٹتی نہیں دیکھے قفس کبک

انشا نہیں ہے کام جو کوہی گوہ میں اوسکا
ہے کبک سے کیف یاد ہی فریاد رس کبک

بات کی ساتھ ہے موجود ہے تال ایک نہ ایک
ہے خلاف اپنی سدا آپ کے چال ایک نہ ایک

ہم بھی اسواسطے بیٹھے ہیں کہ ہو رہتا ہے
تجھ سے بھی سرو کے سایہ میں نہال ایک نہ ایک

یار ہے پاس پر اب فرط تردد کے سبب
آہی رہتا ہے مرے دلکو ملال ایک نہ ایک

دلکو ہر چند بچاتا ہوں ولیکن ہیہات
کھب ہی جاتا ہے ان آنکھوں میں جمال ایک نہ ایک

مجھکو کچھ حسن پرستے سے نہیں کام ولے
ہو ہی رہتا ہے مرے جی کا وبال ایک نہ ایک

کیا کروں گرچہ بھلاتا ہوں بہت میں لیکن
آہی رہتا ہے ترا مجھکو خیال ایک نہ ایک

مجلس وجد میں شہ اپنی غزل تو انشا
کر ہی بیٹھیگا ابھی شستہ ہے علی ایک نہ ایک

ایک دن رات کی صحبت میں نہیں ہوتی تسکین
ہمکو کیا فائدہ گر آپ بہت ہیں نزدیک

اتفاقاً جو کے کٹری بات ہماری سن لو
رات ہی کوچہ و بازار پڑے ہیں تاریک

پان جو ہاتھ سے کل غیر کے تو نے کھایا
پیکے لوہو کو غرض گھونٹ رہے ہم جوں پیک

دور ہو وادی مجنوں سے نکل ای وحشت
کس وسیلہ ہی بلی سمجھ و جہاں تک تاریک

وادی عشق میں انشا تو سنبھل کر جانا

هان خبردار که یه راه بهت هے تاریک

ردیف کاف فارسی

پهونچے جو نه یه گوش صدای شکست رنگ
هوش اوڑ گئے گلونکے چه جای شکست رنگ

دامانده هین جو قافله گل کے ای صبا
بانگ درا هی اونکی نوای شکست رنگ

غصے سے کیون نه چاک گریبان گل کرے
هے بر مین اوسکی تنگ قبائے شکست رنگ

ای هوش سلامته خوب هی چل اس چمن سے هین
راهی گلونکی قافله هاے شکست رنگ

رونق گئی هے چهرهٔ هر گل سے ای بهار
کهه یه بهی هے چمن مین هواے شکست رنگ

آئی هو سیر چمن مین عرق فشان
هر تازه یه گلونکی بناے شکست رنگ

انشا سمجھ کے پهر مکافات عندلیب
کیا کیا سهی گلونکی نواے شکست رنگ

جهونکے دی عشق نے جب اس دل بیتاب مین آگ
غل مچا یه که گرے معدن سیماب مین آگ

جی یه چاهے هے ابهی شیشهٔ صهبا کو اوڑیلے
شمع سے دو تجھے گا چادر مهتاب مین آگ

جب سے وه شعلهٔ برق آنکهون مین پهرتا هے مرے
چونک چونک اوٹهون هون نت دیکها هی خواب مین آگ

تجهه بن ای ماه شب چارده هر لب جو سے
پهر رهی هے مری اس دیدهٔ پرآب مین آگ

یاد مستی مین جو آیا خم ابرو تیرا
لگی انشا کی دم گرم سے محراب مین آگ

بسکه تها تیری تب هجر مین جلتا پلنگ
لیتے لین کروٹین یهانتک که هوا چور پلنگ

سیج پهولون کی پری ایسی بهین هے که بس
صدقے هوتی هے ترا دیکهه هر ایک حور پلنگ

خوش نگاهون نے لگا دی هین جو آنکهین اوسکا
دسته هاے گل نرگس سے هے مستور پلنگ

چاندنی مین تو نه سو کوٹهی په ڈر هے که ترا
لیکے هو جاے پری کوئی نه کافور پلنگ

یاد لیکی تری نگیری کو جهلکے هے جو ماه
دیکهتا هے ابهی شاید ترا منظور پلنگ

جسمین پیٹے لگی هین سوون جوت اوسپر که مرا
تجهه تک پهونچ رهے ای بت مغرور پلنگ

چودهوین رات کے چاند اسپه نه هونا مغرور
که تو سویا هے بچهاکے مجھ سے بهت دور پلنگ

آج سیری بھی پلک دیکھو جھپکے پر آنکھ — گرچہ ہے جلد پلک جانہیں مشہور پتنگ

آج پریون کا اوتار ہے یہان اے انشا
ماہ تابی پہ بیچھے بیٹھے ہے بدستور پلنگ

ردیف اللام
شعر ترکی

ارواولاری کوردوم بوکون قاسی یاریغ قاسیے شیل
قاسی تون لاراق ابدی تاسو بو باق لاسے قزیل

سلطنت بیچی ہین دردکشان خاک کے مول — ہے یہان سایہ ہما کا خس وخاشاک کے مول
سرو آزاد کی حقہ کش افیون نے سے — بیچے ایک ادھی کو اور کولی لئی ڈہاک کے مول
قصد ہو باغ بنانیکا تو سے لیجئے آپ — ساتون کی ساتون احاطہ ہین نہ افلاک کے مول
کیون رہ انجام خرد غرق عرق ہو نہ کہ یہان — تجری اب بکنی لگی توسن چالاک کے مول
سر بازار خریدار ہی ہے اب کے یہانتک — کہ لگی بکنی گزی تا ہو نگی پوشاک کے مول
تم جو صدبرگ کی تختون مین پڑی پہرتی ہو — لیتے ہو پہول کسی سینۂ صد چاک کے مول

تاک باندھی ہوئی جو اینڈتے ہین مست انشا
کب وہ طوبے کو بہلا لین شجر تاک کے مول

حال درویش یہان بیچتی ہین قال کے مول — وجد کرتا ہون یہ کچھ ہونے لگے حال کے مول
سر منڈاتی ہے صفائی پہ پڑے یہ اوسے — کہ کلاہ نمدی بکنی لگے شال کے مول

ایضاً

حواس و ہوش تھی اپنے بچنگ نکہت گل — ہوا کے ساتھ گئی اوڑ بہ رنگ نکہت گل
دماغ دیکھ یہ نازک کہ بیٹھ جاتا ہے — ہماری آئینۂ دل پہ زنگ نکہت گل
یہ گرم اپنے ہی گلگون فکر کا تگ و تاز — کہ پہونچی گرد کو جسکے تبانگ نکہت گل
غنچون سے اپنے تعجب ہے اے صبا کیونکر — سماگیا یہ در آغوش تنگ نکہت گل

سیر سے جام صبوحی کے روک اے انشا

ن آج دیکھ اپنی پلک انگو جھپکنے دی ورا

اگر نسیم لگا دے خدنگ نکہت گل

آئینۂ فلک میں ہے عکس چراغ دل
خورشید ہو نمود ہوا بل بے داغ دل

آتی جو یاد لغزش مستانہ یار کے
لبریز ہو چھلک ہی پڑا یہاں ایاغ دل

آتی نظر ہیں اسمیں تماشے ہزارہا
کیجے ٹک آنکھ موند کے گر سیر باغ دل

آزادگی کے ساتھ گیا سو گیا ہے بس
معلوم کچھ ہوا نہ ہمیں پھر سراغ دل

غیر از نسیم وصل نہ ہرگز شگفتہ ہو
فیض دم مسیح سے اپنا دماغ دل

انشا بڑھا کے بحر غزل ایک اور کہہ
حاصل ہے اسگھڑی سے تجھے عیش و فراغ دل

سیر بہار لالہ زار اونکو ادھر یہ داغ دل
اور ہی کچھ ہی ای نسیم اسگھڑی ہی بلاغ دل

اوج شفق کے بیچ پری گذری ہی موج لالہ دیکھ
کشتی بادہ ساقیا لا کے تو بھر ایاغ دل

دیر و حرم میں منقبت نور ہی داغ عشق کے
ہے یہ ترا فروغ ای روشنی چراغ دل

گردش دہر کیسکو بھین دیوے ہے ای صبا یہان
جان اسے تو مغتنم ہے کوئی دم فراغ دل

بحر جدید میں غزل اور بھی انشا ایک کہہ
دیکھ گلونکی تازگی سے ہے یہ شگفتہ باغ دل

غزل بحر جدید

مجھے حاصل ہو جو ٹک بھی فراغ دل
تو رہی کیوں طپش و درد و داغ دل

تجھے لازم ہے تغافل یہ ساقیا
می عشرت سے تہی ہے ایاغ دل

نہ بجھے باد مخالف سے تو کبھی
یہ مرا بار خدایا چراغ دل

کہیں اسے مرغ چمن چپ ہو یہان تو آ
متحمل نہیں اپنا دماغ دل

غزل اب اور بھی بحر و زمین کہکے پڑھ
نہ ملا اسمیں ہے انشا سراغ دل

تجھے میں کہا نہیں اے مجنوں کہ نہ کھینچ نسیم داغ دل
مری چھیڑنے سے حصول کیا نہ ملا خوشی فراغ دل

سروکار نکہت گل سے کیا مجھے اے نسیم بہار چل
نہ طبیعت اپنی ہو مضطرب شگفتہ ہے یہ دماغ دل

پھری ای نسیم سحر پری نہ تو لیل ہو کہ صبا آچی
بہت آستین سے بجھا رہی نہ بجھا و لی یہ چراغ دل

خم زلف یار مین ڈھونڈھتی ہین چھپا ہو گر کہین
طپش و تحیر و بیخودی سے تو کچھہ ملا نہ سراغ دل

گل داغ و خندۂ زخم سی پڑی اور سینکڑون آگئی
مجھے باغ سبز دکھا رہی ہی الم فراق مین باغ دل

بمل اب ردیف کو ایک غزل کہہ انشا بھر تو کئی پڑہا
کہ پری ہے عرش عظیم سے بھی کچھہ اسکہ پری یہ دماغ دل

وابستہ برای طبع آزمائی خود گرہ در مقطع کردہ دادہ بود م بنا بران اینجا نوشتہ شد والا این

غزل در ردیف نون معی بالیست

مجھہ دور دو تا سف و یاس و الم ہی لا مجلی و داغ کہان
مری جانی بابا خراب یہ کیسی خم بادہ کو ہری ایاغ کہان

اودھر آنکی دیکھو تو ہر جہان مری داغ جلکی فروغ کو تک
تمہین بلبلے تو نکلی بھلا ہی قسم یہ گلشت کی بیچ چراغ کہان

مجھے جانب باغ نہ لیکی چلو بلی سیہ فسردہ ہی طبع یہان
جسے نکہت گل نہ خوش آوی بہلا وہ مزاج کد ہر وہ دماغ کہان

ہوئی بستی اوجاڑ فراق کو جو تو حصول وصال لگا رہوا
طپش اپنے تو سینے سی چل ہی بسی گئی آہ جگر کی وہ داغ کہان

بن نما سیت قلہ قاف مین اور حریم حرم مین تو انشا پہرے
جسے ڈھونڈھتی تھی وہ تو دل ہے مین تہا مجھی کچھہ لا یہر اغ کہان

یہان دل مین اور ہاتھہ مین ہین لاکھہ داغ و گل
آہ آسے بہار کسکو سنا ہے باغ و گل

تھے چند تار سوختہ کچھہ اور شمع کا
یا یا صبا نے صبح نہ مطلق سراغ و گل

ساقی شراب لاکھہ خوش آتی مجھے یہ سب
گلگشت باغ و سیر و سرو ر و فراغ و گل

ہین نار کے مین ایک سی باہم بہار کا
رنگ پریدہ اور تمہارا داغ و گل

کل آپ کو رقیب سیہ فام ساتھہ دیکھہ
چپتے سکے سبھون کی لہ ہے ربط باغ و گل

باتون لگی مراہ تو چالیس دن تلک
سیجھون مزار قیس پہ ہر شب چراغ و گل

انشا چمن مین مست پھرے کیون نہ ساقیا
ہر رنگ عکس مے سے بھرے ایاغ و گل

فروغ می سی نہ کیونکہ ہووی ایاغ روشن مراد حاصل
مثل یہ مشہور ہے جہان مین چراغ روشن مراد حاصل

ہمارے یاد ون بیچ آئی مین بسا ہر گو ہر کچھہ ایسی نغشان
کہ جسکی پرتو کی عکس سے ہی چراغ روشن مراد حاصل

داغ روشن مراد حاصل مزار پہ جلوے کی مت کہہ ۔ بیان یہ لازم ہے تجھکو کہنا کہ داغ روشن مراد حاصل
خوشی سے نوبت کیوں نہ آج بجے یہ صوفی کہ دیکھتا ہے وہ بہک کے ۔ بجے ہے ڈہولک اہر او وہ سہرا داغ روشن مراد حاصل

انشا سے انشا کہ آج ایسا طلوع سے جسکی سا قیا ہے
سرور بیحد مزاج حاضر دماغ روشن مراد حاصل

کیا ہوا در پہ ترے گرچہ ہے ابجد کا قفل ۔ کہول دیتے ہیں سکندر کی بہی یہان سد کا قفل
کنج عزلت میں وہی لوگ ہیں مشغول بحق ۔ جو در دل پہ لگا بیٹھے ہیں ابجد کا قفل
در فردوس پہ کہتی ہیں ملایک کہ یہ حیث ۔ کہل پڑے لیجے اگر نام محمد کا قفل
خلق خالق کی زمین پر بہی کئی ہیں وہ لوگ ۔ توڑتی ہیں جو در حجرۂ مشعبد کا قفل
قصر نیلم میں لگا دیتے ہیں دروازہ لعل ۔ اور الماس کے کنڈی میں زبرجد کا قفل

کبہی اس آہ حزین کی جو بہولی انشا
تو نہ کہلتا در خمخانہ سرمد کا قفل

جس زمین پہ ہون تری کشتۂ دیدار کے پہول ۔ کیون نہ پہر وہان سے اوگین نرگس بیمار کے پہول
کشتۂ تیغ جفا کا ہو جو تیجا منظور ۔ تو بہلا فائدہ کچھ توڑنے گلزار کے پہول
خاک افشتہ بخون چاہیے ہو ار کچھ دار ۔ پہول درکار ہون تو ہون سہرے یار کے پہول
ای کلیم اسکو اگر دیکھے کبہی شجرۂ طور ۔ تو بچھا ور کرے سب لمعۂ انوار کے پہول

کیون نہ انشا کرے تعویذ پہر ایسے خط کو
جسمین ملفوف ہون اوس طرۂ دستار کے پہول

پھیلے ڈولک سی ساعد نازک بدن کی بیل ۔ چھپا گئی ہے آن بہٹری تو رتن کے بیل
کس تجھکو دیکھتے ہے بجا لو کے طرح سے ۔ یکبار گی سمٹ گئے اس انجمن کی بیل
یہ آہ پر شرارہ چلے داغ دل سے یون ۔ صبح سے جیسے پہوٹ نکلی کرن کی بیل
راس وذنب کے شکل یہ چوٹی ہے ای پری ۔ بہتی ہے اسکو کہتی جو صبح گہن کے بیل
شادی مبارک آکی لگے گانے عندلیب ۔ لہرا گئی خوشی سے ہر ایک اس چمن کی بیل
بول اوٹھیں بنکے وہ بنیان ساری قمریان ۔ صاحب ہیں دولائی دولہا دولہن کی بیل

انشا یہ نو عروس غزل ہاتھ کیا لگے
گویا کہ اب منڈھے چڑھی اپنے سخن کی بیل

ردیف المیم

چتون کبھی وہ دیتے ہیں منفعل جبر چشم
تو ای نگہہ فاش ہو پردہ در چشم

یہ اور غضب دیکھ نکل آتی ہیں آنسو
سن جنبش مژگان کے دستک بدر چشم

کیا قہر ہے افسوس کہ یوں خاک میں ملجائیں
تھی طفل سرشک اپنے جو لخت جگر چشم

گریا لگی گر اپنی طبیعت تو کسی وقت
ای ابر نہ کھاوے گی ہمسر اپنا تر چشم

کیوں جنبش ابرو سے تری خوف نہ آوے
پی دہ جب نظر آتی ہے یہ تیغ دو سر چشم

پر تو سے تری نور کے ہے چشمہ خورشید
جو ان شعلہ آتش ہے یہ اپنی نظر چشم

مہتاب کی چادر میں ابھی آگ لگ اوٹھی
ہے اشک سے یہاں دست گریبان جگر چشم

شادی ہوئی اتنی ہے تری مقدم ایسے
ای بعث جان و دل و نور بصر چشم

مژگان میں لٹکتی ہیں قطرات اشک جو
کیا بندھن ہیں آج بندھے ہیں بدر چشم

ای طاقت نظارہ کہاں طاقت یہ واں
ہے عجز یہ مشعر کہ ہمہ بے اثر چشم

ہر ایک مژہ غرق یہ خوناب جگر سے
بھیگی ہوئی آتی ہیں نظر بال و پر چشم

خوناب رگ جان تن لاسے بہا دے
در زیر و دنگ نشت وہ بلا نیشتر چشم

دریا ہوا تن نظر مجھکو نہ لکھا سے ہے کے
اوگر وہ کی مجھے آنکھ یہ ہے خطر چشم

مکتوب لکھا انشا تو او سے بخت بلد پر
جلدی کہیں سے اشک ہوا نامہ بر چشم

سا وکی کا تری یا جلوہ گری کا عالم
کیا بیان کیجیے بس خیرہ سرے کا عالم

تا لب بام قفس اوڑ نہ سکے ہم صیاد
اب تو پہونچا ہے یہ بے بال و پری کا عالم

جام پہر موہنہ سے لگا لے کہ عجب ہوتا ہے
مے گلرنگ سے تجھ لب پہ تری کا عالم

ربط کر بوی گل و باد سحر سے پیدا
آخر ای ہوش یہ ہے ہمسفری کا عالم

رات کی بے ادبی کیجیے معاف آپ کہ تھا
نشہ مے سے مجھے بے خبرے کا عالم

والہ زلف و رخ و خال و خط و حسن و نمک — مست ہوا بلبل کہ یہ ہو سب گذری کا عالم

آج صد چند ہوا جوشش جنون ای انشا
دیکھ بوی گل و باد سحری کا عالم

بس دیکھیو گا دٹ سے نہ تم ہو گی ادہر گرم — جس ساتھ یہ غلطہ ہے رہو اوسی پہ سر گرم
ہم حسرت آغوش مین اوس رشک پری کے — پہلو کو کیا کرتے ہین رکھ بالش پر گرم
گرمی کی اگر ایسی ہے تابش ہے تو صاحب — ٹھنڈا کہ ہو جہان جاتی ہے بندہ کا گھر گرم
کہتا ہی کہ نامہ کو تری آگ ہے رکھا — قاصد نے تو لو اوسناتی یہ خبر گرم
سودا تو کہان سینہ جو سوزش سے زندہ ہے — آنکھون سے ٹپک پڑتے ہین دو چار شرر گرم
گلشن مین اگر پھول [illegible] سے — کیون ورنہ چلی آتی ہے یون باد سحر گرم
کیا کوئی پھرے وادی مجنون مین دم سرد — اس دشت مین رہتی ہے ہوا آٹھ پہر گرم
منہ پر سے ہی جاڑا ہے ہوا سرد چلی ہے — ٹک آنہ لپٹ کر مری سینہ کو تو کر گرم
فرماتی کس شغل مین تہے رات کہان تھے — حد آپ سے مجھے آتی ہین کچھ آج نظر گرم

انشا جو غزل طرح ہوئی ہے سو وہ ہر بار
اب روپ کو مجلس کے ٹک ایک اور بھی کر گرم

ہیچ گرم نگہ گرم ہنسے گرم ادا گرم — وہ نام خدا سر سے ہین تا ناخن پا گرم
گل کھانیکو کل مینے جو چاہا کہ کیا گرم — بولے کہ یہ خوش راحتری ہو آپ بہی کیا گرم
کیا پھونک دیا غیر نے جا کانمین اوسکے — کچھ وہ جو مجھے دیکھ کے ہے آج ہوا گرم
آوارہ پڑی پھرتی ہین کیون دھوپ مین حبا — تہ خانہ مین سو رہئے چلتی ہے ہوا گرم
ٹک تیغ سیہ رو کی تبسم کو تو دیکھو — معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہنستا ہے توا گرم
صد شکر خدا جذب محبت کے بدولت — کچھ آج وہ طفل مین بہت مجھسے رہا گرم
گرمی نے مری دلکی کیا ہے اثر آخر — کب کاہ کو کھینچے ہو نہو کاہ ربا گرم
گر زمزمہ پردازی گلشن مجھے سوجھین — پھر بولے نہ بلبل کبھی اے باد صبا گرم
جاتے ہوئے گل راہ مین چھیڑا نہ کسی نے — لوگونکی و کھانیکو ہوئی اونکی دوا گرم

پری جی مین جو ریجھی تو لگے ہنسکے یہ کہنے
ای صدقہ کرون اسکو یہ کتنا ہے موا گرم
آن کرکے دیا غ اوسنے شب وصل مین ٹہنڈا
یہ اور کلیجہ یہ مرے داغ دیا گرم

انشا نے جو زاہد کو بنایا تو یہ بولے
کیونکر نہ بھلا ہستی ہے کمبخت بلا گرم

ترک کر اپنے ننگ و نام کو ہم
جاتے ہین وہان فقط سلام کو ہم
ہیں کے خم توڑ ہائی یون ساقی
اور یون ترسین ایک جام کو ہم
مین کہا مین غلام ہون بولا
جانتے ہین خوب اس غلام کو ہم
ق
دیر و کعبہ کے بیچ مین ہنستے
خلق کے دیکھنے اژدہام کو ہم
تکلم مین خاص لوگون سے
کرتے ہین کب خطاب عام سی ہم

روٹھنے مین ہے لطف پر انشا
صبح گر روٹھے وہ تو شام کو ہم

چاہتا ہون سبھی نبیؐ کی قسم
حضرت مرتضیٰ علیؑ کی قسم
مجھے غمگین نہ چھوڑ روتا آج
تجھے اپنے ہنسی خوشی کی قسم
صاف کہہ بیٹھے نہ جی مین جو ہو ۱۰
آپ کو اپنے سادگی کی قسم
مین ولائی قسم تو کہنے لگے
ہم نہین مانتے کسی کی قسم
صدقہ ہوتا ہون جسکی ہی مجھکو
یاد آئی ہے اوس پری کی قسم

ہاے کہنا وہ اوسکا چپکے سے
تجھے انشا ہماری جی کی قسم

دل مجھے اے پری تجھے قرآن کی قسم
دیتا ہون تجھکو تخت سلیمان کی قسم
کر دہو نگی تجھکو قسم اور عرش کے
جبریل کی قسم تجھے رضوان کی قسم
طوبیٰ کی سلسبیل کے کوثر کے جام کے
حور و قصور و جنت و غلمان کی قسم
روح القدس کے تجہکو قسم او مسیح کی
مریم کی تجھکو عصمت و امان کی قسم
توریت کی قسم قسم انجیل کی تجھے
تجھکو قسم زبور کے فرقان کی قسم

تجھکو محمدِ عربی کے قسم ہے اور رسل
مولیٰ علی کے شاہ خراسان کے قسم

ملت مین جسکی تو ہوئی اوسکی قسم تجھے
اور اپنے دین مذہب و ایمان کے قسم

داماں کو پھر تو ہاتھ سے اوس رات مت جھٹک
تجھکو سحر کے چاکِ گریبان کے قسم

مدت سے تیری چاہِ ذقن مین غریق ہون
بانہ تجھکو یوسفِ کنعان کے قسم

قیدی ہون مین ترا تجھے اوناری خط لا
اور یوسف عزیز مصر کے زندان کی قسم

موسیٰ کی ہے قسم تجھے اور کوہِ طور کے
نور و فروغ جلوۂ لمعان کے قسم

سوگند اب ہنسی کی ہے تجھکو ولا سے
قسم تجھکو اپنے ناز کی اور آن کے قسم

نرگس کے آنکھ کے قسم اور گل کے کان کے
تجھکو سرِ عزیز گلستان کے قسم

تجھکو قسم ہے غنچۂ زنبق کے ناک کی
اور شورِ عندلیب غزلخوان کی قسم

سونیلی گائی کے قسم اور رود نیل کے
فرعون کے قسم تجھے ہامان کے قسم

بستر مرا ہے خار مغیلان بیابان قیس
لیلے ہے کی تجھے صفِ مژگان کی قسم

ایسی بڑی قسم ہی نہ مانے تو ہے تجھے
تجھکو اوسی کے شوکت و ذی شان کی قسم

دیو سفید کے قسم اور کوہ قاف کے
باغ ارم کے اور پرستان کی قسم

لونا چماری کی قسم اور کلوا بیر کی
کالے بلا کے غول بیابان کے قسم

قسمین تو ساری ہو چکین باقی رہی ہے اب
بھیل تلی کے بھتنے کے شیطان کی قسم

ہان پھر تو آئیو ہاں دہ کسطرح ہوئی غضب
انشا نہ چھیڑ مجھکو مری جان کے قسم

دلکی سپر اینچ نہین ہے ترک تازی کا مقام
ہے یہان پر حضرت مسعود غازی کا مقام

طاقِ ابروئی بتان کو قبلۂ عالم سمجھ
حضرتِ دل یہ نہین کچھ لہو و بازی کا مقام

سینکڑون کٹوا دے عشاق اپنی راہ مین
ای صنم اللہ رے تیری بی نیازی کا مقام

بندہ درگاہ کے ہے ایک نرالی ہی نماز
عرش سے بھی کچھ پرے ہے اس نمازی کا مقام

خطرہ ہی اوس حقیقت کا جو سب سے ہے پرے
مت ورے ہرگز سمجھ عشق مجازی کا مقام

نالہ اپنا ہی یہ مولینا جلال الدین روم
پوچھنا اسکا نہین کچھ فخر رازی کا مقام

ہے خدا ہی سے توقع اب تری بیمار کی
ورنہ کیا باقی رہا ہے چارہ سازی کا مقام

سید انشا کو نہایت اندنوں تشویش ہے
بندہ پرور ہے یہاں بندہ نوازی کا مقام

وہ دیکھا خواب قاصر جس سے ہے اپنی زباں اور ہم
کہ گویا ایک جا ہیں اوس میں ہیں وہ نوجواں اور ہم

وہ رو رو کر مجھی سے کہتا ہے خدا کی باتیں ہیں اور ہم
بھلا تاک دل میں اپنے غور کر تو یہ مکاں اور ہم

جو پوچھا قیس سے لیلیٰ نے جنگل میں اکیلے ہو
تو بولی ہمی نہیں وحشت ہے اور آہ و فغاں اور ہم

ابھی گو بندری ہی عقل اپنے سب فرشتوں سے
زمیں پہ رقص ہیں باہم سیر کرتے قدسیاں اور ہم

نشا ہے عالم مستی ہے بے قیدی ہے رندی ہے
کہاں اب زہد و تقویٰ ہے خرابات مغاں اور ہم

نیابت ہم کو رضواں کی ملی مولیٰ کے صدقے سے
وگرنہ عہدۂ دربانی باغ جناں اور ہم

عجب رنگینیاں باتوں میں کچھ ہوتی ہیں اے انشا
ہم ہو بیٹھتے ہیں جب سعادت یار خاں اور ہم

۳ او نہیں بیٹھے تو جیسا ہوا ہے نہیں مجھے اپنے رسول خدا کی قسم
مجھے آنی ہے بند قبا کی قسم مجھے دامن پاک صبا کی قسم

۴ موئی باندھ کے تکیہ جو گوشہ گزیں ہو رہے ہیں سگے زمانہ میں اہل یقیں
کوئی سلطنت اونکو ہو تبھی نہیں سر و سایۂ بال ہما کی قسم

کسی عالم کے خیال سے گرتو فقیر نہیں ہے [illegible] کچھ ہے نہیں
مجھے اس سے بھی تنگ زیادہ نگر مجھے اپنے سے بتے ناز و ادا کی قسم

مری وصل کی [illegible] یہ درد و الم [illegible]
مجھے کعبہ اہل صفا کی قسم مجھے زمزم و سعی و منا کی قسم

تری زلف کو سودا [illegible] نہیں کبھی [illegible] کیا ہے نہیں
کسی جسم جگر کو [illegible] نہیں شب تیرہ آہ رسا کی قسم

کبھی خضر جنوں کی معاملہ تھا کبھی عشق کے ساتھ معاملہ تھا
کبھی آپ ہی رہبر قافلہ تھا سر طائر قبلہ نما کی قسم

سنبھل ایسی غرور میں ہے یہ خلل کہ گری نہ الجھہ کہیں مونھ کی بل
بس اب اس سے بھی آگے تو بڑہ کی نہ چل تجھے رفعت عرش معلیٰ کی قسم

تری لیتے بلائیں میں خوب ہے ہم نکر اپنے تو طفلی کو ہے سے تو کم
تجھے خواجہ میر درد کی قسم تجھے الفت آل عبا کی قسم

یہ جو رات اندھیری ہے تاروں بھری یہی شاہدی اپنی بھر گیا ابھی
نہیں اس سے تو ورزدی بوسہ ہوئی سبے تیری ہے دزد حنا کی قسم

تری صدقہ خدا ہی کی سیر ہے خدا بصدق رتبہ اہل ہے
نکر اپنے عیال سے مجھکو جدا تجھے نیت صدق و صفا کی قسم

ہوئی انشا اس آس کے کھینچنے ہری لطف آئی جو چاہ ذقن دلری
گئی زندگی ایکی دوبارہ ملی سر چشمہ آب بقا کی قسم

ردیف النون

بھر رہے ہیں یوں پھپھولے اس دل صد چاک میں
آرسی ہوں خوشۂ انگور جیسے تاک میں

ایضاً

بادل آئی بجلی چمکی مینہ کے ڈونگرے پڑتی ہیں
پھولوں کی مونھ پر باد صبا کے آج تھپیڑی پڑتی ہیں
بیچ میں جا کر کھیلو ہولی پھاگ ہوئی تم موسم …
گیسو کی جا کہہ وہاں تو … پڑتی ہیں
شیخ جیو صاحب میں جو نہاتی مشک سے بیٹر چہک …
مونڈھی مانڈی چیند یار کیا خوب تھڑی پڑتی ہیں
ایسی سندلی بھیجی تھا انشا اکثر یاران ہی …
ندی کی اندر خواجہ خضر کے نذر کی بیڑی پڑتی ہیں

انشا اللہ خان کو صاحب آپ نہ چھیڑیں مجلس میں
ان باتوں میں جھے بٹھائے لاکھہ بکھیڑے پڑتی ہیں

ہیں یہ مژگان اس لطف دام ہوس کی ٹٹیاں
جسطرح گرمی میں چھڑکے جائیں خس کی ٹٹیاں
تھی پڑی وہ جو جھروکے اونکی آگے لگ گئیں
موی ہائی ریش دربان و عسس کی ٹٹیاں
ہم صفیروں نے یہ گرما گرم کل نعرہ ہی بھرے
جنکے دولت تھک گئیں کنج قفس کی ٹٹیاں
باس خس خانہ میں خشکی کیا سیلا بانے رہنے
جبکہ رو گرداں ہوں پھر اگلے برس کی ٹٹیاں

خاک وکہی مین مسلوبی جنکی آگے چیل گئین | ہر گہاس سبیر وخاشاک عدم کے ٹیشان
پسکہ ٹھنڈک پاکے یہ لیٹی ہی رہتے ہین تو دیکھ | تنگلی گویا کہ یہ ہاسے مگس کی ٹیشان

اب تماشا جال ان رنگونکا دیکھ تو انشا بھلا
کس نے کیا باندہی ہین اوس صانع نے نس کے ٹیشان

کچہ نگاہین تری ایسی ہے ہنر سے لڑیان | کہ جہڑی نورہی کی قسمیں قمر سی لڑیان
یہ جو چیون سے کوئی شخص اوڑہ رہا ہے | پہرتیان اوسکی مری دیدۂ تر سے لڑیان
جمع موریں ہین یہ کسواسطے اے شبنم رات | جتنو مین جنکی مرے تار نظر سے لڑیان
کس کا یہ بیاہ تہا جو سوتیونکے سہرے کے | آج تلک جہڑتے ہین داماں سحر سی لڑیان

آ بین انشا کی اٹریں جو چیٹی پہرتی کی یا
فوجین حور و ملک باسے اوڑتی ہین فرسی لڑیان

دمہوم اتنی ترے دیوانہ مچا سکتے ہین | کہ ابہی عرش کو چاہین تو ہلا سکتے ہین
مجہسے اغیار کوئی آنکہ ملا سکتے ہین | سو نہہ تو دیکہو وہ مری سامنے آسکتے ہین
یہان وہ آتش نفسان ہین کہ بہرا تو چہا | آگ دامان شفق کو بہی لگا سکتے ہین
سو جیٹی تو سہی ہٹ دہرمی نکہی صاحب | چنگلیون مین مہی کب آپ اوڑا سکتے ہین
حضرت دل تو بگاڑا ہی ہین اوس سے لیکن | اب بہی ہم چاہین تو پہر بات بنا سکتے ہین
شیشی اتنی نکرا ہی شیخ کہ رندان جہان | ۲ اونگلیون پر تجہی چاہین تو نچا سکتی ہین
تو گر وہ فقراکو نہ سمجہ سے جبروت | ذات سعلی مین بہی لوگ سما سکتے ہین
وہ بذرا سا دو کی لیتی ہین پہر پیچ بہی | سوان کہنچی ہو لی لاہوت کو جا سکتے ہین
گرچہ ہین مونس و غمخوار تیکٹ دو مین سبہی | پر تری طبع کو کب راہ پہ لا سکتے ہین
چارہ سازانہی تو ہمدرد و بدل ہین لیکن | کوئی تقدیر کے لکہی کو مٹا سکتے ہین
ہے محبت جو تری دلمین وہ ایک طور پہ ہے | ہم گہٹا سکتے ہین اوسکو نہ بڑہا سکتے ہین
کر کے جہوٹا نہ دیا جام اگر تو نے تو چل | ہاری غیرت کی ہم افسوس تو کہا سکتے ہین
ہمنشین تو جو یہ کہتا ہے کہ قدمین ہے بہت | اب وہ آواز بہی کب تجہ کو سنا سکتی ہین

ای نرا او انشا ہو چکے در تک آکر ٭ اپنے پاؤں کی گرو انکو تو بجا سکتے ہیں
ہم تو مستی ہیں یہ آپ کی ہنسنے کی لیے ٭ ق اور اگر سانگ نہیں کوئی بنا سکتے ہیں
کالی کاغذ کی ابھی ایک کتر کر بیچا ٭ زاہد بزم کے موہنہ پہ یہ تو لگا سکتے ہیں
گھر سے باہر تمہیں آنا ہے اگر منع تو آپ ٭ اپنے کوٹھی پہ کبوتر تو اڑا سکتے ہیں
جھولتی ہیں یہ جو جھولی ہیں سو کتنی ہیں پھر ٭ ایک وعدہ پہ تجھے برسوں جھلا سکتے ہیں
ایک تو سب سے جو قوالی ہیں ہم او میں انشا ٭ ایک غزل اور بھی چاہیں تو سنا سکتے ہیں

آپ سو رب سے گورو یہ بدل سکتی ہیں ٭ پر کوئی دخل ہے اس بندہ وسی چل سکتے ہیں
غیر سر گرم سخن تم سے ہے کیا تجھی بھلا ٭ ہم نہ رہ سکتی ہیں اس وقت نہ ٹل سکتے ہیں
اسپنے خنکی سے جو سبزہ نہ ملا عصم آزاد ٭ تو نے چلی میں بھلا پوست تو مل سکتے ہیں
گرم رو گرچہ رہ کعبہ میں ہم ہیں اے شیخ ٭ لیکن ایسے بھی جو مچلیں تو مچل سکتے ہیں
کہہ نہ اس شوخ سے بھلا تجھ سے کسی طرح کبھی ٭ دل کی ارمان ہماری بھی نکل سکتے ہیں
آج جیہ کچھ اپنے بگڑنے میں رہا کیا باقی ٭ پر ابھی آپ سنبھالیں تو سنبھل سکتے ہیں
ہیں جو یہ سادہ و پرکار سے بیٹھی سو سمجھے ٭ قول کا جھلا اگر دیوین تو جھیل سکتے ہیں
قافیہ اور تو سوجھی ہیں بہت مہملو انشا ٭ جنہیں اشعار کئی رنگ کے ڈھل سکتی ہیں

یہ بن بگڑ نیکو فرشتے سے بگڑ سکتے ہیں ٭ پر کوئی دخل ہے ہم تم بھی اکڑ سکتے ہیں
آپ کی سر کے قسم رستم داستان کے [illegible] ٭ آپ کہیئے ہو وین تو ہم زال سے اڑ سکتے ہیں
ساتھ صاحب کے جو پہر سے ہیں یہ [illegible] ٭ غور کوئی بھلا تجھ سے جھگڑ سکتے ہیں
تک بھی پہر جک ہو اگر آپ کی جانب سے تو پہر ٭ ابھی [illegible] ٹھونک کے یہاں دیو سے لڑ سکتے ہیں
ابھی کیوں روٹھی ہو ہم پاس نہیں گو زور پر ٭ نہ [illegible] میں بھلا پانو تو پڑ سکتے ہیں
مجھ میں اور آپ میں رہتی ہیں جو رگڑے جھگڑے ٭ آپ [illegible] انکو بیٹھے ہیں تو نبڑ سکتے ہیں
جن درختوں کی رگ و ریشہ میں اس [illegible] ٭ [illegible] اکھڑ سکتے ہیں

پہن خاطر میں تیرے کی ہے ورنہ ابھی
دور آتا تو نہ کھینچ آپ کو ابھی دامن کوہ
آفریں آتش گل تجھکو نواسنجوں سکے
پانو پڑے جو پری نامہ کو اٹھاتی نہیں آپ

ایک ہی بارہ میں سر ٹانگی ادھر ہی بڑھ سکتے ہین
اب کوئی اہل جنون تجھسے کہیں پڑھ سکتے ہین
آشیانی اسی صورت سے او جسم لڑ سکتی ہین
دہلا کھینچ سکے ایک تیغ تو چڑھ سکتے ہین

دوڑتی ہے کو سوئے جو آہا ہی ہر وحشت کی ونہ
ابھی انشا کو کہو آپ پکڑ سکتے ہین

کھینچ لے کاشش وہ پری اپنی بھی لحاف مین
ہیوے وہ ماہرو تو جہت شیشہ می اولیند کر
شیخ جی یہ بیان کرو ہم بھی تو باری کچھ سنین
حضرت کیا رقیب تو خوب سے جھنکے دیجئے
تکیہ تری سرہانیکا سونگھہ کے غش نہ کیون ہون نہین
کشتہ کو اپنی جاہ کی پھینک نہین دیا تو پہ
سایہ سدرہ مین تو از عشق مین مثل جبرئیل
بکریکی بولی مت بلا رسم کے کیسل مین آسے

پاکہ بلا سے پھینک دی دامن کوہ قاف مین
بچ سے آگ دن لگا چادر نور باف مین
آپ کے ہاتھہ کیا لگا خلوت و اعتکاف مین
ریش و شاخ لیکے آمی رستم اگر مصاف مین
آئی ہے واہ زور باس ستھری سی اوس لحاف مین
خال ہوا ہے لال سا آپ کی کیون یہ ناف مین
قصہ کفر و دین کے لبس نہیں اختلاف مین
ڈاڑھی بلا کہی ہے شیخ ہو سمجھے ابہام مین

جاوین جو کعبہ میر انشا تو حصول کیا ہمین
اس سے تو خوب ہے رہین دل ہی کو ہم طواف مین

تیرا لی میہہ کے ہین یہان ہا دل گرج رہی ہین
جلتی تو دیر کو ہمراہی برہمن ولیکن
کافی ہین ہمنے یونہین ایام زندگی کے
گرما گئی طبیعت باہم جو مضطرب ہون سکے

۲ اتاری سے فلک پر کیا آج بج رہی ہین
تو دو چار اور باقی ایام حج رہے ہین
سید ہے سید ہی سادی ہی کیسی کچھ سج رہی ہین
تو او کبھی بچھے تانین کیا کیا او بج رہی ہین

جو بانہہ ہنو بنے ہی انشا یہ وہ تو سنئے
کیا آپ اپنی بیٹھے دستار کج رہے ہین

یا وصل مین رکھیے مجھے یا اپنے ہوس مین
جو چاہیے سو کیجیے ہون آپ کی بس مین

یہ جامی تیری قسم ہے اگر سمجھے تو صیاد
مین اور رہین سدون اسطرح اس کنج قفس مین

آتی ہے نظر اوسکی تجلے ہمین زاہد
ہر چیز مین ہر سنگ مین ہر خار مین خس مین

ہر رات مچاتی ہے یہی ہین شوق سی ہو ہو مین
یہ مست مئے عشق ہین کب خوف عسس مین

کیا پوچھتی ہو عمر کٹے کس طرح اپنے
جز دورو ندیکھا کبھی اس تیس برس مین

ہر بات مین یہ جابجی ہے ہر چند مین اصرار
دنیا سی نرالی ہین غرض میرے ترے بیچ مین

دشمن کو تری گاڑون مین ای جان جہان لیں
تو مجھکو دلا یا نکر اس طور کے قسمین

انشا تری گرگہ بتن اسم ہون نہ نوا وری
آواز تری یار کے ہر تاک جرس مین

کیا ملا ہمکو تیری یاری مین
رہے اب تک امیدواری مین

ہاتھ گہرا لگا کوئے قاتل
زور لذت ہے زخم کاری مین

دل جو بے خود ہوا صبا لائی
کسکی بو نگہت بہار سے مین

ٹک ادہر دیکھہ تو بھلا ای چشم
فائدہ ایسی اشکباری مین

جھٹ لگا دیتے ہین مری آنسو
سلک گوہر کے آبداری مین

روٹھہ کر مجھسے مین جو کل بھاگا
ناگہان دل کی بیقراری مین

آلیا اوسنے دوڑ کر مجھکو
تاک کے اوچھل ایک کیاری مین

یون لگا کہنے بس دیوانہ نہ بن
پانو رکھہ اپنا ہوشیاری مین

کب تلک مین بھلا رہون تیری روز
تیری ایسی منزا جدا رسے مین

ہے سمایا ہوا جو لڑکا پن +
ق آپ کے وضع پیاری پیاری مین

اپنے بکری کا موہنہ چڑاتی وقت
کیا خوشش آتے ہے یہ تمہارے مین

بندۂ بوتراب ہے انشا
شک نہین اسکی خاکساری مین

یہ کسکا ہے غبار خاطر یا پوش شیشہ مین
کہ ہر ساعت ہے اسکو رجعت معکوس شیشہ مین

سودا اوس سوز انپہ پیرہن سے اپنے اب یون ہی — نظر جسطرح آوے صورت فانوس شیشہ مین
لیا کر پیرہن باسون بہلا تو دیکہہ لینا مین — اوتار دن مین تجہی کسطرح سے اے جلسوس شیشہ مین
سعالہ پر ہنا تجلیں ہلیا ہو وقع کس ڈہب سے — پیستان پر نہ زو فاہی نہ اصلا السوس شیشہ مین
ہر ایک قطرہ چہٹ جاویگا بن کر صحرہ سے جیسے — اری ظالم پری سے فیج کہا نوس شیشہ مین
پیکے بچہ بینا اپنے ہزار دن داغ ہین دلپر — عوض می کے بہرنگے ہم پر طاؤس شیشہ مین
مری آنکہون تلی مین سما جا اور تماشا کر — کہ ہولی ہے پری کسطور سے محبوس شیشہ مین
... حقیقت اس شور کا بیان تقشا — دماغ بادہ سے ... درخت کیکا ... شیشہ مین
بنی جان ... عروس ... زیر پردہ دختر رز سے — کیا جن نے ... شیشہ مین

اڑی جو انکہہ اوس خورشید رو سے ...
ہوئی ایک آسمانی آگ سے محسوس شیشہ مین

او ... ظرف شیشہ مین — کہ ... سرد ہو جون برف شیشہ مین
ہمارے ... شرع نے تو ... — ... ہر حرف شیشہ مین
اچنبہا ہے ... کا لکہنا بہلا ہو جو — بہری کس طرح ہو نگی خانہ شنجرف شیشہ مین
بہر نجواوسکی بخشش ہو رہی ہے تو نکر ساتہ — معانی لا یحب المسرفین کے حرف شیشہ مین

ہوا ہی ابر و باران مین جو کچہہ پہر الہی انشا
تو ساقی نی بہرا خون لگا ... شیشہ مین

غزل دوبحرکی

نرگس تماشائی بہی تک دیکہو ہمین آئینہ مین — باغ مست جاؤ کہ ہے اس چمن آئینہ مین
لہرین لیتا ہی پڑا چہی بہون آئینہ مین — چوم لے تو ہی بہلا اپنا دہن آئینہ مین
راجہ نل کا جو پڑا عکس وہین آئینہ مین — تو نظر آتی اوسے شکل دمن آئینہ مین
کیونکہ میں جیسے کو تیسا ہے نہ پہر آون نظر — لیئے کیا سمجھے نہو آئینہ بن آئینہ مین
... جوبن کے چڑہی ایسی ہی تہی وہ توکہ بس — آ گئی نشہ مین دیکہہ اپنے پہبن آئینہ مین
... ایسی ہے بلا کو ہین جو کچہہ بس ہو تو وہ — عکس آدم کو کرین گور و کفن آئینہ مین

شغل اندیشہ سے لذت یہ اوٹھائی ہے کہ بس
ہم تو قبروں نے کیا اپنا وطن آئینہ میں

شعلہ اندیشہ بھی بدن اپنا ہے میں نہیں شود
منعکس جیسے ہو سورج کی کرن آئینہ میں

جوش اندیشہ سے [illegible] نزاکت کا چشمے
رونق افزا جو ہو وہ چاہ ذقن آئینہ میں

واہ اس طفلی [illegible] شغل جو انیکے [illegible]
سامنے ہو ونگی ایک مرد کہن آئینہ میں

دیکھ کر اپنے بہار اسنے یہ انشا سی کہا
باغ میں کب ہے یہ پھبن جو ہے چمن آئینہ میں

کیوں ہے [illegible] نہ [illegible] میں [illegible] آئیاں ہوں
جب لطف کھانا کی ہنس دو باہم صفائیاں ہوں

کیونکہ نہ [illegible] اٹھا ہے [illegible] ان کے [illegible]
دو گوری گوری رانیں اپنے آئیاں ہوں

[illegible] چیا [illegible] بولیں [illegible] ہیں
مد ہو [illegible] اگر تو [illegible] رکھا [illegible]

کھلو ہے [illegible]
[illegible] سامنے [illegible] کولیے [illegible]

کیونکہ [illegible] جسم [illegible] کہا [illegible]
[illegible] دوکی [illegible] آئیاں ہوں

[illegible]
[illegible] گرد [illegible] ادائیاں ہوں ق

پہنچوں [illegible] وہ ادا [illegible]
[illegible] یہ اچھائیاں ہوں

مرجائیں [illegible] ظاہر
[illegible] اٹی [illegible] آئیاں [illegible]

[illegible] انشا [illegible] طرح سے
[illegible] دیکھی [illegible] آئیاں ہوں

بہت [illegible] لالین آگائیاں ہوں
لازم ہے یہ کہ [illegible] رہائیاں [illegible]

ای پاکذات صدقے تیری [illegible]
انہوں نے میری اوسکی ہرگز جدائیاں ہوں

کیا سیر اوس گھڑی ہو [illegible]
اور [illegible] اوسکی کچھ کچھ چیزیں جرائیاں ہوں

ابر فلک کا آنا کیا چاند پر جوشش اوسے
جسکے نظر میں اوسکی گہر کی جھابنیاں ہوں

سٹی کی عطر کے بو [illegible] اونسے آوئیں
جن انکھیوں نے لعلین وہ گدگدائیاں [illegible]

کیا قہر ہے [illegible] ہوں کی خاطر ق
درگہ میں ہیچ جا جا [illegible] نہاں ہوں

مانی ہوں [illegible] سو سو کروڑ سب کے
[illegible] اشرفی نذریں اوتہائیاں [illegible]

بیدوں ملاپ کا ہے اونسے تو سارا بٹ سے
آنکھوں میں اونکی جھک جھک نیندریاں ایاں ہوں

اس نظر جو ہے مجنون کے ایک مسافر
بے اختیار بولا ایسے کما تیاں ہوں

پر اسی بیت قل کرنا کیا چیز اوسکی آگے
چاہیں کے اوٹ جسنے آنکھیں لڑیاں ہوں

تبدیل قافیہ سے لکھی یہ غزل اب انشا
جسمیں کہ اپنے وسب سے جتنیدیں نیا بیان ہوں

[illegible] بالوں میں ناک [illegible]
[illegible] قصہ [illegible]

[illegible] کبھی [illegible] اوچاٹ [illegible]
وہ بیان آپ [illegible] کا کہتی [illegible] پڑی ہوں

[illegible] ساقی [illegible]
[illegible] پڑیسے [illegible]

[illegible] تماشی [illegible]
[illegible] شراب [illegible] پڑی [illegible]

[illegible] جب [illegible]
[illegible] ہوں

[illegible] ہیرا [illegible]
[illegible] ناک میں گڑی ہوں

[illegible] آتشیں پر
قطری نور کے یوں ہیں جسطرح [illegible]

[illegible] ظالم [illegible] نقش [illegible]
[illegible] مہندی [illegible] توڑی [illegible] چھڑی ہوں

ایک اور یہ بیتے انشا اسی بحر میں غزل لکھا
[illegible] جسکی ہم سے توقع آپکو ہم ہیں

جا رہی ہیں کیا مزہ ہو وہ تو سمٹ رہی ہوں
اور کہو آل کر ہنسا لی ہم ہی لپٹ رہی ہوں

اب آپ کی دمونمیں ہم آ چکے ہیں تو بتو
خوش آدمی پیارا کسکا جب دل ہی کٹ رہی ہوں

کیونکر زبان سے اونکی اپنا بچاؤ ہووے
ذات و صفات سبکے جب وہ اکٹ رہی ہوں

آتی تھی ماتھے میری دیکھو تو کیا ہوئے وہ
ایسا نہو کہ یکجی رشتہ میں کٹ رہے ہوں

تب سیر دیکھی کوئی باہم لڑائیوں کے
کھینچی ہوں وہ تو تیغا اور ہم بھی ڈٹ رہی ہوں

کیا ناز سکیں وہ ای حال دل پریشان
زلفوں کی بال اسکے جب آپ لٹ رہی ہوں

آپس میں روٹھنے کا انداز ہو تو یہ ہو
وہ ہم سے ہٹ رہی ہوں ہم اونسی ہٹ رہی ہوں

[illegible] ایسی رات آوری | مطلع موصناً شہر بادل بہی پہٹ رہی ہوں
[illegible] لپٹی اور جسم | [illegible] اولٹ بہت ہوں

تجنیس غزل اب انشا انہی کی سنادی
آغوش میں معانی جسکی لپٹ رہی ہوں

[illegible] | سبکو ستا دو لب ہم ہوا ورہم ہوں
[illegible] ایک [illegible] | [illegible] غلام تیری بے دام بے درم ہوں
[illegible] شراب [illegible] | جس ناتوان کے حق مین [illegible] ہوں
[illegible] | [illegible] بات بات مین جب سو سو کر درم ہوں
[illegible] کیا ہوا [illegible] | جا دین کا کیا کو [illegible] ہوں
[illegible] | ایسی بہی لوگ شاید دنیا میں کم ہوں
[illegible] | [illegible] ستم ہوں
[illegible] | [illegible] محترم ہوں

کیا [illegible]
[illegible] انکلیان [illegible]

[illegible] یہان سب [illegible] | بت ائے انکی باقی جو ہین بسا بیٹھے ہین
[illegible] نگہت باد بہاری [illegible] | [illegible] انکھیان [illegible] ہم بیزار بیٹھے ہین
خیال [illegible] | غرض [illegible] بیٹھے ہین
[illegible] | نہین اوٹھنے کی طاقت کیا کرین لاچار بیٹھے ہین
[illegible] | نظر آیا [illegible] سایۂ دیوار بیٹھے ہین
[illegible] صبر [illegible] | غرض [illegible] ہم کیا بیٹھے ہین
[illegible] جرات [illegible] | ابہی [illegible] ہوشیار بیٹھے ہین
[illegible] عجب کچہ حال [illegible] | جسے پوچہو یہی کہتے [illegible] بیٹھے ہین
[illegible] وضع [illegible] | [illegible]

کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے سنا انشا
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

ایضاً

چشم و ادا و غمزہ شوخی و ناز پانچوں — دشمن ہیں میرے جی کے یہ دلنواز پانچوں
کیا رنگ زرد و گریہ کیا آہ سرد و افغاں — افشا کریں ہیں مل کر میرا یہ راز پانچوں
بار فراق سے ہے جوں شمع دل کو شب بھر — احتراق و داغ و گریہ سوز و گداز پانچوں
آرام و صبر و طاقت ہوش و حیا کہاں پھر — لی دل کی ساتھ یہ بھی اے عشق و ساز پانچوں
ق
فرہاد و قیس وامق محمود و ماہ رو بھی — رکھا مجھ پہ سو ویں ہو باد راز پانچوں
ہیں تیرے در پہ آکر یک سر بسجدہ — لیلیٰ و مہر و ہند و شیریں ایاز پانچوں

مت پوچھ کار انشا ہجر و وصال میں کچھ
صبر و جنون و وحشت عجز و نیاز پانچوں

ہیں شعر میرے دل دین تن مال جان آٹھوں — صدقہ کئی ہیں تیرے ہو مہرباں آٹھوں
یہ ننھی سی کلی ہے عجب حسن و ادا و شوخی — نام خدا ہیں تجھ میں ابھی نوجواں آٹھوں
مرنا و جنگ [illegible] — ہم ساتھ [illegible] آٹھوں
ساتوں سمندر و نیں سطرب گنتا ہی یہ [illegible] — [illegible] آٹھوں

رخ خال و زلف و غبغب دندان دہن زنخدان
دو سکے ہیں اپنے دشمن انشا ہزار آٹھوں

ہیں ان کے جیب نگاہ تیغ بال طرہ جبیں آٹھوں — شہر میں اس ستم گر کا ہی توبہ ہوں سلیقہ کا نام آٹھوں
زلف دہن زنخدان لب دہان رخ و جبین و نمک تبسم — سکھاتی ہیں اور سچ ہی تو کافر یہ ملکی سب قتل عام آٹھوں
ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل — تمہارے کہاں چشموں کے آگے گئی یہ کس سے ہیں اہتمام آٹھوں
جھپک نگاوٹ چٹک جھمک اختلاط غصہ کرم یکاوٹ — کسی کی باتوں پہ کیا ہیں یہاں کسی کا جی ہے سلام آٹھوں
شکیب و صبر و قرار و طاقت نشاط و آرام و ہوش و راحت — تمہارا ہمت ہیں ان کی تمہارا سونا ہیں لا کلام آٹھوں
سریر و چتر و فنون و ملک و شکوہ و تاج و کمال و صحت — مری ہیں یاد لو دی خدایا یہ جلد با احتشام آٹھوں

نہ پوچھ مجھسے تو سید انشا کہ نام عاشق کے کیا ہین وحشی
ذلیل و رسوا خراب و خستہ غریب بندہ غلام نوکر

تمہاری ہاتھونکی انگلیونکی پہ پانچ پورین کلام تیسون
امام بارہ و برج بارہ عناصر و جسم و روح انکی
نہین عجائب کچھ آدمی سے بہ سلوتین تین بات پر سے
علوم چودہ مقولے دس اور جہات شش بنا ہی اوسکی

غرض کہ تنہ ہے اگر نپانو تو جہت اٹھالی کلام تیسون
یہی تو سر کا ر حق تعالی کی ہین یہ اسما تیسون
عقول دس مدرکات دس ہین سو تیری ہین کلام تیسون
امور دنیا کو تو نے سمجہا ہین خوب سا انصرام تیسون

بلا ہین کالی ہین اوس پر ہین یہ تیس اولا تیرے انشا
کہ ہر مہینے کے دن ہی شکوہ کرے ہین جہات اسلام تیسون

دس حصل دس مقولے دس مدرکات تیسون
نہ آسمان غورو سہ ساتون طبق زمین کے
بارہ بروج چودہ معصوم چار عنصر
سی بارہای دلکو رکھیو محافظت سے

تیری ہے ذات جیسی ہین اے پیارے ذات تیسون
روح و جو دہ مین خمسہ اور شش جہات تیسون
ظاہر کرین ہین تیری لاکھون صفات تیسون
اے میری جان ہین تیری حفظ حیات تیسون

ماہ گذشتہ کا حال انشا کہون سو کیونکر
مر مر بسر کئے ہین دن اور رات تیسون

لیتے ہو تم تو دم سے پری ہٹ ابھی نہین
ہان ہان ہے سب سے اور ہمین سے نہین ہو کیون
گر یار می پلائے تو پھر کیون نہ پیجئے
خلوتین یون جو چاہئے کہ لیجئے سبھے
دیتی ہو گالیان مجھے انصاف تو کرو
کچھ دخل ہے کہ رات کو تم آؤ میری پاس
غصہ مین جو کہا کہ کیا ترک عشق خیر
کیون پاس میری آکے نہین بیٹھتے اگر
تم نے کہا کہ آئیگا میرے پاس کب

اور آشنا وہی کوئی میری جبین جی نہین
کیونکر نہین نہین نہین کیون ایسے جے نہین
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین
لوگو نہین لیکن آپ کے میری سنے نہین
لائق تو ایسی باتونکی نندیکی زری نہین
اس بات کا شعور مرا مقتضی نہین
کچھ سست خیال کیجیو ہر گز اچھی نہین
غیرونکی ساتھ رات کو می تمنے پی نہین
بوسے نہین نہین نہین ہرگز کبھی نہین

اس سو نہ ست ہاں سنی نہ کبھی سنی بیا کرون
نے کہا کبھی تھی ہماری بھی کوئی تم
ہاری ہی ڈالتی ہے غرض اپکے نہیں
بولی کبھی نہیں میری تم کوئی بھی نہیں

ذرہ سے بات پر رہی انشا سے تم خفا
کیا جانی کیا بلا ہی تو کچھ آدمی نہیں

جب ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
سامنے آنکھوں کے اوگتا ہے چمن نرگس کا
ہائے کیا پھیرو ہو عارض پہ ابھی کیا ہی دہان
یاد ہین اوس خط نوخیز کے یہاں دانہ خط
آسیا آب کی ہے چشم تر اپنی جس سے
ہر گھڑی دنکی طرح ہم تو ڈہلے جاتے ہین
لنگے آتا ہوں ابھی آپ بہلے جاتے ہین
خط کا کچھ دخل نہیں گال سلے جاتے ہین
اشک سبز آنکھوں سے ہر وقت چلے جاتے ہین
روز پیہاتی پہ مری مونگ دلی جاتی ہین

گرم ہو آب جو تک انشا سی بناتی ہین کبھی
آتش رشک مین اغیار چلے جاتے ہین

جب تک نہ خوب واقف راز نہان ہوون
تم تھین تیری بار نہ طلوتہین مجھکو ہاسے
گاہی جو اوسکی یاد سے غافل ہو ایک دم
شرط ہمین عشق کو یہ پیا ہتا ہون مین
طوفان نوح آنکھ نہ ہم سے ملا سکے
ناصح خیال خام ہے کیا اس سے فائدہ
یہ اختلاط کیجے موقوف ناصحا
انشا کرون جو پیروی شیخ و برہمن
مین تو سخن مین عشق کے بولوں ہاں نہوں
باتین جو دل مین بھر رہی ہین سو کہاں کہون
مجھکو دہن مین اپنے لگی ہے زبان نہ ہون
ابر قرہ سے رو کے اوسی بیکران کرون
آتی نظر ہین چشم سے ہر پل عیان عیون
کب سیری دل ہے ہو ہو دلبران بدون
معقول یعنی دل اوسی ای قدر دان مدون
مین بھی اوسی کی طرح سے جون گمرہان ہوون

خلوت سرای دل مین ہے ہو کر ہے معتکف
بیٹھا ہون کیا غرض کہین ای جا ہاں ان ہلوں

جھلک ہے یہ کچھ اوس آودی نو بہار کی نرگس کیا ہین
تری چتون کی انکھیلی پرے کی بھیس مین آکر
لٹا ہوون برق اوسی دامن ابر بہاری مین
مجھے شب لگی تھی چیکے سے ایک نرگس کیا ہین

بہت سی عاجز آئی ہین بھلا صاحب ہمین کب تک — مزاج عالی سرکا یکے ہم پاسداری مین
مجھے کہنے لگی وہ پیار مین آکر اگر بس ہو — تو تجھکو موند رکھون ایک ننھی سی پٹاری مین
کرامات زخمی اوس کی غمزہ کا تو وہ بولی — کوئی ہے لال مرچین بھر دے اسکی زخم کاری مین
ہماری ساتھ تیری چاندسی کٹھری کی بن دیکھی — رہا کل ہاتھ مایان رات بھر اختر شماری مین
جو کہتا ہون بھلا جاگا کرون راتونکو مین کب تک — تو کہتا ہے رہا کر اور یہی امیدواری مین
ق
وہ جو سردار تھے اگلے زمانیکے بڑی رستم — یہ اونکا حال ہے اب حالم ہے روزگاری مین
پڑی سوناکہر چپتی ہین کسی ٹوٹی سے چاروسے — کہین جو رہ گیا ہے پاؤن ٹوٹے دی بہر گٹا ہین
جو وہ ڈپٹی کے ڈولی پر کہین جاتی ہین چڑہ کر تو — پرانی شال دیتی ہین کہارونکو کہاری مین
میان قدوس اونکی بولی سی ایک جو نوکر ہین — بری ہین موتی ونسی اونکی باتین ابداری مین
ہزاروں جتین تکرار لاکھون یاد ہین اونکو — حکایت بخشنی کے اونکی تو خدمت گذاری مین
بعینہ اوس نفر کی سی ہے وہ جو اپنی آقا ست — یہ کہتا تھا بہت سا کھینچ خود کو سوگواری مین
نہ نادان استفا رغبی سمجھے سوچئے دلمین — قدم حضرت سلامت آپ رکھتی ہوشیاری مین
حبیبی کو بدل نا یکا گرنکر انہو صاحب — تو کیا کھٹکا ہے کاکا ٹاہو وہیلی کی شماری مین
ق
کوئی مینڈھا کوئی دنبا کوئی بکرا کوئی مرغا — مرید ونکی یہ صورت ہے تمہاری پاش [illegible] مین
غضب کچھ ہو گا نسہ ہونکا تمنے شیخ جی صاحب — کہو اب فرق کیا ہے تم مین اور تمہاری مین
ق
پڑی پہرتی ہی کٹر گنجی سے ایک لونڈی جو واعظ کی — بڑا خفقش بنا لی اپنی صورت فاکساری مین
سو اوسکی اب یہ حالت ہے کہ گاہے گر ہنسے ہے بھی — لگایا ہاتھ اوسکے کان کو اور وہ پکاری مین

کفالت رزق کی کس سے کسیکی ہوسکے انشا
صفت مخصوص ہے یہ تو فقط اس ذات باری مین

گاہی گاہے جو ادہر آپ کرم کرتے ہین — وہ ہین او نہہ جاتی ہین یہ اور ستم کرتی ہین
ہجی نہ [illegible] کہین تجھسے اسی واسطے بس — رفتہ رفتہ تری ہم ملنی کو کم کرتے ہین
واقعی یون تو ذرا دیکھو سبحان اللہ — تیری دکھلانیکو ہم چشم پہ نم کرتے ہین
عشق [illegible] ہمیشہ ترم ہمان ناصح مشفق یہ بجا — آپ کو کیا ہے جو اس بات کا غم کرتے ہین

دیوان

کلیان کہانیکی اوس شوخ سے ملتی ہین ہان
مین طلبگار محبت کے میان جدا اشخاص

کوئی زنا نہیں جو کاوش مو کرتے ہین
وہ بہانا ہے غائب دامن و دامن کرتے ہین

عین مستی مین ہین دیوانہ یہ انشا
آنکھ جب موندتی ہین سیر عدم کرتا ہین

یہ نکتہ یہ مونہہ یہ نکہت یہ کسی یہ لعل خندان
ستم اور ناز خوش ہے مشاوں نجف دان
یہ نکتہ یہ عجب یہ سج دھج یہ ادا کو دیکھ تیری
وہ لطیفہ گوئی اوسکے وہ فصاحت او بلاغت
فلک ابروئی چہرے نہین سب مالک آئین
یہ نصیب اپنی دیکھو کہ سمجھ کے قصیدہ لاغر
جب سنگدل خدا کا تھی تب ہو جو کیہ بہی

تعجب او کسے جیسا یہ زبان بزیر دندان
کہ یہ دن فلک سے گزری یہ سما ای درو منداں
تیرا ظلم تحیت رہو وہی غرق ہو شمند ان
نیت انسقدر کہ ہوسے کوئی شاعر سخندان
نہ اثر ہو مس شرح کی یہ عاشق مستمندان
اور سر ان ہی نہ پہنچے کبہی آہ صید بندان
تو شکستہ و کلفت کر کہ یہ ستم ہے شدان

بکمال فضل و دانش یہ عجیب ہی کہ انشا
غلطے یہ تو مصر ہو مثال خود پسندان

شباب کی جلوہ گری یہ غش ہو ان
گرچہ دنیا کے ہنر ہین لیکن
برق کے طرح نہ تڑپون کیونکر
اوسکی اشپوا کی سے لاتی باس
غش نسیم سحری سے مجھہ پر

یعنے اس ہنر ہی یہ غش ہون
اپنے مین بے ہنری پر غش ہون
تیری پوشاک زری پر غش ہون
اوسکی مین گودہری پر غش ہون
مین نسیم سحری پر غش ہون

اسی کچھ ہو نہ سکا انشا مین
آہ کی بے اثری پر غش ہون

ای دود جگر بنکے سرافیل کے گردن
گردن کی صفا دیکھو تو اوس رشک پری کے
لٹکا نہ میر عاشق جانسوز کو اولٹا

توڑا ابرسیہ کی تو زرابیل کے گردن
تہی ایسی بھلا یوسف راحیل کے گردن
ٹوٹی گی ابہی عرش کی قندیل کے گردن

مست بہول ولا رابطہ ہو آفات جہان سے
قابیل نے توڑی ہے نہ ہابیل کے گردن

جب سدرہ کے سایہ میں گذرتی ہے مری آہ
بے ساختہ ہل جاتی ہے جبریل کی گردن

زاہد کی کاٹ اعضا کی طرف کیجیے نگہ دیکھ
سر سینے کا سونہہ ہین کا عزرائیل کے گردن

انشا جبروت اور قوافی سے کہے واہ واہ
سن جب کہ دہلی صاحب قاموس کی گردن

عقاب اجی طائر افسوس کی گردن
یہ لیوین وہ نہین جیسی ہو طاؤس کی گردن

یہ خوش خبری سنی کہ کل رات ہی صاحب
ہے بے حرکت آپ کی مایوس کی گردن

تا چند رہی طوق و سلاسل کے شداید
کر تن سے جدا اپنے تو محبوس کی گردن

جب تخت کیانی پہ نظر داغ دل آوے
کیون نہ سے نہ ہو تیسے دکا ووس کی گردن

چوری جو کسی رات کی پکڑی گئی ادوہ ہے
کٹ جاتی الہی ہے ہا سوس کی گردن

جوں گاو سر شتہ دستان ہے مراد کر
یا زور وہ توڑی کیون ہوتے ہوین ماییس کی گردن

پڑہ پختہ اور ایسی قوافی ہین تو انشا
جیسے کہ ہو غسہ ... قاموس کی گردن

توڑونگا خم بادہ انگور کے گردن
کہہ دونگا دہان کاٹ کی ایک حور کی گردن

غرور اس کی ہے بشکل الف اسے انا الحق
نت چاہتی ہین ایک نئی منصور کی گردن

کیون ساقی خورشید جبین کیا سر نشہ ہو
سب یون ہی جھکا جاوین ہی نور کی گردن

اوچھلی ہوئی ورزش سے تری ڈنڈ پہ مچھلے
ہے نام خدا جیسی سقنقور کے گردن

تھا شخص جو گردن زدنی اوس سے یہ بولے
اب دیکھئی ہے دیتی ہو منظور کے گردن

آئینہ کی گر سیر کرے شیخ یہ دیکھے
سر خرس کا سونہہ خوک کا لنگور کی گردن

یون پنجہ مژگان مین پڑا ہے یہ مرا دل
بیدا ... شہباز مین عصفور کے گردن

تب عالم مستی کا مزا ہے کہ پڑھا ہو
گردن پہ مری اوس بت مخمور کے گردن

بیٹھا ہو جہان پاس سلیمان کے آصف
وہان کیون نہ جھکی ... فغفور کی گردن

پہنچی ہے بغل اپنے مین اس زور سے جو عشق
تو توڑنے پر ہے کسی مجبور کی گردن

اے مست یہ کیا قہر ہے خشت سر خم سے — کیوں توڑی صراحی کی بھلا جیب سے گردن

محفل میں تری شمع نہیں ہو وے گی مریم — پگھلے پڑی ہے اوسکی وہ کافور سی گردن

اے دیدۂ سفید سحری کاش تو نوٹ سے — ایک تنگی سے خوبی کے شب وصل کی گردن

جب کشتۂ الفت کو اٹھایا ترا گھر سے — بس مل گئی اوس قاتل [illegible] گردن

بے ساختہ لینا کہ اسے ہاتھ لگا کے وہ [illegible] — وہ نکلے نہ مری [illegible] گردن

اے حاسد تو ہے کیا چیز برابر وہ جو انشا
تو تو [illegible] گردن

یہ آپ حسن پہ اپنے گھمنڈ کرتے ہیں — کہ اپنی تیغ کش مژگاں سے بند کرتے ہیں

نہیں ہے تم کو ہماری تو بات سے [illegible] — پڑی ہے ہول تمہارے گھمنڈ ایسے ہیں

نہ [illegible] پھر تو دیا — [illegible] گھمنڈ کرتے ہیں

وہ بازو [illegible] — تو پھر بھی [illegible] کرتے ہیں

اذیت اور نہیں تجھ سے [illegible] — نکالے [illegible] کرتے ہیں

یہ سایہ دار [illegible] قسمت — کہ یہاں برابری اون سے [illegible] کرتے ہیں

کھلا کی بال [illegible] ہو گے — گرہ جی [illegible] سب بند کرتے ہیں

نکلتے دل سے ہے ایک آہ [illegible] جھاڑ [illegible] — جو تجھکو یاد [illegible] جھاڑ کمند کرتی ہیں

شراب اونکو کہیں مت پلائیو انشا
کہ وہ تو مست ہو مجلس کو بند کرتے ہیں

وہ جو شخص اپنے ہی تا [illegible] سو چھپا دل [illegible] — نہ وہ بستی میں نہ اوجاڑ میں نہ وہ جھاڑ میں نہ بہار میں

مجھے کام تجھ سے [illegible] لکھوں کہ جسے نہ کچھ سنوں — نہ کسی کی [illegible] قدح میں ہوں نہ اوکھاڑ میں نہ پچھاڑ میں

یہ عجب بالی [illegible] کہا کہ [illegible] اور بھی [illegible] — ترے پاس سے جو چلا گیا تو کہیں ہی نا [illegible] میں

ارے آہ تو نے غضب کیا مرے دل کو مجھ سے توڑ لیا — مرے جیسکو [illegible] جلا دیا پڑی اختلاط یہ بہار میں

خنکی بھی طرفہ ہی ایک شے [illegible] قصہ [illegible] لکھوں [illegible] — وہ کہاں ملا [illegible] لطف ہی جو مزہ ہے اونکی بگاڑ میں

نرد پر بھی [illegible] دل تنہا وہ شل ہو ہی ہو اب اے خدا — کہ وہ خست سے جو کبھی گرا تو وہ اٹکا اسکے جھاڑ میں

کہیں کہر کسو کی طرف نہ ہی مری نگہ لگی تو لیا ابھی — گل نرگس کے لگا گئی وہ پری مری ایک اثر مین
مری نیلمین نشہ کا ہی مکان مجھے سوجھتی ہین وہ سیتیان — کہ کبھو ہری جو شیو ام البیان پڑے پھرتی ہین کمر تار مین
مجھی دار ہیون پہ بجا دلا یہ سب ہو ونکی ہین بیتیاں — یہ نکالیہ ہین بہ بالا نہین جیونکی تو آر مین
کمری جہانکتی ہے وہی پرے نہین شبہ اسمین تو تھی — نہ جو عطر فتنہ کے باس سے سو پڑی ہے ہی کوار مین

کہ اپنی بات و سمجھا رہی انشا اوسے لگا نہ دل
تو وگرنہ ہووے گا منفعل کہین کیا جیہ لتاڑ مین

کل وہ یہ بولا مجھسے ہنسکر چاہ اری کچھ ہے ازل — مین یہان ہنسوڑا او تو ہی منقطع یہ ایتیرا سیل نہین
زاہدان کہ اوسکی ہی جو سوگ ماتم آج لوہ پھو ہو گو — دیکھتے کیا ہین آپ ادہر کو یہان تو ملو نیت تیل نہین
[illegible] تھی — ہے جو بندہ خوانو نکی تیری آئی نظر کیون جیل نہین
حسرت و ارمان ... دل نار و فراق و پیچ — اپنے سر پر اتنی بلا مین ناحق اے دل جھیل نہین

اوسکی نگاہ کا زخم اوٹھا کر انشا تو کیون لوٹ ہی
خنجر ناوک تیر نہین کچھ یہ بھی ملم سیل نہین

نرگس سے پھر نہ دیکھا جو آنکھ اوٹھا چمن مین — کیا جانے کسنے کس سے کیا کر لیا چمن مین
پیڑہ چٹھایا سمن کے گردن یہ عشق پیچا — آیا کہ پھر سے کافر یہ سمہ یا چمن مین
مالی پہ پھرتی ماسے کرنے لگی ہے اب تو — بلبل نے یہ لگا لا نخرا اپنا چمن مین
اتنا ہیت سیر گلشن اسے مصفریت وہی — اوس گل بغیر میرا کب دل لگا چمن مین
ہے کیوڑی کی اد وہ کیا چیز کتنی کے جو — اس بو کو تیری پہونچی وہ بو بھا چمن مین
گلچیں اوس سے گلو نیر کیون پڑ گئی لکایک — دیکھو تو کن نے کہوتے بند قبا چمن مین
واد وہی آج پہنے عیسی کا پیرہن ہے — تک سیر کیجی عالم مہتاب کا چمن مین
مجھکو وکہا جو اون نی کاجل دیا تو اوسکی — معنے یہ تھی کہ شب کو نرگس کے انجمن مین
ایسی ہوا چلے ہے تو بھی نہ پوچھے کوئی — کوئل کا جادی کوا اگر منہ چڑا چمن مین
بجلی نہین چمکتی سنے ابر ہے یہ سمجھ بن — پھرتے ہیں آگ اوڑاتی کالی بلا چمن مین
ہی ہی پھر بری لے لے تیرا یہ کہنے جانا — چلنے سے ہے ٹھنڈی ٹھنڈی کیا ہے ہوا چمن مین

اہل خطہ مجھسے ہو کر خفا یہہ بولا ۔ ۔ سنے جو اوسکو کانا کہو دیا چمن مین
اوقف پکڑنا تو ہے عقل شعر پہ ہستا ۔ ۔ مجہکو اندر خندہ ہے گالی کیا چمن مین ق

مین صدقے اوسکے اشتا مجہکو جو ہر اشارا
عہدی کی شیشوکی اوجہل چہیا چمن مین

یہان لطف وکرم پین جبین سکتے مین ۔ ۔ ہان دیتی صاف ہی ایک اونکی نہیں کتے مین
فلک نجدہ سی گذرا تو لگا اوٹہنے وہین ۔ ۔ [illegible] وسا ایک دل ناتو نشین ہوتے مین
مرتا وہ سکے پیک کو مارے سے ٹکوٹ ۔ ۔ جاتے ہین کہ کہین عرش بریں پہ تہ مین
جو عاشق کو تری قبر مین رہتی ہین لیک ۔ ۔ وقت ایک زلزلہ ہو تا ہے زمین کی تہ مین
وسکی کو جیسے صبا آئی تو یہان اوٹہے لگے ۔ ۔ ایک سیر [illegible] رنگ [illegible] جسد کی تہ مین

سید الشہدا [illegible] دم [illegible] [illegible] ہوا ایک
گرد گردی شمشیر [illegible] [illegible] مین

جلوہ [illegible] نور آپ جو منظر مین نہین ۔ ۔ [illegible] سیر [illegible] خاور مین نہین
اب فرقت کی مری جسم محقر مین نہین ۔ ۔ صبر [illegible] نہیں اس دل مضطر مین نہین
تولی اوس ترک جفا پیشہ سے پوچہی تو ستے ۔ ۔ یہہ مگر رسم وفا آپ کے کشور مین نہین
دلکی ترک جانیکی حالت کو بہلا کیا کیجیے ۔ ۔ روک ٹوک ایسی تو کچہہ سد سکندر مین نہین
زور بازو سے کماتی ہین سو یہ کہتی ہین ۔ ۔ خشک [illegible] مین مزا ہے سو مزعفر مین نہین
وکر مجنون مین یہ کہنے لگی لیلے اتنو ۔ ۔ لہو کے چینٹ بہی اوسکی تن لاغر مین نہین
پہونک دی کا نمین شہزادہ گل کے کوئی ۔ ۔ کہ اری بوی وفا جسم صنوبر مین نہین
آپ کے پاس تو ہین سینکڑون چیزین موجود ۔ ۔ لیکن اون چیزون سے کچہہ اپنی مقدر مین نہین
طائر ذہن کو مولا نے جو طاقت بخشی ۔ ۔ تاب [illegible] وہ جبریل کے شہپر مین نہین
پہر گیان جو بغل تازہ ولایت کو ہین یاد ۔ ۔ [illegible] تو وہ اصلا کسی بندر مین نہین
دین و دنیا کے تماشے سبہی یہان ہین حاضر ۔ ۔ ہے وہ کیا شے کہ فقیر دلکی جو بستر مین نہین
معنے آیہ لا اسئلکم سید نا ۔ ۔ جو نہ سمجہے تو وہ اسلام کے لشکر مین نہین

آج کچھ کام میں ہوں کوئی جو یہ بھی مجھ سے کہو
تو یہ باہر ہی سے کہہ دیجو کہ وہ گھر میں نہیں

لکھنے پڑھنے سے معاف آپ مجھے رکھئے گا
طاقت نامہ بری میری کبوتر میں نہیں

یہی امید بر آتی ہے اب انشاء اللہ
کونسی چیز ہے اللہ کے جو گھر میں نہیں

دل کو لے بھاگے کدھر ہاتھ سے تیرے انشا
کوئی کھڑکی بھی تو اس گنبد بے در میں نہیں

ہی ادا کونسی جو اس تری اف اف میں نہیں
لطف بھی ہے ان چہیتوں کا سو وہ یوسف میں نہیں

کچھ عجب لیلیٰ و مجنون کی کہانی گذرے
کونسا قصہ ہے جو ان کی تاسف میں نہیں

بات ہوتی ہو سو تو الفت سے ہوتی اچھی
خوب اگر سوچئے کچھ حسن توقف میں نہیں

با وجود اس کے یہ اونہیں لوگوں کی خست ہوں میں تو
کانٹے جو ہیں کوئی جنگی تصرف میں نہیں

بے تکلف پڑی پھرتی ہیں مزے میں انشا
سو وہ بے شبہ کہ اقسام تکلف میں نہیں

لیلیٰ و مجنون کی لاکھوں گرچہ تصویریں کھنچیں
مل گئی سب خاک میں جس وقت زنجیریں کھنچیں

کھنچ میں انشا سے جو پریاں تو ان کا کیا گناہ
وہ تو اوس کے سر پہ ثابت کرکے تقصیریں کھنچیں

جب ہوئیں پریاں ہوا کھانے کو کھڑیاں باغ میں
عود سوز رکھی لگیں غنچوں کی گھڑیاں باغ میں

نو عروسان چمن کا دیکھئے گا اختلاط
چل رہی ہیں خوب ہی پھولوں کی چھڑیاں باغ میں

قمری و بلبل سے بخشی بات کرڈالا اونہیں
جھیل ڈالیں آج ہم نے سخت کڑیاں باغ میں

لوٹی دیوانی تری تو جا بچارہ رہ گئیں
ٹوٹ ٹوٹ اونکی وہ زنجیروں کی کڑیاں باغ میں

خوب سی ہم تم گلے مل مل کے باہم رو دئے جب
تو عجائب لگ گئیں کچھ مینہ کے جھڑیاں باغ میں

جا رہی ہیں آپ بن کالی بلا میں زیر تاک
جنبشیں آتی نظر ہیں نئے پریاں باغ میں

شبنم و باد صبا و بوئے گل سب ہیں خفا
رگ گئیں سنا کی ساری چھوٹی بڑیاں باغ میں

مفت میں گل کھا کے بیٹھا آپ ناحق لڑ پڑے
نرگستانسے جو میری آنکھیں لڑیاں باغ میں

دیکھ کر سوسن کی رنگت بیان اپنے جڑ گئیں
ان پریزادوں کی جو مستی کی گھڑیاں باغ میں

اتبو انشا اس غزل کا قافیہ تنگ آگیا
تو نشاوی اور ہٹ سوتیکی لڑیان باغ مین

دیکھکر ایک دو جنون کی رنگ رلیان باغ مین ۔ کھلکھلا کر ہنس پڑین پھولون کی کلیان باغ مین
تھک گئین سے لی بلائین قمریان اور بلبلین ۔ تنی وہی اپنے جو جھکو منہ کی ڈلیان باغ مین
کیا ہوا جو بند دروازہ کیا اے باغبان ۔ کھل رہے ہین ہر رگ گل کے تو کلیان باغ مین
گیسوئے ستانہ پر جو عالم خواب کا سا چھا گیا ۔ ل جاتی اپنی آنکھین کسرت ملیان باغ مین
ہر روش پر لگ گئی آتش کے انارونکی جو ہیر ۔ کچھہ پہ پیرا دین جوانی ساتھ چھیان باغ مین

پھول کسی ڈھب کا نہ توڑا انشا کسیکو دیکھہ ورنہ
تا دعا تجھکو کرین سب پھول پتیان باغ مین

کیون نہون ہر گل کے جوڑی آج افشان باغ مین ۔ ملکی ہولی کھیلتے ہین آج پریان باغ مین

آج شاید عرس بلبل کا ہوا ہے ای نسیم
آتش گل نے کیا ہے جو چراغان باغ مین

تفضلات نہین لطف کی نگاہ نہین ۔ معاملہ ابھی مطلق وہ رو براہ نہین
غلط ہے آہ کہ ہے دلکو دلسی راہ نہین ۔ کہ تیری چاہ مجھی تجھکو میری چاہ نہین
غلام ہم تو ہین ایسی مزاج دانون کے ۔ کسیکے ساتھہ کسی ڈھب کے جنکو راہ نہین
ہماری چوری جو ثابت ہو وی دلیل بھی کچھہ ۔ مقر نہین کوئی شاہد نہین گواہ نہین
تواضع آپ کی ہم کیا کرین بھلا صاحب ۔ بقول شخصے اس اپنے جگر مین آہ نہین
ڑکھائیان جو یہی ہین تو اسطرح اپنا ۔ نہین نہین نہین ہرگز نہین نباہ نہین
حرم سے دیر مین یہان آب دوانہ لے آیا ۔ برب کعبہ مرا اس مین کچھہ گناہ نہین
نہ کچھہ حیت نہ سبب قاہ قاہ ہنستے ہو ۔ تمہاری خوشش مجھے آتی یہ قاہ قاہ نہین

کہوں بقید قسم لا الہ الا اللہ
کہ تاب ہجر بس اب مجھہ مین ای آلہ نہین

یاس و امید و شادی و غم نزد موم اٹھاتی سینہ مین ۔ خوب مجے ہے آج دہا دھم مارکہ ای سینہ مین

دید کیا جو وادی مجنون نے دامن میں نجست کے
شکل مجسم ہو کے جنون کی آن سمائی سینہ میں

شیخ و برہمن پیر و مرید و دیو و پری ہو گیا لا حاصل
مونڈھ کے آنکھ پہ کہو تو ہے ساری خدائی سینہ میں

قہر کیا یہ تو نے صاحب الحمد للہ آنا آفت تھا
جھٹ پٹ دلکو پھونک دیا اور آگ لگائی سینہ میں

حضرت دل تو کب کے سارے عجب تو ہو ہنڈا الشانی
ایک دہان سا آہ کا اوٹھا خاک بنائی سینہ میں

بس ہو چکے آشفتہ جنون دست و گریبان
ہو جیسے نہ اے دیو جنون دست و گریبان

ماری ہوئی ایک زلف کی ہیں جیسے ہمارا
آج ہو پڑے وہ اہل فسون دست و گریبان

اچھا تا اگر نام ترا بے ادبی سے
لی کوئی تو اوسکا ابھی ہوں دست و گریبان

لاکھوں کی ہیں اس بادۂ گلگون کے بدولت
تر دامن و آشفتہ مجنون دست و گریبان

یوں چاہیے آپس میں نہ اک آن جدا ہوں
اے ہو لہ شور جنون دست و گریبان

بی شغل رہیں دست و گریبان تو دالا میں
ماشا کہ جو اونکا ہو نکھوں دست و گریبان

ہے تو تو ایجاد ہی اوڑان ہی انشا
یا سعرکہ کن فیکون دست و گریبان

زمین پہ گرتی تسبیح والے کچھ کہ سب گرتے ہیں
ہر ایک پھانسی ہیں جو سرین بر سنگ قرابین چنگ ہیں

جیسے کیا اون حکیمو نسی حقیقت نبض آدم کے
نظر کرتی ہے وہ جو بتا رہے تیتے کل کے رگ رگ ہیں

نکلی لگ لگ کے سونا وہ جو اونکا یاد پڑتا ہے
تو اپنے سامنے کچھ عجب سے آجاتی لگ لگ ہیں

مجھے وہی جام می ساقی گرتی ہیں اور سر بادل
او و سر کو شونکی پر نالے بھی کرتے شور گنگ گنگ ہیں

عوام الناس سے مت رکھہ توقع آدمیت کی
کہ اکثر گرگ و ریچھ و باد و شغال و مگر و سگ ہیں

تپ ہجران ہیں سانپونکی چمکتی ہیں یہ بین انشا
نہ یہ جگنون نہ یہ تارے نہ یہ الماس کے نگ ہیں

جس پر کہ ترا ساتہ داماں قبا ہو ۴
کیوں اوسکے تصدق نہ بھلا باد صبا ہو

اوس گل کے اگر پاس ترے بوی قبا ہو
دنیا ہو غرض لعد تو اے باد صبا ہو

ان آپ کی لوگوں نے بگڑ ہم نہیں سکتے
کیا کیجیے جو پتھر کے تلے ہاتھہ دبا ہو

کی حضرت الطفی کے دعا کا ہو جہان وِرد
کیا معنی کہ اوس ملک مین کچھ دخل وبا ہو

صاحب کہ افلاس کے عالم سے ہو پامال
وہ شخص جو سرکردۂ قوم نجبا ہو

لازم ہے اوسی جسکو خدا بخشی امارت
ایک چشم ترحم تو ہے سوے غربا ہو

بانڈہ او ر قوافی بہی کچھ ایک انشا ہی نیا
جس سے کہ میرا غلغلہ وا بجا ہو +

کہدیجئے صاف اوس سے یہ دل جس سے نہ وا ہو
[illegible] ہوا [illegible] کچھ ہو ہوا ہو

حاضر یہ کتابین ہین انہین دیکھئے ہرگز
دلکا جو ستانا کسی صورت مین روا ہو

سیمرغ دہار رقص کنان ہین مری آگے
اوس پر جو ہی کیا دہیان جو اتنا سا [illegible]

لکھ بیٹھے دیا خط غلامی او نہین کرچہر
لے دستخط اسپر کر و تو [illegible] ہو

وا شد مرہ تب وکلو ہوای ابر بہاری
[illegible] سیر دانہ چمن گرچہ [illegible] ہوئے

اوس شیخ سیہ چہرہ کی ہنگام نسیم +
دیکہا تو [illegible] یہ ہنستا نہ تو [illegible] ہو

حاجت نہ معاند کے روا جیسے ہو ہرگز
ہر چند وہ [illegible] ہین [illegible] پیسکے روا ہو

تکا ہے بہی یا درسے یا تسلی کچھ +
گر وہ کہ کسی شخص کے حاجت [illegible]

انشا کو بہی دی ڈال نہ ای عیسی مریم
گر کچھ مرض عشق کے تجھ پاس دوا ہو

رکھتا ہون [illegible] سر خیر اپنے یار کو
مین تھام تھام اس دل بے اختیار کو

فرہاد کو جنون نے ٹھکانے لگا دیا
اب جا کے ہم بسائین نگر کوہسار کو

گل بیٹھے چھیڑ چھاڑ جو معقول اونسے کے
قصہ ہو بولے آگ لگی تیری پیار کو

بیطرح لگ چلی ہو خبر شرط ہے ابھی
پھر کہین نہ جا ئیو تم اپنے یار کو

ق

من بعد مرگ ہی یہ وصیت ہے تجھے نسیم
لانا بجا کہ جیب ہو مجھ بیقرار کو

لیجا ئیو براے زیارت نجف تلک
رکھیو نہ خاک ہند مین اس خاکسار کو

یا کربلا مین روضہ اقدس کے سامنے
دیجو فشار اس میرے مشت غبار کو

ساقی ہوا ہے ابر ہے جلدی سی جام لے
چمکے ہے برق توڑ نشہ کے خمار کو

انشا تو انیڈتے ہین پڑے میکدہ کی بیچ
کہیو سلام زاہد شب زندہ دار کو

ہرا ہو یا جو بیلنے جو کل سبزہ زار کو ۔ دو ہین گھٹانے گھیر لیا چشمہ سار کو
جوش و خروش رعد نے یہ ہو دم بدم کی ۔ ہرگز کوئی کہ سکے نہ پہونچا پکار کو
بجلی تڑپ تڑپ کے دکھانی لگی چمک ۔ رونق ہوئی دو چند ہر ایک برگ و بار کو
کچھ کچھ لگا ہی ابر سفید و سیاہ و سرخ ۔ مستانہ جھوم جھوم چلے کوہسار کو
شادابی ہوا نے یہ چاہا کہ کیجئے ۔ محبوس کچھ رگ گل مین بہار کو
اوڑنے لگی ملا کے تانین فلک تلک ۔ سازندی چھیڑنے لگے بین و ستار کو
گویا ترانہ سنجی مطرب سے حال تھا ۔ اشجار گلستان کی ہر ایک شاخسار کو
ہم مشرب اپنے چند جوان تھے سو پھر ۔ تشریف لیگئے بط مے کے شکار کو
ساقی نے جام بادہ گلفام دی مجھے ۔ کہنے لگا ہوا ہو نشہ سے کے خمار کو
القصہ پھر تو صبح مین لا کر ملادیا ۔ زور آوری بہار نے انشا سی یار کو

بولے یہ عندلیب کہ باقی نہ چھوڑیو
ایسی سمین مین خواہش بوس و کنار کو

چھیڑنے کا تو مزہ تب ہے کہو اور سنو ۔ بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
تم کہوگے جسی کچھ کہین نہ کہی گا تمکو ۔ چھوڑ دیگا وہ بھلا دیکھتے تو اور سنو
یہ بھی انصاف ہے کچھ سوچو تو اپنے بلین ۔ تم تو سو کہہ لو مری کچھ نہ سنو اور سنو
اتنو کچھ اتنے خفا ہو کہ کہو ہو مجھسے ۔ ہے قسم تمکو مرا نام نہ لو اور سنو
غرض احوال مرا سنکے جھڑک کر بولے ۔ جا دری واو زبر رو ہو چلو اور سنو
چل کے دو ایک قدم دیکھتے پھر ہو یون کو ۔ گالیان سن تو چکی چاہتے ہو اور سنو
آپ ہی آپ مجھے چھیڑو رکو پھر آپہی ۔ آپ ہی بات مین پھر روٹھ رہو اور سنو
آفرین آپ نے یہی چاہئے شاباش تمہین ۔ دیکھ روتا مجھے یون ہنسنے لگو اور سنو
بات میری جو نہین سنتے اکیلے مل کے ۔ ایسی ہے ڈھب سے سناؤن کہ سنو اور سنو

شکوہ منہ آپ سے انشا ہو سو اسکا کیا چل
تم نانو تو کہین چپکے چپکے ہو اور سنو

۴۵ اتنی یہ کہیو ہمارے پیارے تک سنلو میو — کر رکھو اپنا سیانا یا کہ پگلے ہو رہو
صاحبو میرے سفارش اوس سے کوئی مت کرو — دیکھو تو ہوتا ہے کیا آخر کو چپکے تو رہو
میری ہے سر کی قسم ہے نام جانیگا نہ لو — مجھکو بیٹھو آج اگر تم اپنے گھر جا کر رہو
اب جوان فضل الہی ہو چکے کیا ڈر نہین — اڑ یہ کھیلو کودو ادلو پولو سو رہو

دوستو انشا کے رونیکو نہ دیکھو آنکھ کھول
پھوٹ بہنے دو کہین دل کے پھپھولے کو رہو

کام فرمائی کس طرح سے دانائی کو — لگ گئی آگ ہے بیان صبر و شکیبائی کو
عشق کہتا ہے یہ وحشت سی جنون کے حق مین — چھیڑ مت مجنون بھلی ہے میری ہی بہائیکو
کیا خدائی ہے منڈلانے لگی اب خلق کو وہ لوگ — دیکھکر دھوم مچی ہین جب ہاتھی تہی جو نائی کو
وعدہ کرتا ہے غزالان حرم کے آگے — گننے یہ بات سکھائی تری سودائی کو
گرچہ ہین آبلہ پا دشت جنون کے ای خضر — تو بھی تیار ہین ہم مرحلہ پیمائی کو
ایک بگولا جو پھرا ناقۂ لیلے کے گرد — یاد کر رونے لگے اپنے وہ صحرائی کو
مست جاروب کشی کرتی ہین بیابان بگولون سے — کہ کب پہونچی ترے بیابان کی ستھرائی کو

جی مین کیا آیا انشا کے یہ بیٹھے بیٹھے
کر لیا پسند اوسنے کیا عالم تنہائی کو

جوشش قلزم احدیت دیکھو — دیکھو دیکھو یہ جزر و مد دیکھو
جملہ اشیای کائنات کے بیچ — ہر طرف جلوۂ صمد دیکھو
آیہ اینما تولوا کا — ماحصل خوب کر کے لد دیکھو
پڑھو آگے فثم وجہ اللہ — یعنے اس قول کے سند دیکھو
کہہ اونہا تیس جبث انا لیلے — جذبۂ عشق کے مدد دیکھو
شکل آئینہ ہین جو یہ فقرا — انکا مست خرقہ نمد دیکھو

بس یہ اللہ فوق ایدیہم | چپکے سے پڑھ لو انکو جد دیکھو
یس سے فجت سو اللہ کا | پر تو ان مین جد نہ تد دیکھو
حلقہ نور گرد [illegible] اسکے | تک یہ لمعہ جبین وخ دیکھو
وقت کے بادشاہ دین [illegible] | انکا چہوٹا سا بیٹہ نہ ف دیکھو
ہے قبلہ وجو انکا ناک [illegible] | لمقات اسکے لا تقف دیکھو
انکی شاہی ہے [illegible] | تو بہلا [illegible] شرط بد دیکھو
آنسو و انکا [illegible] | ہو سکو تم [illegible] دیکھو
[illegible] | سو [illegible] دیکھو
گر نہ [illegible] | آہ کا صاف [illegible] دیکھو

مین انشا خود آپ [illegible]
عشق دیکھو اور انکا [illegible] دیکھو

ق

مرتا ہون اپنی زبان سے بولو | بولو مجھ ناتوان سے بولو
بس حضرت دل نہ روٹھو [illegible] | اپنے تم دلستان سے بولو
صاحب [illegible] چاہتا ہو گر دل | تو خاطر دوستان سے بولو
بن بولے نہ رہ سکو گے ہرگز | اوس مشفق و مہربان سے بولو
مین تو غش ہون کہان تک نازک | [illegible] نیم جان سے بولو
کعبہ مین نہ ڈہونڈہ میرے دل کو | اسکے کوئی بتان سے بولو

بس ہم سے نہ بولو جاؤ اپنے
انشاء اللہ خان سے بولو

صحبت اٹھاتے دل کو تمام تو لو | بولیو مت بہلا سلام تو لو
کون کہتا ہے بولو مت بولو | ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو
ہم صغیر و جیتو گے مت [illegible] پلو | دم ابھی آکے زیر دام تو لو
مین باتو نہ لوٹتا ہون مین | گالی پھر دیکے میرا نام تو لو

ایک نگہ پہ بکتے ہے انشا آج
مفت میں مول ایک غلام تو لو

وے ایک تب کو اپنی سمجھے زر وشال تو
ہے مجھکو سونگھنے کے ہوس سونگال تو

پہونچی مہک نہ اوسکے پرستان مین کہین
سونگھا کی کھول نہ یون سر کے بال تو

دیکھہ آئینہ مین عکس کو کہنے لگا وہ شوخ
ٹک میری گال سے تو ملا اپنا گال تو

صدقہ مین اوس گھڑی کے فقط مین وجب کہی
چلتا ہون پانون پر میرے بازو سنبھال تو

یہ راگ اور لای نیا وہ کہ کہتے ہین +
نیا تو مجھے سن لے دل کا خیال تو

مست پنجہ جھاڑ کر کے چمٹ چل پری مرک
بس ای جنون خو میری جیکا وبال تو

ق

ای شیخ مجھکو کچھہ نہین ڈوبنے کے آرزو
سایہ مین اوسکی جھب کے ہو جہ نہال تو

مین جو کہا کبھی تو بھلا اوسکے جوکی ملی
باتون ہے باتونین بجھے آشنا نہ ٹال تو

ہنس کر لگا یہہ کہنے کہ اے تجھکو آفرین
رکھتا ہے میری ساتھہ یہہ اچھا سوال تو

مین اور تجھسے بات کہون سو منہہ تو دیکھی
یہ جیمین کر رہا ہے خیال محال تو

اتنا بھی تو گلے نہ پڑ انشا اب اسکی بس
کہتا ہون سوچ کھیل ذرا دیکھہ بھال تو

بولی اس دام محبت مین گرفتار نہو
ای خدا یہ تو کسی بندہ کو آزار نہو

کیجے اقرار کچھہ ایسا کہ پھر انکار نہو
یعنے آپسمین کسے ڈول کے تکرار نہو

غیر کو صحبت دلدار مین کیون بار نہو
یعنے کیا معنی جہان گل ہو وہان خار نہو

دیکھہ آئینہ مین سو منہہ اپنا خبردار نہو
تاک چوٹی مین لیے آپ ہی گرفتار نہو

اوسکے ملنے سے گرانی ہے پھر اپنا ہی ہے
نکہت گل کے طرح سے جو سبکبار نہو

کیا خوش آیا یہ مقطع ہو گل اون کا گہنا
۱۴ آدمی کیا کہ جسے بوجھہ نہو بھار نہو

سیر تو ایکطرف لاکھہ غنیمت کہ یہان
سانس سینے مین کوئی شخص گنہگار نہو

چاہیے کیجے خریداری اسی جنس کے اب
جسکی مطلق کہین کچھہ گرمی بازار نہو

جام ای ساقی گلفام وہ کس کام بھلا
آدمی پیے کے جسی خوب بہے سرشار نہو

سطر منصوبے کے لبوں سے ہوئی یہ تحریر — یعنی سردار ہیں وہ جو سر دار نہو
اوس سے ناداں ہو بھلا کون جو اس راہ کی پیچ — مستعد باندھ کمر چلنے پہ تیار نہو
نالۂ مرغ چمن نے اوسے بدخواب کیا — مجھے ڈر ہے کہ خفا مجھسے وہ دلدار نہو
ہنسنے تو یہ قصد کہ چھیڑوں آ سی لیکن کیونکر — میں جو چھیڑوں تو بھلا مجھسے وہ بیزار نہو
ہر طرف ہیں ترے دیدار کے بھوکے لاکھوں — پیٹ بھر کر کوئی ایسا بھی طلبدار نہو
جسطرح پھول کے پاس ایسی ملاقات اچھی — جس سے خاطر کو کسی شخص کے کچھ بار نہو
پینے پڑھنے کو مسجد تو خدا نے دی ہے — اب بلا سے میری جو خانۂ خمار نہو
کیوں مرے چاک گریباں سے بھلا او بھا تھا — اب تو بخشا تجھے پھر آگے یہ زنہار نہو
کھول دیتا ہوں ترے کان ابھی سے ای گل — ایسی تقصیر کبھی پھر یہ خبردار نہو
آج ہے دھوم اسیران قفس میں کچھ اور — جا کے دیکھو تو کوئی تازہ گرفتار نہو
جھڑ لگا دی ہے ان آنکھوں نے تری یاد میں ہائے — صدقے صدقے میری کیوں ابر گہربار نہو
بخت بیدار اگر خواب میں تجھکو پاوے — تو وہ پھر تا بقیامت کبھی بیدار نہو
فارغ البال ہوا سو تو کہ زلف اونکی رات — لیکن ای دل یہ کہیں بات نمودار نہو

کچھ غزل اور دعائیہ بھی انشا شاید
کوئی اوس یوسف مصری کا خریدار نہو

بیکلے سے تری کچھ دل کو سروکار نہو — تیری نرگس ہے الٰہی کبھی بیمار نہو
گدگدی پھول کے پنکھڑی سی بھی چھوڑ ہے — سیپ کچھ تری گلی کے تو تجھے بار نہو
نہ چلی ایسی ہوا بھی جو بڑی تجھکو لگے — پھول ایسا نہ کھلے جو تجھے درکار نہو
ہو وہی رہی وہ ادھر جور کاوش رہی — کیوں وہ دنیا میں رہے جس سے تجھے پیار نہو
گرم ہو کر تری مجلس میں نہ آوے جو شخص — یا رب اوس کی تو کہیں گرمی بازار نہو
تیری زلفوں کی نہ الجھیڑے میں جو کوئی پھنسے — وہ جہاں جائے کسی طرح نمودار نہو
آویں سننے کو اگر باغ ارم کی پریاں — بن کے اونکو بھی مجلس میں ترے بار نہو
تیری ولیر نہ کسی ڈھب سے گرانی آوے — تیری دشمن کے بھی دشمن کو کچھ آزار نہو

جسکو ہو کام ہو کسی کام میں ویسے آگر — تو وہ جو کام کرے اوسکو سزاوار نہو
سامنے تیری جو یوسف کو بھی کھینچ آگر — تو زلیخا بھی کبھی اوسکی خریدار نہو
مانگتا ہون یہ دعا اپنے خدا سے کہ کبھی — بات جو تیرے مخالف ہو سو زنہار نہو

نت ہنسی اور خوشی ہی رہے انشا اللہ
میرے والی وہ کبھی جی سے لاچار نہو

حق تعالیٰ کی طرف سے جسے امداد نہو — تو وہ گھر تا بقیامت کبھی آباد نہو
حیف جو صحبت دیرینہ تمہین یاد نہو — سب سے غلطے رہین اور کچھ ہمین ارشاد نہو
اب کی قدغن یہ ہوا ہے کہ خبردار کہین — شورش زمزمہ مرغ چمن زاد نہو
بلبلونکی جھوکے سے ہلے گاو نہین دھڑکا یہ تہا — کہ چھپا ہین کہین کوئی پری زاد نہو
ہے یہ انصاف بھلا خوش ہو لیں تو ہے فقط — حیث تری ایک تنفس کبھی دلشاد نہو
خانہ آباد جو اجڑی ہے ہون اونکو لیا — ننگ یہ قصد کہ کوئی کہین آباد نہو
مٹ گیا جب کہ حباب آہ تب آتی یہ صدا — زندگانی ہے نہین جسکے یہ بنیاد نہو
داد بیداد ہو تم کیون نہ کرو نہین فریاد — کسطرح مجھسے بھلا نالہ و فریاد نہو
بیستون پر جو کھلا لالہ تو شیرین نے کہا — مجھے ڈر ہے کہ یہ خون سر فرہاد نہو
نغمہ و راتنا نکر اے مرغ نوا سنج خموش — یہان کوئی دام لگائی کہین صیاد نہو
کلیات ایکطرف مجھسے کسی ڈھب سے کبھی — ق امر جز کلی مین بھی کچھ بندگی امداد نہو
تو بھلا سچ تو کچھ گوشہ و لین کیونکر — تیری شکوے کے جگہ اہی ستم ایجاد نہو

ہو جو انشا کو اجازت تو بھری وہ نالہ
کبھی بلبل کے فرشتونکو بھی جو یاد نہو

غزل فقیرانہ

تو فقیرون کی دعا ہر صبح آباد رہو — خوش رہو سو چین کرو تازی رہو شاد رہو
میری خیر ہی وہ جو ہون شوق سے چلے کر لو اونہین — پیر خدا والون کی کرتے ہوی امداد رہو
قمری باغ بہشت اب جو یہ بے فاختہ ہین — اونہین بھی کمدو کہ تم سرو سے آزاد رہو

وید او سکی ہے کر وجسنے بنا یا سب کچہ ‌ | ‌ ہر کہ ہر لحظہ فدا ای گل وشمشاد رہو
دام مین سے جو چہٹے ہین او نہین یہ حکم ہوا ‌ | ‌ کہ لبما ب گرد در خانۂ صیاد رہو
جا کے ادہر ہنسے بدو یاد فراموش شدنے ‌ | ‌ خود فراموشون کو بہلا بیٹھی تم یاد رہو
صورت آدمی جو نظر کہینچ لوا وسکی تصویر ‌ | ‌ لینے اسوقت کی تم مانی وبہزاد رہو
ہمین امن وامان سے تہین ہو سب نصیب ‌ | ‌ سایئن الله سدا بر سر ارشاد رہو

عیش وعشرت کرو ہر وقت تم انشا الله
حسن جیکا ہی بہر دسب مین پر نزاد رہو ٭

خاتمہ ولسو ترپ چہٹ جبس سے کچہ حاصل نہو
کیون بہلا مہو جمال صاحب محمل نہو
فی المثل آئینہ سان شفاف جسکا دل نہو
تا قتل زخم تیغ غمزہ قاتل نہو
توخفا مجہسے عبث اسے ناصح عاقل نہو
ایک تو غش ہو وے اصلاد وسری کا دل نہو
مائل جور وجفا وہ کیون بہلا قاتل نہو
نور حق افراد انسانی مین گر شامل نہو
بندہ خانہ مین اگر تشریف لاوین اپ تو
راہ ہکا کو مین کیا آوی کنہیا جی بغیر
ہے یہی جہل مرکب مرحبا ای رندست
ایک او واسی کاروان پر چہا گئی ای بیابان
لاکہہ پردو نین اگر بیٹھے نہین پردہ نشین
کیا کری بیچارہ ایسا جیتجو والا بہلا
عشق کا دریا وہ دریا ہے کہ عمر خضر بہی
گر سبک روحی سبہ ہو گئی تو مانند نسیم

کاش ساتون روز مین پہلو مین ہون پڑل نہو
کیا کری ممنون جو اوسکی لبسن اپنا دل نہو
دیکہنے والونکو تسکین اوس سے کچہ حاصل نہو
دلکے بدلے کاش ایک انگر ہو لیکن دل نہو
مین تب لون جو شوکی جہکو دتیا دل نہو
ای خدا کافر کو دریغ سے بہی یہ مشکل نہو
جسکے چہرہ پر مروت کا کہین ایک تل نہو
ہستے موہوم کا نقشہ ہے پہر باطل نہو
واہ واکیا بات ہے مطلب ہی پہر حاصل نہو
و باقی کا فور اوڑ جاسے اگر فلفل نہو
حضرت قاضی کو تو کہنی وی پر قائل نہو
ملک غیر ہو کہین لیلے کے یہ منزل نہو
جسکے کچہ آنکہون مین پردہ شرم کا حائل نہو
راہ بر جسکا کہ راہی مرشد کامل نہو
صرف گر ہو جاسے تو پیدا کہین ساحل نہو
کوچۂ تنگ رگ گل سے گذر مشکل نہو ٭

ہے یہی نقصان ذاتی موجب فخر کمال   گر نہو ناقص تو قدر مرشد کامل نہو

ورد ہو مشکل کشا کی نام کا انشا جسے
کیون بھلا دونون جہان کی اوسکی مشکل نہو

اوس شعلہ رو کو ہووی جب آہنگ آئینہ   سیماب وار اوڑ سے گل رنگ آئینہ
تمنے کیا جو صبح کو آہنگ آئینہ   دروازۂ بہشت ہوا بے درنگ آئینہ
ہو نظارہ تو ہنو اپنے جمال کا   ہے مثل شہر سبز سیہ نیرنگ آئینہ
موہوم ہون اسقدر کہ سکے ہے مری مثال   کیا دیکھتا ہے آئینہ اسے شنگ آئینہ
ہرگز نہ پہنچ نہ گرد معاصی کے ای عزیز   لینے صفای قلب سے کہہ رنگ آئینہ

انشا ہے آج طوطی خوش نغمہ کے مثال
درپیش اون لبون کے ہوئی جنگ آئینہ

ای رود رات نہ تبڑی وہ بند باندہ   جا کر گلو سے مرغ سحر مین کمند باندہ
دیکھتے اگر یہی آنکہ تو تعویذ ان پکا دہ   بازو پہ اپنے تو بے رفع گزند باندہ
ہو دیکا پہلا مور کا پر ہے فقط نہین   ایک زر و پوٹلی مین بہی تہوڑی سپند باندہ
اے نالہ چہوٹے چہوٹے پہاڑون سے مت اوجہ   یکبار قصد قلعہ چرخ بلند باندہ
پر ہوونکی چہوٹنے کی نہین احتیاج کچہ   دمی چلو تو ہیر اپنے یہ گنگون پہ بند باندہ
لی حکم مین پلنگ پر اونکے گیا جو بیٹہ   ہاتہون نے میرے اون کی رستی پیچ بند باندہ
گل نہین ہون ستارہ رونکی اور ہون لال جا   گلگونکی اوسکی نعل تب اسے نعل بند باندہ
سوتا ہے شیخ ایسی مین تو اوسکی موچہ سے   جو ہاتہ پکڑ کے ایک یسے رشتہ مند باندہ

انشا غزل ایک اور بہی پڑہ اور اوسمین تو
مضمون چاک کے بجانے سے بہی کچہ دو چند باندہ

ای آہ قیس پہ جو محمل کے بند باندہ   گر دا ونکے تو شتر نامے کے زر مین کمند باندہ
سالار قافلہ کے تو اس قافلہ کے ساتہ   جا می جرس کے یکا دل دردمند باندہ
اوس شعلہ رو کو دیکہی تو بس جا بجا مشت زر   مٹہی مین اپنے غنچہ بہی لا دسے سپند باندہ

ہی موج لالہ جوش پر اسال باغبان
تو ایک مچان پر سر شاخ بلند باندہ

شیرین سنے خوب رو کی یہ تصویر دیہ سی کہا
مت رسم تو مخالف دستا وزند باندہ

بولی وہ یوں رقیب سے آنکھوں نہیں سے تاک
تو ٹکٹکی نہ میری طرف اسی لوند باندہ

انشا بدل کے قافیہ اشعار تازہ لکھ
اور اوسمین تو معانی عاشق پسند باندہ

ڈالی جیب اوسنے مری پھاڑ او رپہاڑ باندہ
کیا گالیونکا دیا اون سنے جھاڑ باندہ

تشبیہ قد یار سے دیوین جو سرو کو
اونکی نگہ سے دیکھی دو چار تاڑ باندہ

پردہ کی ہمنے شب جو تو چلون کے اوٹ کیا
چلون پراو ۔ دیکھی دوپٹے کے آڑ باندہ

سے وتلاش کب تلک اے دل حصول کیا
تکیہ اوسیکے در پہ تو سب چھوڑ چھاڑ باندہ

برکیف یہان تلک ہے کہ اوسکی نگہ کی بیچ
نگاہ ہے صدا سنی نہ بجز بار و باڑ باندہ

حق مین صبا کی حکم یہ ہے یا سباق کو
جا سنے بنا وی ہان اسی لیکر پہاڑ باندہ

انشا ہنسی کے واسطے کہا اور ایک غزل
اور اوسی غزل مین صرف تو اونکا بگاڑ باندہ

بولی وہ اپنے سرو خرامان کو تاڑ باندہ
گر قصد بوسہ ہووے تو گر اوسکے پاڑ باندہ

چوٹی کسی پری کی جو چڑھ جاوی دھیان مین
مضمون شعر مین اوسی کا لا پہاڑ باندہ

لیلے وشونکی گر مژہ یاد آوین تو اونہین
تو قیس سمجھے خار مغیلان کا جھاڑ باندہ

لے حلقہ ہای چشم کی زنجیر کر درست
پلکون مین کمول موندسے اونکی کیواڑ باندہ

بتتال سے جو آئینہ آوے تو کیا
اوسکو حفظ صفا کے سبب تو او جاڑ باندہ

جو دانشا سے انجم گردو ... بے ہوش
اوس آہ شعلہ خیز کو انشا تو بہار باندہ

نیند مستونکو کہان اور کہ مہر کا تکیہ
خشت خمخانہ سے یہان لیتے ہو سر کا تکیہ

لخت دل آکے مسافر سے ٹھہرتے ہین یہان
چشم سے ہم سے گدا اونکی گذر کا تکیہ

جس طرف آنکھ اوٹھا دیکھئے ہو جای اثر
ہم تو رکھتے ہین فقط اپنی نظر کا تکیہ

چین ہرگز نہین تحمل کے اوسی تکیہ پر
اوس پری کی سے ہو جو رسنے پر کا تکیہ

ہاتہ اپنے کے سوا اور تو کیا ہو جہات
حوالہ دو ربد رو خاک بسر کا تکیہ

ق
سر تو چاہے ہے مرا ہو وہی میسر تیرے
ہاتہ کا بازو کا زانو کا کمر کا تکیہ

یہ تو حاصل ہے کہان ہیہد سے لیکن مجھکو
جسمین بازو کی ہو بو تیرے ہو سر کا تکیہ

تیکھے پن کے تری قربان اکڑ کے صدقے
کیا ہی بیٹھا ہے لگا کر کے سپر کا تکیہ

گرچہ ہم سخت گنہگار ہین لیکن واللہ
دلمین جو ڈر ہے ہمین ہے اوسی ڈر کا تکیہ

گریہ و آہ و فغان نالہ و یارب فریاد
سب کو ہے ہر شب و روز اپنی اثر کا تکیہ

رند و آزاد ہوئے چھوڑ علاقہ سب کا
ڈہونڈہتے کب ہین پدر اور پسر کا تکیہ

گر بھروسا ہے ہمین اب تو بھروسا تیرا
اور تکیہ ہے اگر تیرے ہی در کا تکیہ

شوق سے سوئی سر رکھہ کے مرے زانو پر
اسکو مت سمجھی کچہ خوف و خطر کا تکیہ

جب تلک آپ نہ جاگین گے رہیگا یون ہی
سرکیگا تب ہی کہ جب کہئیگا سر کا تکیہ

لطف ایزد ہی سی امید یہی انشا کی
کچہ نہین رکہتے ہین ہم فضل و ہنر کا تکیہ

پر جہا مین اپنے چال کی ٹک مونہہ کو موڑ دیکھ
گردن کی یہ لچک یہہ کمر کے مروڑ دیکھ

پیکان تیر آہ سے آلودہ زہر سے
بازو نہو تجہی تو مری دل کو توڑ دیکھ

سینے کہا کہ عشق کو اب چھوڑتا ہون خیر
بولا کسی سنا وہی ہے اچھا نہ چھوڑ دیکھ

جو کمٹ یہ اوسکے سینے جو ٹپکا یہہ سر کہا
دروازہ کہولتا ہون سر اپنا نہ پھوڑ دیکھ

جوڑی جو اون نے تجہسے تو توڑی رقیب سی
انشا تو اپنے یار کے یہہ توڑ جوڑ دیکھ

تو مجھسے لگا کہنے کہ چل ہٹ کے پرے بیٹھ
یون مجھسے لگا شان جتانی نہ ارے بیٹھ

کب تلک تو ڈراتا پہریگا ہاتہ مین لے تیغ
غصہ کہین جانے بہی دی بس خیر اری بیٹھ

تو دوڑ کے آتا ہے مجھی چھیڑنے سب مین
ہے یہ بہی کوئی طور ظرافت کا نہ ری بیٹھ

کیسا ہی ملا کیون نہ وہ بیٹھا ہو میرے پاس
کہتا ہون یہی اوس سے کہ ٹک اور دری بیٹھ

انشا کہیں ہنس بول صراحی تو کر بات
مت ہاتھ کو اس طرح سے تو سر پہ دھرے بیٹھ

ہے مجھکو ربط بسکہ غزالان رم کے ساتھ
چر کون ہون دیکھ سایہ کو اپنی قدم کے ساتھ

ہے ذات حق جو امر و اعراض سے بری
تشبیہ کیا ہے اسکو وجود و عدم کے ساتھ

کیا این و مالک وضع و اضافت کو فعل ہان
ہے انفعال و فعل متی کیف و کم کے ساتھ

دیکھا نہ ساتھ ڈہول کے سوا پیادہ لگا سے
نکلی وہ جو پھرتے تھی طبل و علم کے ساتھ

دیکھی یہ چاہ اوسکی انا ہیری کو مین سکے بیچ
پھینکا پیٹ کشتہ کو اپنے گلم کے ساتھ

کوی تہا نصیب سلوت حرم کو چلے تو بسم
نیکی مال حسرت و حرمان و غم کے ساتھ

تھیں اپنی آنکہیں حلقہ زنجیر کے نمط
پیوستہ پل رہیں در بیت الصنم کے ساتھ

سکتے صبر و دون سے ہوکے اودھر آ دو دوان سخن
کیا خوب کیونکہ نہ دوڑ پھرون ایسے دم کے ساتھ

تم اور بات مانو اجی سب نظر مین ہے
واللہ این تلے زبان دبائی قسم کے ساتھ

اب چھیڑ چھاڑ سے کہ غزل انشا ایک اور لکھ
ہیں لاکھ شوخیاں ترے نوک قلم کے ساتھ

کیا کام ہمکو سجدہ دیر و حرم کے ساتھ
مستونکا سر جھکا ہے صراحی کے خم کے ساتھ

او جانے والے مڑکے ذرا دیکھیو ادھر
مانند سایہ ہم بھی ہیں تیری قدم کے ساتھ

اسی رہ روان ملک فنا مستعد رہو
تیار ہو رہے ہیں بہت سے عدم کی ساتھ

ایک روپ مین ہے کی مجسم ہوا اوسکے پاس
اوڑتی پھری ہے شب کو نسیم ارم کے ساتھ

وحشی تری نگاہ کا بیابان کعبہ دیکھ
پھرنے لگا شلنگ غزال حرم کے ساتھ

گو برگشتہ تو نہ ہی ایسی ہے شیخ کے
نسبت نہو وہی بھینس کو جسکی شکم کے ساتھ

ہی تبہ فرا کہ آنکھ مچول کے کھیل مین
ہم سن کئے ہوں لڑکے پری اور صنم کے ساتھ

والا نہیں ہر ایک کو وڑا سی اور سبھے
چپکے سے یون کسی تو لپٹ رہیو تم کے ساتھ

پھر جو چھوڑ کہکشاں پہ تلے جو میرا ساتھ
وہ می موہنہ سے موہنہ ملا ویں لطف و کرم کے ساتھ

کم تو تھا ایسی ہم ہنیں اوقات اپنے یار ۱۰
پنجہ سے کرتے گذری ہی شیر اجم کے ساتھ

[illegible]

ق
نزدیک اپنے خوں سے ہی بدتر وہ دینگے ہم — ہرچند ہو موافق عزت و جاہ و حشم کے ساتھ
دونوں دم مین بندہ باندہ اوسی جا نہ تیکو سونپ — رکھی اگر جو تیغ جو لہ امامِ امم کے ساتھ

تبدیل قافیہ سے دیوان دو ایک غزل
انشا نشاط او رہی سلسلہ کے دم کے ساتھ

منہ دیکھو حور ہووے جو ایسی پھبن کے ساتھ — اوس میں کہاں اکڑ تکڑ اس بانکپن کے ساتھ
ق
ہے قہر ہی پری تری امن رد شال مین — کاؤ لگا ہوا یہ سلاسل کرن کے ساتھ
باری جو محبت آپ تو بولی یہہ بول — جو پڑ مین پانی رکھدی ایک نورتن کے ساتھ
ہٹ تیری راجہ نل کے تو او نہا ہی حق کرے — لگا سا کوئی سو رہی رانی دمن کے ساتھ
سایہ مین تیری زلف کی مین آگیا کہ تھے — وہاں جا گرفتہ ایک پری ہر شکن کے ساتھ
شوہر ہزار لولی گیتی نے جیٹ کیے — عقد نکاح باندھ نہ اس بیوہ زن کے ساتھ
ق
امی نوبہار سوچ مین ہوں تو کہ کیا کہوں — نرگس کو دوں شباہت اوسکی نگہ کے ساتھ
کیا چیز ہے گلاب کلی اوس کی جبہ بست — کرتے ہیں ناک مقابلہ اوسکی دہن کے ساتھ
نرگس مین کیسے مین نہ زابیل مین کہیں — جو باس ہے پچی ہوئی اوس بدن کے ساتھ
چنبا مین موگرا مین مدن بان مین کہاں — ہے نازکی کہے تہ ست جو ایک اسکی تن کے ساتھ
تو ہم بھی پیا کی روپ سے خالی ہے کون پھول — یہ نام ملتی جلتی ہیں سب یاسمن کے ساتھ
ایسی تو سیکڑوں ہیں کنیزانِ ماہ رو — آیا چنبیلی اور دو الگیمن کے ساتھ
ہم دیکھے ہیں جو عاشق نورِ محمد سے — اونکو مناسبت ہے اویس قرنی کے ساتھ
من جانب الیمن کا سرا پڑھ تو کس طرح — ہمکو بھلا نہ انس ہو یاد یمن کے ساتھ

انشا حسین کے جو غلام مؤمنین ہوے شخص
بنتی آدمی ہم سی کیوں نہ وہ خلق حسن کے ساتھ

داغوں سے ہی یوں یہ دل بیتاب شگفتہ — پھولوں سے جو جوں گلشن سیراب شگفتہ
بیتابی دل اپنے کو کیا سمجھے مہوس — اس نسخہ مین ہم کرتے ہیں سیماب شگفتہ
اس غنچۂ دل کو مرے ای ابر بہار سے کا — کرتے ہے فقط بوی مے ناب شگفتہ

آسودہ تری کشتۂ نظارہ جہاں میں
سوسوں تلک اوس دشت میں قدرت سے خدا کی
اون کی تسلیم آہ زمین پھوڑ کے نکلے
کیونکر نہ ہو وہاں خاطر احباب شگفتہ
ہے پیش نظر نرگس شاداب شگفتہ
ہر شاخ پہ ہے دیدۂ بیخواب شگفتہ
پھولوں سے مری آہ شرربار کی انشا
ہے باغچۂ چادر مہتاب شگفتہ

برق کو چھیڑ قدم معدن سیماب پہ رکھ
نہ آ جائے کہیں ابر بہار اس سے ساقی
میں کہا قتل ہے کر ڈال بلا سے تو کہا
قصہ خواں نیند جو تھوڑی سی آ جاوے تو دوں
ہاتھ لیکن نہ کسی کے دل بیتاب پہ رکھ
سنگ فرش طلائی چادر مہتاب پہ رکھ
ہاتھ تو میرے ہی تو شمشیر کے تاب پہ رکھ
جوڑی سونے کی کڑوں کی تجھے کمخواب پہ رکھ
سب مطالب تری حاصل ہوئی انشا الحمد
ہر گھڑی اپنی نظر حضرت وہاب پہ رکھ

رکھتے ہیں جو فقرا اپنے یقین پر تکیہ
مانگے ہے پائین فلک رتبہ سے اہل تونگر
بیخبر آپ پڑی سوتی تھے ایسی سج کہ رات
مست خواب ہی عشرت وہ پری سیر شوخ
باندھ بیٹھے وہ در عرش برین پر تکیہ
خدمت بادشہ روی زمین پر تکیہ
آہ ہاتھا وہ سرہانے سے جبین پر تکیہ
پھینک ماری ہے رخ شیخ حزین پر تکیہ
آہ جب اپنے ملک بن کے اڑی ہے انشا
تب وہ دیتی ہے جبریل امین پر تکیہ

کیوں نہ سر پر شاہ پہ غالب ہو خدا کا سایہ
نگینے جان پاؤ ایک پری کے کاکل نے
عرش سے پھرتے تھے سدرہ کو جبریل کے پاس
سب پہ روشن ہے یقیناً کہ بہر صورت ہے
کیوں ہی ہے اکثر ہی عرش کے دروازہ تک
کچھ تو یارو کسی واحد ہو کہ تا روز قیام
میاں قدم بوس کو جھکتا ہے ہما کا سایہ
پڑ گیا مجھ پہ عجب طرفہ بلا کا سایہ
تھم رہا ہے مری اس آہ رسا کا سایہ
منجلے آئینہ سے اہل صفا کا سایہ
جا بجا پہ ہے گروہ فقرا کا سایہ
کیوں نہ یہاں عرش ہی تجھ پہ خدا کا سایہ

یا الٰہی سر انشا پہ رہے حشر کی دن
اوسکے آقا کی داماں قبا کا سایہ

ای عشق کیا عجب ہے سرکار کے شبیہ
آ و اپنے خامۂ پہ جبریل سے مدام
لوح جبین و جد پہ میں دیکھتا ہوں ایک
ای حضرت جنون ادہر آؤ کہ آپ مین
رشتہ کہلی ہو تجہ پہ فنا سے الرسول کا
ای نقشبند کن فیکون ایک کھینچ دے
داتا ہماری کھینچتے ہین دود داغ سے
صدقے مین اے مصور قدرت کی ای خیال
ہوتا اگر اختیار تو انسان کھینچتا +
کہتے ہین قرض مہ جبی سو آفتاب نی
ہر دم سیہ ہو جیسے آپ کی اے شیخ نگہ رس
واہ ای میان محمدی ثنا سے شبیہ کش

اللہ جیسے حضرت قہار کے ست ہے +
کھینچے ہی اوسکے جعفر طیار کی شبیہ
کاہی مہوسے تحفۂ نذر سخوار کی شبیہ
سوجہی ہے مجہکو داور دادار کی شبیہ
تو سب میں سوجہے احمد مختار کے شبیہ
بندی کی وال پہ حیدر کرار کے شبیہ
میان لوح دل پہ ابر گہ بار کے شبیہ
کھینچی ہے جس نے گردش دوار کی شبیہ
آنکھوں پر اپنے صورت جبار کی شبیہ
لکھی ہے جو رخ پر ترے رخسار کی شبیہ
دکھلا کی ہے مجہی ذنب الغار کی شبیہ
کھینچی ہے تمنے کیوں مری دلدار کے شبیہ

انشا تو آگے اور قوافی میں لکھ دیا
اب اور بھی معانی اشعار کے شبیہ

دکھلا نہ مجہکو یوسف یعقوب کے شبیہ
ساقی اس ابر شیشہ میں تصویر برق بن
مانی کا سو منہ چڑا کے وہ کہتا ہی واچہڑی
محبوب و نہین کہا تو مرقع سی ڈھونڈ ڈھانڈ
آئی ہین یاد حضرت یوسف کی قبلہ گاہ
ہی ہمین اپنے دیجئے جاوے کے ہاتھ مین

طالب ہوں وہی ہے مجہے مری ساوب کی شبیہ
آتی نظر ہے بارش مقلوب کے شبیہ
تحریر میرے آپ نی کیا خوب کے شبیہ
دی آپ نے مجھے میاں محبوب کی شبیہ
ای صبر رکھ دی ہاتھ سے ایوب کی شبیہ
کھینچ ایک ورقہ پہ راغب و مرغوب کے شبیہ

پڑھ اور قافیوں میں اب انشا تو وہ غزل

گویا ہو جس سے شاہد محبوب کی شبیہ

کھینچی وہ میری اس دل بیتاب کی شبیہ
کھینچی ہو جس نے طائر سیماب کی شبیہ

عاشق کو گر غریق کیا چاہیے تو اوسے
کھینچے ادہی اپنی ناف کی گرداب کی شبیہ

ہو سکتی تیری یاد مین آئینہ جو سے کھینچے
تو وہ دکھا دین دو قطرہ عناب کی شبیہ

تا ری نہین یہ جب تلک یہ نقاش صنع سے
لکھی ہے تیرے مسند کمخواب کی شبیہ

گر آفرین زمانے تو کہہ دی اسے نہال
اوس بت کی مجھکو نقرۂ مہتاب کی شبیہ

دیکھی جو جنگ عشق مین عاشق کو سوکھی
رستم کی ہے یہ شکل یہ سہراب کے شبیہ

ہے زور طاق ابروی جانان پہ جو ہلال
اور اوسکی ہاتھہ کعبہ کے محراب کے شبیہ

انشا بہار اور قوافی کے اب دکھا
کھینچ جاے جس سے گلشن سیراب کی شبیہ

رو دہو شاہد مرقع ناسوت کے شبیہ
تا سوجھہ جاے عالم لاہوت کی شبیہ

باریک قلم پر اب اوسکے تو کر نگاہ
تار نظر کے کھینچی ہے جو سوت کی شبیہ

گر اپنے لعل لب تو دکھا دی تو مین ابھی
چراہی مین جھونک دوان سیان یاقوت کی شبیہ

قا

مین کانپتا ہوان دیکھ کے تصویر عشق واہی
یہ دیو کی شبیہ تھی یا بہوت کے شبیہ

سر جھاڑ سو منہ پہاڑ لئے اپنی ہاتھہ مین
عاشق کے شامیانہ تابوت کے شبیہ

انشا تمھارا اب اور قوافی کہ جسکو سن
بول اوٹھی واہ عاشق مبہوت کی شبیہ

کھینچا ہے داغ سینہ مایوس کی شبیہ
لکھتا ہون کو بہشت کی طاؤس کے شبیہ

پی کھینچ لوح دل پہ مرے اپنی اچھی سنم
بتخانہ و برہمن و ناقوس کے شبیہ

مت جان اے سحاب یہ کھینچی فلک نے ہے
اس دل کی ابر حسرت و افسوس کی شبیہ

نقش ہو کے گر پڑے نقرا جب کہ پہر گئے
آنکھون مین اونکی آپ کی محبوس کی شبیہ

لکھ دون گا تجھہ پر اے حجرالاسود آن کر
مین ایک صنم کے آنکل مایوس کی شبیہ

ہون مشہد مقدس آقا کے درمیان مین
مین کیا کرون گا بادشہ طوس کے شبیہ

انشا نغمات اور قوالی مین اب وہ بول
کا فتح ہو جس سے سماعت قاموس کی تشبیہ

پڑھ آئینہ مین شاعر مرتاض سے کے تشبیہ — ادلی کہ مین ہون سب۔ وہ خیال غرض کی تشبیہ
ہے علم حق کہ صفحہ تنزیہ پہ رسم — سب جونکی تون عیاں کی اغراض کی تشبیہ
کھینچے ہے لا یہی یہ جو ہے لا اله مین — یہان غیر حق نے واسطے معترض کی تشبیہ
مین ہاتھہ چوم لون تری گرامی تشبیہ کش — وہی کھینچ مجھکو اونکی تو اغماض کی تشبیہ
آتی نظر ہے اسے مرض عشق کے طبیب — آنکھون مین تیرے سیکسے نباض کی تشبیہ

انشا جنہین کہ دید ہے یہان وہ لقید جسم
ہین دیکھتے جواہر و اعراض کی تشبیہ

کسی سے اوٹھہ سکی کیا مجھہ جلا وطن کا بوجھہ — کہ عشق ہے میری کاندھی پہ لا اله مین کا بوجھہ
نظر کر اپنی قوارع پہ اسے جنون کی دیو — ہو عوج ہون تو اٹھا لون تری بدن کا بوجھہ
ہلا کی قاف کو ہر چند ہون اوٹھا سکتا — پہ اپنی سے نہین اوٹھتا کڑی سخن کا بوجھہ
سما و ارض سے اوٹھا نہ جب تب انسان پر — پڑا امانت خلاق ذو المنن کا بوجھہ
سحر صبا لی ہی میری ہے دوش پر تیکا — نہ تھم سکا جو تری بوی پیرہن کا بوجھہ
اگرچہ بیاہ کی دن گود مین تو نے آیا — نہ راجہ نل سے بھی اوٹھا دل دمن کا بوجھہ
سواے حضرت اورنگ زیب عالمگیر — سنبھال کون سکے لشکر دکھن کا بوجھہ

بڑا غضب ہے کہ تجھسے جوان سی انشا
جو اوٹھہ سکے نہ خم بادۂ کہن کا بوجھہ

وہ دستارہ کیا ہے کس گل کا دستہ — کہ غش کھا گرا فوج بلبل کا دستہ
کیا اون کی قیتون اوسی پیرہن کا — نہ ٹھیرا قبا مین جو کاکل کا دستہ
تکبر سے آقا کے دست متانت — ہوا پیش فیض تامل کا دستہ
لگی کاٹنے چیکن مین ابر سیہ کی — انہین شیشہای پرانل کا دستہ
جو خالی کرے ترکش آہ حزین کا — تو بھاگی کماندار زابل کا دستہ

اگر سر کو کبھی شیخ کا تو سنگھا دون
کہین سی بنالا کے ہیل کا دستہ

سبر ایک صوفی نے ایسا ہی نعرہ
کہ لٹ پٹ ہوا مجلس قل کا دستہ

یہ دل بادل اشکون کی ہین باز نکلا
غلامان سلطان کابل کا دستہ

ثوابت سی الخالق چرخ پر ہے
یہ ٹانکا ہوا خالق کل کا دستہ

ہوا فیون کہر جینے کا تمرا ہوا ہیں
لگا رکہتی اب ایک سنبل کا دستہ

لگا لاہے اونے لگا ہون ہی انشا
غضب تیر ہاے تامل کا دستہ

ق

ہین آپ جیسے یوسف کنعان بعینہ
جیب آنکہ ناک موہنہ لب و دندان بعینہ

ہے جلوہ گر پری کی طرح تیری چال ڈھال
کہرا وہ نکات سینہ بہ شدان بعینہ

کوچہ کو تیرے کیون نہ کہون راہ کعبہ مین
ریگ روان و دشت مغیلان بعینہ

کہاوے تلاش اپنے سے جو لقمہ حلال
ہے وہ تو آج حضرت لقمان بعینہ

آزادگی سے کیون نہ سرو کار ہو ہمین
ہے قد یار سرو خرامان بعینہ

کچھ شکل ظاہری پہ نہین منحصر کہ ہے
بیروح بہی تو صورت انسان بعینہ

مجنون سیاہ خیمہ لیلی کے دہیان مین
ہے تیری صبح شام غریبان بعینہ

ہے حسن خلق ناظم ملک جہانیان
بی شبہ جیسے فصل بہاران بعینہ

محفوظ رنج قحط سے رکہے جو خلق کو
لاریب ہے وہ یوسف کنعان بعینہ

عالم مین جس کو ایسی سعادت علی نے دی
مانند ابر ہے وہ درافشان بعینہ

انشا رہے وہ تا صد و سی سال جس سے ہے
ہندوستان مقابل ایران بعینہ

جگر مین ہو گئی کہا کر تری سنان نگاہ
لباس پردہ و بادام سب نشان نگاہ

نگاہ لطف نہ کیجے مدام ہمہ اگر
تو حذف نون سے سہی ہے جو درمیان نگاہ

ستم بس اتنی ہی مت کیجئے کہ عاشق کے
لباس آ ہین بیٹھے نیم جان نگاہ

زمانہ زیر و زبر ہو گیا برائے خدا
نہ قتل عام کرائے نادر جہان نگاہ

لگا سی آنکھہ جو تیغے تو لوگ سب بولے
کہ جان لینے کو پہونچی فرشتہ خان نگاہ

فسون صبر و تحمل کو لوٹ لیتے ہے
غضب سے آپ کی یہہ چین قلیچ خان نگاہ

جہان کو فیض ہے عشاق کے نگاہون سے
بجا ہے اونکو اگر کہیئے خواجگان نگاہ

چلا جو وادی مجنون سے ناقہ لیلا
تو اوسکے ساتھہ ہوا ایک ساربان نگاہ

خیال نرگس ساقی مین کیا عجب کہ مجھے
بقید جسم نظر آئین آہوان نگاہ

ٹرین جو چاہ سے آنکھین تو یہہ ہوا معلوم
کہ نخل آہ بھی ہے سرو بوستان نگاہ

ہوا نہال زمانہ جناب عالے کا
برس پڑا وہ جو ہر ابر درفشان نگاہ

تل ایک حور بہشتی کے آنکھہ کا ملجاے
کرین تب اوسکو پریزاد شیشہ خوان نگاہ

بہار نرگس ساقی سے اب زمانہ مین
گل سپید ہے باغ دلستان نگاہ

شمیم نرگس تر ہلا کے بولی ای انشا
حضور آپکے بہلا رہی عظیم و شان نگاہ

کی جو شرما کے اوٹ تکیہ سے
ق
لگ گئی اونکی چوٹ تکیہ سے

آنسو بہر لاکے سب ڈہنگی تو
پہر تو ڈالے اکسوٹ تکیہ سے

اونکی زلفونکی بو سے ہی اپنے
باس پر جان لوٹ تکیہ سے

لگکے ہم پلنگ پر اوس کے
تنگل شب لوٹ پوٹ تکیہ سے

شیخ بہولونکی پاس سے انشا
اور ظالم وہ گوٹ تکیہ سے

لگا کر گلی رنگ و سنائے جیتش سے
بڑی آپ سنے آج یہہ بے ترتیش سے

کہا یہ [illegible] چمن کو چلو [illegible]
لگی کہنے مت بات کر اس روش سے

یہی یا نوجانی [illegible] سے وحشت [illegible]
[illegible] ان ساتھہ ستارون نے کیا سرزنش سے

طبیعت کو وحشت [illegible] بنا ہی کا
[illegible] ون سنے تو بخش پیر ہم سے خلش سے

[illegible] پر رات [illegible] تیغ تا یا
نہ [illegible] سنے انشا کے اپنے کشش سے

چوٹی وہ پیلا تھا کہ جو بانکے جی لی
بسپر یہ غضب اور چھٹے پیچ ہی ڑپیلے

کر ہاتھ لگاوں خطر جان مجھے ہے
کھیلے وہ تری زلف سی جو کالی ہی گیلی

شبنم شب یلدا پہ پڑی ٹوٹ یہ جاتا
دیکھی جو نہانے مین ترے بال یہ گیلے

مینا مے سرخ یہ ساقی سے کہی ہے
ایک عاشق خوں کہتی ہین جی چاہے سو پیلے

گالی سے نکالا وسکی جو شب مین تو یہ بولا
معلوم ہوا آج کہ تم سخت ہٹیلے

اللہ ری نکہت تری ہلہ ری نزاکت
بوسہ کی تو ہم نے سکئے ہونٹھ یہ نیلے

مقصود جو دولت ہو تجھی دونون جہان کے
انشا تو ابھی آ اونکے دامان سے لے

کل باد بہاری نی سونگھی گلابی کے
اس پردہ مین آ پہنچے روح ایک شرابی کی

جون موج ہوا اینٹھا تھا ہوش ہی اوڑ نے پر
اے نکہت گل تو نے کیون اتنی شتابی کے

مطرب بجھال اسکی تا پیچ مین سے دلکو
تار رگ جان کھنچی ہی ہین یہ ربابی کے

بجلی کی ٹٹی دلسی کیون شعلی نکلتی ہین
جا ہی کہ کنارے ہو تجھ جامۂ آبی کے

انداز و ادا ایکسو قتل ہے کرتے ہے
ایک پنجہ کی بیچ تیری دستار گلابی کے

تقصیر نہ اس دلکی نے جرم محبت کچھہ
تیری ہے لگاوٹ نے سب خانہ خرابی کے

داڑھی کی منڈانی کو اندر سی جو فرمایا
زاہد نے کہا اچھا جو کچھہ ہو خضابی کے

بو باس نکلتی ہے کچھہ شعر مین انشا کے
جامی کی نظامی کی سعدی کی سحابی کے

ق

شب خانۂ رقیب مین تا صبح سو چکے
اب فائدہ مکرنے سے ہم دیکھہ تو چکے

سرگرم اختلاط رقیبون سے ہو چکی
ناموس و ننگ و نام غرض آپ کھو چکے

کتنے ہو خوش دلکو ہماری بغل مین دیکھہ
بوسہ نہ بیچتے ہو تو قیمت کہو چکے

قیمت ہی ایک بوسہ دم نقد ایسی جی
تم چاہتی ہو مفت مین کچھہ ہو نہ دو چکے

رونا ہی تھا یہ موجب افشای راز عشق
یہ مردمان چشم مجھے تو ڈبو چکے

تاب و تحمل شب ہجران نہین مجھے
تم مشفق ایکبار بھلا دیکھہ تو چکے

پھر جان بوجھ کہتی ہو جاتا ہون جائی
تشریف لی سدہارئی ہم دلکو رو چکے

جب نسی تمسے آنکھہ لڑی اشک چشم سی
ہاتھہ اپنی ہم تو دیدہ و دانستہ دہو چکے

وہ ہند مین بھی تنگ ہون یا کاش ای صنم
جو کچھہ نصیب مین ہو کہین جلد ہو چکے

مین جانتا ہون آپکو ہرگز نہ مول لین
قیمت جو دلکی ایک ہی بوسہ ہے گو چکی

غیرونسے بات چیت ہی میرے ہی سامنے
یہہ حال ہے تو خیر ابہی آپ کہو چکے

خواب عدم سی شور جنون نے جگا دیا
انشا بس اور نیند نہ کہان خوب سو چکے

چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہی
چلئی پر کعبہ ہی ہو آوین ذرا سیر تو ہے

کس سبب کس لئے کیا فائدہ چھیڑو ہو مجھے
جرم و تقصیر دگنہ واسطہ کیون خیر تو ہے

ہی شناسے بہت خوب بھلا سمجھون گا
تیری صحبت مین لگا بیٹھنے آ غیر تو ہے

تیرنی مین تری دریا کی عجب تہا گل لطف
پر دو ہی سیر ہمین آج جو پہر تیر تو ہے

دل نہ اوڑ جاہی کہین دام سے تیری صیاد
گرچہ پژمردہ ہے یہ صید و لے طیر تو ہی

دوستی کا جو گمان تم سے ہوا کیا دخل
ہان یہہ سچ واقعی انشا سی نہین بیر تو ہی

غیر کے ایک اشارہ پر اوٹھہ گئے میری پاس سے
آپ یہ مجھسے پوچھنا بہی ہو کیون اوداس سے

خوب جو درمیان چھڑ گیا بوس و کنار کا خیال
اپنی تو اعتقاد مین کم وہ نہین مساس سے

بو ہی نگار کی جھکو ر باد صبا جو ہی لگتے
نکہت گل سے ای بہار اوڑ گئی کچھہ حواس سے

ساتھہ کی جتنے ہمصفیر اپنے تہی سب نے رو دیا
ایکدم سرد جو بھر آہ مین نے کمال یاس سے

کون کہی ہے روک کی آپ کی ساتھہ مین چلون
ہو چکا تو ہو سکے نہین بندہ بھی سو پچاس ہے

چیخنے ہی حلق ساقیا چھالی زبان مین پڑ گئے
ہوگئی ہونٹھہ خشک دیکھہ حال ہوا یہ پیاس سے

رخت برنگ غنچہ کیون چاک کرون نہ یہہ قبا
کھینچے ہی تجھکو برہنہ تنگ دیکھہ تو کس لباس سے

آپ نے اس حباب کو مہر و وفا سے ربط کیا
بندہ نواز ہے بعید اپنے تو یہہ قیاس سے

اوٹھتے مین خفتگان خاک خواب عدم سی چونک چونک
صبح نسیم کوی یار آج تو تیری باس سے

اپنے نام سے مرا بزم مین دین جو گالیان
تاڑ لیا سبھون نے کچھ ہم ہی ہین روشناس سے

سچ یہہ آفت تری یہہ دھج یہ خوش اندامی ہے
کہ نظر بھر کے تجھے دیکھئے تو بدنامی ہے

روح تو اوڑ چلی تھے لیک تری دیکھنے کو
ایکدم اور بزور آنکھون مین ٹک تھامی ہے

کام مطلب سے کسی کے نہین رکھتے صاحب
تمکو منظور فقط اپنے ہی خودکامی ہے

جام می پینے کو دیتا ہے یہہ سبکو فتوے
اسکے تہی پیر مغان مولوی نامی ہے

جذبہ عشق ہے گر لاوی تو لا دے تجھکو
ورنہ یہان اسکی سوا کون مرا حامی ہے

شیخ صاحب کی ذرا سیج کی طرف کیجو نظر
گر بڑی ڈاڑہی نہین سو سہی گنگامی ہے

گر نہ کیجے جو لوازم ہین جنونکی انشا
پختہ مغزان محبت کو بڑی خامی ہے

غیر کے مونہ ہی پہ تم ہاتھ جو دہر بیٹھ گئے
ساتھ والونکو یہ چہا کہ ادہر بیٹھ گئے

کچھ صف صدر و نعال اپنی نہین خاطر مین
مست و مدہوش ہین ہم بیٹھے جدہر بیٹھ گئے

آہ جون شعلہ نہ بالیدہ ہوے اخگر دل
کچھ چمک اپنے دکہا مثل شرر بیٹھ گئے

ضعف اس حد سے ہمین ہے کہ کہین گر آیا
سایہ و تکیہ دیوار نظر بیٹھ گئے

طاقت طے مسافت نہین اب ہمتو یہان
تھک کے ای قافلہ سالار سفر بیٹھ گئے

مین یہ تعظیم سمجھتا ہون شہا بندہ نواز
آپ اوٹھتے تھی مجھے دیکھ کے پر بیٹھ گئے

اپنی مجلس مین سبھے دیکھ کے غیرونسی کہا
اوٹھیگا انہین کیا ہو کے نڈر بیٹھ گئے

اوٹھ کے دلدار کو رخصت تو کیا پر دونہی
رکھ کے ہم دست تاسف کو بسر بیٹھ گئے

سن کے یہ تیری غزل بزم مین انشا سبکو
مستعد اوٹھنے پہ تھی اہل ہنر بیٹھ گئے

کل بھی محفل سے تری ہم نہ ٹلی بیٹھ گئے
بولی اوٹھ اوٹھ سبھی یہانتک کہ گلی بیٹھ گئے

رشک کرتے ہین سدا اونسے ارم کے حورین
تیری دیوار کے جو سایہ تلے بیٹھ گئے

روٹھ کر اوٹھی گلے سے تری لیکن سو بار
ہو کے ہم رو بالقضا تک جو چلے بیٹھ گئے

ہے تو وہ شعلہ برق آہ کہ لاکھون برس سے
خرمن مہر کے اپنا ہی جلے بیٹھ سکتے

چال ہے تیری تو یہہ ہے راستے کو اوسکے سو باں
مونٹھ اپنے تری تلوون سے ملی بیٹھ سکتے

کہ ولا اور یہ تباہی ردیف ایک غزل
قافیہ اسکے بھی دلچسپ ہین لے بیٹھ سکتے

آج انشا کی بڑی خیر ہوئی غصے مین آپ
لیکے تلوار تو اوٹھی تھی ولی بیٹھ سکتے

طپش دل ہے سی ہم ملکی لگے بیٹھے ہین +
جیسے مت شعلہ گل لب ایسے جلے بیٹھے ہین

آہ کی دہونی لگا در پہ میری خاک نشین
راکھہ جوگی کی طرح منہ کو ملی بیٹھے ہین

سردی و گرمی و برسات جو ہو یا قسمت
تیری دیوار کے ہم سایہ تلے بیٹھے ہین

پاسبانون نے بہت آکے اوٹھایا ہم کو
اپنے ہم دلکی بٹھائی سے ولی بیٹھے ہین

آپ جو چاہیئے نسبت ہائی ہمتو سب جیلے +
کیا کرین خیر جو کچھ بس نہ چلے بیٹھے ہین

در دولت سے تری بندہ درگاہ بھی آج
ہائی سے تو کسیکے نہ ٹلے بیٹھے ہین +

سیر گلشن کے نہ تکلیف ہمین دی انشا
کنج عزلت ہی مین ہم اپنے بھلے بیٹھے ہین

غزل در بحر ہزج اشتر

برق شعلہ زن چمکے ابر بھی خروشان ہے
گرم اسکا ہری ساقی بزم درد نوشان ہے

استقدر شکر رنجسے ہم کہ کچھ ہم تم
بولتے نہین مطلق محفل خموشان ہے

یہان کسیکی کوئی بھی بات تک نہین سنتا
غور کر جدہر دیکھو ذر خود فروشان ہے

نکہت بہار آئی اب جنونکی ہے شورش
عشق شیشہ دلمین مثل بادہ جوشان ہے

نغمہ رباب و چنگ ساز کر تو اے مطرب
غرش سے پری یہان اب فکر تیز ہوشان ہے

شیخ جی شغال آسا تم ہو تا صبح ز وباہ
شکل قاضے و واعظ جون دراز گوشان ہے

کم نہین خیانت سے بنک سبزاہی انشا
بات سنکے بے جانا کار عیب پوشان ہے

سبزہ کیا خاک شہیدان سے تری خاک اوگی
جای گل چاہیے وہانسے دل صد چاک اوگے

جب کچھ پھوٹ بہی جسم جگر کا انگور / سینکڑوں کوس تلک واں شجر تاک ہوگئے
کیا تعجب کہ جہاں منتظر اوسکے رو دین / جامی نرگس جو وہاں دیدۂ ادراک ہوگئے
دامن ریخت تری صبا جہاں چھوٹ پڑے / سبزہ اوس بادیہ کا صورت فتراک ہوگئے
سایہ قامت لیلی نہ پڑی اور افسوس / تربت قیس کے تہ سے خس و خاشاک ہوگئے
آکے پینک میں جہاں اونگھ رہے افیونی / پھول اوس باغ کا جوں کاسۂ تریاک ہوگئے

آہ نکلی دل پر داغ سے انشا تو وہیں
تختۂ لالہ تہ گنبد افلاک ہوگئے

کب چاہوں ہوں میں صرف ملاقات کی ٹھہرے / تب خوش ہو میرا دل کہ جب اوس بات کی ٹھہرے
وہ باتیں کروں عرض میں خلوت میں تمہارے / صحبت مرے او آپ کی گر رات کے ٹھہرے
یہ تو سیری چڑھی ہے کہ کن انکھیوں سے دیکھوں / اور اوروں سے یوں تم سے اشارات کی ٹھہرے
ہیں ہم بہی بھلے آدمی آئی ہیں تیرے پاس / آنکھیں نہ ذرا کچھ تو مدارات سے کے ٹھہرے
بوسہ ہے تراقی کا مزہ کی کوئی کاٹے / جھڑکے ہی تبسم ہی غرض گھات کی ٹھہرے
آتا ہے یہی جی میں کہ دستار گرو رکھ / پھر آج ذرا سیر خرابات کی ٹھہرے
جوں شعلہ برق آہ نکلتے ہے جگر سے / ای ابر مژہ دیکھیں تو برسات کی ٹھہرے

نیند اوڑ گئی آنکھوں سے کچھ اس رات تو انشا
اوس شوخ ستمگر کے حکایات سے ٹھہرے

بی تعظیم اشک اسطرح آہ سرد اٹھتی ہے / کہ جیسے قطرہ افشانی سی لوہی گرد اٹھتی ہے
گرہ حسرت کی ہر تار نفس میں پڑ گئے جس سے / بھی کیسے ہو کہ ہر دم اے دل بیدرد اٹھتی ہے
سیہ بختوں کو ساتھ اپنی اوٹھایا داغ غم نے یوں / لپٹ کر مہر سے کاغذ کے جیسے فرد اٹھتی ہے
ہوئی امید حاصل شکر جاے گریہ ہے لیکن / کہ رخصت کی ہے لئے اب یاس غم پرورد اٹھتی ہے
ظہور مہدی دیں کا سنیں گے آج کل شہرہ / خدا کے فضل سے اب یہ صف نامرد اٹھتی ہے
نشی میں لی ہے اوڑتے ہی نکل پردہ سے میناکی / عروس شرم کو کر دختر رز بی پردہ اٹھتی ہے
خموش اے دل صدا کو خراش نغمۂ بلبل / لگا بانگ شگفت غنچہ [illegible] درد اٹھتی ہے [illegible]

طپش خاکستر عشاق سے جون شعلۂ آتش
مسیحا کا مگر اعجاز ہے یا سو نہین جو پڑے
بھلا اک وادی مجنون مین جا بس آج تک وہ ہی

ق

بستان مین ہنگام شدید البرد او وحشتی ہے
کہ مر جاتی ہے جو ہر زندہ ہر اک سرد او وحشتی ہے
صدا ہی نعرہ ہوئی بیابان گرد او وحشتی ہے

ہنوز اوس دشت غربت بیچ اوسکی جان آ رہی ہو
ہر رنگ سرخ و سبز و نیلگون و زرد او وحشتی ہے

الہی اک اک کی لگی سانس رات سے
ساقی ہوا ہی سرد کو تو سرسری نخسان
اپنا صنم وہ قہر ہے اے برہمن کہ کر
کل سے تو انبساط مین تازہ ہے اختراع
پیش آئی شگفتگی و لطف اس سے شیخ جی
حاصل کیا جو ہنسنے تو ہے سب سے پیر دیر
ہین واجب الوجود کے انوار عشق ہین
اشعار طبع زاد مری سنکے شوخ وہ
مطلق ملا کے آنکھ اودھر دیکھتے نہین

اب ہے امید صرف خدا ہی کی ذات سے
کیفیت اسکی پوچھ نبات نبات سے
دیکھی منات کو تو گرا دیوے لات ہی
رکھنی لگی ہین آپ مری بات بات سے
بنت العنب کو جانتی اپنے نبات سے
آئی صدا سے عشق در سومنات سے
اوسکی صفات ذات نہین ممکنات سے
کہنے لگا کہ فائدہ اس حماقات سے
آتے نظر ہو آج بھی کم التفات سے

انشا نے آنکھ سے لیا تمکو بات مین
ظالم وہ جیب کترا ہے کوئی اپنے گھات سے

کتابہ اور ڈھب کا اس مرے مجلس مین گم کیجے
تمہاری واسطے صحرا نشین ہون ایک مدت سے
مہاراجون کی راجہ الجنون ڈنڈوت ہے تمکو
گلی مین ڈال کر زنار قشقہ کھینچ ماتھے پر
کہین دکھ لگاوٹ کو جو یون سوجھی کہ تک جا کر
اور انگلی کاٹ دانتون مین تہیا ستھنے رہا ندی ہو
پڑ گیا آج بھی ہمکو نہ پرسونکی طرح رستے

ق

ابھی سب ٹاٹ جاونگی نہ ایسا تو ستم کیجے
بسان آہوی وحشی نہ مجھسے آپ رم کیجے
یہی اب دل مین آتا ہے کوئی پوتھی رقم کیجے
برہمن بنئے اور طوف در بیت الصنم کیجے
قدیمی یار سے اپنے یہی خلطہ کوئی دم کیجے
لگا کہنے بس اب میری بڑھاپے پر کرم کیجے
خدا کے واسطے کچھ یاد وہ اگلے قسم کیجے

لگانے آپ میں کہتے تھے کہ زاہد کچھ جو بولے تو ❊ اشارا اوسکو جھٹ سوی زر انگشت تکلم کیجے

کبھی خط بھی نہ لکھ بھیجا پڑا ہے آپ کو کس نے
کہ اتنا ترک دوستی انشا سے ایسی یکقلم کیجے

فقیروں ساتھ یہہ تعظیم یعنی خرچ کم کیجے ❊ نہ اوٹھئے مرشد اللہ بیٹھئے دتا کرم کیجے
جنون اے میری مرشد ہوا گر مرضی تو یا مولی ❊ در بیت الصنم کے پاس جو قبضہ کوئی دم کیجے
زیارت کعبۂ دل کے اگر منظور خاطر ہو ❊ تو آنکھیں موند یا ہو جیو ٹک گردن کو خم کیجے
فنا فی اللہ کی رتبہ سے بابا ہو جو آگاہ ہے ❊ تو کچھ جینے سی خوش ہو جی نہ کچھ مرنیکا غم کیجے
وجود وحدت بارے میں ان افراد کثرت کو ❊ قیاس موج و گرداب و حباب و آب یم کیجے
یہ وہ وادی ہے جسمیں ڈھیر ہے مجنونسی مرشد کا ❊ گذر لگ یہانسی یا سائین تو سجدہ ہر قدم کیجے
گدایان خرابات مغان کا زور عالم سے ❊ جو سبزہ گھونٹئی انکا تو سیر جام جم کیجے
نہیں اس شہر میں کوئی جو آزاد و نکا طالب ہو ❊ او داسا کسی لے وحشت لبرا من تا سی رم کیجے
ذرا اب تخت رب العلمین کو دیکھئے چلکر ❊ سیر آگے بڑھئے وہاں سے سیر گلزار ارم کیجے
کلیسا میں بہت کی بت پرستی بالکوا و ٹھو ❊ چلو ٹک لبستر اکا نہی یہ بس طوف حرم کیجے

غزل تو وہ لکھی انشا اب اپنی پیر و مرشد کی
دعا میں ایک مخمس منقبت کا بھی رقم کیجے

جہان میں مثل تیمور اور بابر حشمت کیجے ❊ مخمس مسخر جلد قبضہ میں عرب سے تا عجم کیجے
درود و سورۂ انا فتحنا پڑہ کی دم کیجے ❊ سلیمان کی مدد کو ذوالفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب اے میری مولا کرم کیجے

کیا دو ٹکڑے جس قوت سی ستیرہ خیبر کا زر در ❊ ہوا مفتوح جس حملہ سے تنہا قلعۂ خیبر
اوسی ڈھب سی غرض ایک نعرۂ اللہ اکبر ❊ سلیمان کے مدد کو ذوالفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب اے میری مولا کرم کیجے

تمہارے آسری چھٹ کچھ نہیں یہاں سوجھتی مطلق ❊ ہمیں تشریف فرما ہو کہ تا جلدی سے ہو رونق
دلاور کا فرونسی چھین کر فی الحال اوسکا حق ❊ سلیمانکی مدد کو ذوالفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

رسول اللہ اور تم ہو بہم یک روح دو قالب
خدا کے واسطے تک آ کے یا لیث نبی غالب
مطالب کیوں نہ ہوں ان کے جو ہووے آپ کا طالب
سلیمان کی مدد کو ذوالفقار اپنے نام کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

کہاں تک وہ سہے یہاں ہر کس و ناکس کے اب طعنے
تماشا اک ید اللّٰہی کا دکھلا دیجئے یعنے
الٰہی کو اس غلام اپنے کی اتنی دیر کیا معنے
سلیمان کی مدد کو ذوالفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

شکوہ و چتر و تاج و تخت و فوج و ملک و دولت
یہ سب اوسکو عطا فرمائیے شہ با نصرت
انشا و جشن و عیش و طول عمر و خوشی صحبت
سلیمان کی مدد کو ذوالفقار اپنی علم کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

دعا گر نیک ہے اب تو یہی حسب المراد اوس کا
عنایت ایسی ہے کیجے کہ دل ہو شاد تا داد اوسکا
الٰہی ہووے یا دشاہ اور امیر بخشی خانہ زاد اوسکا
سلیمان کی مدد کو ذوالفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

آئی تھی ایک حور مجھے دیکھ ہٹ گئے
دانتوں کی لیجئے داب یہاں جھٹ پلٹ گئے
آہٹ کو میری تاڑ کے چوکھٹ سے جھٹ اوچک
جھٹ پٹ وہ ہٹ کو اٹھ کے پٹ سے چمٹ گئی
آئی نسیم صبح جو گل کوسے یار سے
ہمراہ موج بوش کی سے غٹ کی غٹ گئے
تھی سلسلاہٹ ایسی ہے کچھ نرم گات میں
جب وہاں نگہ کا دھیان پڑا جھٹ لپٹ گئی
شب سینے جو بن ہاتھ لگا یا تو وہ پرے
بے اختیار شرم کے مارے سمٹ گئے
ہم دو گھڑی بھی ساتھ تری سو رہی نہ ہائے
باتوں میں یوں ہی چار پہر رات کٹ گئے
مجھ سے لپٹ کی آخر شب یار نے کہا
کیا جانیں ان دنوں کی یہ کیوں رات گھٹ گئے
کم بخت آ ہوا خلل انداز خواب میں
ہے ہے خروش صبح کے چھاتی نہ پھٹ گئے
دو چار گرم گرم جو تا نو کی سے او بچ
بلبل کو ہم نے ایسا ہے چھیڑا کہ کٹ گئے

انشا کے گفتگو وہ دہواں گرم ہے کہ آج

اگر ہمارا اوسکے گلے سے لپٹ گئے

تکمہ ہے اوس پری کی سحر جیون ایک آفت ہی — معاذ اللہ و یلبی جو اوس کسکی یہ طاقت ہے
چمن مین جام صہبا سے کہنکے جا بجا خلوت ہے — اگر ایسی مین آ جاو تو صاحب وقت فرصت ہے
نگر تے دو مجھی تلو وسے اپنی تک تو انکھین تم — تصدق مین تمہارے جاون مجھکو اسمین راحت ہے
سیاہ اجہاڑ کر تجہ چٹ جاوی کہین وحشت — پری تیو نظر آتی ہین مجھکو اس سے وحشت ہے
بھلا کیونکر نہ غش ہون ہم گڑ و ڑون وضع کا اوپر — لطافت ہی ملاحت ہے صباحت ہی نزاکت ہے
۱۰ مجھی کیون گالیان دیتے ہو سب جھ کرکے ناحق تو — ق ارے مکتب کے لڑکو این بھلا یہ کیا شرارت ہے
بھی سے ست نکالو لام و کاف اپنی زبان سی تم — الف بی یاد تو کر لو بھلا یہ کون بابت ہے
بھلا آخون جی صاحب کو آنی دو وہ کہنے لگا مین — کہ ای حضرت سلامت آپ سنئے یہ حقیقت ہے
نیا ہی یا تو شوخی مین یہ شاگردون نے صاحب — جہان جیسی بلی ان کو تو ایک آفت یا قیامت ہے
سی کا موسنہ چڑا جاتا کسیکو بی ست ہے کہنا — سپارہ آپ جب سبھا ہی بیان ہو تو قیامت ہے
کتابون پر ہی دکڑ بچی ہے ساتھ پٹون کے — اگر جب کر نظر کیجے تو یہان کچھ مفرقہ جو ہے
مراتب غوث کا ملتا ہی اجزائے گلستان کو — بیچارے شیخ سعدی کی یہان ہو ری فضیحت ہے
ایلیو آتی ہین بھلا کہیں اور ہے سامنی سی وہ — غرض تم صاحبونکی خوب اب ہو گئی ضیافت ہے
نہین تو کچہ سمجھے دینی کہو سب ملکی ایسی مین — مزے سی کھیلو کود و لوٹو پڑ لو پہر فراغت ہے

بدل کر قافیہ انشا غزل اب اور کوئی پڑہ
خدا کے فضل سے تجھکو فصاحت ہے بلاغت ہے

ہیو کا رد ب سچ وہیج تہہ افت چلبلاہٹ ہی — جھگڑا نور کا ٹہرا غضب اوسکی سجاوٹ ہے
خبر بھیجو یہ کسکی پاؤن کی انکھیل آہٹ ہے — کہ سر ٹھوکر یہ جسکی دلمین اوٹھتے گدگداہٹ ہے
سنبھل کیونکر نجاوی دل بھلا ایسی پہ ای یارو — کہ وہان ٹیکا پڑی ہی جوبن ایسی لدا لدا ہٹ ہے
ارے ظالم یہ کیون آیا نہین معلوم کچہ مجھکو — بلائین جسکی دل لیتا پڑ ... ہٹ ہے
ابھی لکھتا ہون دروازی کی کنڈی کھول دے جھکے — نہین تو میرا سر سے ...
... مین بولتا مین تو یون کہتا ہی وہ ظالم — تجھے ...

کھسل جاتا ہے جب مخمل کا تکیہ اپنے پہلو سے
ہوا یاد آتی کسی کی وہ نرمی سے کہ مجھکو کروٹ ملتی ہے

چلی آتی ہے بو نرگس کے ان لاہی کی پڑون سے
کسی کی یاد مین کچھہ کلبلاتا سا چپر کہٹ ہے

چکا چوندی نہ لگاوی بھلا کس طرح انکھیون کو
بسان برق تپیا بانہ اوسکے اچھلاہٹ ہے

کہا تینے ابھی تک موہنہ سے بولو ہاے مرتا ہون
تو کیا کہتے ہین چل جھوٹی اری یہہ سب بناوٹ ہے

تھا سا دیکھہ کر مجھکو لگی لوگون سے فرمانے
خدا کے واسطے سے جو انہین مجھسے رکاوٹ ہے

بچاوی کس طرح انشا سراپا ہی یہ دلکو
کہ لاکھون وضع کی ہر ایک موقع پر لگاوٹ ہے

ہی اور کوئی ایسا جس سے تن یہہ نہین سے نکلے
سج دھج اسے کہتے ہین بیساختہ پن سے نکلے

ایسی مین کہین اوڑ اگاہی جائے دل تو ہے
ہین کب ہوا کو سب مرغان چمن سے نکلے

سو تیر سے مری دلکی وحشت کی جو ہوا ے
سب وہ تو مجنون سے ہو مست ہرن سے نکلے

ای عشق تجہی ہم تو آسان سمجھتے تھے
اظہار تری بہانی پر سخت کٹھن سے نکلے

یون تن وہ نمایان ہے پیراہن آبی سے
جون دھوپ لوائی سی آئینہ کے چمن سے نکلے

مجلس مین جو یہ بولی کل شیخ جی آنے تھے
رندون نے وہین جیہہ ایسا ہی کہ بن کی

ہے یون در گوش اوسکا اوس زلف کی حلقہ مین
مہتاب مین کا ایسا جس طرح سے من سے نکلے

شبنم مین جو تک رکھہ دون مین اوسکی دوپٹہ کو
مہتاب کی چادر سے خوشبوے سمن سے نکلے

آنسو نہین گتھے شعلہ بر داغ دل نل سے
ق کچھہ ایسی جھکڑے سے ساگا کے بدن سے نکلے

دریا سی نہا دھو کر جون آخر شب کا ف
ہاتھون مین لئے جو کچھہ پوجا کو وہ من سے نکلے

انشا لکا وہ عالم ہے اوس چاندسی مکھڑی پر
جون وقت سحر انشا سورج کی کرن سے نکلے

نکلے ہی جون شہر شہر دلکی ہر ایک خراش سے
جیسے دوا اسکو دوستو تیر قلم تراش سے

کسکے نگاہ برق وش ٹوٹ پڑی کہ مثل ابر
نکلے ہے اب تلک دھوان تخت جگر کے لاش سے

ہم بھی ہم اوسکو گھور آہنی لگا وہ خانہ فنک
آتی ہے بوی خون مجھی تیری نگاہ فاش سے

معما جیون سے ہے آپ سے کیا برابری
ہم مین کمینہ ایک غلام فرقہ ہو جو تاش سے

موسم گل ہے دوستو جاویگی وہ سیر باغ کو — اوٹھنے کی تاب جسکو ہو کہیو کہہ فراش سے
ساقی شوخ چشم اگر ہو نہ گزک تو بہر شغل — کیجئے نقل اب شرنج سیری جگر کے قاش سے
چند لئے بوسہ پانچ سات ایسی جو کہلی چھوڑ ہون — چڑہ گئے ہو تم اپنی ہاتھہ آج بڑی تلاش سے
حضرت عشق ویسے ہی رہتی ہے پہلے حرم میں تم — ہمکو نہیں کچھہ اطلاع آپکے بود و باش سے
تم فنون شاید اور بھی تجھکو مزا پڑا ہے کچھہ — آتی ہے کیتکی کے باس تیری گلاب پاش سے
ہی یہہ دو روزہ زندگی ہمکو وبال گردن آہ — ای وہ خوشا جو چھٹ گئی دغدغہ معاش سے
لرزہ تمکن خروش یہ کب تلک لیل آ چپ — کانپی ہے تھرتھر آفتاب تیری اس ارتعاش سے
جیسے کہیل تاش جنگ گرتی ہیں تیرے دلکو خشت — بات بعید سے ہی یہ آپ کی اس قماش سے

قافیہ اب بدل کے انشا غزل اور پڑہیے اب
طبع کو تا سرور ہو قلب کے انتعاش سے

شہر سے دل اوچاٹ ہے انس نہیں اجاڑ سے — سر کو پٹکیے ای جنون کونسی اب پہاڑ سے
بیٹھے باندھ ٹکٹکی کیون نہ بھلا کواڑ سے — نکلے ہے جھانک تاک کی باس تجھہ بن ڈرامی
پی خبر آگیا جو میں جیتے ہی شب اوسکی سامنے — موہنہ کو چھپا لیا تمام ہاتھہ کی اپنے آڑ سے
رایت آہ پیشرو فوج سرشک در جلو — حضرت عشق آئی تو زور ہی بہیڑ بہاڑ سے
صبح جو اوٹھہ کے آئی ہم دلمیں یہی خیال تہا — رک نہ رہی ہون شاید آپ رات کی چھیڑ چھاڑ سے
پاؤں پسار اوسکے گر پڑا میں تو لگا وہ کہنی شوخ — سر کو اوٹھا و جاؤ بہی لپٹی ہو تم تو جہاڑ سے
آہ کے تیری مشابہت سرو کے ساتھہ ایسی ہے — سرو کو جون مناسبت دیکھئے لمبے تاڑ سے
لپٹی جو ہم تو اونی شب سرپہ زمین لی اوٹھا — دہوم سے غل ہے چیخ ہے شور ہے توبہ دہاڑ سے

آمد و شد رہی نہ انشا جو گلے میں اسکی اب
خوب ہوا کہ بچ گئے روز کے ہم لتاڑ سے

بستی تجھہ بن اوجاڑ سے ہے — کم بخت یہہ شب پہاڑ سے ہے
شاید کہ ہوئی سرایت عشق — کچھہ سینہ میں چیر پھاڑ سے ہے ۱۰
ہر چند کہ بولتے نہیں وہ — باہم پر چھیڑ چھاڑ سے ہے

سورج ہے ہین ایک ساتھ لیکن
تکو اور سے بیچ آرسی ہے

الف ۔ اللہ شانہ یار آیا
مونس کو جہ مین بہتر بہار سے ہی

تو کہہ کر گنہگار مجھکو اور دیا دشنام مجھے
مین کہا تک جلتی ہیرے گہر گیا باعث شوق
ولولہ مین تیری چہوڑا ہم نی کس کو قعود پسند
وصل ہے مین تیری آہ سے چہٹ گیا تہا فلک و ملک
ہن تیری ہم پیہا تک ہن کہ اپنی حبشی یار
جھیل بہاتی تجہہ تلک تہی اگر کسی سے اندھون
مین کہا غضب خوب آتی بولی تو گہر مین نہ تہا
بندگی ہے اپنی سب سے مہربان ہن اپنی سب

جب مین جہنجہلا یا تو بولا ولو تیر الزام بہی
اسکی سب کس واسطے کا مکو کیون کچھ کام بہی
بتکدہ بہی صومعہ بہی کفر بہی اسلام بہی
اب بدولت ہجر کی تو یہہ چیلا آرام بہی
ساقی و مطرب بہی مخانہ بہی خم بہی جام بہی
ہو گئی تو روکے کہنا چپ ہو موہنہ کو تہام بہی
ایک تو ونده خلافی تشبیہ اور الزام بہی
شیعہ و سنی و صوفی رند درد آشام بہی

کچھ تہی دستی ہی تنہا دشمن انسان نہین
عشق و تجرد و نوجوانی گردش ایام سے

جنونکی رہ نوردونکا کوئی ٹھکانا کہین دل ہے
نگاہ ناز سے جسکے جہان سب نیم بسمل ہے
خدا بہر کر قطرون دیکہنا بہی سخت مشکل ہے
محیط عشق کے امواج طوفان خیز سے قسم
فغان دل کو سن مجنون درا ہی کاروان سمجہا
تمہاری ہاتہہ کیا آتا ہے بندہ کی گرہ کی سے
گلستان جہان مین جیسے ہم اردی بہشت آئی
وہ آنکہین جادو ہی جمشید سحر سامری تیور
مرکب چار عنصر سے نسیم عشق کو ہر گز
یہی صانع یہی فعال عقل جزو و کل اس سے

بیابان گرد باد انکو سدا قطع منازل ہے
یہ وہ کافر یہ وہ ظالم یہ وہ خونخوار قاتل ہے
معاذ اللہ دیکہو تو کدہر آیا میرا دل ہے
کہی ہے ناخدا یہانسے ہزارون کوس ساحل ہے
چلا کہتا ہوا رورو کی لیلے کا وہ محمل ہے
بہلا حضرت سلامت آپ کو کیا اس سے حاصل ہے
برنگ بو ہی گل ہمکو سدا طی مراحل ہے
خط نورستہ شہر سبز غبغب چاہ بابل ہے
نہ اسمین ذرۂ آب و ہوا ہی و آتش و گل ہے
یہی موجد یہی مبدء یہی خود آپ فاعل ہے

خیالِ ہستی موہوم دل سے دور کر انشا
سفر درپیش ہے جھکو تو اب آہ غافل سے

قسم نہ کہا اے ظالم تو سمے کے پینے سے
وگرنہ ہونگی ہم آزردہ اپنے جینے سے

اگر میں پاؤں اکیلا تجھے کہیں ہے ہے
تو کس مزے سے لگا رکھوں اپنی سینے سے

پھٹکتے چاند کے ہیں گرد جس طرح تارے
عجب مزا ہی تری کمرٹی پر پسینے سے

وہ سنکے عرض کو انشا کی اسطرح بولا
کسی غرض ہے عبث موںہہ لگی کمینی سے

دیکھکر وہ لعلی گردا اوس ہرن کے رونگٹے
اوٹھہ کھڑی ہوتی ہین اپنی تو بدنکی رونگٹے

تک صفائی اوس شکم کے تو نظر پہیلا کے دیکھ
سبز مخمل پر نہونگی اس ہرن کے رونگٹے

بھیگتے اپنی مسوں پر دم بدم پھیرے ہی ہاتھ
ہین یہی دو چار موجب بانکپن کے رونگٹے

دیکھہ سبزہ میں چمک کانونکی اوسکی تو کہے
یہ بنا ہی حق نے ہیں سورج کرن کے رونگٹے

کاش مستو نکو نہ ملتی ڈاڑہی اوگتی اوسکی جا
پنبۂ مینا ہی صہبای کہن کے رونگٹے

یون ہیں ای پیر مغان یہ آپکے موچہونکی بال
جسطرح ہون نافۂ مشک ختن کے رونگٹے

غور کر تک تنک لی صافی پر انشا اسکی ہین
جیون عذار یوسف گل پیرہن کے رونگٹے

کہپ گئی آنکھونمیں کل جلوہ نمائی تیری
مجھکو کیا جانئے کہ کیا بات خوش آئی تیری

ای نسیم سحر سے کہیو میرا عرض نیاز
گلشن یار مین گر ہووے رسائی تیرے

شعلۂ برق شرربار کو بہی دیوی پہونک
ہو فلک سیر گرای آہ رسائی تیرے

مونہہ لگاتی ہے مری سخت خفا ہوتا ہے
شیخ کیون دختر رز کون ہے جا ای تیرے

ہای کیا قہر ہے اب چھٹتے ہین بہبو کی دل سے
ماری ڈالے ہی یہ سینہ کی صفائی تیرے

اب خدا کے لیئے جانی بہی دی بخیہ تو نہ گر
کہین ایسا نہو مڑجاے کلائی تیرے

ای دل زار پہنسا اوسکی سر زلف مین گر
ممکن عقل نہین پہر ہو رہائی تیرے

کیا ہوا غصہ نہو شدت سے سرما مین اگر
آگئی ہم ہی جو تک کہول رضائی تیرے

غالب حسن نہو چھوڑ یہ باتین انشا
دیکھ کتنا ہو تین اسمین ہے بھلائی تیری

مَی پیے قشقہ دئی کعبہ مین ناقوس پیے   اے دل آئی ہین ہم اب فائدہ افسوس کیے
آئی ہے میکدۂ عشق مین پیے چند قدح   پی دفع خرد و رخصت ناموس دیے
دل صد چاک کسو کا نہ رفو تجھ سی ہوا   ناصحا گرچہ بہت خرقۂ سالوس سیے
وا انھا نے دل عشاق کی جلوے جو کیے   دیکھنے پا دی تو حسرت سے نہ طاؤس جیے

مشعل تن مین فقط زندہ ہے انشا وہ شمع
جسکے شعلے نے جلا سینکڑون فانوس دیے

ہم نے ساقی کی کہین ہونٹھ جو تک چوس لیے   جوش ہو سب اہل خرابات کی پابوس کیے
دل صد چاک کو فریاد سے وہ منع کرے   ای برہمن جو وہان ولب ناقوس سیے
طبع خام کو اپنے مین کڑوڑون دشنام   جب ہوا تیری ملاقات سے مایوس جیے
گر نظارہ ہوا جاہ و حشم نہ ہوا   کیا قیامت ہوے گرچہ دل و کوس جیے
زخمہای نگہ ترک جفا کار اگر   ہون کسی طرح سے جراح کو محسوس سے

ذوق نظارہ سے ہون سینہ زارون آنسو
اپنے آنکھون ہی مین انشانی تو افسوس پیے

دو چار شکلے تیری سخن ہم گری گری   اونٹتے ہین کوئی در پہ ترے جب اڑی اڑی
مخصوص ویہ کعبہ نہین یہ فتادگے   مخمور مین نشہ مین جہان گر پڑے پڑی
تک یو نہ تو آپ دیکھیے سچ ہے یہ واقعے   کیا بوسے نے کے ہم سے نہین جب لڑی لڑی
کر بیٹھتا ہون آج تو مین عرض مدعا   اسمین جو تیغ کھینچ وہ جھمکے جڑی جڑی
جور خزان سے آہ جوانان باغ دہر   اوراق منتشر کے طرح جو جھڑے جھڑی
تم نے غرور سے نہ اشارا کیا کہ بیٹھ   اور اپنے پاؤن دکھنی لگے یہان کھڑی کھڑی

انشا ورای عرش کا رتبہ ہے اطرف
ہین اب خیال اور بھی ہمکو بڑے بڑی

سودا زدہ دل ہے تو یہہ تدبیر کرینگے — اوس زلف گرہ گیر کے زنجیر کرینگے
غصہ مین تری ہم نے بڑا لطف اوٹھایا — اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے
دیکھینگے جب تک تجھے آپ ایک ادا سے — ہو مین بھین تکیہ یہ شمشیر کرینگے
یہ نالۂ جانکاہ پر از حسرت و درد و آہ — تا چند تری دل مین نہ تاثیر کرینگے
چمکا ہے ترا رنگ جو نظارہ سے اپنے — پوچھو اہل نظر سے کہ وہ تقریر کرینگے
چندے ہی جو بسر یون ہوئی اوقات تو ہم یار — تکو تری عالم تصویر کرینگے

دل شاد رکھ انشا متفکر نہو ہرگز
مقصد ہی تری حل حضرت شبیر کرینگے

آزردہ ہم سے تو ہی جواب اے میان رہے — جی ہی گئے جہان سے گئے ہم کہان رہے
اس دل جلی کو ہجر مین اے آتش فراق — ایسا ہی پھونکیو کہ نہ باقی نشان رہے
راہ جنون مین کٹی کی نہین تاب ہمسفر ہو — ہو جسکی جی مین جاوے چلے ہم تو یہان رہے
یک جرعہ شراب سے لب تشنہ ہم چلے — آباد ساقیا یہ ترا خانمان رہے
کہتا ہی یہہ تو مجھ کو کہ جا ہے اور ونکو — صد حیف مجھ سے اور تجھے یہ گمان رہے

جو کردہ گا ہیونکی جو ہین اونکو دیجے
انشا سی ایسی بات نہ اے مہربان رہے

مجھ سے فرمانی لگی اب قدر جانے آپ کی — بلکہ کس قابل ہے صاحب مہربانی آپ کی
یونکو دیکھا بھی نہین اور اختلاط اور دوستی تھا — ہو گئی معلوم اسمین قدر دانی آپ کی
سنتے ہی احوال میرا انسکے یون بولا کہ بس — خوش نہین آتی ہے یہ مجھکو کہانی آپ کی
اب جہان جا ہو سدا رکھیو یہ ضبط ہم یہان — داغ دل رکھتا ہون سینہ مین نشانی آپ کی

سید انشا صاحب آتا رحم ہے مجھکو کہ ہای
کٹتی ہی کس درد و غم مین نوجوانی آپ کی

تڑپی ہے نبض کسقدر انگشت کے تلے — دیکھ اے طبیب اپنی سر انگشت کے تلے
گاہی عظیم و شاہق و گاہی سریع ہے — جنبش ہے اسکے رکھ خبر انگشت کے تلے

قطعہ

سر تار رگ چنگ سے رگ جان سماع وجد
اے مطرب اپنے کر نظر انگشت کے تلے

کل بیگ ترک فکر کی یون خون کر دیا
دل جس طرح ہو آب زر انگشت کے تلے

ملا کی فال نامہ دکھا کر کہا مجھے
انمین سے ایک نقش دھر انگشت کے تلے

رکھتی ہے اوسکی حرف پہ کیا ہر رہ گیا
نقش مراد جلوہ گر انگشت کے تلے

ہر حرف سطر نامہ جانانہ اپنے ہین
سینہ پہ سب پہ آنکھہ پر انگشت کی تلے

مہر لفافہ خانہ شطرنج کے طرح
پھیرون رکھون ہو سوچ کر انگشت کے تلے

انشا کہے نذر ورید اللہ سے یہ ہے
دل والون کوہ قاف تر انگشت کی تلے

جم لعل بیچ نہان ہاتھہ مین بت جام لیے
ساقی آتا ہے چلا زور سے انجام لیے

سیر کے قابل ہے عجب جسنے کہ آتی ہے چڑھا
میکدہ مین دو سہ قرطہ سے گلفام لیے

گالیان سینکڑون دین یا تو جو دابی ہمنے
تحسین خوب سے کین خوب سے انعام لیے

ہم صفیران چمن دیکھیے کیا ہوتا ہے
آج صیاد پہر آیا قفس و دام لیے

بوسہ ہاے لب و زلف صنم مہ جبین
سینکڑون ہمنے تو کل صبح سے تا شام لیے

لی خبر جلد تلک اے قافلہ سالار حرم
کہ حریفون نے وہ سب جامۂ احرام لیے

پھبتی آج بھی اوس بات کی انشا ہو لی
آئے کو پہر آیا ہے چلا ہے طمع خام لیے

دیکھہ انگیا مین اوسکے گوٹ لگی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی

اے نسیم سحر گلے میرے
گل حنا بان مین لوٹ پوٹ لگی

مین پکارا کہ تو بہوٹ کہہ بیٹھے
مجھکو کیا پیاری اوسکی بہوٹ لگی

دیکھہ انشا کہ ایک حور نژاد
ہے کمر سے دو کو چق سے لگا اوٹ لگی

رہتی ہین ہر نئی بو کوچہ مین رگ گل سے
ہوتی ہین بہار بین ہم یون سامنے سب کے

کس کس کو ستے ہین اب بجھون مین سیری تو نالہ یہ
یون چھپے بلبل کے دو دن قہقہے قلقل سے کے

آئینہ عالم مین تمثال جمال حق
آدم ہو نظر آیا کہتے ہین یہ ہم کھل کے

یہان جام و صراحی سے اب دور تسلسل ہے
منکر تھا سب ہین گو دور تسلسل کے

واللہ نہ فقط ہم ہین صورت ہی کی بس حیرت
شوخی کی تغافل سے خال و خط و کاکل کے

جو تمنی کہا تھا شب سو صبحکو سب بھولی
بس اور تو کیا کہیے صدقہ مین تغافل کے

جمعیت اجزا کا کل نام ہے ای انشا
ہر چند کہ جز ہین پر موجود ہین ہمین کل کے

کل وہ نگہہ اوچٹتی ہوئی یون جو پڑ گئے
بی اختیار اوس سے مری انکھہ لڑ گئے

کس کس ادا سے ناک چڑھاتا ہے دیکھیو
بیکل ہو ٹک جو نیند مین گردن اکڑ گئے

اوس شعلہ خو کے برق نی دیکھی جو یہہ چمک
کھا کر پچھاڑ گرکے زمین بیچ گڑ گئے

اوٹھتے نہین جو دیسے صدا آہ کیا ہوا
اس ساعت فراق کی کیا کل بگڑ گئے

تاب غم فراق کسے صبر اوڑ گیا
بس اے ہجوم یاس کہ طاقت نچڑ گئے

کیا حرف ایک بات اگر انشا سی سچ کہو
کچھ جھوٹ بولنے کی تمہین خو ہی پڑ گئے

ایک چھوڑا نہ زندہ جان تو نے
شکور رکھا سبھون کو ہان تونے

کیا کیا آہ ناتوان تو نے
آگ سی پھونک دی یہان تونے

ہیلہ ری یہہ و مانع سمجھا ہے
آپ کو شاخ زعفران تونے

آہ ای برق عشق پھونک دیا
صبر کا میرے خانمان تونے

ای طپش ننگ و نام کو چھوڑا
نام کو بھی نہ کچھ نشان تونے

آفرین تجھکو ای دل بے صبر
آ پھنسایا مجھے کہان تونے

آہ ای سیل گریہ ڈہا دیا
صبر کا میرے خانمان تونے

ضعف پٹری سے مجھے دیا کن نے
ای جوان تونے اے جوان تونے

مہربانی یہ کن نے فرمائے
مہربان تونے مہربان تونے

بات کی پوچھتے ہی وین مجھکو
سینکڑون آج گالیان تونے

قرب کن نے دیا یہہ انشا کو
ای مری یار قدر دان تو نے

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
گر نامرا جو چاہے تو لگجا گلی سے ٹک
گر نازنین کی کہنی سے مانا برا ہو کچھ
آگی تب بھی جو جاتی ہو کیون کون ہے انشا

یہہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی
اب کا بھی دم یہہ سیار دم واپسین سہی
میری طرف کو دیکھیے مین نازنین سہی
جو بات ہم کو کہنی ہے تم سی نہین سہی

منظور دوستی جو تمہین ہی ہر ایک سے
اچھا تو کیا مضائقہ انشا سے کین سے

بندگی ہمنے تو جی سے اپنی ٹھانے آپ کی
تہی جو وہ لاہی کی ٹوپی زعفرانی آپ کی
دمبدم کہہ بیٹھنا بس جاو اپنی اون کی پاس
کیا کہون ماری خوشی کے حال میرا کیا ہوا
ہی کسی سے آج وعدہ کچھہ اچی خالے نہین
ہنسی سو راتین جگاتین تب ہوا یہہ اتفاق
ق میری حق مین اب جو یہہ ارشاد فرمایا کہ ہے
ق ایک مین او ٹہرون بچھاون یا بیٹھون کیا کرون
کیون نہ عشق اللہ بولون حضرت دل آپ کو
صید کر ڈالا بس اونسے عالم لاہوت بست
اپنی آنکھون مین پڑی پھرتی ہے اتبک وہ روش
ای جنون اوستاد بس خم ٹھونک کر آجائے
صدقہ صدقہ کیون نہو جاون بھلا غش کہا گر مین
سبزہ آغاز ہی سو یہہ کچھہ قیامت آفت ساد گی
اپنی آنکھون مین تراوٹ آگئی تمبا رگے

بنا چیر رو خیر آگئے قدردانی آپ کی
سو ہماری پاس ہے اتبک نشانی آپ کی
کیون نہین جاتی وہ اتبک بدگمانی آپ کی
آمد آمد جو ہوئی کل ناگہانے آپ کی
یہہ وہ ہی مستی کی ہو تو پھر جوانی آپ کی
سو اسی ڈہنگ سے ہری تھی پسند آئی آپ کی
خوب یہان منقوش خاطر جانفشانی آپ کی
روکھی پھیکی ایسی سوکھی مہربانی آپ کی
پیشواون نے بھی اپنی آن مانی آپ کی
جسنے لگدہی نبک کی صافی مین چہپائی آپ کی
عرش پر دا آتا وہی صورت دکھائی آپ کی
یان خلیفہ ہم بھی دیکھین پہلوانی آپ کے
دیکھہ گدرائی ہوئی اوٹھتے جوانی آپ کی
پھر اوس بات پر گردن ہلائی آپ کی
دیکھہ کر یہہ لچلے پوشاک دہانی آپ کی

کیون نہ لڑکی سب کہین ہوا ہین ای شیخ جیو
ہے جہموخی کی سی صورت یہہ ڈاڑہی آپ کی

ق

گول پگڑی نیلی لنگی موچہہ منڈی تکہ ریش
پہر وہ رومال اور وہ رخ تہوتہنا سدا کی آپ کی

دو گلابی لا کی ساقی نے کہا انشا کو رات
زعفرانی پیرا حصہ ارغوانی آپ سے

زلف پیچان نی تری کہو دی یہہ رونق سانپ کی
مرہٹون نی توڑ ڈالی اپنے بیرق سانپ کی

بال اوس زلف پیہ وہ کی گری یون وقت قطع
تیغ سے اوڑ جائی جون گردن معلق سانپ کی

پیچ پیچے کی تری حقہ پہ بولی ہین سبہی
گر سنے کوئی عجوبہ ہی یہہ حق حق سانپ کی

مار آتش بار اپنا دود دل ہے جسکے ساتھ
لہرے ایک جائی ہی تا چرخ ازرق سانپ کی

جا چہ سیماب پر گرنے بجائے جو گیا
نکلے جو صورت پکڑ کر موج زیبق سانپ کی

می کشون کو مار دوزخ سی ڈراہت واعظا
خود تری شملہ کی صورت سے ہے مشتق سانپ کی

مدرسہ مین اہل صرف اس نحو سی کہتی تہی کل
زی و لام و فی سی ہی ترکیب مشتق سانپ کی

پیچ مین سوزی کے مت آ ایک ذرا یہ کہیل ہے
آشنائی سے بچا ای مرد احمق سانپ کی

ق

دب گئی چوٹی جو اوسکے میری بازو کی تلے
چلبلاہٹ سی ہین پا کر زبر مرفق سانپ کی

اسقدر اوچہلا کہ وہ کافر بہی گہبرا کر دہن
بول اوٹہا کنڈلی سی جچہ یہان تہی حق الحق سانپ کی

اوسکی کاکل کے تصور نے مدد کی وقت فکر
ورنہ انشا یہ غزل تہی سخت مطلق سانپ کی

لب پہ آئی ہوئی یہہ جان پہرے
یار گر اسطرف کو آن پہرے

چین کیا ہو ہمین جب آٹھ پہر
اپنے آنکھون مین وہ جوان پہرے

خون عاشق جیا کہ ہے لازم
تیرے تلوار پر یہہ سان پہرے

ساقیا آج جام صہبا پر
کیون نہ لہراتی اپنی جان پہرے

ہچکیان لی ہے اسطرح لطف
جسطرح گٹکری مین تان پہرے

ق

یا تو وہ عہد ستھے کہ ہم ہرگز
نہ پہرین گے اگر جہان پہرے

شے اب ارو کہے ہو معاذ اللہ
آپ سے شخص سے زبان پہرے

روٹھہ کر او ٹھہ چلی تھے انشا سے
یاری پھر ہو گئے مہربان پیر سے

وہ گھڑی وہ سی کہانی ہے کہ کیا دلشاد ہی　　ہنس کے بولی اب ہوا کہا بات تیری یاد ہی
آج تو گھڑی نہ بہ بو تمکو میری ہے قسم　　ایکا میلا کیا اپن سے کچھ بیداد ہی
جام پر انگلی نچائی مین تو ساقی نے کہا　　عہد فراموشی تجھے اپنی یاد آگئے یاد سے
مین جو ایک کمخواب کی لایا تھا ٹوپی بولی اب　　تجھسے کیا لیتے اری تیری بھی کچھ بنیاد ہی
خاک پر مت پھینک ای ساقی یہ دُردِ تہ نشین　　کیا پٹ جاوینگے حریف اسکو یہہ سمے کی گاد ہی
خال پشت چشم پر اپنے وہ طفل انگشت رکھہ　　پوچھی ہے اغوا نہ بی یہ صاد ہے یا صاد ہی
ہادی امرد شرب وہ ملت سی کچھ مت پوچھئے　　قید سی وہ نوجوان کے یہہ فقیر آزاد سے
مغبچہ کو دیکھہ کر کہنے لگا ایک رندمست　　الحذر اس سے کہ یہ شیطان کے اولاد ہی
قتل عالم کر چکا غمزہ تو فرمانے لگے　　کیا کیا تو نے اری ای خانمان برباد ہی
وہ نہنّئے رات کی دکھلا مجھی تو مو کہان　　صبح وہ بولے اری تو بھی بُرا جلاد ہی
سنگے یہ اشعار میری کہتے ہین یہ اہل رشک　　کوئی اسکو کیا کری یہہ تو خدا کے داد ہی

مین بھی دیتا ہوں انشا سی ذرا بچ کھیلیو
وہ بلا ہے تیرے آفت ہی ایک استاد ہی

کیا چھیڑ ہے کہ پہلے دل صاف توڑ بیٹھے　　پھر آپ ہو دب ہاتھون کو جوڑ بیٹھے
آواز سن ہماری گھر سے جو تم نہ نکلے　　دروازے سے تمہارے ہم سر کو پھوڑ بیٹھے
رہ جو ہی آبرو کیا ای ابر بار تیر سے　　کوئی بھلا جو عاشق دامن نچوڑ بیٹھے
کی مینے شب جو سہوا تعریف چاند نکلے　　میری طرف سی اپنی وہ مونہہ کو موڑ بیٹھے

آزادگی خوش آئی انشا کو جب سے یارو
وہ سبکو چھوڑ بیٹھا سب اوسکو چھوڑ بیٹھے

دن ہجر کے اب اپنی تو طاقت نہین بھرتے　　کہتے ہے کہ مین یہہ تو مصیبت نہین بھرتے
وہ کو فسادن ہے کہ تری حسن کے آگے　　اب آئینہ نور کے حیرت نہین بھرتے

وعدہ تو کیا تُنے اجی مہر و وفا کا — پر دل کے طپش ایسکے شہادت نہیں بہرتے
ناخوش کوئی ہوتے ہین ہم اوس آئینہ رو سے — تا خوب ہے اس دلمین کدورت نہیں بہرتی
ساقی نہو جب تک کہ فزائندۂ رونق — ای بادہ کشان مجلس عشرت نہیں بہرتی
مجنون تو چلا نجد کو اور حیف کہ لیلے — ایک سانس بہی ٹہنڈی دم رخصت نہیں بہرتی
جب تک نہ غلامان علی کا ہو گذارا — رضوان پکاری ہے کہ جنت نہیں بہرتے
دو بوسونپہ راضی نہوا مین تو وہ بولی — تیری تو کسی طرح سے نیت نہیں بہرتے

اس تازہ زمین مین دم استاد بہی اب انشا
اللہ کسی شخص کے ہمت نہیں بہرتے

تر و تازہ دیکھہ کی آپ کو یہ گلو نیہ اوس سے بگڑ گئی — کہ نہ سمجھی آج تو مجھسے بہی وہ چمن سی بلبل اوجڑ گئی
نظر اپنی اوس سے جو لڑ گئی تو وہ چتون آنکھوں مین گڑ گئی — ترے دل مین ایسی ہے اڑ گئی کہ جو بات تہی سو بگڑ گئی
دم صبح سیر چمن مین جا جو صبا نے نام لیا ترا — تو بہار بعضی مین گل کے آہ مین کان اپنی پکڑ گئی
چلی آہ اکلو نلی فا نلی رہے اب جنون کے ہم ار لی — پڑی اپنے پانو مین آبلے تو بہلا ہوا کہ رگڑ گئی
جو کہا کہ مرتی ہین تیرے عشق مین ہم تو وہ بولی ایسی طرح سے تم — کہ نہ جہوٹ بول نہ کہا قسم تری سانس کب یہ اوکھڑ گئی
کئی ہم جو اونکی گلی لپٹ تو جہپٹ کی سینہ سے بولی جہٹ — کرون صدقی ایسی جہپٹ کو ہٹ مری چہاتی جس سے اودہڑ گئی
میری زانو پر رہی ناک جو سو تو یہہ بولی جو ناک کے دوا — کرون صدقے ایسی مین تکیہ کو مری گردن اس سے اکڑ گئی

یہ جو شب کو پہرتی ہو چور ہو لو تی انشا تم بہی تو زور ہو
ابہی اوس گلی مین جو شور ہو تو یہ جانیے کہ پکڑ گئی

اگر یہہ ڈہب نہیں ملتا کہ اوس رخسار کو ملئے — تو کیا کیجے کف افسوس ہی ناچار کو ملئے
بہانہ بندہ کا مت کیجی صاحب بس چلا بندہ — جہاہی لے نہ اپنی نرگس سرشار کو ملئے
کری افشای راز عشق تو جہٹ پٹ لگا اکس — ابہی تلون تلے اس دیدۂ خونبار کو ملئے
ہمین جب دیکہہ کچہہ وہ بڑ بڑا اہی تو کہتی ہین — جو ہاتہہ آوی تو کیا اوس لعل خوش گفتار کو ملئے
شب اوسکے جو گل کا ہار تہا گر ہاتہہ آجاوے — تو کس حسرت سے چہاتی سے ابہی اس ہار کو ملئے
اگر وہ سونپ دی اپنی دوپٹہ کا او لٹنا تو — مزہ سی چپکے چپکے کیا کف دلدار کو ملئے

نہ میری سامنی خم ٹھونک و رجس کیر گر تو بہ
یہان ڈہی پڑیگی تو چہاتی تلی دو چار کوسٹے

بچیگا ورد و موہنہ سے ایک چلو بہر لہو تلے
ابہی چونک بہی تیری لعل شکر بار کوسٹے

بس اب ای حضرت عشق آپ دست ظلم سی ہٹیے
کہ ساری رات انشا کی دل بیمار کوسٹے

غیر کے لی جو رات مین چٹکے
تمنے لی میری جان مین چٹکے

گالیان سنکے جہین آتا ہے
لیجی تیرے زبان مین چٹکے

جس جگہ بیٹھے سے تو ہونک بیٹھے
لیجئے ایسے مکان مین چٹکے

بات سنکے کہکے اوسکے اٹکہیلے
لیتے ہی گل کی کان مین چٹکے

سے نہ لے عشق ہر دم انشا کے
اس دل ناتوان مین چٹکے

گلی سے تیری جونک ہوکے آدمی نکلی
تو اوسکی سایہ سے جہٹ کر ایک پری نکلی

خیال مین تری جہیرکی مرگیا ہو جو شخص
تو اوسکے خاک سے شہد کی آبہی نکلے

بعید شان سے عاشق کی آہ بہرتے تہے
ولی وہ کیا کری جب اوسکی جان ہی نکلے

کسیکے ہوش کو کہدو اگر جانا چاہے
تو اپنی گہر سے کمر باندہ کر ابہی نکلے

نشان آہ لئی چاند و چاند تارونکے
چلیگی فوج سرشک آج چاندنی نکلی

کبہی طبیعت کج فہم سے ہو تب منفک
کسی دوا سے دم سگ کی کر کجی نکلے

ہزار شکر کہ انشا کسیکی محفل مین
خفا سے آئی تہی پر ہو ہنسی خوشی نکلے

اونکی دو جیسے کبوتر کے جو جوڑی اڑ گئے
تو یہہ بولے کیا کیا ہی ہے نگوڑے اڑ گئے

نیلی ڈوری توڑ بہی ڈال اپنے دونو پانو کے
کیا بلا موٹے کڑے سونٹی توڑی اڑ گئے

یہہ بگولا وادی مجنون سے آیا تہا مگر
جون خس و خاشاک جس سے جی کے روڑے اڑ گئے

پا پیادہ کب سوارون ساتہہ پہونچیگا دلا
باتین کرتے تہے ہوا سے اونکی گہوڑے اڑ گئے

کوئی اتنا بہی نہین پوچہے کہی جو آپ پر
کیون مقطع شیخ جی کیا سب ہلسوڑے اڑ گئے

موںہہ بنا ہی آج کیوں بیٹھی ہو لڑکو صنم و بکم	کیا اڑانے کو جو ہیرے سے لعل جہوڑے اور گئے

اپنے ہاتھوں سے جو مہندی جو ملی اون نے رات
تو مری سینہ کی انشا سب دوڑی اوڑ گئے

ساقیا آہی ہین بادل یہ بری پانے کے	جلد بھر دی سے جو ملے ہین گہڑی پانیکے
المِ تشنگوں کا مرے لی جو کہیں سیل ہونید	کہ نہانی کو یہہ طوفان ہین اترے پانیکے
غور کر دیکہو تو شبنم کو بروسے سبزہ	کتنے موتی یہ بنا او سیہ جڑی پانی کے
شعلہ خو کون نہایا کہ نظر آتے حباب	کچھ پہپولے سی وہ چہاتی پہ پڑی پانی کے
غش ہوا دیکہہ کے مین تجھکو کل ایسا ہی کہ بس	چہینٹے لوگون نے مری موںہہ پہ جڑی پانیکے
ہم کوئی کائی بہرے پانیسے کرتے ہین وضو	تیغ گاہک ہو تمہیں ایسے سڑی پانیکے
چہینٹے ہی بالونسے تیرے نہ سے دریا مین	ایسے مشتاق ستھے گویا کہ کڑے پانیکے
ہای کس دل سے اُف اوسنے نہانی مین کیا	کہین کنکروہ جو تلوے مین گڑے پانیکے

صبح کس روپ سی لی اوسنی بہر پر انشا
کچھہ ور خشونین سے قطرہ جو جہڑے پانیکے

کب تک کری دو دواہ کا تاثیر کے بہرسے	ہی سب ندا بر مین جو گیر کے بہرسے
روتی ترے دیوانے تو سن نعرہ ہو حق	ہر ایک کڑی خانۂ زنجیر کی بہرتے
چڑہ بیٹہے دل پر جو کسی سوختہ جان کے	تو را کہہ مین دہار آپ کے شمشیر کی بہرتے
خاکِ قدمِ خضر جنون رکہتے تو الفت	شکلین وہ کئی آج تک اکسیر کے بہرتے
نقاشِ خیال اپنے مرقع مین کئے جا	اوس شاہد اصلی کی تصاویر کے بہرتے
تو ہو مین مری گو ترا پیکان تو ٹو دبا	پر کاشکے پیر کیسے بہی کچھ تیر کے بہرتے

وحشت جو ہوئی معتقد انشا کی تو ہرگز
چوکے نہین مجنون نے بڑی پیر کے بہرتے

کیون دعا اپنی نہو باب ظفر کے کنجی	گریہ ہے قفل در گنج اثر کے سمجھے
عرش کے کیون نہ کواڑ آہ سی اپنی کہل جائین	کہ یہ لی شبہہ اجابت کے ہے در کے کنجی

قفل دریای فلک کہولنے کو مجہکو دے — عشق نے حضرت جبریل کے پر کی کنجی
قفل دروازہ پر اپنے تو نہ بہول ای عیار — ہی مری جیب مین زنبیل عمرو کی کنجی
یہ بہی قسمت نہ کہلا قفل در اور بہتر سے — اوس سے شب دیر تلک زیر و زبر کی کنجی
سو نہ لگاتی ہے کہلا قفل در بستۂ دل — تہی زبان تیری بہی کچہ نہ در شر کی کنجی
بند شلوار بہی ایک قہر تہا تیرا تسپر — آف بی چہوٹی سے ٹنگتے ہوئی زر کی کنجی
طول سے اشک کی کیون یہ نہ جلین تحت جگر — قصر یاقوت کو لازم ہے گہر کے کنجی
قفل ابجد ہے تری شیشہ محل مین جو لگا — اوسکو درکار ہے بس مد نظر کی کنجی
کیون نہ ہر مصرع پہ در درو لادے کہ شرار — اوس سے گرتے ہین سو گویا کہ ہین زر کی کنجی
کج و دو اکج جو بہسم حرفون مین گندہ آتی ہین — بنتے ہین قفل در دیع تر کے کنجی

کہول انشا کے لیے قفل در بستۂ عیش
یا علی ہاتہ مین لے تیغ دو سر کے کنجی

واقف جو ہم نہین ہین اس بزم مین کسی سے — ہین کیا غریب بہی جیب چاپ اجنبی سے
کہتی ہو نیند آئی ہان کیون نہ سوتی ہو دن گا — ہے گرم ایلو ایسی کیا خوب جی ابہی سے
مشکل کشا علی کے سوگند کہا نہ جہوٹے — واقف تو کیا ہے حضرت مشکل کشا علی سے
ق
کیا مونہہ بنا رہے ہو اللہ ری رکاوٹ — گویا کہ آشنائی گاہے نہ تہی ہنسی سے
لو ہاتہ جوڑتا ہون بس کیجیے جرم بخشے — تقصیر بہی تو یعنی ہوتی ہے آدمی سے
دلکی بہڑک نے مجہکو گہبرا دیا عزیزو — اسکو نکال ڈالو ایک تیز سے چہری سے
کیونکر جہڑین نہ سولی دامن سے بادلونکے — باندہا نہین ہے محکم بجلی کے اوڑہنی سے
بجہہ بن ہو گلستان واشد اس باغ اوجڑ گئی ہین — ہین سب درخت پتے گو تماش اور زری سے
یون آہ سے ہوئی ہے یہان دلکی طپش کی حالت — جیسے کوئی اوڑا دے بارود جا گہی سے
ق
ای اوسکی صدقہ جاؤن جسنے یہ مجہکو لکہا — جی لوٹتا ہے پر ہین مجبور بے بسی سے

تو زور کچہ ہے انشاء اللہ تجہکو رکہے
مسرور شاد و خرم ہر دم ہنسی خوشی سے

کیا قہر ہے گیا گرا وسے دفا کہا تو — ڈر گئے ہین آپ آج کیون حرف وفا ہی سے
کیا قحط خوبرویان عالم مین پڑ گیا ہے — گھٹہ جاوینگے ابھی جسم ایک اور ہی بہیسے
حالت ہی اور ہی کچھہ ہاری مزی کی ہے دم — ڈہکانا ہای اپنی موہنہ کے مجھی ڈرے سے
مہندی کی بیٹیون کی ہے آہ سخت بیلے — اور خون ٹپک رہا ہے نالہ کے ہر کلی سے
اوس بات کے لئے ہین پہنا کے جہاڑ خاصے — ستہری مزی مزی کی پائینہ اچھے جی سے
پہولونکی سیج پر تو وہان چاندنی مین سویا — اور رات ہمنے کاٹی یہان سخت بیکلی سے

کیا دخل اور ڈہب سے دیکھے جو تجھکو انشا
مت رکھہ گمان فاسد اوس مرد متقی سے

اف اس طپش سے بن منہہ تن کب تلک پسیجے — ایکاش ابر آوی یارب فلک پسیجے
تو چشم گریہ اوس سے ای دود آہ مت رکھ — کیا دخل ہے کہین جو اوسکے پلک پسیجے
ای چشم شکر کر تصدق دریای اشک حسرت — تا دیکھہ کر دل اوسکا اونکی ڈلک پسیجے
جاڑی مین ہم اکیلے کیا ہے سکڑ رہے تھے — پر دیکھی اوس پری کی جو ہین جہلک پسیجے

پرواز کر سکے کیا کوئی حضور انشا
گر اوس سے اوڑ سکے تو بال ملک پسیجے

مجنون پہونچ شتاب کہ آفت مین قوم ہے — لیلے کو آج کہتے ہین جمعہ کا یوم ہے
صدقے تمہاری ای رمضان المبارک آہ — کہتے تھے وہ بہی کل کہ مجھے آج صوم ہے
ہمخوابہ کیون نہ شیخ جی کے اونگھتے رہے — جراخ موت نوم ہے یہہ اخت نوم ہے
آنحا وہ ہین جو تازہ ولایت سو رات کو — مطرب کو ڈوم کہتے ہین بوسلے کہ دوم ہے

انشا جو گا رہی ہین ملامت گران سو واہ
ہم یوم اوسکو سمجھے تھے سو وہ تو بوم ہے

لی نشہ مین تجھے جب یون قدح رنگ اوڑی — تو نہ کیون سبز پری بنکے مرا رنگ اوڑی
نامہ شوق کی پہونچانیکو چاہے ہے کہ یہہ — بن کے ایک شکل کبوتر نفس تنگ اوڑی
دینی کوٹھی پہ یہی شب کو کہون ہون ایکاش — یون مری نیند اوڑی و نکو ترا جنگ اوڑی

۱۸۰

سنئے کل نعرہ ہو باغ مین ایسا ہی کیسا
کہ نہیب اوڑ گئے سب مرغ خوش آہنگ اوڑے

ساقیا بنگ مین افیون ملا او سمین شراب
تاکہ نشہ کا میری نیلہ سر خنگ اوڑے

لیگئے مجھکو جہان عرش نما ای جبریل
حضرت خضر کے وہان ہوش ہو جب ڈینگ اوڑے

گرد کو میری نہ پہونچی کبھی حاسد ہر چند
جو کے جی پال جنہی سینکڑون فرسنگ اوڑے

شاہ او رو نہین نالہ مین ہیزن ہین مطرب
ابھی گر مشکلہ ہو قانون و فی چنگ اوڑے

کہوں یا جی جو مجنون مرجان گشت نمط
تو کبھی سنگ پہ بیٹھا ہون تو وہ سنگ اوڑے

گرچہ وہ یاری کا لنگا تو تہا جو گی جی رات
پر تنک ایک سادہ کے دم ہم ہی لب گنگا اوڑے

اوڑ گئی دور ہو چل کہہ کے مجھے بول اوٹھی
نہ رہی تو تو نہ اوڑی یہ ترا گو مہنگ اوڑے

طرز نالیدن انشا جو اوڑائی تو وہین
طائر سدرہ بہم کرتے ہوئی جنگ اوڑے

مل خون جگر میرا ہاتھون سے حنا سمجھے
مین اور تو کیا کوسوان بر ہم سے خدا سمجھے

سمجھانیگے جو باتین کین سینے دلا تجھسے
ای عقل کی دشمن سو تیرے بلا سمجھی

ولیکن مرے سینے سے ایسی ہی کہ درد اوٹھا
معقول چہ خوش لے واہ آپ اسکو دوا سمجھی

ای بو لہب نخوت سیاہ ہین اگر سچ مچ
تو آج سے صاحب کو ہم اپنا چچا سمجھے

صاحب نی ندی پار ہی وحشت سی پڑے سی تو
ای شیخ جنون تکو ہم خواجہ سرا سمجھے

ہنگامہ محشر بھی گر سامنے آیا تو
اوسکو بھی تماشائی ایک سانگ نیا سمجھے

وہ وحشت محبت مین رکھی قدم ای انشا
سر اپنے کو آگے سے جو تن سے جدا سمجھے

پروسے وہ جو تنک ہو خفا رک گئے
تو چلتے سے ٹہنڈے ہوا رک گئے

کسیکو جو یاد آ گئے چوری تو رات
وہ دیکھ اسپنے دزد حنا رک گئے

بہرے سانس ٹھنڈی یہ کس شخص نے
کہ برق اوس سے کرنے کو تا رک گئے

تجلے جو وہ طور سینا پہ تھے
سو موسی کا لشکر عصا رک گئے

نسیم سحر تہی جو پہیلے ہوئے
سمٹ کر وہ سب جا بجا رک گئے

تری وصف کا کل مین انشا کی رات
وہ چھیڑے کہ باد صبا رک گئے

کیون نہ وہ پردہ نشین پھر مجھے سمرن مارے | مین نے تھی بھول لئی جانب چلون مارے
یہ غضب ہے نہ بھلا جسسے کہی جب کچھ بات | آنکھ تب غیر سے تو اسی بت پرفن مارے
اسکی گھڑی کچھ تو لگاوٹ کی بھی ٹھیری ای کاش | وہ مری موںھہ پہ اگر گوشہ دامن مارے
آتش طور کے گل وہن مین گئے نعرۂ گرم | بیٹھ کر موںھہ طرف وادیٔ ایمن مارے
ق شیخ کے کھال بچھا اور ملے تن سے بھبوت | گاہ جوگے کے طرح رہتے ہین آسن مارے
صبر دم کر کے کبھی ہوتی ہین اونچی تو بس | چرخ چارم پہ چلے جاتے ہین آسن مارے
حال اونکا تری فرقت مین یہہ پہونچا ہے آہ | دست و پا جیسے کہ کوئی دم مردن مارے
چھیڑ تو دیکھو مسی مانگئی اوس سے تو وہ شوخ | تاک کر ٹھونٹ یہ میرے گل سوسن مارے
قہقہل حیا رنگی جبائین ہوئین وہ رو کش چمن | کہ کبھی کھینچ کے گر تیغ بھی دشمن مارے
تو مجھی کچھ نہ ہو معلوم مگر اتنا ہو | چھڑی پھولونکی کوئی جیسے کہ سمین مارے
ق جسنے کل میری تسلی کو یہہ کہلا بھیجا | کیون نہ اوس شوخ کا پھر مجھکو لڑکپن مارے
یعنی خط لکھون تو آیا کہے آتو سہی وہ وہ | چٹکلے موںھہ پر مرے بھیجے وہ بدظن ماری
ہو رہا نکو تو کہے وعدہ ہوائی ہی ترا | طعنہ اوس ڈول سے پھر دیدۂ روزن مارے
تیر سی کرونگی جو ڈوریکو اوڑا جا ہی تو پھر | چشم خورشید مین جیسے وہین سوزن مارے
نہ فقط کعبہ مین زہاد کئے اوسنے قتل | بتکدہ مین بھی تو لاکھون ہین برہمن مارے
یہ جو بوڑھا سا ہے دربان تمہارا ایکاش | کوئی چور آوے اور اوسکی کوئی گردن مارے
کل لایلاف قریش وہ لگا کرنے دم | پڑھ کئی بار جو مین جانب روزن مارے
رشک کی جا ہے خوشا حال وہ افتادۂ عشق | جسکو اوس شوخ کے توسن کے وہ سمندن مارے
سلسلے تیری موچھونکو کوئی چھوڑی ہے | وہ جو دندان طمع برسر آہن مارے

کہو بہ تبدیل قوافی غزل انشا ایک اور
چہچہے ٹنکی جیسے بلبل گلشن مارے

جیسے ایک تونگ وہ پڑہ کہ بیت کا من مارے
بہوت ہو رات سے لگے جن ہوا وسی فن مارے

مین تو چہیڑا نہ چہوا ہاتھہ لگایا ہی نہین
تو بہ وہ ہاتھ آپ مچاتے ہین بحث ہن مارے

یا تند وہ سالگی ایک آفت جان ہے ظالم
جان عاشق کے بہلا کیون نہ ترا سن مارے

اسقدر ہٹ نکرا ہی طفل سرشک او بدبخت
یا دن شوخی پہ نہ وہ سر ہٹ تجہی نرا ہین مارے

مغلسا بیگ جو عاشق ہین کہان یا ورین زر
زر ہوا اوس پاس جہ یاری سکے رہا ہین مارے

اور بہی قافیون مین پڑہ غزل انشا وہ دیہی
جسکے لب پڑہتے ہی ہنگہا نہ پڑا چین مارے

کیون نہ پہر اوسے لگاوٹ کی بہی دہن مارے
جس پہ پہنا ایک ڈلی ہیکون وہ سوبن مارے

تہراومی نہ بہلا ہو وہی جہپی پردہ وہ شوخ
جسکی چلون ہمرے پا زیب کی چہن چہن مارے

بہول کہہ اوس لی کجرے کی جو شب مینی تو ٹر
تو وہ سب اوسنے میری سینہ پہ چن چن مارے

پہر کہا ہمہ ہو گیا او رتو کوسوان پہ سبحی
یہی اللہ کری ہے جو ترا گہن مارے

سیر کیا تا کہ نظر آوے جب اوس بن اپنے
تیر سا آنکہون مین ہر غنچہ گلبن مارے

کاش اس تاش کے درمیان کوئی انشا
وہ پہر آکر مجہے ایک سنگ فلاخن مارے

دیکہہ اوسکے پری خاتم یاقوت مین لگے
یاروت کی سے دیدہ ناردت مین [illegible]

ہے مصلے کی تشبیہ مین سوا سحق
ہے وہ دہن عابد طا خوشہ [illegible]

گہستی ہے مری آہ فلک مین تو کہون ہون
یون واقع ہین سبنیے مسکوت مین [illegible]

آنو وہ ہوئی نور سے جسوقت کہ ڈوبے
جراح کے خون دل بہبوت مین [illegible]

کشتہ کی تری تہی جو شہادت کی اوٹہائی
سو دون ہی کہڑی رہ گئی تابوت مین لگے

ہے یون تری نجر پہ خنجر جیسے کہ تر ہو
داود سے خون سے جالوت مین لگے

ناسوت کے عالم مین پی سیر ہم انشا
کرتے ہین شگاف درلاہوت مین لگے

تب سے عاشق ہیں ہم اے طفل پریوش تیرے
جب سے مکتب میں تو لکھتا تھا الف بی تی ثے

یاد آتا ہے وہ حرفوں کا اوٹھانا اب تک
جیم کے پیٹ میں ایک نکتہ ہے اور خالی حے

خے کی پر شکل جو اصل کے سی آتی ہے نظر
نکتہ او سپر جو لگا خے ہوا یہ واہ بے خے

دال بھی چھوٹی بہن اوسکی ہے جوں آتو جے
ایک پرکالا سا بیٹا بھی ہے گھر میں اوسکے

ری بھی خالی ہے اور زی پہ ہے وہ نکتہ ایک
کہ نشانہ ہے جو تل سے مری رخساری کے

سین خالی ہے بڑی شین پہ ہیں نکتہ تین
صاد اور ضاد میں بس فرق ہے ایک نکتہ سے

طوی بن طرہ ہے اور ظوی پر ایک نکتہ پھر
عین بے عیب ہے اور کانی میاں غین ہوے

فی پہ ایک نکتہ ہے اور قاف پہ ہیں نکتہ دو
کاف بھی خالی ہے اور لام بھی خالے یہ سے

میم بھی یون ہی ہے اور نون کے اندر نکتہ
مغلسا بیگ ہی یہ واو بھی اور چھوٹی ہے

کیا غلیفہ ہے یہ ہی ہے ہی نہیں سے نکلے
آگے چھٹی دو ا یلو لام الف ہمزہ سیے

گالیاں تیری ہی سنتا ہی اب انشا ورنہ
کسکی طاقت ہے الف سے جو کہی او سکو بے

پھبتی تیری کمڑی پہ بیجے حور کی سوجھی
لا ہاتھ ادھر دی کہ بہت دور سے سوجھی

تک دیکھئے گا جبہ و عمامہ زیرا بار
ہی اسپہ مجھی بلغم یا مور سے سوجھے

کیوں میں دل پر آبلہ پر تاک نہ باندھوں
ہے اسپہ مجھی خوشۂ انگور سے سوجھے

ہی شیخ سیہ چہرہ جو مجلس میں بہت کتا
یارونکو یہاں روئی کی لنگور سے سوجھے

واعظ جو پڑھا جن متنجر ہے نہایت
اوس پر مجھی شیطانکی ہے پور سے سوجھے

ہاتھ اپنی سے جب چھٹ گئی اوس ڈنڈکی مچھلی
تب اوسکی تڑپنے پہ سقنقور سے سوجھے

ہاں اے شفق صبح تری دیکھ کی رنگت
شنجرف کی سوجھی سے مجھے کافور سے سوجھے

جب پھول جھڑی نور سے اس آہ سے میری
اوس پر مجھے انشا شجر طور سے سوجھے

غنچۂ گل سے صبا گود بھری جاتی ہے
ایک پری آتی ہے اور ایک پری جاتی ہے

کرنے دو چار قدم لالۂ خود رو سے بہار
ورنہ یہ کوہ سے اک کبک دری جاتی ہے

موسنہ تو دیکھو تری چوٹیکی جو پاوی بو باس
نکہت گل پڑی کاٹنے سی ڈری جاتی ہے

بیہو نچی بی پر کوئی اوس گل تانک انشا کیا ذکر
تو بلبل اس رشک تمنا مین مری جاتی ہے

ہان مگر بہیس مین مالن کے محل تک اوسکے
کبہی جاتی ہے تو باد سحری جاتی ہے

زمین سی لو نہی ہے یا چرخ پر سی اوتری ہے
یہہ آگ عشق کے یارب کدہر سے اوتری ہے

اوتری نجد مین کب تہی سوار سے لیلے
تک آہ قیس کے جاذب اثر سے اوتری ہے

نہین نسیم بہاری پہ ہے پری کو سنے
اوڑن کہٹولی کو ٹہیرا جو فر سے اوتری ہے

نہ جان اسکو شب مہ یہہ چاند سنے خانم
کمند نور یہ اوج قمر سے اوتری ہے

جلوہ دیکہین تو سکہتے ہین وشت وحشت مین
جنونکی فوج بڑی کرّ و فر سے اوتری ہے

نہین یہ عشق تجلی ہے حق تعالے کے
جو راہ زینۂ بام نظر سے اوتری ہے

لباس آہ مین لکہنے کی واسطے انشا
قلم دوات جہے عرش پر سے اوتری ہے

یون چلی مژگان سی اشک خونفشان کی میدنے
جیسے بہڑا بچ چلے پانی بیابان سے کے میدنے

عاشقون کی باغ دلمین شور شین نالونکی ہین
مجتمع اس جا یہ ہے آہ و فغان کی میدنے

تخت دل مسعود غازی نیلے گہوڑے داغ ہی
جلوۂ انوار سے گرد بیان سے کے میدنے

عاقبت ہر جزو کو ملنا ہے اپنے کل کے ساتہہ
بہر وہین جاویگی آخر ہے جہان کے میدنے

دم ہلا آ بہونچی کتنا دیو مو حضرت جنون
کانپ اوٹہی جہلکے آتی ہے جہان کے میدنے

اسی تکن یورسکے کتنا زور ہے کچھہ شان ہے
کہیلے ہے دہمال تیری عاشقون کی میدنے

ہان بدیع الدین الفت آتی ہین حضرت مسیح
دیکہنے کو آپ کے دیوانگان کی میدنے

رستمانہ دیکہہ انشا کو قشون شاہ مین
لوگ کہتے ہین کہ آئی سیستانکی میدنے

گہر ہی کسی سے جا وہی نسیم اور صبا بند ہے
مولا کرے کچھہ اپنے بہی آنسو ہوا بند ہے

عاشق کو یوغ بند مین باندہا ہے اوسنے یون
تہ ہوکے دست بقچہ مین جیسے قبا بند ہے

یون دو دآہ کا مری گنبد بنا ہای یہان
چھت جیسے ابر تیرہ کی تحت السما بند ہے

تک عالم ای جنون تو دکھا وہ کہ جس سے صاف
لاہوت کا سمان مری آنکھون مین آبند ہے

سُرمہ گھلا کی آنکھون مین نکلا نہ کیجئے +
ایسا نہو کہ آپ پہ کچھہ توتیا بند ہے

قدرت خدا کے دیکھو کہ چوری تو ہم کرین
اور اوسے دستگیر ہو دزد حنا بند ہے

الجھیری مین پہنسی تھے تری زلف کی سو وہ
اولٹی ٹنگے اسیر ہوئی بار ہا بند ہے

انشا صد آفرین تری ذہن سلیم کو
مضمون زیادہ اس سے بہا اور کیا بند ہے

کاش ابر کری چادرِ مہتاب کے چوری
تا مجھسے بھی ہو جام مئے ناب کی چوری

تک تکیہ پہ سر دہر کے رہا سو تو لگائی
صاحب نی ہمین مسند کمخواب کے چوری

سیماب کے آنسو وہ سدا روے الٰہی
کی جسنے ہو میرے دل بیتاب کے چوری

وہ عشق کہ سچ آنکھو لنے کاجل کو چرا لے
کسطرح نہ عاشق کے کری خواب کی چوری

مجھکو سر بازار گہسٹوا کے نکالا +
کے اسنے ہی کچھہ خانۂ نواب کے چوری

جسنے کہ مری چہرہ سے آب آہ اوڑا لے
ثابت ہوئی اوس پر گہر نایاب کی چوری

شب سینہ سے جو دی داغ کی ایک چوری انشا
تو ہو گئی سب صبر کے اسباب کی چوری

اوٹھتے ہی اپنے دلسے کچھہ ایسی ہے ہوک سی
اوڑ جاتی جس سے دشت مین ہی ایک کوک سے

تصویرین دیکھہ بولی بدیع الجمال یون
صورت کوئی نہین مری سیف الملوک سے

تقصیر ہو معاف بھلا کیا غضب ہوا
گر آدمی سے ہو گئی ایک ادک چوک سے

کالی بلا ہے کوئی نہین ہے شب فراق
صورت حرام رکھتے ہے ایک مادہ خوک سے

انشا نی جو شفق کو سراہا تو بولے آپ
کمبخت کیا بلا ہے لہو کے ہلوک سے

ای چرخ نہ لکھہ قیصر و خاقان پہ چیٹھی +
کر دی تو مری شاہ خراسان پہ چیٹھے

ملکیت صحرا تو مجھے بخشتی ہے ای عشق
لکھدے نہ تو پھر قیس سے دیوان پہ چیٹھے

یہ خط نہیں ہے خواہش بوسہ نے لگا دی
خوش ہو کے تری سیب زنخدان پہ چھیٹے

تنخواہ مری آپ پہ کچھ حسن نے کی ہے
سبزہ نہیں ہے روی درخشان پہ چھیٹے

چیچک کے نہیں داغ یہ مہرین ہیں چھینٹا
ہی سبزہ پہ کی ہے انسان پہ چھیٹے

پروانہ پہ پروانہ ہے اور شقّے پہ شقّہ
فرمان پہ فرمان ہے فرمان پہ چھیٹے

دل بادلوں نی مانگی جو تنخواہ تو پھر برق
گرنے لگے تیری لب خندان پہ چھیٹے

یوں تو ہیں مری دل کی ہے ایک داغ کسیکا
قیمت کی لگے جون ہو کسی تھان پہ چھیٹے

لالہ مری دشمن ہیں اجی او نہ نہ سیچے
گر دیجی کسی مرد مسلمان پہ چھیٹے

حوریں مجھے کیونکر نہ ملیں حکم علی سے
جبریل نے کردی مری رضوان پہ چھیٹے

انشا کو معافی ہوئی ہے باغ جنان سے
حاضر ہے یہ لیجے شہ مردان پہ چھیٹے

کسیکی پری کی ہنسی دل پر اپنی کچھ ہنس جائے
تو پھر یہ ہنستی کہ دیوار قہقہہ بن جائے

یہ پاؤں خار نے پھیلائے ہیں کہ دست جنوں
قریب ہے کہ گریبان تا بدامن جائے

گری ہے آج تو مہتاب چاند سے چھن کر
ہماری اور تمہاری بھی بات کچھ بن جائے

لپٹ نسیم گئی بوی گل سے جاتے سے
آپس اپنا بھی روٹھا ہوا کہیں من جائے

کسیکو جا ہنسی میں اب تو دل دھڑکتا ہے
خدانخواستہ سرکار کا یہ جوبن جائے

ہزار حیف کہ باغ میں چلکے اب کی سال
ہم نہ جھول سکیں ہم تم اور ساون جائے

لگا کے ماتھے پہ ایک داغ تازہ کائی کا
لگی ہیں آہ کے زنار اشک کا بن جائے

بڑھے ہے یہ راہ میں سکلا سیر دیر و حرم پستک
کہ ہندو و حرم پر ایک وہاں جھکا ہی گردن جائے

تو سوی بتکدہ یوں جائے خواہش انشا
کہ جاپ تاپ کو جیسے کوئی برہمن جائے

یہ کس سے چاند نہیں جسم زیر آسمان سے لپٹے
کہ باہم عرش پر باری خوشی کے قدسیان لپٹے

حدی خوان وادی مجنون نہیں ناقہ کو نہ لیجانا
مبادا ایک بگولا سا بیابی ساربان لپٹے

ادب گر حضرت جبریل کا مانع نہو مجھکو
تو گستاخ سدرہ سے میرے یہ آہ ناتوان لپٹے

سکندر اور دارا کیا کروڑون اور بھی ایسے | پڑی ہین گور کے تختہ سے زیر قالب ان لپٹے
کسی ڈھب سے طبیعت سیر ہوتی ہی نہین ورنہ | ابھی دالان سے لای تبر پر سائبان لپٹے
مئے سے بولی ہی مشغول اپنی جسطرح جاہا | اودھر لپٹے اودھر سوی یہان چھپّر وہان لپٹے
ولیکن پاس کہتی ہے کہ ہونگی خواب کی باتین | تمہین کچھ خیر ہے صاحب تبا و تو جہان لپٹے
کدھر لوٹے کدھر پھوٹے ہنسے بولی کدھر جا کر | کہان لپٹے کہان سوئے کہان چمٹے کہان لپٹے

غزل مستی مین لکھہ ایک اور بھی انشا کہ پھر
بلائین آکے ساقی لے سبھی پیر مغان لپٹے

کہا لیلی نے کچھ شعلے سی جو اسکو نہان لپٹے | یہ خوبی اونکی سادی سے جہان لپٹی وہان لپٹے
ہمیشہ در نکالی جو کہ میرے یار کو مجھسے | الٰہی اوسکو کالا بہوت ہو سارا جہان لپٹے
کناری سرخ جوڑے مین تمہاری اس پھبن پر ہے | کہ دامان شفق مین جسطرح برق بہان لپٹے
اگر راتونکو آؤن تو مجھے سرکار کا گر ہے | اودھر سے آنکر چمٹی اودھر سے پاسبان لپٹے
کہان ہے مغز مین طاقت بخیر و شیخ جیو صاحب | عبث تم جھاڑ کر پیچھے مجھے ای مہربان لپٹے
کرونگا آپ رکھنا یاد پر مجلس تمہاری مین | گلے سے میری گر آکر وہ طفل دبستان لپٹے
پڑی ہے اس روش سے اب وہ منت مرغ زار پرا | کہ جیسے چہچہوں سے عندلیب گلستان لپٹے
اوسی چٹھی دلادو اسکے تم اوستاد ہی آکر | کہان تک چھت سے مکتب کی بھلا اوسکی فغان لپٹے
کوئی صورت ہو ایسی بھی کہ بس جزدان اطلس مین | کہین ای شیخ سعدی جیو تمہاری بوستان لپٹے

بدل کر بحر کو انشا غزل طرح کی بھی اب پڑھو
کہ اہل ذوق باہم جس لئے ہین خوشہ سان لپٹے

گلی سے تیرے کدھر کوئی اہل دل لپٹے | یہان تو آٹھ پہر رہتے ہین مخمل سے لپٹے
اگرچہ ہمسے وہ سو بار متصل لپٹے | پر ایسے ڈھب سے نہ لپٹے کہ دل سے دل لپٹے
یہ جا ہی رشک ہے اونکے گلے سی تل لپٹے | اور اپنے آنکھ کی پتلے سے خون دل لپٹے
ہوا فشون ملایک سے غلغلہ برپا | ہم جب آتش و آب و ہوا و گل سے لپٹے
نہ خوف تیشۂ فرہاد ہو تو شیرین کو | یہ دیو بنکے ہر ایک بیستون کے سل سے لپٹے

سعا لقمہ کا کیا قصد سفینے تو بوسے
کبھی ہوا ہے کہ خورشید ساتھہ ظل لپٹے

یہہ گرچہ یاد بھی ایک شے ہین جسکے واسطے
بہت سی ہین خس و خاشاک مضمحل سے لپٹے

کچھہ اونکی تم تو گئے یون لپٹ سے کل رات
کہ جیسے آگ سے خس ہو کے مشتعل لپٹے

کچھہ اور ڈھب سے اب اشعار ایسی لکھہ انشا
کہ جس سے طبع سخن سنج مستقل لپٹے

جنونکی ویوسے کیا خوش مضمحل سے لپٹے
جو ایسی سے کوئی چپٹے تو اہل دل چپٹے

کہیں سنین جو کہانی مین تم ہی کچھہ بات
تو اپنے تکیہ سے بس ہو کے وہ خجل لپٹے

ادو بہت بہانہ و دلکشتے ادہر سے ہم کو
نصیب دیکھہ ہم ہو کے پابگل لپٹے

نہ اوسکو پھر چڑھے کس طرح بھلا جسکو
یہ زلف مار سیہ ہو کے متصل لپٹے

کسی حسین کا ایک مونہہ تو تھا ہی گلچا سا
رکاوٹ اور ہوئی اب کہ اوسپہ تل لپٹے

یہہ ورق کی شکل جو دریان کہا انشا ہی ترا
الٰہی اوسکو ابھی موت ہو کے سل لپٹے

کچھہ اور طور سے انشا غزل پڑھ وہ جسمین
کہ جو قیامت نکلے مرے مشتعل لپٹے

خیابان مین تو سما جامی طرب ظل لپٹے
فرو غی نعقول مین کیونکر نہ دوا سے دل لپٹے

جو نعرہ کھینچون تو اور ق آپ ...
بہم بہار کے ہر ایک سال سے سل اٹھے

نسیم نجد مین لائی غبار انشا سے
... پری ایسی باد ل تو گل سے گل اٹھے

کسی کی خال ذقن سے اوس آنکھہ کے تل کو
ملے ان تو ورنہ ا ہو کہ تل سے تل اٹھے

لے جو قیس سے انشا کہی تو ہم اوسکے
اوسے جراحت نا مندمل سے تل اٹھے

وہمن اگر نچوڑی جیون ٹپک پڑے
دلبر جو در ہو لئے ہاتھہ تو بس خون ٹپک پڑے

مین بھر رہا ہون آپ مجھے بس نہ چھیڑئے
ایسا نہو کہ خاطر محزون ٹپک پڑے

جسم عرق فشان وہ ہو وہی زلف مشکفام
مار سیہ کی سینکڑون آنسون ٹپک پڑے

برآوی اپنے خرچ کے عہدہ سے جب کوئی
گردون سے جب خزانہ قارون ٹپک پڑے

مارانجیات ہے کہ پسینہ یہ سینچ جیو
جس جاسے تم کو چھیڑئے ایک جون ٹپک پڑے

گھبرکے جو راہ ناقہ نے لیلے سے یون کہا
تم یہان کہانسے حضرت مجنون ٹپک پڑے

انشا تو اس غزل کو غزل در غزل ہی لکھہ
ہین ابر دلسے سینکڑون مضمون ٹپک پڑے

ہے مستعد کہ وہ لب میگون ٹپک پڑے
ٹک اونکو یون جو چھیڑئے تو خون ٹپک پڑے

گر برگ گل پہ ڈالئے شبنم ستی سمت آنکھہ
تو وہان سے دانہ ڈر مکنون ٹپک پڑے

ہم گو کواڑ مونڈ کے بیٹھے تو ہین وسے
ایسا نہو کہین سے وہ ملعون ٹپک پڑے

گھر کے سوائی اور نہین بات چیت کچھہ
یارب کہانسے نطفہ میمون ٹپک پڑے

کوہ جنونکی سیر سی کھلتا نہین جو دل
تو یہان کہانسے آنکی ہامون ٹپک پڑے

بندا ہو سکے یون تو نہ پہیرو زیر آسمان
ایسا نہو کہ زہرہ گردون ٹپک پڑے

انشا یہ سن غزل تر ریختہ سے مطلع
رکھتے تھی جو طبیعت موزون ٹپک پڑے

صاحب کے ہر زون سے ہر ایک کو گلہ ہی
مین جو بناہتا ہون میرا ہے حوصلہ ہے

جو وہ یہہ خانوادہ ہین چار پیر تن ہین
چشتیہ سب سے اچھی یہہ زور سلسلہ ہے

پھر کچھہ گئے ہوونکی مطلق خبر نپائے
کیا جانئے کدہر کو جاتا یہہ قافلہ ہے

بار گران اوٹھا ناکس واسطے عزیز و
ہستی سے کچھہ عدم تک تھوڑا ہی فاصلہ ہی

دی گالیان ہزارون سن مطلع اس غزل کا
کہنے لگی کہ انشا اسکا یہی صلہ ہے

اشک مژگان ترکی پونچھے ہے
یہہ خبر اس شہر کے پونچھے ہے

آہ کو مت حقیر جان سیہے دہ
دو وہان اثر کے پونچھے ہے

جو گھڑی یاد مین تری کٹ جاے
وہ ہی آٹھون پہر کے پونچھے ہے

جلوۂ یار ہے عزیز بہت
یہی اہل نظر کے پونچھے ہے

جلد اچھا ہو یہہ تعالے اللہ
یہی انشا کے گھر کے پونچھے ہے

تیری بخشے ہوئے خداوندا — میرے یہہ عمر بھر کے پلو بچے ہے

مین تری صدقے لبس یہی میرے
دل و جان و جگر کے پو بچے ہے

سانولی پن پر غضب ہی دیچ بسنتی شالکی — جی مین ہے کہ بیٹھئے اب جے کنہیا لعل کی
زندگی اس تار جنگ آہ نے جنجال سے — اوڑھ رہی ہے ایک ہما پر بوٹے سی لال کے
بن لگاوٹ رہ نہین سکتا ہمارا دل کبھی — کیا تری خو پڑ گئے کم بخت بیت المال کے
ہین وہ جوگی یہہ گرا بد موت جنکی سامنے — انکا دیو جنون وحشت یہہ ہی ہی باسلے
ایسی گھور ٹمی پر چپہ ٹا کر یہہ نہین ہتی تجھے — گرچہ جہا لر دار ہے پر یا گے سے باکلی
تو بھی ہے ایک شاہزادہ جانئی تیری سیلئے — مور چھل دو ہون تمہاکی اور مغرق نالکی

کیون نہ انگاری او چھلی بیہودہ اشارات کو
ہے ہماری آہ تشاگرد اگیا بیتال کے

کب وہ آزاد ہیلا مورد تحسین ہوئے — بھول جو سب کو گئی دین ہے بی دین ہوئے
شیشہ خانہ مین جو تم موجب تزئین ہوئی — سامنے اپنے کئے لشکر سنگین ہوئے
واقعی مجھ سے گناہ ایسی ہے دو تین ہوئی — کہ میرے سامنے وہ پیکے قرابین ہوئے
جب ہوم مجھسے لپٹ کر وہ کشتی مین بولے — تم نبی با د صبا جسم گل نسرین ہوئے
بہت چکے بندۂ درگاہ ہے اور آپ سی خیر — ہم الفت مین اگر ایسی ہے آئین ہوئے
راہ رو چونک کہہ ہے قافلہ مین تیار سے — محل اوشونیہ بنا ہے فوج مین سبا ئین ہوئے
قمری و بلبل نالان مین پڑی جو جھگڑے — سو دل غمزدہ کے موجب تسکین ہوئے
ایسی انجھے کہ وہی بانو میان سہوپٹ جان — بین کا نمہی یہہ دوہری دوسری سو مین ہوئے
بجلے رتی زری جو لگا کہنے تو وہان بابا و سکی — لیلی نوندان فسیح کھول کر جیلن سین ہوئے
ہنک آنکھون سی قدم رکھہ نہین سکتے ماہر — دولت شرم سے مانند سلاطین ہوئے
چین بیابر و تحسین ہوئی نہ دیا ہے تو ہم — مر وشا ہر شغلی بادشہ چین ہوئے
قصد بنگالہ مناسب ہے نہین صاحب کو — گرچہ معلوم تجارت کے سب آئین ہوئے

جی سے اچھا نہ رہا پھر تو عیاذاً باللہ — فائدہ کیا جو شناسائی ار اکین ہو سے
آئی وہ تو نبی نکل غش سے اور کھینگے سی — خیر پھر آپ تو باقی نہ رہے بین ہو سے

تنگی یہ کہ ملے آپ نی انشا مہندی
اور کیٹری تو میری سنت مین رنگین ہووے

ان انگلیون مین قول کے چھلے نظر پڑے — واللہ تم بھی سخت چھبیلے نظر پڑے
وحشت کے فوج کی جو دہرنے نظر پڑے — فرہاد و قیس دونو چیلے نظر پڑے
دیکھا پری وشون کو تو اونکی سرون پر آج — کچھ طرفہ طرفہ رنگ کی شملے نظر پڑے
ایلی ولایتی تو اجی پاس لے آپ نے — پھر مجھکو کیون تم تو بیلے نظر پڑے
جی ستمنا نسیم کا اے توسن بہار — ایسی جنون کے دشت کی بلی نظر پڑے

اوس دیو زاد فوج جنون کی جو سیر کی
انشا تو وہان بڑی بڑی گلی نظر پڑی

جو نسیم صبح لپٹ گئی کسی گلکی دامن پاک سے — تو شعاع مہر فنا ایک چھڑتی جھڑی اوسکو آگی شاک سے
گردن کیون نہ ظرف گلی پہ غش کہ بدو رخ مین جرعہ کش — تجھے ہو جو ذرہ فرط عطش تو اسی کمہار کی چاک سے
وہ جو محو ہو بیٹھ رہین کھڑی ترے آفتاب جمال کے — نہ سوا ہی مہر گیا اوگی کبھی اونکی سبزہ خاک سے
پڑی نرگس آنکھ نکالی جو گھڑی کان گل بھی ہلائین تو — ترا سامنا جو چمن کو ہو تو بھلا وہ کونسی ناک سے
گئی زخمی اونکی نگاہ کی ہوئی وارد آئی جو راہ کی — تو اتر سی السیونکی آنکھ کی گئی پھول خنجلو نمین پاک سے
یہ جو آسمانکی تارے ہین انہین مست کیون نہ گنا کرین — کہ بظاہر اونکو مناسبت سی ہے ایک طارم تاک سے
مجھی دیکھ مونہہ کو نہ ڈھانک لے کبھی شک ادھر ہی تو تجھ نہ پالیے — مری چاک نکلو بھی ٹانک دی اسی دامن اپنی کی چاک سے
بنا ہی تاک آنکی خوب ہی جو تلفحت فیہ کی شان کے — تو ہزار تاک بہرا پڑا انکل آدمی اپنی بھی خاک سے
پڑی اوبی عشق کے دیو و ترے آنکی نہین بیان سند — تجھے کہہ دیا تھا بھلا یہ کد کہ تو بیٹھ جائی بہسا کے
دم سرد یہ نا نہ کوئی بھرے تجھی دیکھ دیکھ تو کیا کری — مجھے ڈر لگے ہی بہت ارے تری ایسی وضع کی تاک سے
یہ زوال نور بلا ہی یہ ہی اسی سے تنگ ہین جد سی جد — کرو یا علی ولی مدد اسی اپنی پانو کے خاک سے

سبب آج انشا تو خوش کرون نہین جانتا ہی کہ چپ ہے من

غزل اور قافیہ کی کہوں ابھی حکم ہو تو جپھاک سے

بھلی آدمی کہیں باز آ رہی اوس پری کی بھاگ سے
کہ بنا ہوا ہو جو خاک سے اوسی کیا مناسبت آگ سے

بہت اپنی ناک بلند تھی کوئی بیس گز کی کمند تھی
پر اوچھال بھاند وہ بند تھی ترے چوکیدار و نکی چاک سے

بہت آئی تھری کڑی کڑی وہ جو سند جی تھی بڑی بڑی
ولی ایسی تو نہ نظر پڑی کہ جو چھٹ سکے ہوں لاگ سے

وہ سیاہ بخت جو آنکو تری دام زلف میں پھنس گیا
اوسی آگ لی ذم و خیال کے لگی ڈسنے سینکڑوں ناگ سے

یہ اپنی نیند راہت میں جو اری گشت ہوپ کا نعرہ تو
مہاراج اپنی کو [illegible] آئی لپٹ گئی بانگ سے

لگی کہنے کیسی [illegible] علی کی دہائی [illegible]
تو رتی [illegible] ولد چھتی [illegible] باک آپ کی بھاگ سے

ہوئی عاشق [illegible] ہیں مرد و زن یہ انکو [illegible]
کوئی [illegible] آئی ہیں [illegible] بیراگ سے

تجھے چاہتے ہیں ہم ہی بس اونھو نکو بھی تو تبھی ہوس
وہ جو بھاگتی ہی پھرے سو [illegible] ہوتی ہوئی بھاگ سے

ابھو آئی آئے سو ابھی کچھ نہیں بات و سیاند چھڑ تبھی کچھ
کچھ ایک ان قصر ونکی مجلسیں تو لگتی ہیں بھاگ سے

مجھے کام اونکی چال سے نہ تو چٹیے سے نہ خیال سے
نہ تو [illegible] سے نہ تو حال سے نہ تو باج سے نہ تو راگ سے

یہ سعادت اوسکو ملی کہ دی جو وزیر اعظم ہند ہی
کہ یہ دولت اوسکی جہان میں نہیں [illegible] پاگ سے

مجھے رحم آتا ہے ایسے شیر پسر نہی کرتی ہیں قتل جو
کسی پھل سے یا کسی پھول سے کسی پات سے کسی ساگ سے

گئی ان سروں ہی میں الٹی مجھ ایک عروس کی بانس سے
ابھی انشا اپنا ہو لیں اگر تو لپٹ ہے جا جان بھاگ سے

یہ جو مجھ سی اور جنوں سی یہاں [illegible] ہے دیر سے
سو کچھ ایسی [illegible] لڑائی ہے لڑی شیر جیسی کہ شیر سے

بنی شکل لیلی نوجوان مری دانا کیا کہوں الامان
وہ تجلی ایک جو ہوئی عیاں کسی رات قیس کے ڈھیر سے

ابھی دو مہینے سی ہوں جدا نہ تو خواب میں بھی نظر پڑا
بھلا اور اندھیر زیادہ کیا کہیں ہوگا ایسے اندھیر سے

مجھے شامیانہ تلے سے کیا مرا دل تو کہتا ہے مجھ سے آ
سر راہ کوٹھی پہ بیٹھ جا یہیں تکیہ دیکی منڈیر سے

تری یاد لیکی یہ اوٹھی ہے برق کوندی نظر میں تب
کری یہ گھٹا جو مقابلہ کسی پیشواز کے گھیر سے

نہیں انتظار کے جو چلی مجھے سینکڑوں ارے تلے
قسم اون کی کھائی تو ہے ولی مرا جی ڈرے ہے اوس دیر سے

بھلا مجھ سے دیو کی سامنے کوئی ٹھونک سکتی ہیں خم بھلا
ارے یہ انگوٹھی سی آدمی تو بچارے خود ہیں [illegible] سے

وہی اک کمان وہی [illegible] کمان ہی ایک [illegible] جو ہے سو ہے
مہاراج چوٹ سی لگتی ہے مجھی اس [illegible] کی [illegible] سے

غزل انشا اور بھی ایک لکھی اسی بحر اور ردیف کی
کہ زیر کی قافیہ میں ہیں سو ان میں بھی نوبت آگئی زیر زبر کی

نہ تو کام رکھئے شکار سے نہ تو دل لگائیے سیر سے
بس اب آگے حضرت عشق جی چلی جائیے گھر کو خیر سے

وہ جو گنگا پار کا ساموہنہ ہیں اب پڑی اوٹ سے ہیر تو ہیں جگی بھی
سو تو بہرت پور کو اوداس مع چلے آئیے قلعہ دیر سے

نہیں ہوتی عام کے روبرو ہمیں قبلہ خاص سے آرزو
کہ خدا کرے پڑی گفتگو سے پیر و مرشد دیر سے

کبھو کس وسیلہ سے شیخ کی شک و شبہ ہوے کمال میں
کہ جو نعمت آپکو پہونچی ہے سو میاں غلام زبیر سے

جو خفا ہوئی تو ہوئی اجی جو لڑیں پھری تو لڑی سہی
گلہ ہی سو یار عزیز سے نہ کہ شکوہ صورت غیر سے

مجھے ایک حیات دوبارہ دی اسی قدرت اپنی سے واہ رے خدا
کہ خطاب فقرہ و کم لشبت کیا تھا میں نے عزیر سے

وہ جو ہی سے علی ولی وصی ہے محمد عربی امی
سو تو عبد خاص کریم ہے اوسی دشمنی ہے نصیر سے

یہی چال اپنی ہے انشا اب کبھی تو درشتی سے غلطی میں
کبھی ہے صبا سے خطاب کچھ کبھی نخش سے کبھی طیر سے

تنک ایک اے نسیم سنبھال لے کہ بہار مست شراب ہے
وہ جو حسن عالم نشہ ہے اوسی ایک عین شباب ہے

یہ گھٹائیں چھائیں جو کالیاں جو ہری ہری ہوئی ڈالیاں
او بھر آئیں پھولوں کی لالیاں تو بجائے آب شہاب ہے

یہ دو ور ذرہ نشو و نما کو تو نہ سمجھ کہ نقش بر آب ہے
یہ سراب ہی یہ حباب ہے فقط ایک قصۂ خواب ہے

عرق بہار شراب ہے وہ ہی آج چھڑکیں گے آپ پر
نہ تو بید مشک ہے اسکے ہی نہ تو کیوڑا نہ گلاب ہے

او نہیں کینی سی سی بیر ہے جو خود آئیں سو تو خیر ہے
یہ غرض کہ زور ہی سیر ہے نہ سوال ہے نہ جواب ہے

کدہر آؤں جاؤں کروں سو کیا مرا جی ہی ناک میں آ گیا
نہ تو عرض حال کی تاب ہے نہ تو صبر خانہ خراب ہے

مجھے وحش و طیر سے رشک ہے کہ کبھی انہوں نکو کسی لنظ
نہ سوال ہے نہ جواب ہے نہ عذاب ہے نہ عتاب ہے

مری بات مان کہ شاد ولا نہ تو عرض و غرض یہ جی چلا
کوئی اونکو لوگ کی سو کیا بہلا کہ وہ عالی اونکی جناب ہے

اری انشا اب جو یہ دور ہے تری وضع اندنوں کی رہی
یہ بھی کوئی زیست کا طور ہے نہ شراب ہے نہ کباب ہے

آج بجلے سے بنی ہفت طبق سونے کی
یوں چمکتے ہیں پڑے جیسے ورق سونے کی

اوس پرے زاد کی گریوں سے سواری نکلی
ابھی برسانے لگے پھول شفق سونے کی

زلزلہ آہ شرربار سے سیرے یہ ہوا — کوہ لنکا مین ہوی سینکڑون شق ہونگی
قطرہ دم کو نہ چمکا تو برے اے جگنو — اوڑتے پہرتے مین یہان بات کو بق ہونگی
واہ کس لطف سے رات اونسے کہا گرمی مین — ہم نہین ساتھ تری کر کے عرق سونے کی

دوار کا شن کو گردی تہی عجب کیا انشا
گر غسل ہمکو نصیب کرے عرق سونیکے

ہی جسمین قفلِ خانہ خمار توڑیے — یعنی دربہشت کو یکبار توڑیے
کیون قید جسم مین دختر رز سے پڑی رہے — یہہ مُہرِ پیمان سہ و کار توڑیے
شاگرد امیر حمزہ صاحب قران کے ہین — کیونکر بہلا نہ قلعہ اشرار توڑیے
کیجے لقاسے باختر بے بقا کو قید — شنجک کے سر پہ گرز گران بار توڑیے
چوٹی پکڑ کے نرگس جادو کی کہینچے — گلی کو اوسکے مارئے للکار توڑیے
رستم سے چہین لیجے دیو سفید کو — اور اوسکی مہ مروڑ کی تلوار توڑیے
سد سکندری ہے جو چیڑہ جاے دہیان تو — دو ہین طفیل حیدر کرار توڑیے
آجاوین ہفت خوانِ طلسمات سامنے — تو خیر سے اونہین بے تکرار توڑیے
حصن زمردین عدو کوہ قاف پر — ہو وے تو اوسکو بہیج کے عیار توڑیے
زنبیل ہے عمرؔ کے دل فسا جیند یہہ — اسکو کسی طرح سے نہ زنہار توڑیے
ہے عزم جزم یہہ کہ زبردستی آج تو — بند قبا سے موسم گلزار توڑیے
یا چہیڑنے کو ابر کے ایک جہٹکا مار کر — شلوار جب برقِ شرربار توڑیے
جی چاہتا ہے ہے لیکے بلائین تمہاری آج — پورین ان انگلیون کی سب اے یار توڑیے

انشا دیکہاکے اور بہی ایک جلوۂ غزل
بند نقاب شاہد اسرار توڑیے

ہی یہہ تو کیا کہ آپ کے دیوار توڑیے — ٹکرا ئی تو سینکڑون کہسار توڑیے
گر خم کے بل سے کیجے ایک حملہ تو دین — آثار گیر گنبد دوار توڑیے
ہے دمن کہ دیکھی مولوی روم کو شراب — شہ کا نسہ کے سے لئے سرخنکار توڑیے

صیاد یہ تو رسم نیا ہے کہ یعنی آپ — بازو ہی مرغ تازہ گرفتار توڑ دے
یوں چاہتے ہیں آج بہ کیف میکشان — یعنی کہ قفل خانۂ خمار توڑ دے
توڑی جو چند رشتۂ زنار کیا حصول — ایک بت سے لاکھ گردن کفار توڑ دے
غزا کو چاہیے نڈا سے ایک لات مار کر — اور قصر سومنات کو ایکبار توڑ دے
اسی دل طفیل سایہ نعلین مصطفےٰ — خیمہ ہوئے سر کو مار کے ہزار توڑ دے
سایہ میں جس درخت کے آرام پائے — کیا ظلم ہے کہ اوسکے ہی اثمار توڑ دے
تجرید ویجے تو سرِ بازارِ حرص پر — طرف سے گلے تربت دنیار توڑ دے
اس تاک پر بہ اپنی اچھل پھاندی کہ پھر — دروازۂ مقفل گلزار توڑ دے

انشا یہ جی میں ہے کہ غزل اور پڑھ کے اب
بند قبائے نخوت دلدار توڑ دے

یہ کیا کہ اونکے دل کو نہ زنہار توڑ دے — سو بار جا کے جوڑ دے سو بار توڑ دے
آو نہ ملکے بیٹھے ہیں بے شغل ہم سو کیوں — کٹ کیجے اونسے یاری اب ای یار توڑ دے
ہاتھ آوے کچھ اگر نہ سر رشتہ بگاڑ کا — تو لڑ کے اونکی موتیوں کا ہار توڑ دے
یا چھیڑ چھاڑ کے سے ایک سنگ ترش سے — دس پانچ اونکے رخنۂ دیوار توڑ دے
یا لال چوری ڈالیو نکی توڑ تاڑ پر — رغبت سے ایک غنچۂ گلنار توڑ دے
شوخی تو دیکھو آج یہی قصد ہے کہ خیر — جس ڈھب سے ہو وہی خاطر دلدار توڑ دے
وہ کچھ کہیں پرانی ہے بس گائی جائی — اور تان اودھر کو کوئی طرحدار توڑ دے
یا کود پھاند چول بھی اونکے پلنگ کے — بس ہو کے لڑنے بھڑنے کو تیار توڑ دے
پھول اونکی کیاریوں سے کسی اور روپ کا — کچھ کر کے بات چیت کے تکرار توڑ دے
سبزیکو روند ڈالئی یا اونکی باغ کے — نارنگیاں ہے چھلکے سے دو چار توڑ دے

انشا یہ روٹھ رہا تھا ہی ایک تاؤ بہا و کر
اس توڑ جوڑ کا نہ کبھی تار توڑ دے

پیپی کے جوش سے سر کم ظرف توڑ دے — یوں آبخورۂ خنک برف توڑ دے

آ جاگاہ نیچے اور مجھہ پہ آپ — صد تیر ناوکِ نگہ زرف توڑسئے
شتونے اوس ڈوپٹہ کے او حساف گھسی تو — لیکر دوات و خامہ قسنجرف توڑسئے
وم پڑہ کے کیجے صیغۂ الفت تو ایکبار — صد قفلِ علت کتبِ صرف توڑسئے

بولا وہ باغ نامہ انشا کو دیکھ کر
بس ہو تو اسکے پھول سے یہ حرف توڑئے

پہلے صبا کے واسطے ایک تاڑ توڑسئے — پھر بسنت ہین پہاڑ کے سب جھاڑ توڑسئے
کیا کوہ قاف گنبد گردون کی سقف کو — مین چاہتا ہون مار کے جھنگھاڑ توڑسئے
ہوتے حقیقتاً جو یہ شور جنون اب سے — کہہ بیٹھتا کہ چرخ کے اڑواڑ توڑسئے
کچھہ ہو نہ سے یہ ہو سکتی تو بھی پہر نہین کہ ہان — آپس مین ہے حجاب کے جو آڑ توڑسئے

بادل کے ایک پارسی ہو کر وبام چرخ
انشا یہ جی مین ہے کہ آج وہ پاڑ توڑئے

جتنی اڑیان تھی بڑی اونسی اڑی مینہ کی سگے — یون جھڑی آنسوؤنکی وونکو جھڑی مینہ سے لگے
بیطرح چہت سی بندہی تو مجہی شکل کچھ آج — چوڑی چکلی بہت اور لنبی بڑے مینہ سے لگے
جیسے تھی جو کڑی آپ کی دیوانہ لوگ — اونکی اون بیڑیون مین او کڑی مینہ کے لگی
باد و یان سحری بہنے لگے کبر چھیا یعنی — اونکی بیٹھونیہ جو ایک آکے جھڑی مینہ کی لگے
موتی ان بوندونکی گنگھنہ کے لگی جھلنے تو — اونکی دو دو لڑی سے تنی او لڑی مینہ سے لگے
یہانسی گذرا تھا کوئی کبر بڑا سا شاید — ورنہ کیون باس بھلا مجھکو تری مینہ کی لگے
تھا شجر کون کہ جسنے نہ طمانچہ کھایا — کونسا پھول تھا جسکو نہ جھڑی مینہ کے لگے
بٹھی بٹھی جو لگا بیجنے چہاتے سے ہمین — اتنی بجلی بھی گلے ہو کے کہڑی مینہ کے لگے
کل تو سنائی سے برسا ہی کیا ساری رات — آنکھہ کم بخت نہین کوئی گھڑی مینہ سے لگے

اب وہ کس دل سے اونکی یہاں ای انشا
ساری فکر و نہین مجھی فکر تری مینہ کی لگے

بوسہ جو دیتے نہین مجھکو تو جھڑکے ہی سہی — نہین دروازہ جو کھل سکتا تو کھڑکی ہی سہی

کچھہ مرے چڑہ نہیں پر آپ کی خاطر کے لئے
باتین جو ریختہ کے ہین پھیر وہ چڑھکے ہی سہی

سڑی سودائی نہین سڑ کی جو تجھہ پر ہیبت جا ہی
پھبتے سب لوگ کہین سڑی کے تو سڑکے ہی سہی

پینے تو چہڑکے نہین شیخ جی صاحب یہہ شراب
چلو تم کہتے ہو ہان چھڑکے تو چھڑکے ہی سہی

زڑ تو بکتا نہیں پڑ تہا ہون غزل مین انشا
بیچ مان زڑکے جو ٹہیرا وین تو زڑکی ہی سہی

وہ پری ہی نہین کچھہ ہو کے کڑی مجھسے لڑی
آنکھہ نرگس سے بھی دو چار گھڑی مجھسے لڑی

واسطے تیری ہزار تنگ محل ہے دشمن
تیری خاطر تو ہر ایک چھوٹی بڑی مجھسے لڑی

چھیڑ لگا دی مری آنکھون نے تو لو اور سنو
ٹکٹکی باندھکے کیون منہہ کے چھڑی مجھسے لڑی

رات لڑ بھڑ رہو چپ ہو رہی تو اونکی عوض
بولتی تھے وہ جو سونیکی گھڑی مجھسے لڑی

بیٹھی بیٹھی کہین بلبل کو جو چھیڑا مین نے
تو نسیم اوسکی بدل ہو کے کھڑی مجھسے لڑی

کونسی حور یہان کھیلنے ہوتی آئے
بوی گل لیکے جو پھولونکی چھڑی مجھسے لڑی

روٹھہ کر ایکی گلی مین جو لگا تو انشا
ہر ایک اوس ولڑی کی موتیکی لڑی مجھسے دل لڑی

زنہار مت اپنی سے ہرگز نہ ہارئیے
شیشے مین اوس پری کو نہ جبتک اوتارئیے

اوضاع ڈھونڈہ ڈھونڈہکے یاروسے سیکھئے
ہوتے نہین جہان مین ہم سے نیارئیے

ای اشک گرم گر میرے دلکا علاج کچھہ
مشہور ہے کہ چوٹ کو پانی سی دہارئیے

جو اہل فقر شاہ کھمارے کے ہین مرید
پالے ہین اون سبہون نے کبوتر کمہار کے

گلنی کے دال یہان نہین بس خشکہ کہائیے
ای شیخ صاحب آپ نہ شیخی بگہارئیے

کل جنکو کہیرے ککڑی کیا کوس کاٹ کر
آج اوس پہ سے اوسکو دیئے نرم آرئیے

ہو آب مین کدر تو ٹہر جائے تک ایک
دلمین کدورت آوے تو کیونکر تہارئیے

ہی کونسی یہہ وضع بھلا سوچئے تو آپ
باتین ادہر کو کیجئے ادہر آنکھہ مارئیے

پوچھی حقیقت ایک نے جو امراہ کے
تو بولے سر جھکا کے بجا وہ مدارئیے

خطرہ نہ آپ کیجئے بس اب خیر شوق سے
سونا اوچھالتے ہوئی گھر کو سدہارئیے

ہے جو بلند حوصلہ اونکے یہ حال ہے — کیا پھر او نہین لگاڑتی جنکو سنوارنے
پشت نجیب ہم مین آ و نہین بہلا کیسی پہنچنے — پوتھی کو اپنے تھوسلے کچھہ تو بچارنے

انشا کوئی جواب بھی دیتا نہین ہے بیٹ
بانگ جرس کے طرح کہا تتاک لکارنے

اپنے کوسے مین گر رات کو بہر لیتا ہی — تان بھیرون کی جو یہ مرغ سحر لیتا ہے
نیہ خواہی ہے چمن کے عوض ای ابر بہار — باغبان آکے پکڑ سیر ہی کمر لیتا ہے
مجھی اوس نخل پہ آ نیسوہ پہ آتا ہے رحم — پیاس کے مارے جو بے آب ثمر لیتا ہے
کن نے اب یاد کیا او سکو نہین کچھہ معلوم — ہچکیان آج جو وہ رشک قمر لیتا ہے
پیاس بادل کے سمندر سے نہین بجھتی جو — تو نچوڑ اکے مرا دامن تر لیتا ہے
چھنا بند آپ کے اس عالم عیاری کا — گو ہر عقل فلاطون کے خبر لیتا ہے
ایک کوڑی کو نہ لیجے جو فروشندہ کہے — ہی لگا و گو تی زنبیل عمر لیتا ہے
سجدہ کرتا ہے یہان آکے وہ مقراض بکف — سو چہہ جو شیر نیستان کی کتر لیتا ہے
اوڑ چلے ہے جو کوئی ہم سے وہ کیا اب کوئی — کانٹھ دم اپنے مین سرخاب کا پر لیتا ہے
اشتر و ناقہ رہ عشق سے گذرے کیا دخل — ٹھوکرین وہان تو پڑا پای نظر لیتا ہے
وہ ہی اس موج و گل و لالہ کے پاتا ہے تہاہ — ہاتھہ کو سر سے بلند اپنے جو کر لیتا ہے
کیا فقط اونکے پہناور کے لئے ای انشا — قد اپنی مٹھی مین ہر ایک غنچہ زر لیتا ہے

تاکہ چیڑ کا دکری ساشنے ایک طوس کی ہاتھہ
کھینچ سب خواجہ خضر آب گہر لیتا ہے

ایک پھریری جو ترا خاک بسر لیتا ہے — تہام جبریل امین اپنا جگر لیتا ہے
ساتھہ اپنے کوئی اسباب سفر لیتا ہی — تو فقیر اوس گھڑی سر زانو پہ دہر لیتا ہی
چھتر چہاڑ اپنے اوڑا کون سکے ای قبلہ — برق سے دام کوئی مشت شرر لیتا ہے
دیکھئے کیا ہو چلے جاو میان اپنے راہ — کون میان ہم سے غریبون کی خبر لیتا ہے
باغبان کا یہ نہین جرم نصیب اپنی کہ وہ — چہانٹ کر سب مین کمر میری پکڑ لیتا ہے

کوئی سرکار جنونکی نہین لازم نایب
لہہ سے کیون نہو سبزی کہ سخن پیرا یکہ
سینۂ نخل سے آتی ہے اوبل دودہ کی دہار
ہو وہی پر لوگ اودہی ہبان تو لالہ گہنتام
نوشا لالِ چمن کو ہو بہلا کیونکر جبین
اونکی قافیہ سی ترانہ یہہ سناجاتی ہین

کام جتنے ہین وہ سب آپ ہی کر لیتا ہے
دایہ ابر بہار سے کے ہنر لیتا ہے
کہینچ اوسکا جو کوئی طفل تبر لیتا ہے
اوتنی جہکنے کے لئے مول اگر لیتا ہے
توڑ گل اونکی کوئی کوئی ثمر لیتا ہے
کہ تبر لیتا تبر لیتا تبر لیتا ہے

اس زمین مین وہ ہی ایک باغ لگا ای انشا
جو کہ ملوہ سے کے بہی پیڑ ٹیکو کتر لیتا ہی

یعنی اور ایسی غزل لکھہ کہ بس ایک مطلع جسمین ہر بہر کی بہی او ہی تبر لیتا ہے

گہیر شاخونکو جو گل زرسم تبر لیتا ہے
دیکہہ جب بیل کے جگہہ رشتہ تبر لیتا ہی
باغبان خون جوانان چمن کے وولت
مین تو انصاف پر اوس شخص کی غش کرتا ہون
قہر یہ باغ پہ آیا کہ گل و بر کے طرف
پہول یہہ دیکہہ ستم کے کہ درختون کی بین
کیا غضب ہے کہ بر و برگ کی جا اہل نظر
جتنے شاخین کہ جنکی بار سے ہین انکی سال
انکی شاخ و بر و برگ وہ کافر نجار
ہی بر و مند یہہ پیدا وکہ ہر شاخ سے توڑ
پاس یہ باغ مین چہائی کہ درختونسے کوئے
عوض برگ و بر اس دہر مین سر پر ہر نخل
قحط ہیزم یہ ہوا ہے کہ وہ نجار پسر
حق تعالی نے جو چاہا تو بس انشا اللہ

چمن تب قاطع اقسام شجر لیتا ہے
تب تو سکہہ نیند یہہ نجار پسر لیتا ہے
بوسۂ دست نگارین تبر لیتا ہے
جو رگ گلکے ڈرانے کو تبر لیتا ہے
جو کوئی ہاتہہ اوٹہا وے تو تبر لیتا ہے
بر لیا چاہیے تو توڑ ایک تبر لیتا ہے
دیکہہ ہر شاخ مین مقراض و تبر لیتا ہے
ایک شخص اوتنی بہی مول آج تبر لیتا ہے
مول صد تیشہ و منشار و تبر لیتا ہے
باغبان بر کے عوض ایک تبر لیتا ہے
بر نو خاستہ چاہے تو تبر لیتا ہے
ہای کیون صدمہ منشار و تبر لیتا ہے
بوسہ دستۂ چوبین تبر لیتا ہے
ایکدن جبین سے تیرا یہہ تبر لیتا ہے

کمہ کہانی کے سی کی غزل ایک انشاء کی
کہ بلائین تری یہہ پہلا سپہر لیتا ہے

ای پری تیری فرنی ایک بشر لیتا ہی — اور خرابی بڑا دیو سحر لیتا ہے
کیہ جو فضل خدا ساز پہ کر لیتا ہے — وہ شہک روکولی گرد نکہہ کی پر لیتا ہے
شہ دلہی شب بیدا کو نرگس سینے نکلے — اور اوان ٹکڑوں کو وہ زیر سپہ لیتا ہے
اوسکو خواہش نہین ہوتی ہے انوسیا انجن کے — باندہ کر سوت رہ تار نظر لیتا ہے
سو بہہ پیچ گی کے گہرا وین وہ جہات ہی — بس توکل پہ فقط باندہ کمر لیتا ہے
نکوئی دیکھی اوسی ار رہ وہ سب بود دیکے — ٹوپی اس روپ کے کب کوئی نذر لیتا ہے
ضد سے ہر شاخ کی زہ جھٹنے کی صورت بجار — ہاتھ مین ایک کوئی نومن کا تبر لیتا ہے

فکر کے جنر تو رکھتا ہے نہین کچھہ انشا
خضر ہمت کو فقط سامنے دہر لیتا ہی

۳ ہین جو سر رشتہ مہر و وفا کی سب سر رشتہ بھول گئے — پھر گئے تم تو قول و قسم سے اپنی نوشتہ بھول گئے
جب دیکھو تب لاٹھی ٹھینگی گشت کھٹا تو پھرتے ہین — موڑتی ہین کہ کوئی شیخ جی صاحب ایا اونکو فرشتہ بھول گئے
ابھی گھلی پھرتے ہو صاحب سیر چمن مین اور تمہین — اپنی تڑپتی زخمی سب خون مین آغشتہ بھول گئے
قاضی جیوکی وہ نوبت ہے کہین گے یہی وہ مثل — گھر مین فرشتے کی خارشتی سو خارشتی بھول گئے

نسل تیری آدم کی انشا کون کسیکو پہچانے
باعث کثرت ہمسائگی کے ناتی رشتہ بھول گئے

ہجران تیری وصل مین بہی دم سرد ہی ہو سو ہے — چپکے کے ڈرسے چہرہ وہی زرد ہی ہو سو ہے
خالی نہین یہ علم رمل بہی فرنتا سے واہ — وہان بہی تو زوج اور وہی فرد ہی سو ہے
کچھہ اور بہی دوا ہے تری پاس ای مسیح — یا آفتاب ہی کی طلا ورد ہے سو ہے
شاکر نہین ہے آدمی یون ہی اسی مدام — اندوہ حزن و غصہ برد ہے سو ہے
یون کہنی سننے کو تو سیان مرد ہین سبہی — پر سچ کہون تو ایک جوانمرد ہے سو ہے
دلوار کیونکہ یہانہ لگی ناصح کہ ایک سے — آواز پاسبانی شب بارد ہے سو ہے

انشا کمند پھینکنے والونکی تو وہین
نرسنگے والا کافر بیدردی سو ہوا

ولیمن بدولت آپ کے ایک دردی سو ہوئے — تو وہ آہ سوزناک و دم سرد [illegible]
محروم سیر عرصۂ جہان گشت سے نرے — اپنا خیال بھی یہ جہان [illegible]
مجنون تو سوکھ سا کے ایک تار بن گیا — لیلے کا چہرہ مثل گل زرد [illegible] سو
کھینچا کشش نے گرچہ وہین مثل کہربا — [illegible] شتون کا رنگ وہی زردی سو ہے
[illegible] — زلیخا ایک دن [illegible] زردی سو ہے

ق
چھوٹا یہ عہد نامہ پہ اکس دلیل سے — صاحب کی مہر اور وہی فرد ہے سو ہے
تسخیر نشانی آپ کی سنہ ہجری بھی وہ ہے — [illegible] سے نہ پھرتی قول جو فرد ہے سو ہے
در دانیا مہر گھڑی تری ہاتہ نیسی ای عزیز — دردی کہ دل لعشق تو بیکار ہے سو ہے

انشا نشان قافلہ کے کچھ خبر نہ پوچھ
بانگ جرس ہے اور وہی گرد ہے سو ہے

یہ پیاس اپنے بجھے برف سے نہ شوری سے — بجھے تو نرگس ساقی کی انکھوری سے
نشہ مین کیون نہ کرون غش دکھا دی تم نے — وہ دو نو دیدے می ناب کی کٹوری سے
بلاسے جام نہو وی نہو کہ یہان ہم لوگ — چڑھا گئی ہین گھڑونکی گھڑے سکوری سے
لگا کی جوانین بھیجا نہ بھیجے کچھ خبر ین — خدا کے واسطے ہم گذری ایسی توری سے
نہین جو رات کو جاگے تو کیون او بہرائی — یہ لال لال کچھ آنکھونمین ڈوری ڈوری سے
بھری جو بینے و دم سرد تو لگے کہنے — نری ہی آپ دکھائی رتی چھچھورے سے
کل اونکی پانون لگا دابنے تو یون بولے — ہمارے سر کے قسم اور زوری زوری سے

ق
یہی تو شغل ہے انشا کی خط لکھے پر دی مین — قلم چھپائی کاغذ کے نبد کورے سے

گمسٹ ڈالتی جو مہرو ار تا و سے ملے
کہ ہاتھ پاؤن ہین اونکی بھی گوری گوری سے

رہی آنکھونپہ ساقی کے می ناب کی چھینٹے — پہب جامی نہ کیون مکھڑ پہ مہتاب کی چھینٹے

نوک مژہ سے اشک لگی ڈھلنے تدریج — تو لعبۂ [illegible] نے کہی دولاب کی پہنتے
[illegible] خط شعاعی سے جو ہوا لگا پڑا عکس — پانیمین تو ہمنے کہی کمخواب سے کے پہنتے
[illegible] اس لطف کی [illegible] آج کہ مے نوش — سب [illegible] لگے [illegible] مہتاب سے کے پہنتے
[illegible] سبب [illegible] وقت اب [illegible] — [illegible] سے کے پہنتے
[illegible] پاس کہ [illegible] — [illegible] نواب کے پہنتے
ایک [illegible] اور روپی کی [illegible] — [illegible] کے پہنتے
ہر چند تکلف سے [illegible] — [illegible] سے کے پہنتے
غلیان دم اوس لب کی [illegible] — [illegible] کی پہنتے
پیاں جسکی سبب [illegible] ہوائی [illegible] — اوس [illegible] ان کے مہتاب کی پہنتے

کیا لطف [illegible] نواب سے کے التفات
سب جاتی [illegible] خورشید جہاں تاب کی پہنتے

یارب ترا ہے ذکر یہاں جب تب رہے — ہر دم کے ساتھ ایک حرکت زیر لب رہے
پی چین سیری چھیڑ چھاڑ ہوئی سے نہیں ہوئی — سوتی ہے آپ رات نہایت گذر ہوئی
کہا گیا یہ قیس کو ہے مغتنم یہہ سب — جلن شمع لیلے آج اگر شب کی شب رہے
تم تو نہ آسکے اور یہاں انتظار میں — سہتیری جام بادہ نمط جان بلب رہے
ناشکر لوگ ہیں سو یہہ ہی اونکی گفتگو — ہر دم کی ساتھ سینکڑوں رنج و تعب رہے
پروردگار اپنے ازل سے ہی خشمدار اشت — جسکو مدام [illegible] اسیر عرب رہے
تبت [illegible] لقب پڑھ کے ایک عزیز — ق کچھ بند بہاگ کر کسی کونی میں دب رہے
لوگوں نے ڈھونڈھ کر اونہیں پوچھا تو بولی آہ — واللہ سوری بھاگنی کا یہو سبب رہے
ہی مالہ [illegible] آیا قرآن میں — ان مال ہو وے لیجئے سو وہ ماکسب رہے
اہل و عیال کھاوین پئین پہر کہانسے کچھ — مہنگا آہی شکر میں یہو روز و شب رہے

التفات بہا وہ [illegible] کیا کرے
خود جسکی جہاں تاک [illegible] تعب رہے

این مطلع تبرکاً نوشتہ شد زیرا کہ مصرع اول گفتہ خسرو است

اگرچہ بڑی تو نہیں ہے یہ فرانسیس کے ٹوپی
یہاں وقت سلام اوترتی ہی ابلیس کے ٹوپی

ہے شیخ کی سر ایسی بہ تلبیس کے ٹوپی نے
جس سے کہ بڑی کانپتی ہی ابلیس کے ٹوپی

دیتی ہیں کلہ اپنے مریدونکو جو صوفے
قطعہ
سنتے ہیں یہی تھی سر جرجیس کے ٹوپی

سو بنائی ہوئی ہے یہ منغص کہ یہاں میں
ایسی تو ہوئی کسی سائیس کے ٹوپی

یہ بانکو خوشی تب ہوئی جس دم نظر آئی
ہاتھوں میں سلیمان کے بلقیس کے ٹوپی

کل سوزن عیسیٰ ہیں پر و خط شعاعے
خورشید کی سے حضرت ادریس کے ٹوپی

کیوں واسطے جبرائیل کے یہ ہی نہو حاضر
غلمان کی اور حور فرادیس کی ٹوپی

پر یوں کی گھر نہیں وہی جو یکی مزی لین
جن پاس ہو جنونکی جو انیس کے ٹوپی

ممکن ہو تو دس ہر دست مجھے بنا کر تری سپر
زر بفت و سمور زہرہ و برجیس کے ٹوپی

انگریز کی اقبال کی ہے ایسی ہے رسمی
اور سچ ہے جیسی فرانسیس کے ٹوپی

انشا مری ادا کی سلامی کو جھکی ہے
سکان سرا پردۂ تقدیس کے ٹوپی

جمی رہتا ہے شیخ کے پگڑی اوتارے
اور تا نگر چشانے سے ایک دھول مارے

سو تو نکو پچھلے پہر ہی بہلا کیوں نہ بگاڑے
دروازہ کھلنے کا نہیں گھر کو سدھارے

کیا سر و اکڑ رہا ہے کھڑا جو تب ارے بیر
ٹک آپ بھی تو اسگھڑی سینہ او بھارے

یہ کارخانہ دیکھیے ٹک آپ دھیان سے
بس سوں کھینچ جاتے یہاں دم نہ مارے

ناصح نے میری حق میں کہا اہل بزم سے
بگڑی ہوئی کو آہ کہاں تک سنوارے

انشا خدا کے فضل پہ رکھتی نگاہ اور
دل ہنس کے کاٹ ڈالیے ہمت نہ ہارے

غزل در لہجہ مغل کہ خود را اردو دان می شمارد

تمہارے ہاتھ سے ساقی جو شیشہ ٹوٹ گئی
بلا ہوا کہ دگر تم بلا سے چھوٹ سگئے

چہ جوت جوت در دعی کہ تا آئینہ دہری | مشعل جو تم سے ملا سمت اوسکا پوت گئی
بسان جبل شو ریخت اندرین با عسمہ | نجاست مجھ عرب گر کھون اموت گئی
شمال ناہی بہلے آب مین ترپتی ہوان | نکل کے دونوں سے آن سمہ بہ برج حوت گئی
چہ چیز بال کا رہی بہت زال حسنا نہ | جو بیلکے تار سخن را چو عنکبوت سے گئے
بطامہ نخرہ جیون ف اسے نخرہ او | اور اوسکی زلف کی جون آنکہ جیت سی توٹ گئی
جو اوس پری کو مین دیکھا یہی کہا آتش | کہ فوج حسن لیہ آئی مغل پوت گئی

کہا چیز بابا تقصیر عید ہون مرتے آ گئے | کا سینہ سے پڑا گنبد گردون مری آگے
مہمان اوسلے اجنبہ مانند کبوتر | کرتے ہین سدا عجز سے غون غون مری آگے
مطلق متوجہ نہون مرحبت گذر جائین | صدقا قلۂ لیلی و مجنون مرے آگے
لطف بہی نہ کرون لادہ کی گا ذرین پر | لاوے کوئی گنجینۂ قارون مری آگے
سو سنہ دیکھو جو نقارچے بیل فلک سے | نقاری بجا رکسکے دون دون مری آگے
ہون وہ جبروت کہ گروہ حکما سب | چڑیونکی طرح کرتے ہین چون چون مری آگے
بولی ہے یہی خامہ کہ کس کس کو مین باندہون | بادل سے چلی آتے ہین مضمون مری آگے
ہی دورہ گیتی جو بنا یہہ کرے شکل | بی شبہ و شک دہلی کے چون چون مری آگے
مجری کو میری خسرو پرویز ہو حاضر | شیرین بہی کہی آکے بالا ہون مری آگے
بتیابی دل دیکھکے سیماب سے پہر جائے | کف لاوی اگر موج جیحون مری آگے
کیا آئے ڈرا وے مجھے زلف شب یلدا | ہی دیو سفید سحری جون مرے آگے
وہ مار فلک کا کہکشان نام ہے جسکا | کیا دخل جو بل کہا کے کری فون مرے آگے
ہی مرحلۂ خم غدیر آنکھون مین چہایا | کیون جیب نہ رہے خم مین فلاطون مرے آگے
مین شاہ خراسانکا غلام ہون آتش | معروف رہے موسے و ہارون مری آگے

نشہ مین آ کے جو شب مرشد مغان سے لڑی | تو بس یہہ سمجھو کہ ہم ساری ہی جہان سے لڑی

بسان چرخ زنان پیر چرخ تو کیا مال — جو حکم ہو وے تو بندہ و فرشتہ مان ہی لڑی
دعا یہ مانگتے ہین اب کہ جس طرح سے رات — ق خفا ہوا سنے ہم اوس یار مہربان سی لڑی
اوسی طرح سے الٰہی بہ سم ملا پ مین ہم — وہان وہانسے لڑی اور زبان بانسی لڑی

یہہ رات آگئی غصہ مین حضرت انشا
کہ آگ بنگئے اور جلد سے کتان سے لڑی

کر ڈالونگا دیوار ابہی چاند کے ٹکڑے — در بان کے تیری لئی اور چاند کی ٹکڑے
اوس طفل عرق کش نے گلاب آگی جو کہینچا — تو سیری لئی بہیجدے نے چاند کے ٹکڑے
اوڑنین سے سکتے ہین جو بنارس کی دوپٹے — چٹکیلے تو رکھہ چہوڑو کرو چاند کی ٹکڑے
ای بادہ گلفام تری بہلہ رنی تیز سے — جس چاند مین تہی گردنی اوسی چاند کی ٹکڑے

ہی حال تو کیا چیز سیہ مست تو انشا
کر ڈالتی ہین ہاتہیو نکی چاند کے ٹکڑے

ہونی نہ تہی سوا سے دل یہ درد ہو گئے — پوشیدہ بات چاہ کے بی پردہ ہو گئے
وار و جو سوتیا کی تہی شیشہ مین ساقیا — ٹہنڈک سے ماہتاب کی سب سرد ہو گئی
فرہاد آفرین تجہے کوہ جے دیا و ہے — مشہور تیری بات جوانمرد ہو گئے
ظاہر کے گرمیون سے رہا کیا حصول پہر — جب جا نبین کے تہ دل سرد ہو گئے
چمکی جو برق وادی مجنون کی ایک سمت — لیلے سیاہ خیمہ مین تہی زرد ہو گئے
مانع کمند پہینکنے کو آج رات سے — آواز پاسبانی شب گرد ہو گئے
ڈوبی ہوئی عرق مین تم آئی تو بزم عیش — سب غرق بوی عطر گل ورد ہو گئے
جاری ہو رہی دفتر عالم مین دخل کیا — یہان دستخط حضور سے جو فرد ہو گئے
عاشق نے تیری ایک دم سرد جو بہرا — غولی نسیم صبح کے سب گرد ہو گئے

انشا غزل ایک اور بہی لکہہ یہہ غزل تو خوب
ضرب المثل یہان زن و مرد ہو گئے

گرمی سے کہ جو شکوہ سے تہے سب گرد ہو گئے — دو چار بوند لون مین ہوا سرد ہو چلے

آگے تو اہل درد سے ربط و دوست تھا
پر اب طبیعت آپکے بیدرد ہو گئے

شاہ جنون نہین بسر جوش ایک سال
تھی اوسکے جتنے فوج سو نامرد ہو گئے

اس داغ دل کے شکل مین سوز فراق مین
مانند آفتاب جہان گرد ہو گئے

ای نادر جہان تری مین قدم سے
وضع چمن نسان ابے درد ہو گئے

کر آب پاشی آن کے ای ابر نوبہار
اوراق گل پہ جمع بہت گرد ہو گئے

کچھ ای نگوڑی تجھکو خدا کا بھی خوف ہی
ایک پردہ دار جاتی تھی بے پردہ ہو گئے

ق

پتے پونگی چوپڑ آکے جو افشان کھیلی آج
پوشاک یار پونگی دو ہین زرد ہو گئے

او نین دو سبزہ رنگ ہین جنکے روپ پر
عشق عندلیب گلکدہ پر درد ہو گئے

جوڑی گلابی ایسی پہن بیٹھے آ یہان
شرمندہ جن سے بوی گل ورد ہو گئے

کالی گھٹا کی جشنین ایسے ہی چھا گیان
بجلی کے گرمی دیکھ جنین سرد ہو گئے

جتنے تھی ساتھ ساتھ لگے ہونے کو دہار
ہر ایک جور آپ سے وہان نرد ہو گئے

پھری وہ آتش عشق اس دل فگار مین ہے
کہ لاکھ برق نہان جسکی ہر شرار مین ہے

مزا جو آپ کی سینہ کے کچھ ابھار مین ہے
نہ سیب مین نہ بہی مین نہ وہ انار مین ہے

خدا کے واسطے ای صاحبو کہو تو سہی
کہ رسم مہر و وفا بھی کچھ اس دیار مین ہے

کسی نے اوسکی شکایت جو کی تو مین بولا
وہ کیون نہ جبر کرے کسکی اختیار مین ہے

ملی شراب جوانان باغ کو کیونکر
کہ آپ پیر مغان رنجش خمار مین ہے

ہین جو بستہ نرگس اونھون نی کل بھیجا
تو اوسکے معنے یہ ہین جان انتظار مین ہے

لگی ہے منہہ کی جھڑی باغ مین چلو جھولین
کہ جھولنے کا مزا بھی اسی بہار مین ہے

سوائے آپ کے یہان کون پوچھے عاشق کو
وہ کس شمار مین ہے کونسی قطار مین ہے

جو ہم سے پوچھین تیری جان ہی کہان تو کہین
ہماری جان تیری سونیا کے ہار مین ہے

یہ کون پھوٹ کی رویا کہ درد کی آواز
رچی ہوئی جو پہاڑو کی آبشار مین ہے

پیالہ دور کر اے ساقی ابتو رندون کی
روانہ کشتی سے موج لالہ زار مین ہے

خرام ناز سے ٹک آپ آکے کہہ دیجے — اگر سما جو رہی ہے وجد بہار مین سب

بگولے وادی مجنون مین اٹھ رہی ہین آج — مگر غبار یہی لیلی اسی قطار مین ہے

کدھر سے آتی ہے آواز دوست اس طرح — نہ نطق انگلیون مین ہی نہ چوب تار مین ہے

یہ چاہتی کہ تجسس مین ہووے سو معلوم — جو آدمی کو مزا عجز و انکسار مین ہے

مجھے یہ آج پری پیکرون نے کہہ بھیجا — نہ آئی چین نرگس انتظار مین ہے

سبو بار تمہین کے خوش آئندہ بہت اے شیخ — شراب پینے کا موقع اسے بہار مین ہے

کبھی یہ آتا ہے سر سوچ ہے کہ کیا ہوگا — یہ ایک گل سو پھنسا سو کڑوڑ خار مین ہے

ہم نہ سننے کے شکوہ عبث ہین ایسے ہین — ہر ایک شخص لگا اپنے کار بار مین ہے

بدل کے قافیہ انشا لکھا اور تازہ غزل
کہ یہ غزل جو سنائی سو کس شمار مین ہے

عجیب لطف کچھ اس کے چھیڑ چھاڑ مین ہے — کہان ملاپ مین وہ بات جو بگاڑ مین ہے

کھڑی جو بھوئی کواڑون کی اپنی آڑ مین ہے — تو گویا وہ جھکڑی اسی دراڑ مین ہے

صبا پہ جا کے تو کہہ دے بجوب مجنون سے — کہ ناقہ شاہد حی کا کہرا اوجاڑ مین ہے

یہ کاش دیدۂ دریا کی بھون بیچ بہرے — کہ میل جول لگی تیری جو کواڑ مین ہے

سکونت اپنی کدھر ہو سکے کہ مجنون تو — پڑا اوجاڑ مین ہے کوہکن پہاڑ مین ہے

یہ مجھ سے کہنے لگی ایک شخص سے جو کل — مزا جو پوچھیے سچ مچ تو چولی پھاڑ مین ہے

ہزار طرح کی فکرین خراب کرتی ہین — غرض نہ پوچھو کہ انسان کس لتاڑ مین ہے

گھبرائی شور سے دل بادل آج دیکھ انشا
کہ بے طرح سے پھنسے برق بھیڑ بھاڑ مین ہے

ست ہاتھ اوٹھا اپنے تو بسمل کے گلو سے — تا آب دم تیغ لب زخم تو جو سے

کیا انکو سرو کار بھلا جام و سبو سے — وو مست کہ ہو نشہ جنہین نعرۂ ہو سے

تا رگ گل بھی نہ میسر ہو تو جراح — باز آئی چاک دل بلبل کے رفو سے

اے شوخ پری چہرہ عجب لطف ہو جس دم — ہین ہونٹ تری جو سون مری ہونٹ کو چوسے

تو سایہ فلک ہووی تو جوں سعد و چراغان
ظاہر ید بیضا ہو مرے ہر سر مو سے

آہ دل عاشق بھی دم گریہ کسی طرح
کچھ کم نہیں اس تافتہ سر و لب جو سے

تم تم یہ ترانہ کے سی کیا بول ہیں صاحب
نفرت جو مجھے ہے تری سو وہ نہیں تو سے

ہنسنے تبھی جانا کہ کیا کو یچ سے کے سنے
ایک ابر سیہ اوسکے جدا اٹھا سر کو سے

میں جھوٹ نہ بولونگا مجھی تم سے ہے الفت
بیٹھا طرف کعبہ ہوں اسوقت وضو سے

کر قتل شہید سے الفت کو یہ بوسے
ہیں بوسے کے شرب آں [illegible] انکے ہو سے

انشا جو یہ ہے ریختہ گوئی سے عبارت
تو او نہیں لگا او فصاحت کے [illegible]

معلوم نہیں روتی ہیں [illegible] رو سے
یا لی جو [illegible]

کیونکر نہ لپٹ جاؤں صراحی کی گلو سے
[illegible]

ای حضرت خضر اونکو بہا ربوند سکے کون
[illegible]

ناصح مجھی مت چھیڑ کہ رکہتا نہیں ہرگز
[illegible]

اب کوئی ہما ہو تو اوسی ذبح کریں ہم
[illegible] ہو سے

ہیو ایک سر مو بہار صفدر سی ضعیف بغض
تحقیق کہ وہ کافر [illegible] احادیث کی رو سے

عقبی کی بھی کچھ فکر ہے انسان کو لازم
مرغی کی طرح [illegible] ہے تو

شعل سے کوئی پھول بیا باکی جو ڈہونڈے
توبھی نہ ملیں شیخ جی صاحب سے ملو سے

ہی عشق کے دو راہ کہ اب جنگلی بد دولت
ہیں تیرے [illegible] اپنے گرو سے

کیا تم سے اگر غیر نہیں آنکھ لڑا سے
یہ نرگس شہلا تو [illegible] کی کدو سے

دولت سی تری حسن کے ای فتنہ آفاق
[illegible]

اب قافیہ باندہ اور ہے انداز کے انشا
ہی تجھکو گذرنا شعرا کے سر کو سے

چھیڑا دمی نہ کیوں ایسی پریزاد کی بو سی
ہیں ہاتھی و دانی جن نے بھی آنکی بو سے

اب بیچ کے لوگوں کی تو کیا چاہئے منت
دل ہنسنے دیا تھا سو او نہیں کے تو بہر و سے

معقول چند دوستوں و اُدھیڑی انصاف کی ذولی
جو شخص ہو یہاں میں تجھ بن بتی تو اوسی کو سے

ہیں تسلی کسو واسطے آزردگی اتنی
یا اللہ کہ تنگ آتی ہیں ہم آپ کی خو سے

کیا کچھ بنی بن بھولی رہا تو نہیں جاتا
اللہ کہا تاک کوئی اس عمل کو مسو سے

شیشے ہوں سو بیس تو ستوں کی تسلی
ساقی کوئی ہوتی ہی بھلا ایک سبو دو سی

ہی ایک قناعت کو فقط نان جوین بس
درکار نہیں اونکو تکلف کے سموسے

امروز کبھی کھائے مہ و مہر کو ہر گز
ہیں یہ بھی او سنز مرہ میں ہوا ہیں کچھ کر

کچھ فائدہ بھی بحث سی اے ناصح مشفق
آئی ہو نظر تم مجھی کچھ بیہودہ گو سے

انشا غزل ایک اور قوافی میں بھی کہہ ڈال
داد اوسکی بھی مانگ کہ ہر ایک ریختہ گو سے

ہو توبہ شکن آج ولا تو سر تو سے
کپڑے و نیہ چھڑک می گلاو ڈرا شمع کے تو سے

ہی عاشق صادق یہ ترا ایک بہادر
دس بیس تو کیا چیز وہ ڈرتا نہیں سو سے

ایک بوسہ پہ دل مجھکو لگا دیتی ہیں ہم یوں
جیسے متمتع ہو کوئی مال گرو سے

کر بیٹھے زمیں فضل خدا ساز پہ تکیہ
جب بن نہ پڑے بات کچھ اپنی تگ و دو سی

جیاں اہل توکل او نہیں اشخاص کو جونپی
محفوظ ہیاں و ناک و گرو دجو سے

کیوں مغز پھر آتے ہو میرا ناصح مشفق
زنجشی جا کر تو کسے حرف شنو سے

یاد آتی ہیں ایک پیر مغان سنے مجھی ابر
ہی اس سبب افراط محبت مہ نو سے

اے دل وہ خوشا کشت برومند کہ جسکو
خطرہ ہے نہیں تہلکۂ وقت درو سے

افواج گل و لالہ میں ہے زلزلہ انشا
اس باد بہاری کی سواری کے جلو سے

یہ نہیں برق ایک فرنگی سے
رعد و باران فسوں فتنے سے

کوئی دنیا سے کیا بھلا مانگے
وہ تو بیچاری آپ ننگی ہے

واہ دلی کے مسجد جامع
جسمیں براق فرش سنگی ہے

حوصلہ ہے فراخ رندوں کا
خرچ کی پر بہت سی تنگی ہے

لگ گئے عیب ساری اسکر جانتا
یون کہا جسکو مرد ننگے سے
ڈر و وحشت کے وہم و وہم سی تم
وہ تو ایک دیونے ونگی ہے
جوگی ہے صاحب آپ کی بہی واہ
وہرم صورت عجب کو ڈہنگے سے
آپ ہی آپ ہے پکارا و ٹہتا
دل بہی جیسے گہڑی فرنگی ہے
چشم بد دور شیخ جی صاحب
کیا ازار آپ کے اوٹنگی ہے

شیخ سعدی وقت ہی انشا
تو ابو بکر سعد زنگی ہے

شب خواب مین دیکہا تہا مجنونکو کہین ایسے
اوسی جو کراہ اوٹہی لیلی کو لیا تپ نے
دیکہی تری جلوہ کو باصحت کے جو ...
موہنہ سے وہین کالے کو کیا بار لگے جینے
ہی جنس پری سا کچہہ آدم تو نہین ایسا
ایک آگ لگا دی ہی اوس امر دو تش کپ نے
اسطرحکی شانے مین کیا شعف رہا باقی
ہم اوس سے لگے کہنے وہ ہم سے لگا چہنپے
ہنگام سخن سنجے آتش کے زبانونکو
شرمندہ کیا ای دل اوس شوخ کے لب نے
سرامین دنیا کے سو جو دیہہ ہر دیکہو
آدم کو کیا حیران شیطان کی سب جہپانے
گرمی سی مری دلکی اس موسم سرما مین
یہ گنبد گردون بہی کیا لگا تپ نے
رہ وادی ایمن کے لیتا ہون کہ گہبرایا
اس دلکی بدولت یہان مجہکو طرف جیب نے
ہی ہم سی بہی ہو سکتا جو کچہہ نہ کیا ہو گا
مجنون سے جفا کشنے فرہاد سی سرکب نے
چل ہٹ بہی پری بجلی دل بادلونکو لیکر
وہلا ہے دیا تیری تلوار ونکی شب نے

کب تاب کرا ہو مین نالہ نہ بہرون کیونکر
مین کیا کرون ای انشا اب جی ہی لگا کہنے

دل لگے پر حجاب باقی ہے
فکر ناز و عتاب باقی ہے
بات سب ٹہیک ٹہاک ہے پہ ابہی
کچہہ سوال و جواب باقی ہے
گرچہ مجنون کہا چکے لیکن
دور جام شراب باقی ہے
جہل وعدہ سی اونکی بیتان اتبک
شکوہ بے حساب باقی ہے

گاوے کہتے ہیں شام ہوئی ابھی
ذرہ آفتاب باقی ہے

پھر کچھ یہ کہ ابر میں کچھ کچھ
پر تو ماہتاب باقی ہے

ہے کیسے یہ کہ مجھ پہ چڑھ کیں سے
جو لگن میں شہاب باقی ہے

اور بھڑکے ہے اشتیاق کی آگ
اب کسی صبر و تاب باقی ہے

اڑ گئی نیند آنکھ سے کس کی
لذت خورد و خواب باقی ہے

ہے خوشی سب طرح کی ناحق کا
خطرۂ انقلاب باقی ہے

ہے وہ دلی وہ ترک سوجھنگی تون
جی پہ اسکا عذاب باقی ہے

جو بھرا شیشہ تھا ہوا خالی
پردۂ بوسے گلاب باقی ہے

اپنی امید سے تھے سو برآ سکے
یاس شکل سراب باقی ہے

ہے ... آنکھوں نہیں
دم بسان حباب باقی ہے

مقطع فرمودۂ حضور انشا
... اضطراب باقی ہے

... نگاہ سے کہ جینے پہ حرف ہے
ہے دلبرا جیسے زخم کہ سینے پہ حرف ہے

زر خرچیان کہ املاک اپنی بیان کریں
قارونکی بھی یہان تو خزینہ پہ حرف ہے

ملتی تھی چھوٹی پانچوین وہ وقت تو گیا
اب یہ کہ چار پانچ مہینے پہ حرف ہے

کیا دخل ہے جو ہاتھ سے سیر سے پین شراب
وہان کتنی گنتے بات بھی پینے پہ حرف ہے

طوفان اشک نوح علیہ السلام سے
بولا کہ آپ کے بھی سفینہ پہ حرف ہے

ناچیز آپ جانتے ہیں اسقدر سے مجھے
الفت تو جا وہی بھاڑ مین کینہ پہ حرف ہے

ناصح جگر کے زخم کو جب راج کیا سئے
یہان سوزن مسیح کے سینے پہ حرف ہے

یہان ہر بن سام مین خون کا بہے یہان
نکلی تو خون ہی نکلی پسینے پہ حرف ہے

انشا کی مہر ہے بھلا آشنا سنو ا
کندہ یہ کھلی اسکے نگینہ پہ حرف ہے

اب دو میان کرکے دیکھئے کیا ہی گشتا ہوا
اسکا سر ایک اپنی قرینے پہ حرف ہے

دیوان ریختی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب سی کہ سامنا ہی اوس چاہ کی گلے کا
ہی ورد مجھکو حضرت مشکل کشا علی کا

دھڑکا گیا دل اپنا تو نقشہ یاد آیا
بی اختیار مجھکو اک پھول سنگنی کا

زیبائش اونگلیونکی اونکی مہندی جیسے مجھسے
ہی صاف وان تو عالم اک سونگ کے پہلی کا

مجھسی نہ اوڑنا تھی تورات تو کہین تھے
ہی رنگ کوئی جیتا ایسی سہلے ولی کا

ہاتھون سے تیری مین تو کمبخت عاجز آئی
جو کام ہے نگوڑا تیرا سو ہے ملنے کا

مین کیا کہون دوگانا اوس گل کے دو ہی ہے
جو حال ہو گیا ہے اس پاؤن کی سنلے کا

کیونکر قدم رسولون جاکر بھرون نہ چوکی
رکھتی جو آسرا تو ایسی مہا سبلے کا

دل گدگدا رہا ہے جس شخص پر کل اوسکی
زانو کی نیچے گھوڑا اتنا بہیرا تہلے کا

جوڑی بغیر گذری کسطرح مردوزن سے
یہ چال ہے ولی ہے یا کام ہے للی کا

انشا سوای اپنے اللہ کی جہان مین
ہے کون کھونے والا اس دل کی بکلی کا

وصف بیان کیا کروں رات کی مہمان کا
آوے نہ راہ و بنا جان بنے جان کا

رات جو پہنے سنا قصہ پرستان کا
خواب میں آیا نظر تخت سلیمان کا

تجھ سے پری بھی کوئی ہووے تو شاید کہو
ہمنے تو دیکھا نہیں آدمی اس شان کا

میں وہ گیا مر دو اٹھو سٹر رہا غش ہوا
بھاپ لگا لد گدا جسکی تری ران کا

یہ بھی تو ایک ہو ہیں دم ہوٹ پھول کرن
نیچے لہنگا میں باولی سکے تہان کا

بات جو سکے کہہ نہیں سو وہ دوا سی سکے
موہنہ نہ دیکھا وہی خدا آپ سی نادان کا

مل تو مری پانونکی انگوٹک انگلیاں
بھیک دی رابیل تو بار مدن بان کا

تیری تو انشا کہہ بات نہ باور کری
جامہ میں کرا گر آوے تو قسم آن کا

اللہ کرے سلامت جسم جس یہ ریہ بیڑا
ہی سبکی دم تیاری سے دنیا کا سب بکھیڑا

کیوں گیلی انگلیوں سے تو مجھکو بیتے پیتے
ہی ہی تری گلہری کیا مانگتے ہی پیڑا

بندی کی دشمنی میں ناحق جیسے ہوں الہی
لگیا وہی اونکی موہنہ پر ازغیب کا تھپیڑا

باجی سے اپنے ہنس کر کل دیری یہ بولی
کیوں تمنے میری انشا اللہ خان کو چھیڑا

کروں بستا کیا اپنی دوگانہ سے کہانیکا
دماغ آگرا نہیں ہیں بہس باساری خدائیکا

نیا یہ سو ہا لستے لگا ہے تو دہ میں میرے
ہوا مربان کا لڑکا کمسن دو مجھلی بہائیکا

دو وہی جاسی کہیں نکر بات جیت ان نالستی ہوکر
دوا کا آسرا ہے یہاں بھروسا کچھ نہ دائی کا

بھلا جانی پہ تو ... دھوی دنیا ہی بات یانی سے
کہ یہاں گھر کہاں سب معلوم ہے اونکی صفائی کا

تجھے بکڑا نہ تھا انشا سی یہ بات کرنے کل
مگر ناکام سے تیری ہی یہاں تو بیحیائی کا

چوٹی یہ تری سانپ لی ہے لہر دوگانا
کھاتی ہوں تری واسطے میں زہر دوگانا

چتون تری بس دیکھتی ہی یاد پڑی ہے
دلی کی وہی چیل وہی نہر دوگانا

نوج ایسی کہیں اور ہوں گر کھوج میتی لوگ
سب تاڑگئی ہے یہ بڑا شہر دوگانا

بن ٹھنی ہین وہ وا ہوو اس وقت جو ہم تم
تو لاکھ ہدیہ کا تو بندے سے پھر دو گانا

مین تجھ سے سمجھو نگی بھلا کون ہی انشا
اللہ ارے تو نے بڑی قسم دو گانا

تم نے پڑتے کہانی تو بنیڑے سے انا
پیلی ٹھیکری ایک ڈھونڈ نے لا دی جس سے
کٹ زناخی سے ہوئی دوستی اچھا تو ہوا
آپ بیٹے تو کوئی بات نہ چھیڑی انا
اپنے رگڑا کر وہین پانوں کی ایڑی انا
کٹ گئی یعنے مری پانوں کی بیڑی انا

نہیں سنگار لیا تو نے تو پھر انشا نے
میری دردانہ کی کیون نہ جوانی اوکھیڑا انا

تھام تھام اپنی کو رکھتی ہون بہت سا لکھی
لینے کو تھی یہ کچھ اس پر سب سے نیلا لیوی
سیدی عنبر کے جو آنکھا یہ بڑ رہیت کہ کھیون
کیا کہون ہم نہین سکتا مرا اندر والا
لیگیا جان اوڑا ایک کبوتر والا
وہ ہی قصہ تھو ورشن صنوبر والا

اوڑھنی زرد دہ دو انشا کی ان پر یوشے
اوڑ گیا میری نگوڑا جیہ کو سنتے پروالا

آگ لینی کو جو آئیں تو کہیں لاگ لگا
نہ برا مانی تو یون نوچ کوئی سہی بہر
بیٹھی بیسر اگن اگرا اپنے درختون مین تو پہر
اوڑ گئی فاختہ کیون سرو یہ دم دیتی ہی
بی بی ہمسائی سنے دی جہین مری آگ لگا
بیگما تیری کیاری مین نیا ساگ لگا
پہول اور پہل کے جکھڑ ہی یہان پراگ لگا
اجی اسکا نہ کچھہ اچھا سے مجھی کہنے لاگ لگا

شوق سے سونگھہ سے انشا مری جبا تو نکی
دی جھنجل خور کے ہونٹو نین تو لیک ناگ لگا

ہای پہلپل افسو کے بدلی لگی نکیو نکر اس سے
جیو نکات گیا نکال آنکھہ مین سے ایک بگولا جو لیا
چوٹی کا یہ دل میرے سے آنکھہ کے تل مین بہیکیا
بند توڑا کر یہ دی اوڑا کر اس محل مین بیٹھ گیا

ہی یہ نہ سمجھی کو سے منزل انشا اسکا نام تبا
ڈر سا دلگی میری اندر اس منزل مین بیٹھ گیا

اپنا جو بنتا ہو تمہین زور نگوڑا
صدقہ اوسی کر ڈالیئے در گور نگوڑا
سوتی تھی مزے مین کہ گئی نیند اوچٹ ہائے
کیا جانئے کیسا یہ ہوا شور نگوڑا
مین چنچ پڑون کیون نہ جو لی چٹکی مین اپنے
ڈالی مسل انگلی سے مری پور نگوڑا
ہمسائی مین تو بنل ہوئی کل رات کو انشا
گھس اوسکے زنانے مین گیا چور نگوڑا

تری مہر گر پڑی تو اری سر نہ تھام اپنا
پیمنے سے اچھی اسپہ تو کھدا لے نام اپنا
کمبخت ہی وہ کام دگانا بہت برا
صدقہ گئی تھی جسنے یہ زمانہ بہت برا
لو شمع کی لگاتی ہے ان آنسوؤن کا تیہہ
پانی مین ہے یہ آگ لگانا بہت برا
کیون آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے خوامخواہ لو
ہوگا کسیکے جی کا ستانا بہت برا
دلسوز ہے دوا میری بر اوسکا یہ گہری
لگتا ہے اونگلیون کا نچانا بہت برا
پھر آئی میری آنکھہ تو انشا نے ایدن کہا
لگتا ہے مجھکو سوتی کا بہلانا بہت برا

بیکیا مین جو بہذی ہوون تو بہلا تجھکو کیا
پہپتے تو شاک زری ہوون تو بہلا تجھکو کیا
تو تو اوٹھی نہین جائیگی مری گلیون مین
اری مین عیب بھری ہوون تو بہلا تجھکو کیا
اپنی بجلی کے سی تو چہب کی خبر لے باجی
گرم مین گو کہ ذری ہوون تو بہلا تجھکو کیا
کسی کا باغ تو لوٹا نہین ہے مین اپنے
گو وہ پہولون سے بہری ہوون تو بہلا تجھکو کیا
تھی وہا لونگی سی لیتی کی طرح سے انشا
وہ ڈٹی اور ہری ہوون تو بہلا تجھکو کیا

رنگ ہی آنکھہ کی پتلی مین اٹ کا جھلکا ہے
چھوڑ دنیا مین دیا جن نے یہ تپلا کل کا
مشک کی طرح سی گال اپنے پہلاتا کیون ہے
اری اوسقہ کے لونڈی تو نہ پانی چھلکا
پک رہی ہے یہ جو کھچڑی سے سبھو مین جب سے
اوسکی اب تک نہ گلی دال نہ چانول ٹسکا
ہاتھہ آیا سو ہتیلے سے ہتیلے ملنا +

جو سہے اور بہار میں جاوے یہ نامہ راجیکا

چھتی ہے یہ تو نگوڑی مجھی بہاری انگیا — کوئی سادی سی میرے واسطے لاری انگیا
گو کہ ہر ولہر نبت ڈاک ستاری کیا ہے — اس سے بہتر ہے کم بخت گنواری انگیا
گئی اک بنی جو بنکے تو جھپاک کر اون نے — کچھ عجب ذول سے کل اپنے سنواری انگیا
بی بی مغلانی جو سیلا تین نہین آتے پسند — بیگماجی نے وہ سرا اونکے سی ماری انگیا
جسمین ہو باس سا ہوتیری وہ نشانی دیجیو — پہلا مین کیا کرونگا اسے تری داری انگیا
ڈرتی ہی مجھ سے جو بدلی تو اجی باجی جسان — وہ بھی ایک دیکھی جو ہے ہماری ہی بہاری انگیا
تھی عجب کوئی ملکہ جسنے یہہ کاڑھے بوٹے — واچھڑی بن گئی ایک پھولونکی کیارے انگیا
نوج سینے کوئی شبنم کی کٹورے سے ہماسب — تارے دیکھین ڈوب گئی دون کو سدا ماری انگیا
اشرفی تنے جو دیے تو اجی یہ سکھ سے — نانا اور آن کے گویا کہ ٹپارسے انگیا

ہاتھ انشا کا کہین جیو جو کیا تو لولین
تیرا مقصد در کہ تو ہے سے ہماری انگیا

تو قیامت کی سی سرخی ہے حد بڑا تیرا گلا — خوشی نہین آتا ہمین سے فاختہ یہ چو چلا
روپ آلو کا کٹ بیٹھے کوئی کالے بلا — تب تو بی سے ٹیڑہین کا لو بلا کالو بلا
کیون پڑا اتھلانی نہ جی میرے کلیجے مین پھسلا — ہے تمہارا روپ ایسا جیسے سونیکا ڈلا
سیل کے کونا ہی اوسکی آج مین کیا اہی وا — ہے میری باسا جو لڑکا تیرے گودی کا پلا
جان صدقے اوس پری پر یون کہا جن نے مجھے — آپ بیتی کہہ کہانی کچھ کسیکی مت چلا

دلمین ایک انشا کی ٹھکی سے پر کھوٹ گئین
واچھڑے معقول یہہ کیا تھا بھلا صاحب بھلا

تنی جو میرا دوپٹہ ہی یہ دوگانا بات کہ ہے — لگتا ہے ہمین دونوں کو ٹھہ ہے یہ دوگانا بات کہ
ایسی چالین چل تو ہی ہی جا وہر جو لوگ کہین — آپ ہی انکی ستاہی یہ دوگانا بات کہ ہے
روکھی پھیکی کڑوی کسیلی ہوتی ہو جو ہم سے تم — چاہیے تھا جی میٹھا کٹھا ہی یہ دوگانا بات کہ ہے
ملتا پائی خوب نہین کچھ بازدو ایسی باتون کو — لگ گیا میری موہنہ کو ٹھا ہے یہ دوگانا بات کہ

خط پڑھنے کو ڈیوڑھی کے اوپر جا بیٹھے کوئی ٹوٹا سا
انشا تو ہی ہنسا کتا ہے یہ دوگانا بات کے ڈھب

گھر میں چوٹی کی تیری ڈر کے ماری کانپ کانپ
آج تم کوٹھی پر آئیں امی بڑی دائی اللہ
کوئی او نکل خیر سے اونچی ہوئی تو کیا ہوا
تو جو کہتی ہے کہ تجھکو بہانا ہے ایک جٹا

چونک چونک اوٹھتے ہو نیند میں راتوں کو کہکر سانپ سانپ
لوگ سب سوتی ہوئی تھیں جگائی ہانپ ہانپ
قد بڑھا یا بیگماتی میرے قد سی نانپ نانپ
کیا ڈرانی تھی او لگتی ہے یہ تیری بہانپ بہانپ

ہی بڑا اجگرا تیرا انشا اری تو پھر ...
کب تلک میں تیری کرتی ... [illegible]

کوٹھی پر سے پڑ گئیں پاکہ سندیروں سے اوپر
سر ہلا ہے بھروسا نہیں ہے تا کسو وقت

صحن میں ... [illegible]
کس جگہ ... کہ وہاں ... [illegible]

لوگونکی چرچی کا ہوتا جو سبجھے ڈر انشا
تیری کیوں انکھیں بہلا ہوٹ ... [illegible]

بس بلا ہی نہ لے میری چیٹ چیٹ
سیج پر تو ہی جو نہو تو یہاں
مجھے لٹکے جو رات کو اوسکا
دم دلاسا عبث نہ دے انا

... [illegible] کہٹ
چین مجھکو نہیں کسی کروٹ
سینہ بوسے طرح سی جاوے پہٹ
جل گئی ... میری بھی ہٹ

چوٹ ایک دلکو لگ گئی انشا
جب سنی اوس کے پاؤں کی آہٹ

مردوں سی پیچ تو مت حسن ہی پر ہے کم بخت
مٹ اوجڑ گئی سے پڑا او رعشق نہ کہا کہا گر
چاہ کیا بڑی دائی صورت اوسکی کیسی ہے

اب بھی آتو جانی دسے در گذری کم بخت
بکلی نہ کر آخر میں سے ذری کم بخت
میں نہیں سمجھتے یہ تیری زرگری کم بخت

ہاتھ میں سدا اپنے رکھیو دلکو انشا کے
بات مان سی میں ہے تیرے بہتری کم بخت

تجھے کچھ بہشت مرہی ہے بیٹھ پری او کم بخت
تاڑ جاوینگی تری لوگ ارے او کم بخت

غزل دو بحرین

سانس پہ ٹھنڈی ٹھنڈی کیا بھرتا ہے عبث
آنکھ کس سے ہو اجی ہم سے مکرتے ہو عبث

میری دوگانا اور مین تو نہین ہین جیسی ریختہ
دونونکی جانین ایک ہین طعنے جو کرتے ہو عبث

کوٹھی پہ پیاری مت پھرو کانٹھ بھری ہین سیڑھیان
خطرہ لگی ہے کیون بھلا چڑھتے اوترتی ہو عبث

چاہی نہ وہ جو آپ کو کیون پھر اوسکو چاہیئے
ایسی پہ مرتے ہو عبث جیسے گذرتے ہو عبث

انشا سے ملتی کیون نہین جو بھلا تو دیر کیا
جی ہی پہ کھیلے ہو تو پھر لوگون سے ڈرتے ہو عبث

ساری بجو تو نسی پڑی ہے یہہ موا خوجا خبیث
پہلو کھورا ہی کری ہے یہہ موا خوجا خبیث

رات بھر کہا انسا کریہ نیند آتی ہے نہین
سوت کی اب دن بھرتی ہے یہہ موا خوجا خبیث

بوٹ کی جوڑ الیان آئین تھین بائین ہاتھ سی
سو گئے بابن کر چڑی ہے یہ موا خوجا خبیث

تو نی کیا جوڑتا ہے اوسکو منہ تک کھینچ لا
دیکھیو کو کارہی ہے یہ موا خوجا خبیث

بیگما انشا سے چھپکے نہ کھیلو بس کرو
رشک کے مارے مری ہے یہہ موا خوجا خبیث

کوئی چاہت مین کسی شخص کے بدنام ہو نوج
اے دواجان وہ کمبخت برا کام ہو نوج

مردوا مجھ سے کہے ہے چلو آرام کرین
جسکو آرام وہ سمجھے ہے وہ آرام ہو نوج

آگیا تیری رضائی مین پسینا مجھکو
گرم ایسا بھی نگوڑا کوئی حمام ہو نوج

دن وہاری رہے جی تو نہ بجے ای انشا
گلے سے کالی بلا ہا سے وہ پھر شام ہو نوج

صدقے اپنے نہ او سکی کوئی قربان ہو نوج
ایسی لوگونکا کسی شخص کو ارمان ہو نوج

یون اشارہ سے کہا مجھ سے خفا سی کیون ہو
جان اور بوسہ کا ایسی کوئی انجان ہو نوج

پڑھیون لاحول نہ کیون ہو سب شیطان لگا
لاگو ایسی کی کوئی اے موئی شیطان ہو نوج

باجی کہتی ہین کہ ایک مردوا بزنش ہے تو
مفت ایسا بھی کسی شخص پہ بہتان ہو نوج

مل کے انشا سے پشیمان ہوئی ہین تو بہت
دل لگا کر کوئی ایسے سے پشیمان ہو نوج

بیکما جاوے کے دریا کے بڑی بات کو سوچ — نہ دہڑک پاون نہ دہر پہلے تو گہر گہاٹ کو سوچ
بہی جاتی ہین بہار اسمین کہان تحمل بیڑا — دہار تلوار سے بہی تیز ہے اس کاٹ کو سوچ
اری وودا یان سے جلی جا تو دلی پاؤن ابہے — دیکہہ کمبخت کٹوولی کو نہ کچہہ گہاٹ کو سوچ
ٹاٹ کے ٹکڑے پہ کہنیچا ہوا ونہین تو بولین — میری کپڑونکی طرف دیکہہ او راس ٹاٹ کو سوچ

سوچیو کہین او نہین آنکہونکی ترازو پر تول
اری انشا تو بنیونکے طرح بات کو سوچ

کیا کسی باغ مین ہے آج پڑی سوتی صبح — کیون میرے سامنے کمبخت نہین ہوتی صبح
کالی بادل نہ گہر آتے تو ارے ای لوگو — ابر و اج مری منت مین کیون کہوتی صبح
ہین جو بکہری ہوئی سبزہ پہ لڑیان سہر گو وے — لائی تہی تیری نچہاور کے لیے موتی صبح
پیالیان گل کی جو یہ ہو گئین تو بلا سے باجی — کاش وہی کو میرے دلکی بہی کچہہ ہوتی صبح
ہر کسی شخص کے امید کی لٹیتے ہو ہر سے — بیج ایسا کوئی مالن نہین کیون بوتی صبح
میری توجی یہہ بوڑہی ہین کہ اونکے گویا — رات پالی ہوئی جلبشن ہے یہہ اور یوتی صبح

اوس پہولونپہ پڑے تو نہ سمجہیو انشا
یہہ کسی کی نئے ہے آنسوون سی روتی صبح

کیا بلا ہوتی ہے کچہہ ایسی ہے دل کی طرح — کہ پڑی پہرے جلی پاونکی بلی کی طرح

ایضاً

کہلکہلاتا ہی مرے آگے جو ہو کر گستاخ — کیا بلا گل نے نکالی ہے کوئی تازہ شاخ
کان کی لو مین گہسی ہوئی سی بالی کیونکر — جسکا ہو سوئی کی ناکی سے بہی تنہا سوراخ
اری ہنس مکہہ تو اسی پہول کلی کہلے پکار — کہلے پڑتے ہی یہ کرتی ہوئی لوگونسی مذاخ

کرتی ہی تنگ تجہی کہو سے ہی کیون انشا
کیون ری لونڈی اری نرگس اری او دیدہ فراخ

بلا تین مینے جو لین اونکی کل چٹلخ چٹاخ — تو کس مزی سے کہا بیگمانی چل گستاخ

شب برات جو آئی تو دیکھیو انشا
کہ مچ رہی ہے پٹاخونکی کیا چٹاخ پٹاخ

مین تری صدقہ گئی امی مری پیاری مت چیخ — مت جگا نیند بھری لوگونکو واری مت چیخ
لگتی ہے چوٹ تو لگنی دی سوتن اور وری — ایکدم کے لیے خاطر سے ہماری مت چیخ
اپنا چہرا نہ بنا او م یہ پھیلا اسے بلبل — کہدیا مینے نہین تجھکو کہ ہان ری مت چیخ
کیون مرا مغز پھراتے ہی ارے مینا جیب — اوڑ گئی دور یہی ہو جیسے گنواری مت چیخ

چیخ چنگھاڑ مچاتے ہے یہی انشا سے نہ مل
نواب منتین کرکے تری ہاری مت چیخ

مینے جو حوض مین ایک موم کی چھوڑی بطخ — تو لگی دھوم مچانے یہہ نگوڑی سے بطخ

ایضا

جاڑا سا لگے ہے کھینچ لے مجھکو لحاف مین — پاجامہ یخ ہے برف ہڑا و لا ازار بند

تقصیر کیا ہوئی ہے کہ انشا یہ رات کو
وہ گبہہ وار آپ نے تو لا ازار بند

تیری ازار بند کی کیا بات ہے پرے — ہی سب ازار بندون مین چھیلا ازار بند
بجلی سے ایک کوند گئی اپنے آنکھہ مین — کالی گھٹا مین تیرا یہ چھیلا ازار بند
کیا بھر گیا ہے آج کہ جس کی سبب ترا — ہی سخت جیسے لکڑی کا کھیلا ازار بند

انشا او راپنی نشانی نہ دست بجئے
دیجئے تو اپنا میلا کچیلا ازار بند

ہی تو سہی ابھی یہ نکیلا ازار بند — لیکن کسیکا نوچ ہو ڈھیلا ازار بند
ہی ظالم اے دوگانا تری ڈھیلے پاسنچے — نیفہ گلابی اور وہ نیلا ازار بند

ہے زہر اسمین تو دو موہی سانپ سی بہی تہر | نیفہ مین تیرے ہی جو سجیلا ازار بند

انشا کو اور اپنے نشانی نہ سے ارے
سٹ نکالدی نہ یہی لا ازار بند

ای دوگانا مجہسے کشتی کہیلنے کا ہی گہمنڈ | تو کیا گر آج سے تو بہی ایسا کلیس ڈنڈ
جو پری مہندی لگاوی اوسکی باندہی ہاتہ پاؤن | لوٹتی کیا کیا مزے ہی یہہ موئی شغل ارنڈ
ای بڑی والی گئی گذری ہوئی باتین نہ چہیڑ | نوچتی کیون ہی بہلا اس دلکی زخمونکی کہرنڈ
آپ کی گاین کی تعریف کیجے واہ واہ | کوئی دہوبی گہاٹ پر جیسے وہ گاتا ہو دہوکنڈ

پہر رہی ہیں تیچ ان آنکہین مین انشا رات دن
دہوپے دہوے نور تن اور گوری گوری اونکی ڈنڈ

چہلی ایک جوگی نکہی ہمنے ایسی لنڈ منڈ | لوٹ جاوین دیکہ جنکو سینکڑون پریونکی جہنڈ
تم تو کیا ہو گیا ڈنڈوت کرتی ہین یہان | سب مہاراجونکی راجہ جی بڑی ہی این جو منڈ
ایک محلی پر خفا ہو کر دوگانا نے کہا | کیا کرین تجہکو بہلا کوئی ارے ای سو کہی ڈنڈ

سینکڑون آنکہین ہیا ہیلے غوطہ کہا گئین
کیونکر انشا ہات کو تیرے نہ سمجہی برہمہ کنڈ

اجی بس ڈول سی بن جاتا ہے گہوڑا کاغذ | ہم بہی دوڑاتے لکین لاؤ نہ تہوڑا سا کاغذ
اوہ موا تو نے تو کر ڈالا بہت سا لوچہا | پر کبوتر نے نہ وہ چونچ سی چہوڑا کاغذ
اوس سے کہدو کہ نہ بہیجا کرے لکہ لکہ کے ہمیشہ | مجہے بدنام کرے گا یہ نگوڑا کاغذ

جیسے تو دیکہہ تماشا کی طرح انشا نے
یون دکہا کر تجہے ہٹ دینے سے پہوڑا کاغذ

جا کی کیلون مین جہیو سب سے اکیلے ہو کر | تاڑنے کوئی تو تن جایئے کیلے ہو کر

یون سے وان جاکے دوا مڑکے اودہر کی چیلے
اونہین حمام مین لیجا تو طویلے ہو کر

کیا بڑی پہرتی ہے اوسکی ہر طرف رفرف نظر | ہی پری براق سا چہرہ کسیکی حف نظر

مدہوستی کو دوگانا جان بہی پس پس گئین
اونکی ہاتہونسے وہ لپنڈی اپنی دلنین ہو گئے
ہین پری سی ایک جوگی جی بڑے صاحب کمال

آگیا جو گوتی کے موسنہ پر او نکو کف نظر
نکلے ہاتہونین وہ آتا ہے سنہرے دف نظر
دور سے آتا نظر ہے جنکا وہ مندکف نظر

وہ جہمکڑا اور ادائین دیکہہ اس اٹہکیل کے
مجہکو انشا آگئی پریون کی صف کی صف نظر

خانی چیاہ ہے وہ جہاڑ پہاڑ +
جو مجہے نوکے سو آلہی گرے
تیرے کوٹہے یہ رات مار کمند
لوٹ جاوے کہین یہ تیرے چول
کیلئے اپنے ساتہہ لاتے ہمین +
کیا کرون جانتے ہون چاہت مین
جب تلک ہو سکے دوگانا جان +
آئے پہر یا نصیب یا قسمت +

سینکڑون گہر گئے ہین جن نے اوجاڑ
ہوتی سوتے کو اپنے کہاوے پہاڑ
چہپ رہے تہے ہم ایک سنڈسیر کے آڑ
ارے او بے تیرے نگوڑے کو آڑ
آپ ان لونڈیونکی دہاڑ کے دہاڑ
لا کہڑے جونکی ہے اد کہاڑ پچہاڑ
قاکیجے اپنے طرف سے دوڑ دپاڑ
رجہ بدا ہیر سنوار یا کہ بگاڑ

لے چل انشا مجہے کہیو رستے
یہ تو ہے مرد نام اس کا تاڑ

ہون مین سو بار بہجاب جیٹہے گر جاے نماز
بگما نے جو کیا جہک کے سلام آتو کو
یون تو بہلا تجہے اور دو دو ہون نہانا ہو نصیب

اپنے کرتوتون سے پر ہم کوئی آتی ہین باز
آغا مینا نے سنائی اوسی یون ہی آواز
بیاہ ہو سینگی سہرے سے تری عمر دراز

بیگما جان بڑی شرم کی ہے یہ تو بات
گٹہہ گئین لطیفے سے انشا کی تمہاری پے قاز

کوئی کمبخت ہمارا نہین ایسا دل سوز
گوری دولہہ کو لگی ہاتہہ دولہن جو گوری
میری طوطی کو پڑہا یا کرو آتو جی تم

کہ ملا دیوی کسی ساتہہ ہمین آجکے روز
نقری گہوڑی کی نصیبونسی ملی گہوڑی لوز
خوب بولیگی ابھی ہے یہ ابہی نو آموز

ٹھہری گی خوبسی سر او ریکک کی لڑکو
اونکی اندری لڑانیکو کل آغا نوروز
بھیدی می اوسنے انگوٹھی تجھے فیروزہ کی
اسکی یہ معنی کہ مین تو وہین خواجہ فیروز
گل چمن بہ جو جاک ساتھ پڑی پھرتی ہے
شاید اب اسکا کوئی یار ہوا ہے زر دوز

جون ہی کہیچا تھین انشا نے تو لبس کر ہی پرین
اجی لاحول و لا قسے کر ی یہ نا بوز

باجی کی باس مین جو جی ایک عنبی کی باس
تو ٹھیک ٹھیک ہوگئی دولھن جی کی باس
مین یہان دہری جو پہول پہولونکی انکو سونگھہ
صدقہ گئی تھی یہ تیری سونگھنے کے باس
تبنا انکوڑا کہنا بھی کچھہ لفظ ہے بھلا
ہم تو یہی کہینگے اجی ابٹنے کی باس
چاہت کی آگ سے یہ تپنا دل کہ اے دوا
گو دیمن اپنی بہرگئی پہولی جینی کے باس
اوس بدنمی پہ آنکھونکی بہونرونکی بھیڑ ہے
ہو گی کسی پری مین نہ اس طنطنے کی باس

پہولونکی بو بھی پہولی اب انشا جو تو سنا
اونمین سمارہے تھی تری روٹھنے کی باس

گو دہپولون سے پاری میری دوگانا شاباش
تیری کہتے ہو ہری میری دوگانا شاباش
اوٹ مین اپنے دکہا دی تھی اس شخص کو آج
مین ترے صدقے اری میری دوگانا شاباش
میری خاطر سے جو دو کہہ ہو تو تیرا بوسہ لی
اور بھی ایک ذری میری دوگانا شاباش

بھی انشا کے دکھانیکو جو دہانی پشواز
بنگئی سنبر پری میری دوگانا شاباش

نہین زیور سے کچھہ بہن پر غش
مین تو ہون تیری سادہ پن پر غش
آتی رابیل ہو گئے مین آج
گوری گوری تری بدن پر غش
یون ہی مین غش ہوتے دوگانا پر
راجہ نل جیسے تہا دمن پر غش
کیا ہی سناٹے کے ہوا آئے
ہوگئی جان اسکے سن پر غش

باغ کی سیر مین ہوا انشا
تیرے پیجامے کے چمن پر غش

باجی تم چاہتے ہو بندی سے جیسا اخلاص
اجی ہو وکوار یونہین لیچ ہوا ایسا اخلاص

نہ تپہیلے مجہو دو یہان سی اوڑ نیچو ہو جاؤ
کسکو کہتے ہین محبت اجی کیسا اخلاص

اوپری دل سے نہ مل اونسے جو کہیلین حرفت
جیسے مونہہ ویسی تہپیڑ ایسے کو ویسا اخلاص

پاس کچہہ ہووی تو چاہت بہی پڑے کچہہ معلوم
سچ کہ آندہی ہے بڑا دینے کو پیسا اخلاص

ہین یہہ دولہہ دولہن اخلاص و محبت انشا
جیسے جل بخت یہ کمبخت دہ تیسا اخلاص

کام کسی پہول سے یہان نہ کلی سے غرض
ہم تجہے ای بیگما تیری گلے سے غرض

چڑیا کے پہندی چہڑا دی وہی دا تا سنخے
صدقہ گئی ہے یہی بندہ وسطے سے غرض

اور دنگی سر جا چڑہو مجہسے نہ بولو دوا
رکہو نہ او جڑی ہوئی بجہتون جلی سی غرض

خوش نہین آتا یہان پان الایچی شنو
رکہتے ہین ہم تو تری مونہہ کی ڈلی سی غرض

آئی ہون انشا فقط ہین تو یہان سیر کو
پہل سے نہ مطلب ہے مجہے کچہہ نہ پہلی سی غرض

ست دیا کرنت نئی ہر روز یونہین دم غلط
چال وہ چل بیگما ہو جسمین اپنا غم غلط

چار دنگی چاندنی ہے پہر اندہیرا پاکہ ہے
سچ تو یہ ہے ہے یہ سارا حسن کا عالم غلط

آئی وہ جم جم سے یونہی مجہسے مت کہیو ذرا
جانتا دل کی خدا ہے ہی یہ سب جم جم غلط

دیکہیو یونکو ذرا قربان ایسی وہم سے
یہ بہی ہے کیا بات جو تم سی کہین کچہہ ہم غلط

ای نہ صاحب وحل یہ کیا ہے کہ انشا کے سوا
بہید سی اپنے جو کوئی اور ہو محرم غلط

کب زنا حمی مری پاس آئی تہی کل رات غلط
مجہسے اوس سے ہوئی کس طرح ملاقات غلط

چارپائی وہ لگا پہاند کے آئی کس راہ
ایسی دیوار بڑی سے اجی یہ بات غلط

وہ لنگوڑی کوئی چڑیا تہی کہ اوڑ پہونچی یہان
ہاتہہ کیونکر لگی کہلی کے اوسی گہات غلط

چٹکیون ہی اوڑا دیوینگی یہہ شاگردین
آتو جی کی کوئی یہان گنتی ہے اوقات غلط

فکر کر اپنے تو کس فکر مین ہے ای انشا

ہے لگاوت کے سوا سارا طلسمات غلط

شرط ہی رکھنا لحاظ اتنی بھی مت ہووی لحاظ
ہم یہیں آونگی تیری دیکھنے کو بیگما
ہوتی ہو تو نسی کہو اپنے چہ خوش ای واچھڑی
یہین تنتی اسقدر رنجائیے کیا فائدہ +

سالس مت بہراو دوگانا چپ ہی او بی لحاظ
اونکو تو یہان سی اوٹھا دی ہو وین جو جو بی لحاظ
دال فی ہو یہان بھلا کہتی ہو کسکو بے لحاظ
تاڑ سب جاونگی بے اتنی بھی مت ہو بی لحاظ

صبر کا انشا سے مت رکھیو کہیں ہرگز لحاظ
کچھہ لحاظ اوسکو نہیں ہے ہے وہ تو بی لحاظ

نہیں یہان کسی آشنا کی توقع +
اوڑ سنجھو ہویں دائی جی تو سب کہے کے
امی بی بی سیدانی صدقہ گئے تھے
جنہیں برف و شورہ میسر نہو وسے
نہ کوٹھی پر آتے کبوتر اوڑانے
نہ صاحب یہ جھوٹوں کے سردار نکلے

ہمیں ہے بس اپنے خدا کے توقع
رہی اتبو بڑ ہیا دوا کے توقع
مجھی ہے تمہاری دعا کے توقع
او نہیں ہو تو بچھوا ہوا کی توقع
گئی ٹوٹ کل بیگما کے توقع
نہ رکھی کوئی ان بچا کے توقع

پڑی ہے جو مشکل تو کیا ڈر ہے انشا
کہ رکھتے ہوں مشکل کشا کے توقع

ہمنے یہ دیکھا ہی ایک میلے کچیلے کا دماغ

ایڑیان رگڑی جہان مجنونکی لیلے کا دماغ

ہی درختوں سے زیادہ اوسکی شاخونکا دماغ
بڑھ گیا یعنی اناروں سے ٹیاخونکا دماغ

بیگما جی ہے یہ چوٹی داراہوں کا دماغ
سینکڑوں ہاتھی کوئی لادی نہ تو بھی لدسکیں
شن صنوبر کے کمانی ای دواجی بڑھ گیا

ہاتھہ جوڑے سے خنکے آگے بادشاہوں کا دماغ
کم نہیں بادل سے کچھہ میرے گناہونکا دماغ
ان نگوڑی حبشیوں بھتنوں سیاہونکا دماغ

اوس پری کی آنکھہ میں کوئی سماتا ہی نہیں
تھر ہی انشا وہان تکیے لگا ہونکا دماغ

پی تو چھوڑی ہی کھائی نہ اری بی انصاف
کل بھی وعدہ سے نہ آئی نہ اری بے انصاف

شمع کی لو تو مرے دیدون سے نکلی ہی دیکھ
تونے یہ جان جلائی نہ اری بے انصاف

دم دلاسی ہی رہی تونے بڑائی کے سوا
کچھہ نہ کی ہمسے بھلائی نہ اری بے انصاف

اپنے کھٹ چالیوں سے باز نہ آئی آخر
دم میرا ناک مین لائی نہ اری بے انصاف

سب سے کہدی وہ جو انشا سے تھی تجھمین
منہ تک آتی سمائی نہ ارے بے انصاف

نہین جاتی کہین جہان مرے دلکا شوق
تمکو کیا اس سے دوا جان مرے دلکا شوق

ہار گوندھونگی یہہ مل ڈالونگی مین پاؤن تلے
چھیڑ چھیکونگی یہہ دولیان مرے دلکا شوق

بات چیت ایسی طرحکی مجھے آتی ہی نہین
نہین اسکا مجھے ارمان مرے دلکا شوق

طعنے مت دو مجھی ہان ہان اجی ہوجاتی ہین
جان اور بوجھہ کی انجان مرے دلکا شوق

منتین مت کرو انشا کے طرف سے اوسیر
مین نہین کرنیکے احسان مرے دلکا شوق

بیگما جاہ بھی پہاڑ ہے ایک
ہمین ایک ٹھنڈی سانس جھاڑ ہے ایک

اپنی آنکھون مین اوس پری کو بغیر
شہر آباد اور اوجاڑ ہے ایک

ہمسے کیا اوڑ سکے کوئی پیارے
لاکھہ تاڑو نین اپنی تاڑ ہے ایک

ہے جو دروازہ وہ دوگانا کا
اوسمین بن چول کا کواڑ ہے ایک

اوسکی زنجیر بھی نہین لگتے
آگے پہر شرم ہی کی آڑ ہے ایک

لاکھہ طرحون سے ہین سنوار کر انشا
اور یہہ نام کو بگاڑ ہے ایک

مینے دیکھی ہے اوسکی کانین لونگ
کیون خوش آوے نہ مجھکو پانین لونگ

ہے جگائی ہوئی دو و ایلی سے کے
تھیرا ایک اوسکی پاندان مین لونگ

مین جھجک اوٹھی یہ لیکے انشا نے
کل چبھو دی جو میری ران مین لونگ

چہرہ کے کوٹھی دھوپ مین تم تو اوڑاتی ہو پتنگ
ای دوگانا چاندنی مین یہان اوڑاتا ہی رنگ

پہلی چاندنی طرح سے ہی تھلکتے چاندنے
آج کوٹھی پر لگادو میرے سونیکا پلنگ

بات آ تو جی کی ہے ہرگز نہین کچھہ مانتی
سچ تو یہہ ہی بیگما تونے بڑی سیکھی ہے ہٹک

کیا بھلی لگتی ہے اٹکھیلے سبکے واہ وا
اور وہ نام خدا اوٹھتے جوانی کی امنگ

جان صدقے اوس پری کے جن نی انشا سی کہا
اب تری ہاتھون سے یہہ بندی بہت آئی ہے تنگ

بیگما جس طرح ہوتی ہے جوانی کی امنگ
تو اوسی ڈھب سے سمجھہ دلی کی بانکی امنگ

ایضاً

سینہ پہ میرے آ کے کھلے سر کے بال ڈال
بی رشتہ ہین یہ آنب اری انکی پال ڈال

کیا چیز ہے جو میان مین آنی نہین اری
ہون بات بات مین بھی اگر تو بھی ڈال ڈال

جس دم چڑہائین دائی کی سر بھول پان لوگ
اوس وقت میری ہاتھہ پہ اپنا اوگال ڈال

تکیونکو دھر کے اپنی بغل اوٹھہ پلنگ سے
اپنا لحاف او نپہ اوڑھا او نپہ شال ڈال

زربفت کی قبا نہ فضیحت کرے دوا
تھوڑا سا او نپہ لیکے کہین سے پیال ڈال

یا رب لگائی آگ ہو جسنے یہ بیر کے
بانکی ویگ مین اوسی لیکرا و بال ڈال

ہولی مین جوگن ایسی بنی وہ کہ جسکو دیکھیہ
آزاد لوگ بھول گئے اپنی چال ڈال

مین پھنس گئی ہون چاہ مین ایک مردوی کی آن
اس میلی سر کو میری دوگانا کھنگال ڈال

مین صدقے تیری تو مری نالو کی راہ سے
جتنا بھرا ہوا ہے دھوان سب نکال ڈال

ہرگز غبار دل مین کچھہ انشا سے تو نہ رکھہ
سینہ کے آرسے کو زناخی اوجال ڈال

ارے بی ایک ہی عیار ہو تم
ناک چوٹے مین گرفتار ہو تم

چھیڑ کے بات سوا اور نہین
لینے لڑنے ہی پہ تیار ہو تم

کس سے اقرار ہوا جو ہم سے
کرتے ہر بات پہ انکار ہو تم

بیٹھے پاس نہین جو آ کر
کیا مری شکل سے بیزار ہو تم

مسیح نے بولے کہو انشا سے چلو
اجی سب چہوٹونکے سردار ہو تم

ہے اندنوں میں اونکی جو آواز ڈوک مین
باجی لگا لے ہاتھ دو شالی سے کون اب
تیزی گٹھلے آنکھ میں ہے ہیگیا کے جو
ہی مست باسی جو دوگانا مین ایک ہنک
دربان ہے وہ ایک نگوڑا سو عمر بھر
باہمن سکے لڑکے کھول کے پوتھی بچار تو

توکہر دہرا ہٹا ورہی ہے نوک جوک میں
پانی پلا دے تو ہی مجھے اپنے اوک مین
سو دہار مین چہری کی نہ جا کو کے نوک مین
سو دخل کیا کہ ہو جو کسی مست لوک مین
میری اصیل ہی کی رہا روک ٹوک مین
تجھسے پری بھی ہوگی کوئی اندر لوک مین

انشا کی بات چیت مین جو چیر چہار ہے
سو لذت النسا مین کہین ہے نہ کوک مین

مین تو کچھ کہیلی نہین ہون ایسی کچی گولیان
موہنہ بنا ہی بگیا ہے تو پڑی پھرتی ہین آج
انتظار مین تری کل باغ سے جو رنڈیان
بس کہین چپکے ہی ہو ایسی کوئی نوٹی گڑور
کیا کسیکے درد سمجھین رنڈیان یہان کی اجی
پانچے ڈہیلے قبائین سب نے کین اب ٹھیک ٹہاک
کچھ نہین معلوم پوچھو کونسا میلا ہی آج

جو نہ سمجھون کی زناخی جان تمہاری بولیان
ٹھنڈی سانسین بہرتیان اسکی کئی ہچکیان
لائیان تو پھول نرگس کا ہی پھر جہولیان
جیب مین میری بھری ہین بولیان اور ٹہولیان
ٹھوس ہین اوپر سے اور اندر کے دلسی پولیان
اوڑگئی وہ لپنے دامن اور اونچی چولیان
جاتیان ہین جو کہجا کہیں ڈولیون پر دولیان

مطلب انشا کا سمجھتے ہی نہین ای واچہری
بیگمین اور خانمین ہین ایسی ہی تو بھولیان

پھولونکی اندنوں میں کچہین سی جہڑ رہی ہین +
شاید کہ اوس پری کے دامن سے جھڑ رہی ہین

ایضاً

تہین تو پردہ والیان مجھکو پرے ہٹ بولتین +
تہی کھلی کنڈسی تو کیا تہا سہارا ہاتھ کا +

اونگلیان تہی پہ سہونکی ولسی چٹ چٹ بولتین
کچھ نہ کچھ چولین کوا ڈونکی تو چٹ پٹ بولتین

یا نہیں تم سچ کہو اجی یہہ بھی ہوا پہر بہلا — بطخین سوتین تمہاری کیون موہنہ بہٹ لوٹتین
بیگمان نی اپنے لیا شیشہ تو ساری گا تئین — کیا عمرا جی نکی ہین او سے غٹاغٹ بولتین

تال کے سایہ مین اگر بیٹہیہ یا مین باغ مین
بلبلین چمن مین تشکے انشا تیری آہٹ بولتین

کل دوگانا بن جو پریان باغ مین گہبرا گئین — ناک پر سب اونکی چوٹی وار آہین جہا گئین

ایضاً

کیا تری سر اجری جا پڑی جا رون الامان — شاہ دریا شیخ سدہ زین خان تہی میان

ایضاً

سوتنین کمبخت وہ جو بیر دوڑاتی رہین — اونسے آخر کیا ہوا اپنا کیا پاتے رہین

ایضاً

اری دل کچہہ اوہین تیری خبر نہین — تیری چاہت مین نگوڑی اثر نہین
نکرون شکوہ شکایت سو کیون بہلا — میری حالت پہ تجہی کچہہ نظر نہین
جو کبہی ایک گہڑی ہان بہی ہو گئے — تو رہی پہر وہی دو دو پہر نہین
جو کہا مینے کہ عشق ہون تو وہ پری — یہہ لگی کہنے کہ کچہہ اسکا ڈر نہین

ابہی اوڑ لاسکے تارون کی طرح
یہی افسوس ہی انشا کہ پر نہین

کیا یہہ چہڑ کہا نیکی باتین اگی ہم سے چہیڑیان — سینکڑون تم سی میان کر اکہی ہین ایڑیان
قید سی چاہت کی لگہ کہا سکی تو کچہہ ویسے — پانو نہین ہون جسکی کوئی لاکہہ من کی بیڑیان

ایضاً

مردمین جوبن کی بہرن ہین یہ جو لونڈون پہیریان — لیتیان ہین چہن اور کو ٹہونیہ سو چابک پہیریان
سب کے سب گہر گنجیان ساری کی ساری ڈہیریان — دیکہہ لے بس ہم نے رانی جی تمہاری چہیریان

ایضاً

نظر آوین ہین او سمین پر ہلیگے گن — جیسے کہیل مین بہی لگے ہو یہہ دہن

الف دو نون برادو زیر اور پیش آ
سنی تھی کسی سے جو تجھ لقا رب
کہ تو لی ہے اپنے سبق پر یہ لہکیا

سو نام خدا بیگما ہی اری سن
او سی کر لیا کھنگرو نگا تف تُن
فعولن فعولن فعولن فعولن

کرم آم ایسے یہ تینو کہ الف ت
تصدق ہوا نیر طنبورہ کے تن تن

بلا سے اگر آئی ہو سے کہارو
کیا میں نے ہنسکر بہلا کیا کر دن مین
ٹھک چال چلنے یہ ست مان گیہو
کناری لگی کیسے کیا لال ہوتے
کئے پیسے صدقے گئے کیا بلا مین

نہ مجھسے کرو بولے ٹھولی کہارو
تو ہنسکے اون نے ٹھٹولی کہارو
کہ حاضر ہے اپنے جھولے کہارو
یہ کس کا نو کے ہیگے بولے کہارو
روپیہ دو نگی مین بھرکے جھولی کہارو

مجھے چپکے پہونچا دو انشا ئے گھر تک
نہ وہ پر چھو کر گئے پیسے ڈولے کہارو

نگوڑی چاہت کو کیون سمیٹا محبت کی جہاں چھوڑ دی ہیلی
ہزار فوجونکو جو کہ ریلین کہین گے ہم تو نہ مرد اونکا
دھکیل دینگے تیری گو کا تجھ سی اونکی کمر مین آئے
پھسل پڑی جو گلاب پر تہ چھونگی اتو تو یون ہی لوٹ

دوگانا پڑ جا ئیگی ایسی تمہاری اٹکھیل کھیلنے کو
اری تو جگر اسرا اونکا کہ جا وین پر لوٹنگی ریلنے کو
بلا سمیٹے اور آگ لگا ئی ایسی تیری ڈھکیلنے کو
گئی تھی مین ہوکے خوب پیاسی گھڑو سی پانی اونڈیلنے کو

نصیب جاگین ہے کے بیگما جی تو مین بھی آئی یہ رنجکہ کر دیجی
ابھی تو انشا کی ساتھ ہو یہان پڑی مین پاپر سی بیلنی کو

بات وہ لائی کم بخت جو جیت چاہی ہو
پھر جو بول او ٹھونگی تجھہ مین تو یہ ٹھٹھے دو گی
آیا تحفہ وہ جو پر پیچے سے اوسکی لگیا
بوڑھا جو نہ دانہ ہلا موم کے مریم ای شمع

اجی بس جاؤ بھی کچھہ تم تو بڑی واہی ہو
پھر ایسا نکرو تم ابھی بن بیاہے ہو
تب سیون ساری کی ساری جو ایک لائی ہو
چل پری چل صبح ہوئی اب تو کہین راہی ہو

دیکھہ لینا تو مجھے آج سے انشا اللہ

ضد سے آتو کے وہاں بیٹھوں جہاں نائی ہو

ہم بری مہر ہوا سے باجی جان — نوج تم سے کوئی چھتینے ہو
ٹانک بجلی ہے اگر میرے لئے — توُنے انگیا کوئی جھولی سی ہو
یعنی جھٹ پٹ کی اوسی سے بھڑی — کھینے والے جو چھتینے ہو
ای دوگانا ترے مشغولے کو — چنر ایک موم کی بتی سے ہو

وہی انشا سے ملا دے مجھکو
سیر جاہت میں جو باجی سے ہو

جی ہی کچھہ رکھتی ہیں شہر میں تری بولی ہو لا — ای دوا فرہاد کش برہیا کی ہمجولے ہی تو
ہی تری موںہہ کا او گال اس پیٹ کا میرا ادھار — میری خاطر کیوں منگاتی پان کی ڈھولی ہی تو
بات دنیا کی سمجھتے ہے نہیں نام خدا — دیکھیو میری طرف کیا خوب بی بھولی ہی تو
سنستا جاتا ہی جی اپنا دوگانا او سگھڑی — گھر کے جانیکو منگاتی جبس گھڑی ڈولی ہی تو

وہ برکت انشا کی سر کہہ جی کنہیا لعل کے
بن کٹھری ہورا دسکا جو کھیلتے ہولی ہی تو

ہولی

ارے ہولی ادھر آ تو — کہ سکھائے ہنر آ تو
رہ گئی دیکھہ اونہیں کل — پکڑا اپنا جگر آ تو
مار سیئے کیا ہی کو دسکے — جا وسے اپنے جو گھر آ تو
کیجیے کیا ہے انند یہ — دیوسے چھیٹے آ گر آ تو
مری دل نے کے بیہ خبر ہے — تجھے اے بے خبر آ تو
کوسئے کم بخت نہ ہوسکے — کہیں تجھہ سے کتر آ تو

کیا ہو گر انشا تجھے ھان
دیکھہ لے بہر نظر آ تو

ادھر آو نہ ستاؤ — پاس اپنے نہ بلاؤ
ہو جہاں خوش وہیں جاؤ — چٹکیوں میں نہ اوڑاؤ

اگ دل مین نہ لگاؤ
بس نہ انشا کو کڑھاؤ

کوئی نہین آس پاس خوف نہین کچھ
ہوتی ہو کیون بیجا اس خوف نہین کچھ

یہ نہین فتنہ کا عطر جس سے کہ ڈر ہو
آتی ہے پھولونکی باس خوف نہین کچھ

کچھ یہ نہین جو کیا رجس سے جھجک ہو
بلہ ہے اور اوسپہ گھاس خوف نہین کچھ

آؤ چلی میری ساتھ سانا ہی ہوئی دم
کچھ نہ کرو تم ہراس خوف نہین کچھ

باندھی ہو انشا نہ وہیان اگ دہونین کا
پھولی ہوئی ہین پلاس خوف نہین کچھ

نہ کہیو کچھ سے نہ لے اللہ اللہ
اجی اوستاد جی اللہ اللہ

ابا دتمنے میری کیا چڑکالی
یہ کیا ہے ہر گھڑی اللہ اللہ

تمہارے دولہا تیہ ہو گئی ہے
نہ مجھے جنسے سب کہے اللہ اللہ

اجی انشا کو حسد نے ستایا
یہی تھی منصفی اللہ اللہ

یہ گھٹا رات کو چھائی کہ آلہی توبہ
منہ سے وہ آنکھہ دکھائی کہ آلہی توبہ

بیگمان راہ مین آج ایک پری نے مجھ سی
آنکھہ ایسی ہے لڑائی کہ آلہی توبہ

پھول کی ایک کلی چوری نیچ مین اپنے لیکر
دم ہی بلبل نے پھلائی کہ آلہی توبہ

کیون نہ جی وجد کرے آئے دوگانا جی جنے
ککلی ایسی ہے گائی کہ آلہی توبہ

تیری فریاد کرون کس سے زنانخی تو نے
یہہ مری جان جلائی کہ آلہی توبہ

خوب اب جاگ چلین رات کو جو آتی ہے
تمنے لے ایسی جمائی کہ آلہی توبہ

سیری موہنہ سے جو نہین نام سنا انشا کا
تو نی یہ دہوم مچائی کہ آلہی توبہ

مین تیری صدقہ نہ رکھہ اے میری پیاری روزہ
بندی رکھہ لیگی تیرے بدلے ہزاری روزہ

تشنہ اور برف کی کوزونکی ہوئی تیاری
آج کس شخص کے رکھی گی دو لاری روزہ

بولی نرگس کے جو کیا رمین نہ دیکھا پانی
ہی ہاری سی طرح تجھکو بھی کیا ری وزہ

دن دہاڑے ہی ابھی رات کو انشا اللہ
تیری قربان گئی ہے مجھی وارے روزہ

انگلی دلکی بھلا کیون چھکیو نہین وہ مسل ڈالے
کلمہ رنی پان کی جو کھاری ہی اوس سی کہتا ہون
فضیحت کا نگوڑا ہر گہڑی کیون تا و پینا پیسے
بڑائی میری ٹہنگی پر خدائی رات بن بین نی
نجھے وڑ سے بچے ایک جو ہی مانند سا پیرتا
غلیلہ پہر اوسی گہر پال کا کیونکر نہ ٹھہرا دین
دو گانا رہ مین جچ بن کی بہری وہ وقت آ پہونچا
اری تو آ او بلے ہی ٹرلی ہی ہاری جہل کے ای رنڈی
بھلا ہوتا نہین بنیا مین رسمونکی بدلنے سے
گہڑی جیسی فرنگی بولتی ہے دل ہی ہی یون ہی

یہ دو نو پھول جیسی ہو نہٹ تیری کوئی مل ڈالے
نہ رکھی بات کچھ چھین بہرے ہو سوا و گل ڈالے
بڑا واتا جو منہ چکی مین کیا جیو تو نکو دل ڈالے
بڑی ایسی بہت ساری کڑ ہائی بیچ تل ڈالے
سبا دا ای دواجی وہ کہین تمکو کہندل ڈالے
نگوڑی باولی جیڑ یا مری مین جو خلل ڈالے
کہ کوئی پہول اوسکی گود مین کوئی لا کے پہل ڈالے
خدا ایسی بہی دید دنمین کسیکے تو جہل ڈالے
جو اپنی خیر چاہے سو تری نیت بدل ڈالے
یہ خطرہ ہے کہ تو کوئی بگاڑ اسکے نہ کل ڈالے

کسی کو ٹھی کی لکی پیر وہ ہے جو ایک دخت انشا
اکیلے تین چار اوسمین سے آتی ہین نکل ڈالے

کل ایک گہر مین خوب سے چھوٹی بڑی لڑے
چھلنی سے چبا جہہ چبا جہہ سی چھلنی او لجھہ گئی
انگیون سے لڑکے چھٹے جو انون سی سب ان
چونٹیون سے دہونٹی گتھہ پڑے جو ٹوپی چوٹیان
حقون سی حقے چلمونسی چلمین بہی لوٹیان
جب تل گئی لڑائی ترازو کے تول مین

ہاتھونسی ہاتھ اور کڑون سے کڑی لڑی
مٹکونسی مٹکے ٹوٹے گھڑونسے گھڑے لڑی
بڈہیون سی بڈہی کڑ کڑ دن سے کڑ بڑ لڑی
بہونسی بھبے بٹے کہڑون سے کہڑی لڑی
نیچون سی نیچے کڑ کڑون سے کڑ کڑی لڑی
باٹونسی باٹ ٹوٹے دہڑون سے دہڑی لڑی

انشا یہ دیکھ لیجے بہی آمن و مومن دہام مین
دیدون سے ایک شخص کے ہو کر کڑے لڑی

جو ہمکو چاہے اوسکا خدا ابنت بھلا کرے
دو دو بھون شتابے اور وہ پوتون پھلا کرے

روٹھی ہوئی کو کسلیئے جا کر منا سیئے
سنت کسی نگوڑی کے اپنے بلا کرے

جلسا ہی اوسکے موہنہ کو جو چاہت کا نام لے
اس دل کے آنچ مین کوئی کب تک جلا کرے

کچھ دوڑ تجسے ہی نہوئی چل پچخے دوا
نہ اوڑ گئے جب کوئی ترا ار تلا کرے

افسوس اوس خیال مین جو جی مین رچ گیا
دو نو یہ ہاتھ کوئی کہا نتاب ملا کرے

داتی کے دشمنو نکو نکالے موسئے اخیل
کچھ جا کے بدعا نہ کہین کلکلا کرے

اواز مجھہ رتیا جو دوگانا کے آج ہے
انشا سے کوئی کہدے اب اسکا گلا کرے

جو دلّی آرسے لو ہمارسے جلا کرے
اوسکا کنول خدا کے طرف سے کھلا کرے

کیا ہینڈ آدی اوسکو یہ بھولونکی پنکھیا
جبتک نہ زوری زوری سی موہنہ پہ پا کرے

ہیں اولٹی مانگیں اوسکی اسیکے گلی میں جھلے
جو کوئی اوسی جا لی ہمارا گلا کرے

بندی کی رد جو لڑوہ بین ہون ای مرے خدا
ایک مست ہاتھی عیب سے اونپر بلا کرے

کچھ بندہ بانیہ ایسی طرح کا کرامی ددا
انشا اب اوکی جیکی کو ہم سے ملا کرے

چلو سیر باغ کو بکما ہوئی ہین درخت ہری بھری
وہ جو تاک ہین سو نشہ میں ہین نہیں جھی کی درد ہے بری

اری بوندوں کھیر یوجا چھیو کہین ہشیونکو یہ جا تجے
کہ یہ چھوٹی چھوٹی سے بچی ہین یہ تو دیکھ کہین ہے گری

یہ جو گاتیں ہین انہیں دو اتو خدا کیو اسطی وہی سُنا
کہ نگوڑی دو ان کے سرین جا کوئی سناتے ہنات بہری

جو گناہ کرے پہاڑ وی تو وہی ایسی آنکھہ دکہائی
کہ رہے چھپائیں وہب تلک قصور یہ نکری ڈری

نہ یہ چال لال پرے سی کچھ نہ تو زین تھا نلی سی گرے
اری انشا اپنی ہے جی سی کچھ کہ کسنتی ون نہ دہری

بلا رون بو دو کو بہانگی بیریون نی پچھار اسے
نہیں یہ لکھنوا ایک راجہ اندر کا اکھاڑا ہے

چھولاہے کچھ نہ چھیڑ اسے کشتیے اتبلک انکو
ابھی سی بیگما جی نے بہلا کے دن موہنہ لگا ہے

خدا انکو اوجاڑ ہی ہاتھ سی ان باغبانون کو
جنہون نے اس مری بلبل کے کہونسلے کو اجاڑا ہے

رضائی شال کی اوڑھے چلو ہو تم جو کھیت میں ‌ ‌ ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہیں جن میں سب جاڑا
گرایا کل جو گانا کو جو سے منے کھیل اکم جو کر گشتے ‌ ‌ تو کو کا یوں پکارا اوٹھی بچھایا ہے بچھارا جسے
بھلا باتیں کرے کوئی کہاں تم سے جہاں دیکھو ‌ ‌ تمہاری ساتھ ایک لٹیا ہوا دہاڑ پکا دہاڑا جسے
نہیں بھاتا لنگوٹی باندھ لیکا یہاں یہ نگیرہ ‌ ‌ اجی بس جانے نکلی سیر ہو اور بس نواڑا ہے
اوسینے پی لیا ہے عاشقوں کی جان کا لوہو ‌ ‌ وہ جو گردان کی ڈوری ساتھ لٹیا سمجھ نا مارا ہے
بگاڑ دو گی وہی تم بھی دو اجی مجھکو دھمکا کر ‌ ‌ جو سب لوگوں نے ان سیر غلاموں کا او کھارا ہے
جو سوچا خوب سا منی تو اونکی وہ دست کا ڈب ہے ‌ ‌ نہ سیدھا ہے نہ ترچھا ہے نہ ٹیڑھا ہے نہ آڑا ہے

بہار اگر تم غلطی کا نہ دیکھی اب انشا کو
نکالیں ہر طرف جب کو اونسے خوب مارا ہے

اس گھڑی ایک میاں میں جو آگے ہیں لوٹے ‌ ‌ ڈبکے لگے ہیں پر بہت ہی رات سن سین بوتے

ایضاً

گوشت ایک گاڑھی بہر ایسا جو چک پیاسی ہے ‌ ‌ ناک ہی کوڑا سی اوسکی جان سو پیاسی ہے

ایضاً

کیا چڑھے وہاں کسی شخص کے کنگھی چوٹے ‌ ‌ ہے میرے پاؤں تلے لال پری کی چوٹی

ایضاً

یہ کیا تجھے ہے خواہی نہ خواہی ‌ ‌ مجھسے بکنا وا ہے تباہے
انگیا وہ اکے تب تو نے ایک ‌ ‌ ساری کی ساری جب ہو وے کالا ہے
طوفان تمنے مجھ پر جو باندھا ‌ ‌ کوئی بھی دیگا اسکی گواہی
سیری بدی ہیں جو کوئی ہووے ‌ ‌ اوس سے سمجھ لے تو ہی الٰہی
دشمن جو میری ستھے ایک جنی وہ ‌ ‌ ازغیبی آئی اوسپر تباہی
ہنسے بنا ہے تم سے تو پیارے ‌ ‌ لیکن نہ تمنے مطلق نباہی

انشا نے ہے اب تلوار باندھی
کیا خوب اے واہ ایسا سپاہی

بس مرا سر نکھارے
سیر کا ہے مزا ابھی
کوئی نادان ہووے تو
یوہی بھلا ہے اے صنم

دور ہو چل پچھے پرے
کھیت ہیں سب ہری بھری
تیری بات تو ہے پر دل دہرے
کوئی اب تجھ سے کیا کرے

دیکھ انشا تجھے بھلا
سانس ٹھنڈی نکلوں بھری

وہ تو کسی ہین بنئین آپ مین جو بات ہی
پڑتی ہے مینہ کے بہوار نیند مین سب لوگ ہیں
تم بہی کوئی ہوا جی کن نے کہا آدمی
سینک سی یار اسہرا ہٹے مین کوڑیکی اور

جہوٹ جو بولون تو یہ تارون بہری رات سے
ایسی ہین آجایئی زور ہی کچہ گہات سے
واجہڑی کیا پوچہنا آپ کی جو ذات ہے
پینے یہہ اونے کہا یہہ بہی تو ایک بات ہے

دلکی خوشی کی لیئی سنیئے کہ انشا سی اب
بات مین اوسکی بہری ایک کرامات ہے

مینی جو یہ کہا کر کل اونکی ران کاٹی
لیلی کی آگے کیا وہ مجنون کی آہ شنقل

تو اون نی کس مزی سی میری زبان کاٹے
سر مونڈ ہی ایک لونڈی سو ناک کان کاٹے

ایضاً

اوکی چلی تو کبہی چونک کی بہی سیر رہے
اپنونکی جتنے اجی ہمنے تو اپنایت کی
طیرنا چاہ کی نہ ہی مین ترا کام نہین

اور کیا دولہہ بہادر دمونکی خیر رہے
پہر یہہ قسمت کہ وہی غیر کے تم غیر رہے
جنکی قسمت مین لکہا تہا وہی طیر رہے

ایضاً

یون جھکا مجھہ پہ کوئی رات کا جاگا جیسے
کیون پکل پڑیئے نہ ہی دیدہ کچہ اونکا تو
یون ہی ہر بات مین لڑا کرو تنگ سر دا
کوئی اللہ کری چینک پڑی جلدی سے

تم تو وہ چاہتے ہو سوئی مین دی تاگا جیسے
سونی روپی کو گلا دیوے سہاگا جیسے
بہی آغا کو بہاک کر کہا آگا جیسے
دو جیسے کہت مین تو ہی جہوڑ کی بہاگا جیسے

مین تو وہ کہا نہین گا تنکو تری پر یہ کہا — تال سم سم سی جو گاوی تو بھلا گا جیسے
گاتئین گاوین اسیرونکی گہرو نہین نہ کہ وہ — قائین قان تا کی کرین صبح کو گا گا جیسے

ڈھال تلوار لیے ملا نات چڑھائی انشا
مجھسے یون رات ملا ہو کوئی ناگا جیسے

یہ اتفاق ہے نہ بنی یا بنی رہے — ہر آدمی کو چاہیے دل تو غنی رہے
رونق جو ہوتی ہے وہ تو گئی پر یہ سوچ کر — یہ کیونکہ ہو کہ یون ہی منی تو منی رہے
مانگو نکی آدھی رات کو سر کہولکر دعا — آمین کے کہنے کے لیے اور ایک جنی رہے
نواب دولہ شیر بہادر وزیر کے — جم جم سی تلکون ملکو نہین نت روشنی رہے
دولت بنی ہے اور سعادت علی بنا — یارب بنی بنے مین ہمیشہ بنی رہے
قائم رہی وہ چاند سا مکھڑا جہان مین — اوسکا بڑا جو چہیتے اوسی جان کنی رہے
جم جم وہ آنکھہ اوسکی جو برچھی سی تیز ہے — دشمن کے دلمین چہبتی اوسیکی انی رہے

ہمت کبھی نہ ہارئیے انشا یہ چاہیے
جو بات دلمین ٹھن گئی بس وہ ٹھنی رہے

دنیا ادہر کے کیا اودھر کو جائی — پدرمے خوجے کس طرح خو جائی
وہ ہی اب کچھ سے کہیلے کھیسی — جان ٹیا سی اپنی جو کہو جائے
سو بہت سے ٹک بہوت توانا رنگی — اری کس طرح بتری آتو تو جائے
رہی جیلا بجھی تی کہڑا اوسکو — ٹھنڈی ٹھنڈی کہہ کہ گھر کو جائے

کہہ کہانی تو ایسی ہے انشا
جسمین آ تو نکو نیند ہے یہ سو جائے

آج وہ بات سہی جسمین تسلی کل جائے — کیا کرون لیکن اگر کوئی جھینا ٹل جائے
یون لگی کو سنے جو ٹرہین جو بارہ پی — ستی ہو جائے دمن مرتا راجہ نل جائے
ٹلتی پہرتے ہوئی اسی جیانو جو وہ اترا و پز — جیا کری تیری طرح اونکا بہی جوبن ڈہل جائے
آہ لی تو جو مری جھوٹی نہ سنکلے یا جی — شمع یہ کہتون چلی کیون بھلا جل جل جائے

اوسی قربان کروں جو مجھی چھیڑے انشا
میری چھاتی جو چھوئی اوسکی ہتھیلی جل جائے

سید ہی لوگوں سی بہی کہتی ہو کچھ بی کسی
کیا بری خو ہی تمہاری بہی اجی بی سی
آئی اب تک شہر ہی دوست یہ کیا قہر ہوا
اہی لو اب صبح کی نوبت بہی بجی بی سی
کوئی بیجا ہو تو اسوقت تصدق ہو جائے
اوڑہنی زرد عجب تمپہ سجی ہے بی سی
چشم بد دور قصابہ یہ تمہارا اہی واہ
ارم گتنی ہوا جی اوچہی سجے بی سی

اجی انشا تو نہیں وہ ہیاں ہمارا مطلق
آبرو ہمنے عبث اپنی تجی بی سی

پڑ گیا نیل میری گال میں کیا قہر ہوا
اری کم بخت نگوڑے بڑی تجہ پر بجلی
ڈبلی پتلی ہوں مری تو نہ مہینوں پڑی
اری او جان اری چھیلا اری او سنکی
سینے لی اتنی سی سنہری کہیں پیچے جاکر
پہلے باجی سی نے معجون کی کہالی مٹکی

ہو گئی رات تو سب لو ہو لہان ای انشا
دیکھہ میں چیخ پڑونگی نہ مری لی چٹکی

کوئی لچی ہے کتنی ہر بات کا پکا تجھے
گر پڑے تو اونہی موہنہ شیطان کا بکا تجھے
کوئی چمگا ڈرسا حاجی ہونگوڑا اوڑ گیا
ای دوا جواب دے لہادی کاٹ کا مکا تجھے
کون جیتا کون ہارا سیہ تو بچیسی مجھے
ای زناخی بوڑہی میری تین چھکا تجھے
اوٹھتے کوپل اور جاہت بگیا کیا قہر ہے
چاند جیسا لگ گیا بیڑ ول یہ لگنہ تجھے

چیلے دینی کہول کندہی لینا انشا کو بلا
ڈر بہلا کیا چاہیے دربان ہوپاک کا تجھے

سچ کہو بات جو بری نہ لگی
کیا وہ دکہتے کہ جون چہری نہ لگی
کیا وہ بچہری سیلی بیلے اجی
جو کہ ہونٹوں میں بہر بہری نہ لگے
آغا مینا اوجہ ٹر گئی تجھہ کو
چاہیئے کوئی بے سری نہ لگے
چوڑ دہری جی چلے وہ کیا گاڑی
کیسے ہیتوں میں جو دسری نہ لگے

ڈر یہی ہے کہ میرے بچھی دوا — یہ نگوڑے اکل کھرے نہ لگے

میر انشا وہ ہے کہ رستم کے
جس سے ہرگز بہادری نہ لگے

رات بھر اپنا ترستا ہی رہا جی باجی — اب تو نوبت بجی اٹھو اجی باجی باجی
صدقہ آوازکے تیرے جو پکارا میں سنے — تو عجب آن سے کچھ تو نے کہا جی باجی
ہی سلیقہ ہے تجھے اتنا کہ نظر آتی ہے — بادشا ہزادی تری سامنے پاجی باجی
امی ہو اس کو شہر میں سیری ڈورانے کے لیے — ایک عبا اوڑہ کی جن بیٹھے ہیں حاجی باجی

کر دیا تو نے خفا مجھ سے مری انشا کو
تیری یہ رنج کری شوخ مزاجی باجی

چبھتی ہے یہ نگوڑی مسلسل کے اوڑہنی — لادی وہی و وا مجھے ململ کے اوڑہنی
بن سر وہی ہوئے تجھے کیا چاہیئی بہا — بونٹی سی قد یہ اس پہ بڑے انچل کے اوڑہنی
کوکاجی دیکھو میرے دوگانا یہ کیا بھی — پشواز اودی اور جیلا جیل کے اوڑہنی
اوس اودی اوڑہنی کی تو گاتی نہ باندہنا — نبجائیگی یہ کوٹھری کا جل کے اوڑہنی

انشا کی سونگھنی کے لیئے اون نے بھیجدی
چالیکی کرتے اور وہی ہلکی اوڑہنی

جو مخالف تھی چمن کی وہ ہوا ساری گئی — لے نہ ای نرگس خوشی تر تیری بیماری گئی

ایضاً

جو نپ کیا ہو جو کسی سے کوئی ہر روز ملے — چاہیئے سفر میں دل سوز ہے دل سوز ملے
کیوں نہ تھنے سے پہری اوڑہ کے زردوز جو ل — وہ بند وطر آج کہ مہتاب جیسے زردوز ملے
جیسے ہیں لبوز قرا گوز کے صورت آیا — اونہیں گھوڑا ابھی کوئی لبوز قرا گوز ملے
تم کو تو دھیان یہی آٹھ پہر ہے کہ مجھے — نت نیا اور ہر ایک ماہ شب افروز ملے
یہی شل وہ کہ برا نا جو ملے تو سو روز — اور وہ جو کہ نیا ہو وہ سے سو نو روز ملے

نہیں اندر سے اگر شور ملا تو انشا

موہنہ بنائی ہوئی پہر کیون یہان فیروز ملے

کیا غضب ہے تری چتون مین پری آگ بہرے ۔ تو بہی کچہ قہر ہے الله ری بہاگ بہری

رباعیات

ای بی بی ہمین شاندار بہائی تیرے ۔ صدقہ قربان جائے دائی تیرے
وہ چال نہ چل کہ نام رکہے کوئی ۔ بی ڈول یہہ ہین دیدہ ہوائی تیرے

ایضاً

ناحق ناحق مجہے جلاتی کیون ہے ۔ گہر مین میرے آگ لینے آتے کیون ہو
آئی تو نہین ٹہرتے یہہ رنجش ہے ۔ بیٹہانا یہان تو آتی جاتی کیون ہے

ایضاً

جانا کا تو نکر عبث فضیحت ہوگے ۔ اتو یہہ سنی گے تو قباحت ہوگے
جالین یہہ چہوڑ دی نہین تو ناحق ۔ ایکہ وزیر بڑہی بڑہی فضیحت ہوگے

مقطعات طلسم

دو دو مین خوب گہول لو سادہ ۔ اوس سے لکہیئے جو ایک کاغذ پر
حرف جب سو کہین پونچیئے ایسا ۔ کہ نہ معلوم ہو وہ سطر وہ کدہر
سادہ کاغذ دکہائی دیوی گا ۔ ای دوگانا یہہ مجہہ سے سیکہہ ہنر
آگ پر سیکنے کے ساتہہ اوس مین ۔ آئین گے کالے کالے حرف اوبہر
یہہ کرامات دیکہہ کر جانے ۔ تو اہل اوٹہی گے سب کی نظر

ہمنے بہیجے ہین اپنے انتہا پاس
لکہہ کے ایسی طرح کے خط اکثر

لگا دی شمع کے پیندے پہ شیشہ کا چپٹا ۔ ہمارا کہنا یہہ الٹا جو سمجہو حوض مین جہوڑ
جلی گے وہ موئی جون جون اوبہرتی آوے گی ۔ نہ ڈوبے گے نہ تمہین بہی لگے سارہ منصور

ایضاً

کہینچ کو دا او یا سلانے کا ۔ سینک مضبوط ہی کوئی لیکر

کرکے تھالے چنوں کے مہروں کو | اوسکی گودی کو اس سلیقہ سی بہر
کہ نہ معلوم ہو بناوٹ کچھ | بدسے اور وہن سی شرط کچھ اسپہ
کہ ابھی اوسکے ہین پتے دیکھو | رکھدے ایک تہ مین خاک کے اندر
اور پانی چھڑک دے تھوڑا سا | پڑھ کے کچھ جھوٹ موٹ جنتر منتر
اور ان چنوں سے وہین سرک بنے | پھوٹ نکلین گے کونپلین باہر

ایضاً

لکھے جو خط عرق سی لیموں کے | سادہ معلوم ہوئیگا بس پھر
آگ پر دھرتے زعفرانی حرف | نکل آوینگے سب عجایب سیر

خط موزون

مشفقا مخلصا دعا سے + | بعد اظہار اشتیاق و نیاز
ملتمس ہے یہ کہ خط دیرنگ بہیجین | توادہرسے چاہیے کوئی ہمساز
سو تمکو محبت ... | اور اپنا نہین کوئی دمساز
دل پہ پیوستہ سوجاتا ہے آہ | پاک پروردگار بندہ نواز
جی نکوٹرا ... گیا ہے یہ | اتنے سنتی کو آپ کی آواز
اور لگی شمع نے زبان پایا | وہ جو ہے ہم مین ایک سوز و گداز
کر رہیو تم سفر مین کہین | اور پڑہ لیجیو پانچ وقت نماز
عمر کو تو سفر کہے ہے مشہور | چلنے والے کے عمر ہے سو دراز

واقعی سچ کہا ہے انشا نے
بیچ دنیا کے ہے نشیب و فراز

ایضاً قطعہ

دمبدم جھوٹ کے یہ صفت بہت ہے | کیون سینے مین تم آگ لگاتی ہو تم
عیب ہے آنکی جھلسا کی اس چاہت کو | کس لیے آکے بہلا اور جلاتی ہو تم
پھیرو نین چرنہ پھیرون نہ اوٹھیا نہ پلٹا | چیز جب دیکھو تو کچھ اپنی ہے گاتی ہو تم

۱۸۰

یعنی معقول یہ خوش وہ چیزی کیا خوب اٹھے — چٹکیوں میں مجھے بھی اب تو اڑاتی ہو تم

کہہ کے سمجھونگی بھلا تجھ سے ہیں انشا اللہ
کیا کیا میں نے جو سر روز یہ اڑاتی ہو تم

قطعہ بطور خط

نشان سمو المکان سلمہ ربہ — آپ کو معلوم ہو بعد نیاز و سلام
فضل الٰہی سے یہاں اور تو سب خیر ہے — کٹتے ہے اچھی طرح شکر ہے اوسکا مدام
لیکن اجی کیا کہی کہنے کی قابل نہیں — اتنی جدائی کی ہاتھ زیست ہوئی ہے حرام
دلمیں مرے سے کچھ لگتی ہیں آٹھوں پہر — کوئی وہی کس طرح رکھی بھلا تھام تھام
روز جو وعدہ کی تھی گنتے ہی گنتی انہیں — اونگلیونکے پوروی سو جہ گئی ہیں تمام
پردہ دوری کہیں بیچ سے اوٹھہ جای جلد — پردہ نشینونکی ہے اب یہ دعا صبح و شام
کرتے ہیں ہم جو بیان باغ تماشے کی سیر — اونہیں بھی رہتی ہے اپنی وہی ہوم دلام
اسمیں جو روتے ہوئی دیکھہ سینے لیا — تو یہ بہانا سا ہے رات سے ہمکو نہ کام

یقین ہیں انشا کی اور اپنے تئیں وہی
اسکے سوا اندنون کچھ نہیں بندگی کا کام

ایضاً

میرزا صاحب الطاف نشان سلمہ — بعد اظہار تمنا یہ اجی ہو معلوم
اتنی مدت سی سدیا رے نہ کبھی خط لکھا — ہمکو ایک پیسہ کی کاغذ ہی کیا محروم

قطعہ در بیان طلسمات

گر سے لکھی جو ایک وصلی پر — اور کہا ہی لفظ اے پیاری
کوئلے سے ملی یہ وصلی کو — کہ وہ کاٹے ہون حرف بھی سارے
دھر کے وہ وصلی ایک تختی پر — چھیٹے پانی کے خوب سے مارے

حرف انشا وہین سفید سفید

چمکاب اونھین کے جسطرح تارے

لکھیے جو چونے سے کچھ ایک کسی فرد پر
فرد تو سادی ہی پھر سکو نظر آوینگے
صاف اوپھر اوین گے حروف چمکتے سفید
اور سکھا کر اوسے خوب مٹا دیجیے
ڈال کر پانی مین پھر سیر دکھا دیجیے
آپہی کرامات سے دھوم مچا دیجیے

ایضا

عرق لیمو آوے شیشہ مین
اوسمین ایک چٹکی بھر کف دریا
ڈول آوینگا وہ عرق سونھ تک
کھدسے ایک آدمی سے پھر لاری
پیس کر چھوڑ دی تو اوپی پیاری
سانپ کی طرح مار پھنکارے

یہہ عجائب طلسم ہے ات تا
دیکھ جس کو بہک رہین سارے

ستتر اور ستتر او دو فہمیان نسبت از زبان ریختی

نسبت وہ جو آرام سے پیٹ ہاتھ کو سد کیا
کچھ سوچکے بتلا ہے اسمین کالائی

ایضا

نوبت کو تری نام سے ہی پیل کیہ پیا
مت کر تو اچنبھا کھدی اری باجی

ایضا

وہ کونسی ہے چیز کہ ان جانوروں سے
کٹیر ونکی پیروں سے جو بنی سونیکی چڑیا
ایک ہی اوسی نسبت اور جی نہیں اوسمین
اپنی تری انگیا اے جان زناخی

ایضا

کوکا جی بھلا یہ کہو تھی کونسی نسبت
جو لوٹ گیا دیکھ کے کل تیلیون والا
کسو اٹھی کل کیون آنکھو نیہ تمہارے
کرنے مین تماشا اوسمین یہی پتلے

ایضا

کل کرکے ٹھٹولے وہ پری جیسے ہی بولے
ولی رات سی نسبت کیونکر نہ سبھے ہو

تولا تجھے ان انکھونکی کانٹے مین تو ٹھہرا ‏‏ | ‏‏ تو لا کہ ہے ماشا دیکھا یہ تماشا

ایضاً

جھنڈی سے بھلا دہان کو ہی کو نسبت | فرمائی صاحب اسکو بھی یہ سمجھی
لو بوجھ چلے اور بس اب کھائی خشکا | ہو جب کہ پھیرا تو اب بھی نہ سمجھی

ایضاً

ہی مردون کی ناموس مین خط سی کسی نسبت | پر اوس سے کہ جس بن کچھ کام نہ ہووے
پہلی وہ لکھا جاوے جب کہ لفافہ | ہے یہ تری انشا اللہ کی خوبے

پہیلی

تالاب مین طیب اکری دنرات جو چڑیا | کیا ہے وہ بھلا ہے بوجھو تو پہیلے
ہر شخص اوسے دیکھ کے منہ موڑا دے سر اپنا | یہ پال انو کہے ہے قبلہ نما کے

ایضاً

جا بیگمونکے سو نہہ لگے ایک کالی سی جیسی ناگن | دو نا کرے جوبن وہ کیا ہے ری سوہن
لوہی کی جنی ہو وسے اوسی سب امین نا بنا | صورت مین پری سی وہ یعنی کہ کنگھی

ایضاً

تارون کی بنائی ہوئی ایک ناگنی ایسی | سر جسکا سنہرا ایک رات مین ظالم
پہچاڑی جو تالاب بھی ایک سار ہی کا سا | یعنی کہ پیلا ئی ہی لوجو وہ تیی

ایضاً

اندھیاری مین جو بیٹھی سی ہو کون بھلا وہ | جھٹ جن پری ہو وہین جب یاد کی جالا
لڑکا جو نگوڑا جنے سو بھوت سے کالا | اجی دائی جنائی یہ چھائیں ارسی بی

مستزاد حماسی

مین بہاندگل رات جو دیوار نچاتی کنڈی نہ بلاتی نیند اسکو نہ آتی جو بن کی یہ زہ تا تیر بھی بلاتی
اور پلنگو مین سیر تین جلیبی اوڑاتی ہاتھو سے نچاتی گاتی نہ نچاتی کھانی کو نہ کھاتی پھر تو نہ لاتی سو سوسہیلی کا

پہیلی

وہ کون جیسے یون سی اور سر دکھیو تو تجکو　　وہ پیڑ نہ وہ آنو آگی ہی سے اگر
گھر والی کے آنیکی خبر سے وہ سناتا　　ست بھول دوانی کوا ارے جانی

ایضاً

ہے کون درخت ایک کہ باون تو پھل اوسکی　　اور پھول سوا ستھ پہ چار ہین ستے
ملستے پہ لگا چاند ہے اور ٹھٹاری پہ تارا　　دنیا مین اسلیے قائم رہے اوسکے

ایضاً

وہ کیا ہے سنقور کو لگے نہو اوس سے　　دکھلائی نہ دیوے پر دھوم مچا دے
کتنے ہون بہنے لوگ جیسی جان چٹاخا　　سو کیا کہ وہ سمجھے واللہ کہ ایسے

ایضاً

وہ چیز بھلا کیا کہ مزے جتنے بنائے　　اللہ میان نے سو سب ہین اوسی مین
بیھو سلے نہ بہی آپ رہی جیسے واتیا　　اور کار روائی کرجا بی وہ سب کی

تمام شد۔ دیوان ریختی



آغاز دیوان غزلیات و قصاید ہندی در حمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای خدا [illegible] شفق
لمعۂ [illegible] سے ہی تیرے [illegible] بان کو رونق

[illegible] کتب ابداع مین تو نے کھولے
وفقاً نسخۂ افلاک کے جون سات ورق

[illegible] کرده ہے تو ہوا مسئلۂ وحدت کا
عقل اول [illegible] ہما تجھسے ادب سبق

[illegible] ذات تو نے [illegible] کو کیا ختم کرینگے اوہام
سیکڑون لوح [illegible] دقایق مغلق

[illegible] نطف [illegible] بانواع صفات
خیره ہو ذہن کہے ہے یہ مسائل ہین ادق

روح کو حکم تعلق بجسد فرمایا
تاکہ اشکال ہیولا و صور ہو مشتق

فرح سے چار عناصر کو سپه دی کیفیت
قید ہستی کی کیا پردۂ اطلاق کو شق

خلق انسان کو کیا نامیہ اوسکو بخشی
ہیئت جسم کو کر کے متشکل ز علق

جلد دی جسم کی تصوین کو تا غازیہ کر
ایک پردہ مین قوا اخذ کرین اپنا حق

ہین سب اعصاب و شرائین و رباط اسلئے تا
روحکی آمد و شد کو نہ ہی رنج و دق

واسطے فائدہ کے سب یہ بنائی اعضا
عانق و [illegible] و ساعد و رسغ و مرفق

سمع و ذوق و بصر و لمس و شم و وہم و خیال
بن کہی تو نے و [illegible] مطلق

صدقہ اس بندہ نوازی کی تری ہم جاوین
باپ مان ہوتی ہین کب ایسے شفیق و اشفق

جوہر صنع سے ہین تیری مقولات عشر سب امورات ہین ہران رشیق وارق
فعل ملک این و متی باکم و کیف و کم و ضع انفعال اور اضافت ہے بہر شے ملحق
تیری سطوت کے جو وادی کو نظر بھر دیکھی توسن وہم کو یکبارگی آجای عرق
بحر مواج حقائق سے گذر کون سکے ہان مگر فضل ہے تیرا ہے بجای زورق
وا ور اسپ کہ سزاوار پرستش تو ہے بیشک و شبہ سمعنا و اطعنا الحق
روز و شب حضرت خلاق تری حکم مین ہین عرش و لوح و قلم و شش جہت و ہفت طبق
سبلہ روی قطعہ اقطار سموات علا قاف لپٹا نہو جسکا نہ سمند رخندق
ہے موالید ثلاثہ کو ملے قدر الحال تیری ہے فضل سے محصول سدا سد رمق
لطف فرما جو ترا ظل ہمایون ہو تنک چشم تحقیر سے عنقا کی طرف دیکھی لق
فی المثل توسن ایام و لیالی پہ بیٹھے چرخ گو گر متوہم ہو کہ سپیدا ابلق
جادہ ہی سینہ سنمار حقیقت کی سیر غیرت آو دن ہین مجسم ہو کہنی ای احمق
سعی بیفائدہ سے گیا کبھی حاصل ہوگا راہ تک اپنے یہ صحرا ہے براق و دق
سیکڑون طرح کی خلقت کو تو ای رازق ہی بھیجتا نعمت الوان ہے بطشت و طبق
تو نہ فیض نہ جبر کی آزمیا ہو الا بیکار اور جانین آجنہ ارض ہے مثل زیبق
حمد کے بعد یہ شکریہ ادا کرنا ہو ان شکر صد شکر ہے ای حمد و ثنا کے الیق
کہ مجھے دین محمد مین کیا تو نے خلق ورنہ تھی اور بھی انواع کا ادیان و فرق
قابل امر و ادب روح قدس ایک گروہ ہی جسے عیسی مریم سبھی کہتے افسق
راہب فاقہ کش اسلام کے گر ہو پاوے تو ہوا اپنا وہ کلیسا مین بیٹھے مثل علق
زندواستا کی ورق کہو لکی سب گبر مجوس ذکر زرتشت ثنا کرتے ہین با فرط شبق
شر وسواس شیاطین سے بچالے مجھکو تیری سایہ مین چھپا آکے ہون ای رب فلق
نہ تو کچھ دین سے بہرہ نہ مجھے دنیا سے سن لے اس بندۂ انشا کی بھی ای سید حق
وسعت رزق تفضل ہو مجھے صحت ساتھ جلد ایسی کہ نکرنے پڑی مجھکو زرق زرق
رزق کی تو نے تکفل کی قسم کہائی ہے ہی قسم تیری تو اوفی و ابر و اوفق

عمر تا یکصد و سی سال عنایت ہو مجھی
لیک یہ شرط ہی اوس ساتھ نہو کچھ بق بق

تا کہ مشغول عبادت رہے انشاء اللہ
ضایع اوقات کو کھویا نہ کری حق ناحق

اپنی اطفال و عیال و پدر و مادر ساتھ
روز و شب ورد و وظایف مین رہے مستغرق

ہان اس عرض و تمنا کو سمجھے آتا تو ہے
خاطر اقدس مختار و وصی بر حق

قلم عفو میری لوح جرایم پہ کھینچ
از پئے حیدر کرار امام اصدق

کلمہ منہ سے دم نزع مری جاری ہو
جب تلک آنکھون مین رہے جان کی ذرہ بہی رمق

ہاتھ سے ساقی کوثر کے پلا دینا جام
عطش روز قیامت سے نہو مجھکو قلق

اہلبیت نبوی کی لئے اے بار الہ
کچھ نہ پہنچی مجھے آسیب جہنم مطلق

قصیدہ در منقبت حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام

گرچہ افلاک کے سب پھونک دی اطباق آتش
سو نہہ تو دیکھو کہ کری آنچ احراق آتش

نفس گرم وہ رکھتا ہون کہ جس سے ہو جائین
نسخہ گل کے یہہ مجموعہ اوراق آتش

آنکھ اگر مجھسے ملا بیٹھے تو تقید کو چھوڑ
بھاگ جاوی طرف عالم اخلاق آتش

چشمہ نور ہو ہر ایک شرر سے جاری
آگ دینی کو میری جہان ہو جو مشتاق آتش

مین وہ دل سوختہ ہون گرم خروش ای بلبل
کہ میری سانس سے مطلق نہو تریاق آتش

حیدری نعرہ اگر ہند مین کھینچون ہو مست
ہو گریزندہ سوی وادی قبچاق آتش

گرچہ مین نوع بشر مین ہون ولیکن حاشا
کرسکی میری عناصر مین نہ الحاق آتش

ق

سابقہ جیسی میری آہ سے رکھتی ہی گرم
تپ سے ہے برق شرربار سی سباق آتش

بی ادب ہو لی اگر مجھسے کبھی ای صاحب
ہی یہہ مدت سی جلا دینی کو مشتاق آتش

خواجہ خورشید کہ ہے باپ کی جا گہ اوسکی
صاف کچھ بہاٹ یہہ کہہ بیٹھی ہوی عاق آتش

میری سینہ کی اگر آگ سے واقف ہوتی
پوجتی رہتے سدا حضرت اسحاق آتش

برق وش میری گناہون پہ جو مارے چشمک
ہووی گردن زدنی لائق شلاق آتش

آنسوؤ و چار وہ رو ڈالون ابھی گرما گرم
جسکی امواج مین مستغرق ہو باغراق آتش

خالق ارض و سما کا ہی وہ نوبت خانہ / کہ دہل سینکنے کی جسکے ہی مشتاق آتش

ساتھ بجلی کے تڑپھتی ہے کڑک اوٹھی ہی رعد / زور نقارہ ہے یہ جسکی ہے مطراق آتش

غوطہ زن لجۂ حیرت مین ہو فی الحال اگر / ہو مشرف بہ قدم بوسی عشاق آتش

اپنی مولی کی محبت مین ہون مین مثل خلیل / کوئی ممکن ہی کہ دیوی مجھے دستاق آتش

یہ تو کیا جیسکہ زبان سے کہے انشاء اللہ / کرۂ نار مین سب بجھ کے ہو بیاق آتش

شاعر سحر رقم ہی مین گرم سخن ہون جیسا / کب کرے مثل کلاغ آکے وہان ناق آتش

آنچ دوزخکی نہ پہنچے مری دامن کے گرد / گرچہ ہی وہ بانگی غضب شہرۂ آفاق آتش

کیونکہ مین اوسکی غلامون مین ہون جسکا ہے نام / سوکہہ کر خار منط ضعف سی ہو قاق آتش

یعنی وہ شیر خدا حیدر صفدر جسکے / جملہ خدام سے پیش آئی با خلاق آتش

روز و شب صفحۂ آفاق پہ جسکے ڈر سے / مادرانہ کرے خاشاک پہ اشفاق آتش

اوسکے اعدا کا جلانا جو نہوتا منظور / خلق کرتا نہ کبھی حضرت خلاق آتش

اوسکی ذمہ جو شفاعت نہوئی ہوتی تو / دیتی عالم مین لگا معشر فساق آتش

کیون نہ تب محرقۂ دشمن کو نہووی اوسکی / پھونک دینی مین ہے از زمرۂ اصداق آتش

اوسکی صمصام کے اوصاف مین مطلع دو پڑہون / چھوڑ دی سنکے جسے نار کا مصداق آتش

مطلع ثانی

ذوالفقار اوس شہ دین کی ہی باحقاق آتش / یہ وہ ہے آب کہ ایسی نہو براق آتش

فرق اعدا کو وہ جب کاٹی تو برش کے ساتھ / دوڑتی آوی وہ لیتی ہوئی تا ساق آتش

نکلی اوسکی لب ہر زخم سے آواز حزین / کسوت آب مین چھپی ہی یہ حراق آتش

اژدہا شکل جہان زہر وہ اپنا اوگلے / رکھی اوس دشت مین خاصیت تریاق آتش

اوسکی دلدل کے تصدق ہون کہ جسکا ہے نعل / ضد مین خورشید صفت ہو تو باشراق آتش

اب دعائیہ یہ کر ختم قصیدہ انشا / کہ بہاتی تہی مضامین مین بہت شاق آتش

پاسبانی کرو تم میرے متاع دین کی / کہین ایسا نہو دی جسکی سے سراق آتش

اپنے دروازہ کا مجھکو ہی مجاور کیجئے / دلمین ٹہرگئی ہی یہان شدت اشواق آتش

دیکھتے دیکھتے راہ آنکھیں پڑے جلتی ہین — دوستونکی ہوئی عینین ہے کے احداق آتش
دنیا بھی ہمین سوی نجف بہر خدا — کہ جدائی کی تمہاری ہے بہت شاق آتش
روز محشر مین پھر و سا ہو تمہارا جسکو — روزی اوسکی نکری حضرت خلاق آتش
… سرکار کے العطش نہ پہونچی اوسکو — رہی اس امر مین یہہ صاحب اشراق آتش
بجز جسکا دستار ناجز … سے پھر سے — دی اونہین رزق کی جا قاسم ارزاق آتش
… طعمہ ثعبان مبین ہو وہ لعین — مطلقا اوسپہ نہ ہرگز کری اشفاق آتش
فی المثل آپ کے حاسد کو ہو گر میل غذا — …یان اوسی شعلہ شرر شیر ہو بمذاق آتش
یا شہنشاہ حسین ابن علی کا صدقہ — …کری عنصر سے خاکی میرا احراق آتش
نزع کے وقت دکھانا مجھے اپنی صورت — …تا نہ دوزخ مین میری تن کی ہو مشتاق آتش
دیکھہ جانا مجھے جنت مین کئی ہونا جا… — …ہید ماغانہ مزاج اپنی کو نا چاق آتش
آپکے ساتھہ ہو فردوس مین انشاءاللہ — …کاہے اوسکی عناصر مین کچھہ احراق آتش
شعرا سنکے یہ بول اٹھین کہ ماشاءاللہ — لمعہ نور سے رکھتی ہے یہ اشراق آتش
آجتک ایسی بنا ہی ہے نہ بنا ہی کی کا… — جب سے وارد ہوی از کشور … آتش
آتش آتش کے ردیف اوسمین یہ کرنا کری — بیٹھے یون جسکے قوافی مین باغلاق آتش
صاحب علم لدنی کا فقط ہے یہ فیض — ورنہ کب رکھتی ہے گنجایش اوراق آتش
فارسی مین دو دیوان دو ہار قصیدہ سنواو — …ما تو ان دو دو نکو جلا جو کرے بیباق آتش
قافیہ اس سے بھی صد چند ہوا مشکل جبکہ — چھوڑ کر بھاگے جسے صفحہ آفاق آتش

قصیدہ در منقبت حضرت امیر ع

دارم آہی کہ بود جامہ صفاتش آتش — مادر خش برق پسر شعلہ و دودش آتش
تخم تبخالہ فرو ریخت بدل دانہ اشک — بارور گشت بجای ثمر آتش آتش
شرری ریختہ اسوی جگر عشق کہ گاہ — رونہ آورد بہ ناورد شتابش آتش
نفسی سوختہ ام جا عنقہ دیو زہ کند — می رمد رو نقفا از حرکاتش آتش

یا رب این بادهٔ عشق چه صهبا باشد
که بود موجب نسبت بنالش آتش

شعلهٔ طور تجلی بودم سینهٔ گرم
که کنون سر کشد از جامه جهانش آتش

لن ترانی بجواب ارنی شنید گفت
چیست در کسوت نو باز کلالش آتش

موسی صعقا عالم بیهوشی خواند
عشق سوزاند دل و زد به نهالش آتش

برحذر باش ازین صاعقهٔ نعرهٔ گرم
که امان می طلبد از جگر کالش آتش

گبر آتش کده فرتوت بجدی شده است
هست گویا یکی از خیل عیالش آتش

هست هر مصرعه برجستهٔ من برق وشی
که زند نقطه و معانیش و لغالش آتش

نقطهایش همه چون خال لب غلمان است
گرمیش چیست شرر و شعله کالش آتش

گر بایران برسد شعر ترم می افتد
در دل طوس و صفاهان و کلالش آتش

در شیراز برندش طرف رکنا باد
شعلهٔ حافظ شود و شتابان نبالش آتش

سید انشا نفس از مهر علی باید زد
سوختی تا بکجا اینهمه آتش آتش

حیدری نعره کنون در کشش و مردانه بزن
بر سر بتکده و لات و منالش آتش

آن شه قلعه کشا ساقی کوثر که گهی
شعله بر من نکشد از بر کالش آتش

حاجی کوثر ندوم ز ولای حیدر
بارد از چرخ بکوه عرشیالش آتش

گردم از فرط ودادش نه زند باد بهار
در وزد تا به ابد از نفیالش آتش

گرز احکام تو فرمان نه برد ابر مطیر
بچکد همچو شرر از قطرالش آتش

خادم در گهت ار مهر نبودی می برد
اژدها وار بقعر ظلماتش آتش

با ادب خم نشدی چرخ اگر پیش درت
عرش میزد بجمیع طبقاتش آتش

حرص قهر تو در دازهٔ او را میسوخت
غلط میخورد تهوی شبکالش آتش

هر لئیمی که ندارد سر مهرت یا ذا
مرشد و راهبر معتقدانش آتش

همه حسرت ببر و بغضت از عالم کون
نقمت حق نکند در عشرالش آتش

سبز و چرخ شرف گر بقدم بوسی تو
جمله برآید بجهان از جگر کالش آتش

بجهنم برود مرد اگر حاسد تو
در دل اکا شعله از مغتنمالش آتش

شیوهٔ مدح ترا شاعری از فوت کند
خامه اش سوزد و افتد به دوات آتش

هست انشا نه غلامان تو یا شاه نجف
دید از لطف تو لاریب نجات آتش

گوشهٔ دامن عصیانش نگیرد حاشا
حیف باشد که چرد نخل نبات آتش

بهره از تشنگی روز قیامت نه برد
نکند طعمهٔ خود بعد وفاتش آتش

نور باران شود این کالبد خاکی او
نگذرد هیچ گهی در خطرات آتش

ای خوشا وقت که خاتون قیامت گوید
دامن او را مسّ نکند در عرصات آتش

عوض جسم ببر شعلهٔ آه او را
سوی دوزخ که بریزد ز صفات آتش

نفس سوختهٔ داشت که آتش زده بود
فتنه انگیختن شطر فرات آتش

طرفة العین بد انسانش بر سوی بهشت
کا طلامی نبرد از عقبات آتش

رحمت آن لحظه مجسم شود و فرماید
نرسد از حرکات و سکنات آتش

اشک از بهر حسین ابن علی ریخته بود
سرد گردیده کنون زان قطرات آتش

در فردوس گشودند بیاریش همراه
که رجوعی نبرد هیچ بذات آتش

دخل دارد که از و داشته باشد سروکار
گشت خاموش بهنگام ممات آتش

اهل بیت اند شفیعان معاصیش بلی
میکند خوف و خطر از خطرات آتش

دارد امید شفاعت تو انشاء اللہ
بگریزد ز شکوه درجات آتش

قصیده بی نقط در منقبت حضرت امیر المومنین ع المسمی به طور الکلام

هلا که مروحهٔ آه سرد که هر گام
که دل کو آگ لگا کر ہوا ہوا آرام

در وصال دل آرام دور رہ مسدود
مراد مرحله گرد وساوس و اوہام

الم مولد سودا و درد گردا گرد
سواد دورهٔ صحرا معمور رد دوام

وه گرد سودہ الماس کل ہلاہل وار
ہوا کا لطمه محل ہلاک و ورطهٔ سام

ہوا سو دو دم سرد آه ہمسر مہ
محل صد الم و درد دل اصول مسام

وہ آمد آمد گل عہد لاله حمرا
سواد حالهٔ دل مسود احلام

کرا سعاد و صلاح و سداد کو اِرسال ۔۔ ہمہ سحر رہ دلدار و مار کو وہ ملام

اشعار ترکی

کو رار کو رار کولا راول کو روکلکوارہ ۔۔ سوکار سوکار و کولر کو نسام اور کاسام
کو رار اولا رسحر اول اولکہ کاسہ سو ۔۔ سور ولسہ حال علم آہ سوار ہ ہو سام
ارادہ کرد دم سرد آہ دود آلود ۔۔ کہ رسم موسم سرما ہو گرم ہو حمام
احاطہ آگ کا وہ لال لال گرما گرم ۔۔ وہ لو وہ دود وہ اسکا علو وہ اسکا کام
علو حوصلہ صاعد ہو کس طرح اسکا ۔۔ حمام روح کو طول امل کا ہر سودام
ملال وسوسہ مرگ و روح سرد رگم ۔۔ مآل و حال و کلال و حواس اور آلام
ہوا و حرص سواس حد کو اور سوء عمل ۔۔ حصول ہمکو وہ کسطور ہو اہم مرام
مگر محمد و مددگار داد رس ہو وہ ۔۔ سہ سما ہو کرم مہر ساطع اجسام
ہوا ارادہ مداح اسطرح اسدم ۔۔ کہ وا ہو سلسلۂ کاکل عروس کلام
کلام وہ کہ ہو وہ روح محمل سلما ۔۔ کلام وہ کہ وہ حاسد کو ہو رماح و سہام
کلام وہ کہ وہ ہو ماہ مصر اہل دلا ۔۔ کلام وہ کہ مصور ہو حور سا سر عام
کلام وہ کہ وہ ہو مورد سماع ملک ۔۔ کلام وہ کہ وہ ہو شکر گردہ کرام
کلام وہ کہ وہ ہو موسم گل احرار ۔۔ کلام وہ کہ سکار اکو ہو وہ کاس مدام
کلام وہ کہ ہو طور السکلام اوسکا اسم ۔۔ کلام وہ کہ گل اسکا ہو صارد کا کام
کلام وہ کہ ملوک الکلام کا ہو ورد ۔۔ کلام وہ کہ وہ گل ہو کلام مدح امام
مداد مردمک حور و کلک سدرہ کو ۔۔ کرا و سکو مسطر الواح دا ورا علام
درِ محوطہ لا الہ الا اللہ ۔۔ رسول کا ولد عم و حاکم احکام
اساس دہر کا ملاک ارحم الرحما ۔۔ امام کل وہ دلاسا دہ کرام و عوام
وہ سلک گوہر اسرار داور داد ار ۔۔ وہ اعلم العلما وہ رہ ہدا کا ہمام
ہوا الامام و عم الرسول والد ہ ۔۔ امام عسکر و کرار حاٸل اعلام

مطلع ثانی

مطلع ثانی

ادھر گروہ رسل سو ہوا گروہ امام	اودھر ہو سو ہوا دسہ سام کاسہ سرسام
رہا مدام مددگار آدم و حوا	رہا وہ مالک مولود و عالم احکام
وہ مطلع گروہ ہمہ کا علوم کا دادا (بیٹے دریا)	دم ہلاک ہوا آمدہ والد حمام (پسر علی)
ہوا اسمعل آمال اہل عمر و رہا	سرور والدۂ والد و دل اعمام
معلم ملک سدرہ سرور مسعود	کمال صدر معلا مکمل اصوام
ہوا معطر و گل مسک ورد ارم سا	در او سکا گلکدۂ روح حور و روح مدام
مسلم اوسکو وسادہ رسول اکرم کا	عماد علم و در حلم احکم الحکام +
گل کلاہ علا داور سراسر عدل	ودادِ او ہمہ دام آمد و مراد حسام
وہ مرد معرکہ آرای دور کوہ احد	دلا در ہمہ عالم محرک اعلام
امام حور و ملک ماہر علوم رسل	سرور روح محمد مؤسس اسلام

اشعار عربی بکمال درستی ترکیب نحوی

ہو الامام و اہل الولا عسکرہ	ہو المطاع دہادِ لکل اہل کلام
ہو الامام لکل الوری ہو الاعلا	مکرم اسد صائل مع الصمصام

یک مصرعہ در عربی و مصرعہ دویم در فارسی

علا حرم اللہ اصل مولدہ	گدای درگہ او لا محالہ در احرام
در اصل مالک دار السلام اصل ہو لہ	سوار دلدل و سردار کل مدار ہمام

مقطع در صنعت بی نقط بدین تاویل از نہانخانہ فکر بعالم ظہور ثبت شد یعنی انشاء اللہ معنی اینکہ اگر بخواہد خدا و معنی لو اراد اللہ اینکہ ارادہ کند خدا پس ہر دو در معنی متحد دانستہ لو اراد اللہ آوردہ شد و معنی معلوم لو اراد اللہ یعنی چیزیکہ دانستہ شد

ولو اراد اللہ مراد از انشاء اللہ است +

مقطع

سدو مالک معلوم لوا راد اللہ ۔ ملال اوسکا کرو دور دلکو دو آرام

اشعار دعائیہ

مطاع دھر ہو طلال ہر معاملہ ہو ۔ کرہ لو کھو لو کرو دلکو وا امام ہمام
عطا کرو اسد اللہ سرور اوسکو صلہ ۔ اور آہوی حرم مدعا کو کردو رام
مراد او سکو دو اور رکھو سالم الاولاد ۔ دوار وسدر کرو دور صدمۂ آلام
وداد آل محمد مدام ہو ہمراہ ۔ دوام ورد سحرگاہ ہو درود و سلام
طلا و احمر و الماس و لعل و دُر کا دو ۔ گھر اوسکو اور مدام طہور و حور و طعام
امام ہر دو سرا ہو عطا کر و مولا ۔ سر در ہر دو سرا او السلام و الاکرام

این شعری ست کہ بتصدق ممدوح علیہ السلام ملایکہ ملاء اعلی از استماع این دعا برای ممدوح دو صد ہزار آفرین کردہ باشند. در ترکیب نحوی درست و تمام درود درین بحر مجتث موزون شدہ ایست

ہو الامام و روح الرسول صلی علی ۔ محمد و علی آلہ ہدا الاعوام
رواج اور یہ ہے وہ ہو آشنا انشا ۔ کہ ہو رہا ہو وہ آگاہ رسم اہل کلام

ازینجا صنائع دیگر کہ ہم داخل قصیدہ میتواند شد و ہم خارج از قصیدہ مقلوب کل لفظین باید دانست کہ مشکل ترین صنعتہا مقلوب مستوی ایست کہ امیر خسرو دران گفتہ شکر بترازوی وزارت برکش و این شعر در مدح امام علیہ السلام در دو صنعت جمع شدہ یکی ہمان مقلوب مستوی است و دوم ہمہ بی نقط و الحمد للہ علی ذلک

اول فقط این شعر دعائیہ ست

ہوا ارادہ دل رو کرو اد ہر للہ ۔ کہ ہو معطل معطل کا سراسر کام

ہر دو مصرعۂ مقلوب مستوی است

مراد روح و رداد روح و زد ارم ۔ مآل کل امور سرو مآل کلام

صنعت محتمل اللغات کہ امیر خسرو دران گفتہ اند ـ من کہ چنین[له] جوہری پاکی کہ در عالم مشہور است در نثر بود لفضل الٰہی تصدق ممدوح علیہ السلام تمام مصرع موزون با معنی بہم رسیدہ کہ در ہر سہ زبان یعنے فارسی و عربی و ہندی معنی خیز است این قطعہ

ولادو مصرعہ لکہکر ملک کو کر سامع	اور اوسکا مصرعہ اول ہو مصرعہ کلام
بیا بیا جب من جالیا بہ پاکی باش	بیا بیا جب من جالیا پیا کی باس
بیا تنا جب من جالنا بیا کی ناس	کہ ہیچ سرور والا سرود دام سر عام

در صنعت منقوط کل

زفیض شفقت ذی زینت نبی سکے	ہمہ مراد دلم داد و احد علام

این شعر در دو صنعت واقع شدہ مصرعہ اول در صنعت رقطا یعنی یک حرف با نقطہ و حرف دوم بے نقطہ و مصرعہ دوم در صنعت خیفا یعنی یک لفظ با نقطہ و دیگر لفظ بے نقطہ این است رقطا و اینست خیفا بنظر انصاف باید دید کہ چہ طور این ہر دو صنعت گفتہ شد۔

شہ بلند نسب اب مجہے سبہی دیوی	جبین لامع زینت حصول جشن مرام

قصیدہ در منقبت حضرت دوازدہ امام علیہ السلام

نوع بشر مین تہی نہان آتش و باد و آب و خاک	عشق نے کردئی عیان آتش و باد و آب و خاک
آہ و نفس اور اشک کا معدن نشو تہی جسد	دیکہیے یہان تو توامان آتش و باد و آب و خاک
تن مین ہماری جلوہ گر جب نہ تہی تب اد ہر اودہر	پہرتی تہی مثل یکسان آتش و باد و آب و خاک
جوش و خروش عشق سے کچہ نہین تہا نہ ہوش و گوش	کرتے تہی نالہ و فغان آتش و باد و آب و خاک
نور نفخت فیہ کا انہین جب آسما گیا +	ہوگئے عرش آشیان آتش و باد و آب و خاک
سہل ہے جہگڑہی نورکے بکی اوڑہی سرو کے	قدرت حق کی تہی نشان آتش و باد و آب و خاک
چہوڑدہ باغ بوستان لایق سیر دوستان	امی تنوکہی درمیان آتش و باد و آب و خاک

[له] عربی من کہ چنین جوہری پاکی فارسی من کہ چنین جوہری پائی ہندی من نہ چنین جوہری پائی

نحمدہ و نشکرہ نعبدہ و نسجدہ
رو رملا دنی یہان آتش و باد و آب و خاک

کھیل کھلا رہی کی یہ دیکھہ کیا ہی ہم یہ ہو گئے
ایک یہ ایک جہان آتش و باد و آب و خاک

چار سی آشنا ہو گئے کون سی تو کہنو سنو
نور و ظہور و جسم و جان آتش و باد و آب و خاک

تخت نشین لاتعد ہوئین چار حساب سے فزون
اپنی نسق پہ اب کہان آتش و باد و آب و خاک

ہو تسلّی وند کا فکر و وہم شوق وجود دی الٰہی
واسطے اپنے ارمغان آتش و باد و آب و خاک

بہ خدا اٹک آن مل ہو گئے ورنہ مضمحل
جاتی ہین سوی لامکان آتش و باد و آب و خاک

جب نہ رہی گا امتزاج روح کر گئی ابتہاج
دیکھین گے سوئے آسمان آتش و باد و آب و خاک

سہیک گئی او گئی ہی دفن ہوئی جو اہل وجد
الفت او نہین ہے کو میان آتش و باد و آب و خاک

مطلع ثانی

ہین یہ بسان طائران آتش و باد و آب و خاک
ڈہونڈہین ہین اپنی آشیان آتش و باد و آب و خاک

جاستے ہین قفس کو توڑ سارے ہی یہ بہشت کو چھوڑ
پھر ہون اسیطرف روان آتش و باد و آب و خاک

جان پڑی عشق مین ہے ایسی نشاکشی مین پھنسے
کیا کرین ہای بے زبان آتش و باد و آب و خاک

پھانس جگر مین ہی گڑی سانس اڑی ہی ہر گھڑی
کہتے ہین اوڑ چلو وہان آتش و باد و آب و خاک

انشا بس آگے کچہ تو لکھہ وصف دوازدہ امام
خاصہ جنہونکی چاکران آتش و باد و آب و خاک

وہ حضرات اہل بیت ہین جو علیہم السلام
چار ون ہین اونکی مدح خوان آتش و باد و آب و خاک

ہین جو وہ بارہون بروج چرخ کو جنسے ہی عروج
حکم مین جنکی ہر زمان آتش و باد و آب و خاک

دیکھہ مراتب اونکی تو صل علی محمد
تابع اونہین کے انس و جان آتش و باد و آب و خاک

اونکی ولا کی واسطے دہر مین اسطرح ہوئے
موجب رونق جہان آتش و باد و آب و خاک

جنکے سبب سی پائین گے جن و بشر ہین کرتھوی
حور و بہشت جاودان آتش و باد و آب و خاک

کن فیکون سے تہا غرض خالق کل کو اونکا خلق
ہوتی وگرنہ رائگان آتش و باد و آب و خاک

اونکی تفضلات سی رہ گئی زیر آسمان
شوکت و عز و عظم و شان آتش و باد و آب و خاک

ق

اونکی عدو کی واسطے حق نے جہیم کی ہی خلق
دشمنونکی ہین عدو یہان آتش و باد و آب و خاک

ہین جو گروہ اشقیا اونکی سب اہل بغض او کینہ
جنکی ندین کہین امان آتش و باد و آب و خاک

ق

ایک جلاوی ایک اوڑاوی ایک ڈوباتی ایک سکہائی
کیون لپٹ لپٹ کی جاین آتش و باد و آب و خاک

میری عناصر وجود جیسی کہ مین یہ سب نمود
یعنے کہ مین جو دوستیان آتش و باد و آب و خاک

یکصد و بیست سال تک انمین آوی کچھ خلل
چھوڑین نہ آشنائیان آتش و باد و آب و خاک

جادہ اعتدال سے انکو نہووی انحراف
کچھ نہ کرین خرابیان آتش و باد و آب و خاک

اونمین کدورتین نہ آئین ایسا نہو کہ روٹھہ جائین
دین نہ بہم رکھائیان آتش و باد و آب و خاک

جملہ قوا رہین بحال انمین نہ آوی اختلال
روح کے ہووین پاسبان آتش و باد و آب و خاک

اور یہہ عرض ہے کہ جب چھوٹیے ہو بیت بدن
اپنے طرق کو ہون روان آتش و باد و آب و خاک

میری مواد جسم کے انمین سی جسقدر ہین وہ
پہنین لباس عرشیان آتش و باد و آب و خاک

تکیہ وجود مین گرچہ صنم پرستیان
کرتے ہین جون برہمنان آتش و باد و آب و خاک

واقعی اسمین شک نہین کہتی ہین یہ زبان مین
ذوق پرستش بتان آتش و باد و آب و خاک

یون ارکان جاوین مل بسدر کل کے ساتہہ مل
کوئی نہ جانی تھے کہان آتش و باد و آب و خاک

دامن شعلہ فغان ترتے لگنے کے گرد سے
کیون نہو اسکی اوٹھہ وہ ہوان آتش و باد و آب و خاک

سر پہ ہو لطف احمدی سایہ فگن ہوتا نہون
شامل خیل کافران آتش و باد و آب و خاک

مجھکو جلا اوڑا بہا گاڑ نہ دین گناہ مین
ای شفعای عاشقان آتش و باد و آب و خاک

انشا اب اگی ختم کر تجہہ مین ملی ہین جسقدر
دینگے وہ عرش پر اذان آتش و باد و آب و خاک

دیکھہ میری قصیدہ کا تو جبروت اسطقس
ہی ارکان امتحان آتش و باد و آب و خاک

قصیدہ در منقبت حضرت امام المتقین امام من آل عبا حضرت امام علی موسی رضا

باز وقت ہست کہ چون کیکاؤس
اخگر لالہ کند جشن جلوس

داغ دل باشر رود اغ جگر
جلوہ افروز شود چون طاؤس

کج گذارد کلہ از فرط غرور
ہمچو دیہیم شہان تاج خروس

در چمن باد صبا اندر ود
دفعتہ غلغلۂ و قیا نوس

در رہ خسرو پرویز بہار
علم افراشتہ بالغرہ کوس

سبز و شاداب شود کشت امید ‌ ‌ ‌ ‌ نکهت آرا بچمن بوی عروس
رصد از علم کواکب بندد ‌ ‌ ‌ ‌ طارم تاک شود بطلیموس
بدهد خوشهٔ انگور مراد ‌ ‌ ‌ ‌ داد فرعون بنماز معکوس
چادر آب که ریزد از کوه ‌ ‌ ‌ ‌ بهر زرها و کند کار عطوس
باز وقت است که بر فرق الم ‌ ‌ ‌ ‌ رستم رعد بکوبد دبوس
موج گل جوش زنان ست رسد ‌ ‌ ‌ ‌ کف برآرد چو لب قیانوس
پیکر حور در آید بنظر ‌ ‌ ‌ ‌ روح بر سبزه چو افتد معکوس
عندلیبان همه بالرزه شوند ‌ ‌ ‌ ‌ مترنم بلغات قاموس
موج گل همچو فریدون ریزد ‌ ‌ ‌ ‌ خون ضحاک خزان منحوس
عیش مانند سکندر تازد ‌ ‌ ‌ ‌ گاه بر روم و گهی بر سر طوس
دشمن آل نبی را بندند ‌ ‌ ‌ ‌ در نهانخانهٔ دوزخ محبوس
هم که از صلب بنی عباس است ‌ ‌ ‌ ‌ شود از منبر خلافت مایوس
باز وقت است که رحمت بیند ‌ ‌ ‌ ‌ خارجی از مرض ایلاوس
باز وقت است که هارون خزان ‌ ‌ ‌ ‌ ننشیند بعباسه عبوس
باز وقت است که مامون گردد ‌ ‌ ‌ ‌ دود آتشکدهٔ گبر و مجوس
بر در تبکدهٔ کشور هند ‌ ‌ ‌ ‌ بانگ لبیک برآرد ناقوس
اندرین بقعه ملقب گردد ‌ ‌ ‌ ‌ گبر دیرینه بعبد القدوس
تا کجا هرزه درآئی انشا ‌ ‌ ‌ ‌ بگذر از خرقهٔ مکر و سالوس
حرف سنجیده براو رزد همین ‌ ‌ ‌ ‌ جمله هستند ملایک خاموس
در عمل کوش ازین علم چه سود ‌ ‌ ‌ ‌ چه شوی خاک در فیلاقوس
دست از فن طبابت بردار ‌ ‌ ‌ ‌ فرض کردم که شدی جالینوس
مرض سرفهٔ عصیان نرود ‌ ‌ ‌ ‌ زین بهی دانه و زین اصل السوس
روح سلطان خراسان سے گو ‌ ‌ ‌ ‌ تا شود روح جنابت محسوس

تا براے تو درین ظلمت قیر | لمعہ نور فروزد فانوس
نور مغنی علی ابن موسی | نور حق بادشہ کشور طوس
بوالحسن کنیت آغام رضا | ثامن آل عبا راس رؤس
ضامن صحت این نامہ سیاہ | نیر برج شرف شمس شموس
حالیا مطلع دیگر خوانم | در حضورت بامید ملبوس

مطلع ثانی

ای بفرمان تو ارواح و نفوس | جملہ اجسام ز لطفت مانوس
شد ز حکم تو در اشکال و صور | این ہیولا مجرد محبوس
اسطقسات موالید و جہات | ہمہ مشتاق تو مہر پابوس
بر سر خوشہ اگر قہر آری | مغز چون برگ شود برگ سبوس
بی رضای تو حمارے گردد | گر مہندس بکشد شکل عروس
آنچہ دارند گدایان درت | داشت این رتبہ شان کے کاوس
داد بیداد و شہا زان جشنے | کہ بود اسم معلاش فلوس
خوف ز امراض و باغی ست ازان | خواہم از ابروت اسطوخودوس
تیرگی ہاے گناہم نشود | متمثل بہ وصال کابوس
گیرد از لطف تو انشاءاللہ | ہرچہ خواہد ز ودود و قدوس
عمر و اقبال تعالے یابد | باشند از جملہ بلاہا محروس
زن و فرزند سلامت باشند | از مرض ہیچ نگردد محسوس
تا بود تکیہ سوار گردون | زینت زین مرصع قربوس
ناظم ملک جہان افزاید | شوکت و حشمت تخت طاوس
بزر و سیم زند سکہ چو مہر | ہمچو تیمور کند جشن جلوس
حکم نواب امین الدولہ | قیصر روم رسانند تا روس

اشعار ترکی

یا شلاریم فرخ دین از نوع پولدی
یار جہ یا زدق بیلہ افسوس افسوس

رسم قیل تینگری ایچون یا شیمغہ
از در غورشس مگردان مایوس

قصیدہ در مدح الماس علیخان بہادر

ساقی کوثر نمی خواہد کہ باشم تشنہ کام
سیر نم رطل گران چند بس تا ہم مدام

چون شہان طرف کلہ گر کج گذارم می سزد
از ولای شاہ مردانم بود عالی مقام

سایہ ام را پایۂ کمتر نباشد از ہما
طائر اوج حشمت باشدم در زیر گام

داستان امرء القیس و لبید از یاد رفت
ای صبا از من بسر سحبان وائل را پیام

کی بگرد توسن چالاک نطقم در رسد
اشہب ذہن فرزدق گرچہ باشد خوش خرام

فاضلم علامۂ دہرم وحید عصر خود
دیگری چون من نباشد شاعر شیرین کلام

دارم آن تیغ زبان آب دار بی نیام
گر نہیبش خوان خود را مینخورد این حسام

گر فرستم تقریر من را نایب این علوم
مثل جاؤ شان نماید ابن حاجب اہتمام

جلگی جذر اصم را گوش سازم رنگ گل
از دلائل جذر را می آورم در انتقام

تا ازین دود جگر یک گنبدی برپا کنم
در فلک ثابت نمایم وضع خرق و التیام

مرغ روح قاضی بیضا پرد زین ناطقہ
تا نیاید گوش از من بحث علم کلام

از برای آنکہ دارم سایۂ شاہی بسر
آنکہ دارد بہ ز دارا و سکندر صد غلام

نور ذات کبریا یعنی علی موسی رضا
نامن آل عبا و ثانی خیر الانام

آن شفیع ابن شفیع ابن شفیع ابن شفیع
وان امام ابن امام ابن امام ابن امام

مثل رضوان مے شود آدم ز طوف روضہ اش
میرسد از درگہ او نکہت دار السلام

زین چنین و چانہ مے آید ثنای ذات او
منکہ ام پابند اعصاب و شرائین و عظام

ہر بن موی تنم گر صد زبان پیدا کند
در معمر ہم شوم چون خضر تا روز قیام

ساعتی ساکت نباشد از بیان معجزات
دفتر کلیہ اش تا ہم نماند ناتمام

خبر بعیش و عشرت و شادی ندانم فارصیت
فکر و غم آخر چه چیز آقا الم یعنی کدام

هیچ ازین اسمای لاطائل ندارم اطلاع
این بلوری اند تنها یا که از سنگ رخام

هست از ادنی غلامان درش شخصی کرد
بهره ور میگردد اینجا عالمی از خاص و عام

بیش دست ابر رحمت بحر علم و سخا
یعنی الماس علی خان بهادر نیک نام

حشمت جنگش اگر رستم ببیند شیر مار
از تخافه میبرد بر باد نام زال و سام

با همه ریش و دو شاخ و جامهٔ چرم پلنگ
گاو سر را افگند بر خاک آن مرد تمام

مدح غائب تا کجا حاضر شدم تا در حضور
بادهٔ نورانی وصلت بریزم یعنی جام

مطلع ثانی

ایکه اجازت نباشد در میان روم و شام
الله الله این چه شان است و شکوه و احتشام

خسرو پرویز برمی جست از جای خودش
گر بدیدی این نشانتهای طرز انتسام

چون تو شخصی را اگر بر روی کار آرد فلک
میشود باری امور سلطنت را انتظام

ابلق ایام را در لویه آرای چیره دست
تا کجا او سر زده گردد بے عنان و بی لجام

مطلع ثالث

ای جبینت آفتاب و چهره ات ماه تمام
ابروانت چون هلال و رو و مویت صبح و شام

این فیضت را چه گویم ای مه ذو الاحترام
بهره از هر جنس بر میگیرد اینجا هر کدام

از قدم بوست شرف روزی که حاصل ساختم
سوی خانه سر نهادم مرکب خود را زمام

پس همان روز و همان ساعت همان لحظه فبه
جایگه ناآرم کرده بے قعود و بے قیام

تا کمر را واکنم خوش مژده آید بگوشش
شد مبارکباد هر سو گشت شائع این کلام

منجلی آئینهٔ امید من شد و ان شال
صورت آدم گرفت و در پذیرفت ارتسام

عمرها شد دودمانم بے چراغ افتاده بود
زین تاسف دود بر میخواست از راه مشام

بود انشاالله اینک حق تعالے از کرم
داد فرزندے بمن او را تعالے کرد نام

شکر خالق میکنم الحمد لله العظیم
کو مرتب ساخت از کل شکل اعضا و عظام

اینهم از فیضان اسم قائم آل عبا است
آنکه هست او مهدی دین دافع کفر و ظلام

آنچه گفتم واقعی بودست بی اغراق و شک — اندرین گنجایشی ریبی نباشد والسلام
بندهٔ انشا زین سبب معروض میدارد بلی — در جناب مستطاب آن بزرگ مرد سعادت التوام
راستی اینست گر حال درستی داشتم — میفرستادم بخدمت چیزکی آتش طعام
چون چنین با هیچ شیئی لائق و موقع نبود — کردم انشا این قصیده آمدم بهر سلام
در قصائد رتبهٔ آقائیش ظاهر بود — آنکه دارد با شهنشاه خراسان التزام
من لهذا اسم او آغا قصیده کرده ام — از دل و جان چون جناب شاه را هستم غلام
از امور دین و دنیا هر چه پیش آید ترا — بار آلها از تو یابد زود طرح انصرام
تا بود لیل و نهار و آسمان و ماه و مهر — باشدت طول بقا و جاه و حشمت را قیام
تا نیاید صاحب الامر آن امام جن و انس — دولتت باشد کنیز و خواجه اقبالت غلام

دیگر

اندرین عصر اگر حضرت لقمان باشد — بهر یک لقمهٔ نان تابع دونان باشد
ثمن بخس بقیمت نه بهشت و نخرند — سر بازار اگر یوسف کنعان باشد
رستم زال چه باشد پسر رودابه — می نه پرسند اگر سام نریمان باشد
قصه کوتاه که از چشم حقارت نگرند — فاریابی هم اگر شامل اینان باشد
فهم ناکرده سخن خورده بیجا گیرند — آنکه در شعر و سخن همسر سحبان باشد
کمتر از مور ضعیفی به پی دانه رود — خود درین عرصه اگر شاه سلیمان باشد
بدل ما تخلل چو رسد قرص جوین — آه از آن شخص که از اهل صفاهان باشد
وقت آنست که از گرسنگی جان بدهد — باز شهزاده کز اولاد تمرخان باشد
شکر لله که درین معرکهٔ بعث و نشور — کاندران بوعلی وقت هراسان باشد
دست همچون من ناکاره بگیرد شخصی — که مجسم همه چون ابر بهاران باشد
عزت و حرمت انواع تفضل بکند — وز پی پرورشم برزده دامان باشد
حرفهای که از ان صورت الماس بیافت — جمع در نام همان مرد مسلمان باشد
یعنی الماس علیخان بهادر که مدام — در جهان دست سخایش گهر افشان باشد

آیۂ رحمت حق است بلے در حکمش — قوت نامیۂ موسم باران باشد
همت او پے ارباب غرض ای انشا — هست خضرے کہ لب چشمۂ حیوان باشد
ذاکر اللیل و سحر خیز انیس الغربا — آنچنین کے بجهان قاری قرآن باشد
سبز وارست از و کشت امید عالم — چون بہ خاک قدمش کحل صفاهان باشد
تیتش موجب تنبیت نباتات بود — کہ ہمہ مائدہ نعمت الوان باشد
چہل سال است کہ اوقات شریفش امنیت — کس ندیدم بعبادت کہ بدینسان باشد
باہمہ کروفر حشمت و جاہے کہ ورا ست — زندگانی بکند شخص چہ امکان باشد
رکن دین است ہمان عابد و رکن الدولہ — ایزدش در ہمہ احوال نگهبان باشد
فتح جنگ است زدستنش کہ نعیم الملک است — حامی و ناصر او شاہ خراسان باشد
محسن عالم و بذال سخاوت پیشہ — آنکہ شرمندہ ازو حاتم دوران باشد
خالقش تا صد و سی سال رساندا درا — صحتش تا بہ لقا تابع فرمان باشد
مدح غائب چہ تسانی بدہم بہ کہ دگر — رو برو عرض کنم هر چہ کہ شایان باشد
چند اشعار دعائیہ کنون می خوانم — یا رب این ذات تو دولت دو ایمان باشد
تا جهانست و مہ و مہر بہ عطارد بفلک — ناصر جملہ امورت شہ مردان باشد
عشرت هر دو جهان و طرب انشا اللہ — ہمہ در حصۂ الماس علیخان باشد

قصیدہ در مدح بادشاہ عالی گہر

جشن و نشاط و خورسندے و عشرت نعم — عیش و خوشی مین چین سے خوش وقت ہو ہم
فرخندگی بخت پہ نازان تھی اپنے سب — ہر ایک نغمہ سنج تھا یا طوطی ارم
فیض سحاب فرح سے تھی مزرع امید — گل گل شگفتہ تازہ و شاداب سبز و نم
بلبل کو یہہ طرب نہو ہرگز بفصل گل — غنچون کو یہہ شگفت نہین ہوتے صبحدم
قمری کو وصل سرو کی اتنی نہو خوشی — آہو کو یہہ سرور نہووے بوقت رم
جو کچھہ کہ جوش تھین عرض ان سبھونکی تھا — ممکن نہین کہ کیجیئے بیان اوسنے بیش و کم
خدمتمین اون سبھونکی کیا مینے التماس — شادی کی وجہ کیا ہے خبر دین کچھہ تو ہم

باری یہہ کیا نشاط ہی ہم بہی تو کچہ سنین
خوشبو سے فرح کی ہو ہمارا بہی تازہ دم

شامل مجھے بہی کیجیو اس عیش مین کہ مین
حضار بزم خاص سے ہون مورد کرم

سلک گہر پرو صدف لب سے یون کہا
اون سب نے کیا تجہی نہین معلوم یہہ کہ ہم

دینے چلے ہین اوسکو مبارک کہ آج وہ
شاہنشہ زمانہ ہے بر مسند احتشم

وہ واجب الاطاعت و مسجود خلق ہے
دوران کے بیچ مین وہ جو ہی شاہ محترم

معنی آیۂ و اولے الامر منکم آ
تفسیر بیچ دیکہہ لو قرآن کے قسم

یعنے وہ شاہ عالم و فخر جہانیان
عالی خلف خجستہ سیر معدن ہمم

خورشید آسمان تہور فلک جناب
عالی نسب حباب ذات سے جون ذرہ منتظم

شاہ بخت نے قبضہ مین جسکی فی والفقار
دو نا ہے جس سے ہو وی عاشق بہیش مونہ کم

سے لای تہی ونفی مخالف کے واسطے
ایجاب ایسکے گر نہ وہ بولین کہین نعم

جو حسن خلق اوسمین ہی وہی خلق مین کہان
ذات ستودہ الغرض اوسکی ہے مغتنم

جسکے رکاب مین ہین سلاطین روزگار
گردن کشان دہر مین جسکے ہین سب خدم

مطلع ثانی

مستجمع المکارم و مستحسن الشیم
ینبوع فضل و جود و سخا معدن کرم

میری زبان سے مدح کہان اوسکی ہو سکے
توصیف مین ہے جسکے زبان قلم قلم

طالع ہین جسکے ایسی کہ تاج سکندری
کہا وہی ہے اوسکے طالع بیدار کے قسم

ہی فوج فوج راحت و آرام جسکے ساتہہ
ہے روح روح گنج تنعم سے ملتزم

خنکار روم و کلک و فرنگ اور شاہ مصر
حاضر مین جسکے خدمت عالی مین دمبدم

مجری کو باریاب اگر ہون رہی شرف
ضحاک و کیقباد و کیومرث و کی و جم

خاقان چین کو چین جبین اسکے کہینچ لائے
ضیغم کے جیسے پنجہ مین ایک بچۂ غنم

دولت سرا کے جسکے غلام غلام سے
ہوشنگ و سام و بیژن و اسفندیار کم

ناگہہ اونہون نی مجہکو کہا تو بہی چل وہان
حاضر ہو صمت چہوڑ تکلم کر ایک دم

حسب الاشارہ اونکی یہہ مطلع پڑہون وہان
ای معدن سخاوت و اے لجۂ کرم

مطلع ثانی

ہے تجھ مین وہ کمال کہ ہم لوح و ہم قلم — تیری رضا کو سب پہ مقدم کرین رقم
منطق مین تیری علم کے حیران ہو رہ گئی — بیارون مقولے این و متی کیف اور کم
کیا عرض عام و خاصہ و کیا جنس نوع و فصل — یا ضبط و ربط کل و تقاریر منسجم
تفصیل وصف کو تری مجمل نہ کر سکین — کو صرف کل کے وہ کرین اس نحو سب حکم
دریا تمام دہر کے ہو وین اگر مداد — اشجار سب جہان کے ہو جائین گو قلم
مشرق سے دل کی مہر معانی نے کرین طلوع — باہم نہ تیری وصف مین ایک ذرہ ہو رقم
ہو جاتی سینہ دشمنون کا چاک دیکھکر — طمطراق و کر و فر فوج کی حشم
ہمت سے تیری ہیبت سے اپنی معدن خا — کھا کر کے شرم حاتم طائے ہوا اصم
اکدم تو دیکھنے کو نکالے تھے اپنی تیغ — اندام خور پہ لرزہ ہے تا حال ملتزم
ایک طرح اوسکی آب بھی چشمہ ہی فیض کا — دشمن کے ڈلسے دھونیکو اندوہ درد و غم
جلدی ہیبت خامہ مین اتنی کہان کہ اب — گلگونہ کے طرح سے کچھ ہو سکے رقم
مثل شرار نعل کے ہنگام ترکتاز رخش — اوسکے تڑپ سے برق رہی پیچھے سو قدم
شبنم عرق ہے باد صبا کا کہ ایک گام — ساتھ اوسکی یہ چلی تھی جو کرنے لگی ہے دم
وہ نعل مہر و مہ یہ فلک پر جو ہین نمود — بوقی سے آبلے اوڑ گئے ہین واہ ری قدم
ساحت مین جسکے تندروی کی بسان سنگ — کچھ توسن شعور ہے اب رہ گیا ہی تھم
گردون شکوہ کے تری ہوتی ہے سامنے — پیل فلک نے ایک ہی ٹکر مین کر دی رم
اوسکو کجک سی مار کے ہر چند کہہ رہے — چی چی پہ دیر دو لگی کہل دیکھ میل سم
بھاگا سنبھل سکا نہ معاودت کے کہنے سے — چنگھار مثل رعد بفریاد زیر و بم
گردن گلو کبود ہے تا حال دیکھ لو — مستک پہ اوسکے خون شفق رہ گیا ہی جم
یہ بات کچھ چھپی نہین ہی خلق پر عیان — سچ ہے کہ اوسکی پشت سی ابتک گیا نہ خم
ہے عدل تیری عصر مین اتنا کہ بر فلک — بارہ بروج نظم و نسق سے ہین منتظم

میزان و قوس و سنبلہ سرطان و دلو و حوت
عقرب اسد حمل سے لی ثور و جدی بہم

جوزا اسمیت رہ گئی ہین تیری خوف سے
ورنہ زیادتی کرین ایک ایک پر بہم

باوصف ایک ایک کے خوراک ہے ولی
کیا دخل دیکھے کوئی کسیکو بچشم کم

اقرب سمجھ کے اپنے سے وہ جا بجا دو مین لبر
عقرب کے نیش پر بہی جو رکھدی حمل قدم

ہرگز جدی نہ دیکھ سکے سوی سنبلہ
کیا دخل پہونچی حوت کو سرطان سے گیہ الم

حملہ کرے حمل کبہی ثور کے طرف
آواز جدی سنکے اسید بہی کری نعم

اللہ ری یہہ نظم ترا سہلہ ری نسق
اضداد جس سے جمع ہین آپس مین لاجرم

اسلام تیری عہد مین ازبسکہ ہے قوی
خوار و ذلیل کفر ہے آوارہ و دژم

غم سے ہے تو نے مغ کو مسلمان کیا لقب
پائی جو بو ہی کفر کے کچہہ اوسمین منکتم

تہا لفظ قشقہ عین کا سو دور ہوگیا
اب عین فیض ہوکے بہی ہے بسان یم

میم اوسکی سے مراد برآری ہر ایک کی
ہی آخر المرام پرستندۂ حرم

یزدان پرست فضل نے تیری کیا اوسے
تہا وہ جو کوئی معتکف خلوت صنم

قدرت خدا کے دیکھو تو اسلام کا شرف
دم مارنیکی جا ہی نہین مارسکے نہ دم

درحال کفر جس سے کہ سیکو ملال تہا
اسلام لاکے اب وہ ہوا معدن ہمم

حاصل کلام یہہ کہ غرض ترے عدل نے
آزار دینے والے کو چہوڑا نہ ایکدم

انشا تری دعا مین ہی مشغول روز و شب
ہر وقت و ہر گہڑی و ہر ایک آن و ہمدم

سب خوبیان جہان کی تیری نصیب ہون
یارب طفیل شافع دین سرور امم

شاہ نجف امیر عرب مرتضے علی
قبضے مین تیری کردے عرب سے لی تا عجم

حامی تری جمیع امورات کے رہین
اثنا عشر ائمہ جو ہین مظہر اتم

بہیرون بہیاس کنکلے ٹوڑے اساوری
سارنگ و پوربی و ایمن و کانہرا بہم

تیری ہے مجری مین رہین سازندی روز و شب
نوبت قیام دہر کو جب تک ہے منتظم

شادی کی شادیانہ تیری در پر نت بجین
کرنا و طبل و بوق و دہل جہانجہہ و زیر و بم

قصیده فارسی در مدح شاهزاده سلیمان شکوه

از دی بهشت زد بخیابان دگر کمند | اندر زمان مستی در روی گلش نشند
مختل دماغ دی شده از جنبش نسیم | سوزانده شعلهٔ گل حمراش چون سپند
در برگها شقایق نعمان کشید سر | باد بهار پرتو خود در چمن فگند
افروخت شعلهٔ لاله خود ره بکوه و دشت | از باغ در گذشت خزان مختل و دردمند
گسترده فرش سبزه زمرد بهر طرف | وضع شگوفه زار چمن گشت دلپسند
زردشت وش عنادل بستان بزمزمه | مشغول در مسائل پاژند و درس زند
بیدار گشت طالع خوابیده ام ز خواب | با من خطاب کرد که ای مرد هوشمند
افسردگی بخاطر خاطر برای چیست | داریم مژده که بود میرزا پسند
اورنگ و چتر و تاج سلیمان شکوه را | آنا عشر ائمه ز الطاف میدهند
امسال در ممالک محروسه ای عزیز | هر جا بنام نامی او سکه می زنند
یکبارگی جلوس نماید بفر و زیب | ارکان سلطنت همه شادان نند آورند
گیرد بضبط و حکم اقالیم سبعه را | الیاس و خضر بهر یکک هر دو حافظ اند
برنا و پیر و رند و وضیع و شریف و هر | از جود و بخشش همه آسوده می شوند
هر هر قشون صاحب رایت ز فوج او | کوس تهور لمن الملک می زنند
عفریت وش عدوش اگر فی المثل بود | از زور رستم اعظمش از جای می کنند
القصه چون ز بخت شنیدم من این خبر | گفتم بذهن و جودت طبعی کمر ببند
ابیات چند مهر شگون ارمغان ببر | در حضرتی که جمله غلامان این دراند
زان جمله مطلعیست که ارباب فهم و هوش | هرگاه بشنوند و صد آفرین کنند

مطلع ثانی

ای رفعت ز رتبهٔ گردون هزار چند | شد پایهٔ سریر تو از آسمان بلند
معنی آیهٔ و اولی الامر منکم | گویا بر آفتاب جبینت نوشته اند

خورد را همای اوج سعادت بدام تو — دانسته فخر خویش به یکبارگی فگند
باشد مذاق روح مرا از رو نیاز — خاک در تو خوش مزه تر از نبات و قند
جمشید خصلتا چو سلیمان شکوه تست — پیشت ز بیم نام سکندر نمی برند
اسحق که می زند حبشستان شام را — ادنی غلام خاص تو راند اگر سمند
بر خانه زاد خویش اشارت اگر کنی — سهراب را ذبح کند مثل گوسفند
در افگند بمعرکه اسفندیار را — یکبار تاف را بدر او کساد کند
ریش دو شاخ رستم دستان بزرم گه — بگرفته گویدش که خبردار ای لوند
مالد بخاک جامه چرم پلنگ را — از هم جدا نماید از اعضاش بند بند
در بزم گاه تو کج و ابج بر دیبان — بر ریش سام و زال نمایند ریشخند
از مهر دو دست تیغ کشند از نیام مهاه — گویا بزرم از پی شمشیر می پرند
از ذو الفقار شاه ولایت حمایت است — تیغ ترا که از خطر اعدات می بنت
بی شبه هست تیغ قضا را ابر نزر — حشا ذر جسم او لعبوانیش می خورند
ذنفی غلط که چشمه فیض است پرششش — اعدا هو تشنه کام از آب میچشند
آنها که خیره خیره نگاه تو دیده اند — یک یک تنه مقابل افواج میشوند
خاقان چین و قیصر روم و شه فرنگ — فرمان حکم تو بسر و چشم می برند
کاوس و کیقباد و کیومرث یزدجرد — پیوسته در رکاب تو فخریه می روند
هرکس که سر ز حکم تو پیچید میرسد — از گلستان زندگیش دفعتاً گزند
گویند گر خدیو جهان می سزد ترا — گردو بیان بگوش من ارشاد میکنند
لرزد ز بیم سطوت تو یزد و کاشغر — جرباد غان و مرو و صفاهان و هم خجند
تا هست آفتاب و مه و خط استوا — تا طایران سدره بر افلاک می پرند
باشی تو شاه نادر کشورستان بدهر — مرزا دکی بخدمتت انشا سے ارجمند

ایضاً قصیده مسمی به شیر اعظم در مدح شاهزاده سلیمان شکوه

جهان بجعفل درد سے گشتان شدم محق — که باده سیخانه م از مسام جامی عرق

چنانکه قسر ابگیرم ز سوز بیتابی   تبوی سینه دلم معدنیست از زیبق
شرار ریخت از آذر نخست برق وشی   بدست جاذبه ام قدر روانه خرلق
شروع کرد با حراق و شعله روبالین   و دید سر زده سوزان ز ساعد و مرفق
دو چشم ساقی مهوش ز پیمانه ربود   بخلوت دگرم برد ذکر و مستغرق
کتاب [illegible] اہل سموات را نمودم سیر   قلم بلوح همین رفت از ورق بورق
بگوش خویش شنیدم ز عالم علیا   معاملات و مقولات مبدء مطلق
چنانکه زان نه نشان و وقوف می بردم   ز فیض حضرت الفت که با من است ارفق

مطلع ثانی

بگفت نیر اعظم با برو برق و شفق   که ای بهار ضیا بان گنبد ازرق
کنون مدار مهام جهان دگر شخصی است   لسان آیه رحمت برای جمله فرق
میان دهر کسی را بروی کار آید   بدیع فطرت و خلاق صبح و رب فلق
که هست معدن الطاف منبع اخلاق   شفیق کافه خلق و مقبل و اشفق +
بند یو عمر سلیمان شکوه کافضالش   بلند مرتبه باشد ز کاخ هفت طبق +
همای اوج سعادت بدام او آید   بهیچ وجه نگردد ز پایش مطلق
عطارد آنکه دبیر فلک بگویندش   رسد بخدمت والاش بهر اخذ سبق
ز آفتاب چو بشنید این سخن انشا   به بحر مدح در افگند فکر را زورق
بجای نذر به پیش تو سلک نظم آورد   نثار ذهن نمودش ز نور چند طبق
قصیده گفت مسمی به نیر اعظم   که اوج چرخ نشد با حضیض او ملصق
طلوع مطلع ثالث چنین ضیا گسترد   قبول خاطرش از حق بود و بد الیق

مطلع ثالث

بعزم و جاه و جلال و شکوه و ضبط و نسق   فزوده تو اقالیم سبع را رونق
بطوف وادی توحید گرم جولانی   مدام میشودت کشف عقدهای ادق
صریر خامه عنبر شمامه ات گردید   بغور شرح ده صد دقایق مغلق

اگر حذاقت علم ورشادتت بینند
سران ورمی که بریزد زلعل خندانت
سیاست مدنی را اگر کنی توضیح
به انشراح حقیقت اگر دلیل آری
چمن چمن شگفاند ز گلشن تقریر
نسیم باد بهاری وزد ز الفاست
ملک نژاد توهستی به هیکل بشری
رجوع همت عالیت دایما باشد
چه حیثت بذل وسخای ترا شود سامع
به بیش کالبد پیل کوه پیکر تو
ستاره باف جل او که از سقرلات است
سران لئیم که تخم عداوتت کارد
اگر بچشم جلالت نگه کند دشمن
بود نمونه قهر آله شمشیرت
عنان جنگ و هوا بدست تو داد
سر از اطاعت فرمان تو نتابد
کنون گلو او بهم میفشارد و گوید
هر اهل دانش و بینش بی نهفته نماند
ترانه سنج دعائیه میشود ناچار
نگاهدار تو بادا خدای عزوجل
بقای ماه و خور و انجم است تا بفلک
سرور و دولت و اقبال و عیش و صحت باد
هموم باشد نصیبی نصیب اعدایت

حکیم عصر فلاطون بخواندت احذق
الهیات ریاضی از و شود مشتق
ابوعلی شود از انفعال غرق عرق
ز فیض نطق تو چند رهم شود منطق
نسیم عطر فشانت بپاس داری حق
هزار غنچه سربسته را نماید شق
درین مقدمه گویند صوفیان الحق
بیاد مبدء فیاض خویش مستغرق
ز شرم حاتم طائی شود بآب عرق
شکوه قاف نماید بقدر قامت بق
لبشان انجم افلاک باشدش رونق
ز برق نقمت حق خرمنش شود محرق
ز سر بقلطد و افتد بحفرهٔ خندق
به برق برش آتش مشابه و او فق
کریم قادر بیچون ز قدرت مطلق
بود بحکم تو پیل و هما برابلق
خموش و هرزه ببیمای دق و بق و بق
قوارهٔ جبروتی قوافی مغلق
که سینه های عنادل نموده ناطقه شق
بفرق سایه فشان باشدت حفاظت حق
دهی تو موسم اردی بهشت را رونق
علی الدوام بذات مقدست ملحق
برای خیل احبا رسد ز غیب طبق

دوام پوشش خدام بارگاهت باد | حریر و سندس و زربفت و اطلس استبرق
بر جمعیت تو جمله بهره برند | چه چیز کامل و فاضل چه عاقل و احمق
جمیع نوع بشر تا سباع و وحش و طیور | ذباب و نمل و جراد و فراش و نمل و بق
وظیفه خوار همه هستند در ته دریا | نهنگ و ضفدع و حیتان و سنگ پشت و علق
نگاه لطف گریا نه بر احوالش | تفقدی که دگر وا رهانیش ز قلق

ایضاً قصیده در مدح شاهزاده سلیمان شکوه

جرعهٔ بیاور از اشفاق | ساقیا تا شود دماغم چاق
واشد خاطرم اگر طلبی | هم فیضی رسانیم بذاق
تا بیابم لبان خم در جوش | روح را این قیود باشد شاق
از حقیقت دری بمن بگشای | یا ببر سوی منزل عشاق
با دف و نی کنون همی خواهم | همدم مطربان شوم بوثاق
اعتقادی بجا نقا هم نیست | دم زنم از ریاض استغراق
رحم فرما بیا برای خدا | بستندم دگر بدرد فراق
دست من گیر و مقتدایم شو | ظل لطفی فگن باستحقاق
لوح سینه ام مصفا کن | هم بشویش ز لوث بی اغراق
آوخ آوخ که قدر دانی نیست | لمحه تا بدون بغض و نفاق
عیب جوئی گذارد و گوید | انچه باشد میان این اوراق
لیکن الحال نیست طالع | یاوری کرد و گشت از اشفاق
قابلیت نما و ظاهر | که بود خود به نکته سنجی طاق
یعنی آن پور شاه کشور هند | مظهر لطف و معدن اخلاق
آن سلیمان شکوه ظل الله | صاحب هند و روم و شام و عراق
الغرض قصه مختصر گفتم | پیش آن شاه صاحب اشراق

چند ابیات بر زبان آمد / ناطقہ را ز شدتِ اشواق

مطلع ثانی

ای سراسر بلطف و اخلاق / گرم گشتہ شہر و آفاق
بارِ احسانِ تو کشد بر دوش / گنبدِ لاجورد کہنہ رواق
لطف تو میکند بچشم زدن / آب را شیر و شیر را قیماق
قرصِ خورشید نونِ مطبخ تو / ہست بیقدر تر ز نانِ رقاق
جوشِ صفراے عالمِ افلاس / میچشد از بر تو آتشِ سماق
بذل کردی چنان کہ شد منفک / طمع از اشعث و ابو اسحاق
نرسد از حفاظتِ اصلا / خرمنِ علم و فضل را احراق
شغل و زردِ خیاش خون ریزد / دست بردی نماید از شتراق
در گلوے صراحے از عدلت / مے نیافتد بہ بزمِ رنجِ فواق
مزرعہ را اگر برد سیلاب / کنے ابر بہار را شلاق
میگریزد ز بیم موجِ نسیم / لغزد ار پاے شیشہ از طاق
سید انشا کنون عنان درکش / مرکب گشت خانہ زادِ براق
بر دعائیہ ختم کن الحال / در قوافی نماند جز اغراق
یاورت باد حضرتِ داور / ہست تا جرمِ شمس را اشراق
چادرِ ماہتاب تا باشد / صاف و شفاف گشتہ و براق
دایما در کنار تو بادا / دولتِ نو عروسِ سیمین ساق
آنچنان دستگاہ حق و بدت / کہ قمر را برآورے ز محاق
بر جمیع دفاترِ عالم / دستخطی سازی و کنی الحاق
بر تنے کہ دشمنت باشد / اجل او را کشد بضربِ چماق

ایضاً قصیدہ در مدح شاہزادہ سلیمان شکوہ

صبحدم میں نے جو لی بسترِ گل پر کروٹ / جنبشِ بادِ بہاری سے گئی انکھ اوچٹ

دیکھتا کیا ہون سرہانے ہے کہڑے ایک پری
عطر مین ڈوبی ہوئی زور سی بو باس اوسکے
آفتاب اوسکی جبین کے جو مقابل ہووے
موتیون سی جو بہرے مانگ وہ دیکہی اوسکے
چاند تھین تہہ معلوم کدہر سے وہ پری
اوس ور گوش پہ تہی زلف جو گنڈلی ماری
جٹی وہ دو نو بہوین ہوسکے نے ظالم بیداد
ڈوری آنکھون مین جھٹے ایسی ہے کافر خونخوار
یا می خم جیسے سیہ مست پڑا ہووے کوئی
حرکت اوسکی تہی یون غمزہ چالاک کے ساتھ
جیون اٹکھیل ملا نرگس جادو آنکھین
شوخی اس روپ سے اوس تار نظر مین کھیلے
صف مژگان رسا مین یہ ستم تیز سے کچھہ
سونہہ مین یوں ہے جو چوٹیکو وہ اٹکھیلے سے
کیون نہو غرق تحیر مرج البحرین آ
ناک اوس شوخ کی برزخ کی طرح بیچ مین ہے
تہا وہان نام خدا عالم خود بینے کرم
لام حی جون سہم الحمامین روپ ایسا ہی
گرچہ تمثیل یہہ دلچسپ بنا ہی ہے لیکن
خوشنویس ازل نے خط قرآنے سے
گال گدرائی ہوے چوسنے کے لائق ہو نٹ
وہ ہوان دہار دہڑی دانت سو موتیکی لڑی
گردن اس وضع سی صراحی ہوئی سرخ کہ جون

جسکے جوبن سے ٹپکتی ہے نہری کدراہٹ
بل ہے دیج بل ہے اکڑ بل ہے تری نرماہٹ
صدقی صدقی ہو کہی آف نہی ترے چکاہٹ
سیر سے تارون بہرے رات کی جی جاہی ہٹ
سر کے سوندھے کے جہک کے گر آجا ہی لپیٹ
سانپ کے منکے اگر کہتے تو پہتے سے ہے نپٹ
انکھڑیان سحر نگہہ تہے غضب گرماہٹ
کہ رگ گل کے نزاکت کو لگا دیوین چپٹ
گوشہ چشم مین یون خال ہا تہا وہ لیٹ
رند جون اپنے کے مئخانہ مین لیوین کروٹ
نگہہ ایسی ہے کہ دی برق کے جھمک کو الٹ
آتا جاتا ہو رسن پر کوئی جسطرح سی نٹ
دست اندیشہ عشاق جہان جاوی کٹ
عقدہ راس و ذنب چاند کو لگجاوی جہٹ
ہم امواج مین آنکھونکی بہہ ہے اوبہاوٹ
تا کہ دو چشمی نہ ایک ایک سے ملجاوین جہٹ
اوسکے تہنون کے پہڑک مین نئی غضب گرماہٹ
کشش ایسی ہے سدہوٹ ایسی ہی پاکیزہ ملٹ
ایک مضمون سنو تم اور بہی پاکیزہ نپٹ
کو اللہ کی یہان نور سے دی چمکاہٹ
غبغب او رسیب ذقن بوسونکی تابل جیٹ
تہ مین انداز تبسم کے رچی شرماہٹ
خون عشاق چیڑ ہا کجاینکو حاضر غٹ غٹ

تھی بر و دوش مین بالیدگی ایسی ہی کہ صاف
آستین کو جو حباب نظر آتے ہے
سینہ جون آئینہ شفاف شکم ایسا صاف
شہر تبسم او سکے وہ سب رونگٹی یا وادی نل
تقمہ نور سے تھین اوسکی کچین وہ دونو
گرزک بادہ کشان زنگترسیے دو نو
نیم شگفتہ کنول چشمہ خوبی کے دو
نت انگیا مین ٹکی زور تڑاقی سے تھین
گدگداہٹ یہ اگر ناف کے پڑ جای نظر
ہو یقین دلکو کہ ہے حسن کے دریا کا بھنور
نقش یا اوسکی ذقن کا بھسل آیا ہو گا
بند شلوار سے جسیدہ سواش وب کی ساتھ
سیل خون ہوگی سبزہ کو جو نیفہ مین خیال
تھی رگ جان تپناک دکھائی نہ پڑے
بیچ مین تو نکھون تھی نگہبان کچھ تو تھی
کیا کرون اوسکی بیان خوش کفلی کا عالم
گات زانو کے وہ پاکیزہ طرحدار کہ ہاے
قامت ایسی کہ قیامت بھی کرے جسکو سلام
شور محشر کو یہ کہہ بیٹھے خرام اوسکا صاف
چھلے ہر انگلیونکی پور دینمین مہندیکی وہ شوخ
سرخی اون ایڑیونکی موتیونکو جو بیکلے
نشہ مین قلقل صہبا سے یہہ فرما اوٹھی
سرو و شمشاد و صنوبر سے سہہ سکے جلتی ہو

جیسے کہتی ہو کسی ساتھ گلے سی لو لپیٹ
اوسکے ساعد کے ڈلک مین تھی یہ کچھ پھیلاؤ
جسمین مخمل کے شکن کی سے پڑی ستھری بٹ
سیلے ایسی ہے دہوان جیسی کہ سنبل کے لٹ
ہواو نہین دیکھتے ہی اور ہی کچھ گھبراہٹ
دل یہ چاہی کہ انہین دو کے لی بھاگی جھٹ
گول گول اوبھری ہوئی بہہ نرمی رہی جنسے لپٹ
دیکھ کر ماری مزی کے جنہین سبے جابی اولٹ
جھٹ کف دست خیال اوس سے وہین جا لپٹ
گہر کے ساری ہی نزاکت یہین آئی ہی سمٹ
دہیا نین بوسۂ عاشق کے تڑاقی سی رپٹ
موم پر مہر کوئی گول سی جون اوبھی اوچٹ
کھوچ مین اوسکی کمر کے یہہ ہوئی اوکتاہٹ
لیکن آفت تھی وہ پیلام کے جنت کی سمٹ
جس کے باعث تھی خوش آئندہ یہ سب پہیر کا ہٹ
حسن خوبی نی وہین آکے کیا تھا جمگھٹ
وہیان کی ساتھ جہان پای نظر جاہی رپٹ
اوسکی اٹھلاتی ہوئی چلنی کی سنکر آہٹ
دل فرعین لپنے دو ہر پہری ہو چل ہٹ
کہ نہ عباسی کی جنت مین بھی ایسی ہو سمٹ
گھونگھیان کر کے دکھادی مجھی ایک آئینہ جھٹ
گیا خوش آتی ہے صدا مجھکو یہ تیری غٹ غٹ
کھیلنے جاتی ہین ہم آج چمن مین جھرمٹ

نہ وہ ترک ایسی وہ بیباک کہ گرہی نہ پہنچے
کچھہ نہ گہنا نہ جواہر نہ تکلف نہ بناو
کرفتیان دیکھہ جواہر کے یہی کہہ اوٹھنا ہے
پہلے لگی جو بناوٹ سے بہلا کیا حاصل
باولہ پوشی و آراستگی اور سنگار
سانگ ہوسلے مین حضور اپنی جو لاوین ہیرات
گو بنین ہو کے بڑی ڈہونڈین کدم کو جہایا
گانون گوکل کا ہی پنڈا ہی نرالا ہے کہین
کاگرین لیوین اوٹھا او یہہ کہتی جا دین
سونی رہتی ہین جولد جائین گنوارونکی طرح
باندہین مضمون جو ۔۔ ونیکا تو بھلا تہین لوٹ
الغرض تھی جو اس اوصاف سی موصوف اوسنے
مجھے سنکہہ ہو کہا دولت بیدار ہون مین
مجلس آراستہ ہی سالگرہ ستے کے اوس کے
یعنی دہ شاہ سلیمان کہ شکوہ اوسکے سے
جشن شاہانہ ہے ہین سب امرا حاضر وقت
ہی یہہ دہڑ کا دہل و کوس کے آوازون سے
چیری صاحب بھی یہ کہتا ہی در دولت پر
ہین سلامی کو کہڑی باندہ کے صف سب انگریز
بزم ایسی ہے مرتب ہی کہ سبحان اللہ
قد آدم ہین کٹورون سے لگے آئینہ
ارغنون بجتی نہین آواز کہین ناچ کی ہے
واسطی نذر کی گر تو بھی قصیدہ کوئی عرض

ریش قاضی مین وہ صہبا کی لگا دی لچہٹ
سادگی اپنی سے مسرور خوشی سی پہٹ چلی
کسکو ہے ایسی غرض مفت کری جو کہٹ کہٹ
فائدہ فرق سی سلی پاون تلک جاتی پہٹ
چاہیے گا تنتونکو اپنی کہ ہو جیکا ہٹ
کہ کنہیا بنین اور سر پہ وہ دہرلیوین مکٹ
بانسری وہن مین دکہا دیوین وہی جمنا تٹ
گوالنین بنکے کہین ہنسکے وہی بنسی بٹ
دیکہت و ہوندرہی جو درم اوتی ہی نکہٹ
دہام گہر کو کہین نزدیک کو لو لین وہ نکٹ
بجنے نزدیک
جہاہی بزمین مین انسو رہے جیسی کہ رہٹ
اپنی کہڑی سی ڈوپٹہ کی سلسل کو اولٹ
خواب غفلت سی بس اب چونک گلی میری لپٹ
جسکی ہر لحظہ دعا دینے مین ہی سبکو رٹ
نیر حشمت و اقبال کو ہے جہکا ہٹ
اوسکی مجرے کو کہڑے فوجونکی ہین غٹ کی غٹ
سینہ گاؤ زمین آج کہین جاوے نہ پہٹ
روح بخشندہ ہے عیسی کے قسم یہ پلٹ
مارٹین اور برن راٹل واٹل ار بکٹ
جسمین اقسام تماشا کا ہوا ہے جمگھٹ
طرفہ گسترہ جواہر کی جہیر کٹ سر کہٹ
خفقان جس سی کہ جاتا رہے اور گہبراہٹ
اوٹھہ کمر باندہ ابھی جلد چلا چل جہٹ پٹ

تی ہی سینے یہ دولت سے خوشی کا ثمرہ
شرف اندوز ہوا خدمت اقدس مین جھٹ
بار پا محفل شاہانہ مین مطلع وہ پڑھا
جسکی سطوت سے ہوئی جان عدو کی تلپٹ

مطلع ثانی

عازم جنگ ہو جس لحظہ تو گلگونکو ڈپٹ
گاو سر پھینک کی جٹ سام سا بھاگی چھوٹ
مار جھنگھاڑ عرق زال کری دہشت سی
پاؤن رستم کا گل ولا پھسل جای پٹ
جامۂ چرم پلنگ اپنی بدن سی پھینکے
ہاتھ سی ریش کو شاخ اپنی کو دی اوبھاوٹ
حیدری نعرہ تو جب روز وغا مین کھینچے
لشکر شام تری آگی سے کھا وی گھونٹ
برسر قاف ہو گر قلعۂ عدو کا تیر سے
منہدم کر دی اوسی گاؤ زمین کے کروٹ
گر پڑین ٹوٹ کی سو ٹکڑی ہو ایک آنکی بیچ
تیری للکار سنے ہی اوسکی کیواڑونکی پٹ
قہر خالق کا نمونہ ہے تری یہ شمشیر
لاکھون سر ہاے عدو جس سے کہ کاٹین جٹ پٹ
کمر کوہ پہ لاگے تو کرے دو ٹکڑے
نہ جھڑی کچھ نہ مڑی رگ نہ رہی ایسی اکٹ
صاعقہ جسکے دم آب سے تھر تھر کانپے
صولت برق کو کہہ بیٹھیے چمک جسکی ہٹ
الامان بول اوٹھین قیصر روم و خاقان
گر کہین ہاتھ مین تو لیکے اوسے جاوے ڈپٹ
دیکھکر تخت ہوا وار کے تیری خو بے
کہکشان ابر کے دامن کا بنالی گھونگھٹ
گر نظر چرخ کرے چتر کو تیری تو شہا
پنجۂ مہر سے لے اوسکے بلائین جٹ پٹ
بادپا کا تری کیا وصف کرون خوبی کا
سہل رہی اوسکی وہ جلدی کہ وہ اولٹ اوپلٹ
شرق سے غرب تلک ایسی کہان ہے وسعت
کہ کبھی کھول کے دل تو اوسی پھینکے سرپٹ
پوئیون جاے تو معلوم کرے یون خلقت
کہ ابھی باد بہاری سے گیا جا کے چمٹ
ہوش کھودیوے غزالان جہانکی یکبار
چارون پاؤن کی جماوٹ وہ اوچک اور سمٹ
صاف آنکھون مین چھلاوا سا دکھائی دی جاے
بات کہنے مین اگر باگ کہین جاے پلٹ
یہ سبک دو کہ جسے وہم نیاوے ہرگز
اسقدر جلد کہ جون نکہت گلشن کی لپٹ
گونجنے کو تری ہاتھی لگے اگر رعد سنے
رفعت و منزلت اپنی سے وہین جاوے گھٹ

ہفت اقلیم کے باشندے ہی قدمبوس کرین / دیکھ اجلال وہین سارے جہانکے نٹ کھٹ

ایک ہی تعمیہ کی خرطوم مین وہ قاف شکوہ / گشت آمال کو کفار کے کر جاوے چٹ

اوسکی دانتونکی بلندی کو اگر چہ ل سحاب / کبھی دیکھی تو یہی گذرے خیال اوسکا چٹ

ہاتھ عیسیٰ نے اوٹھائی ہین دعا کو دونون / لیلۃ القدر فرح بخش کے پاکر آہٹ

ختم کرتا ہے دعائیہ یہ انشا اللہ / یارب اس دریہ ہو عالم کے خوشی کی آہٹ

صحت و جشن و نشاط و طرب و دولت کا / حسب دلخواہ رہے ذات سے تیری جمگھٹ

خوبی و خورمی و راحت و آرام و سرور / تیری دروازہ کے تا حشر نہ چھوٹین چوکھٹ

و و سہانی رہی بجتی تری نوبت شب و روز / کہ جگر دشمنونکا دیوین ٹکورین ہی اولٹ

نوبتی گاوین سب الغوزہ شہنا مین سدا / دہرپت اور قول و خیال اور ترانہ تروٹ

دلیں جسوقت کہ وہ بولین سیہ لہرا اونچی / لیگیو لی ٹنو متوا روجی مہارے انوٹ

تیری ہی مجری مین ہو نغمہ سرا صبح کو وقت / بہیرو کے کنکلے ٹوری و الہیا اور کہٹ

کرنا و دہل و بوق کے آوازون مین / ہمکو سو جہا کرے آرام و خوشی کی کروٹ

کہا کلا رنگ کرین تیری سبھی اعدایون / راگ مالا مین کھنچی جیسے کہ ہو صورت نٹ

بس سلیمان جہان تو ہی ہوا اور دنیا ہو / جب تلک گنبد مینانہ مین رہے جمکاہٹ

قصیدہ فی المدح جناب عالی متعالی نواب یمین الدولہ ناظم الملک وزیر الممالک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ

ہمای اوج سعادت بہ کنگر اقبال / فشاند سایۂ خود با شکوہ و جاہ و جلال

نوید داد بہ نیسان کہ وا ور دادار / کشودہ است بروی جہان در افضال

بروی کار در آورد آن وزیری را / کہ فتح جنگ قدیم آمدش باستقبال

ہوای تازہ وزید و دمید سبزۂ گل / رسید صبح طرب با ہزار غنج و دلال

زہی بہار ریاض وزارت آنکہ نمود / فشون بہمن و دی را بفور استیصال

سعادتے کہ علیؑ داد نام پاکش را / حصول این ہمہ باشد بشہر یار محال

یمین دولہ بہادر کہ ناظم ملک است	جناب عالی فرخ شیم باستقلال
شجاع و عادل و برہان ملک صفدر جنگ	وزیر اعظم ہندوستان بجود و کمال
نسیم تازہ و داغی ز باغ رعنائے	نمودہ سبزہ کشت امانی و آمال
لوای شوکت و شان مدظلہ العالی	سحاب لطف و کرم در اقارن و امثال
غرض شنیدہ چو این نغمہ سید انشا	قصیدہ کرد رقم بر سبیل استعجال

مطلع ثانی

توان دلاوری ای شیر بیشۂ اجلال	کہ می رہد ز تو فوج عدو بسان شغال
در اوج فوج ظفر موج ہمچو خس گشتند	سفید دیو و نریمان و سام و رستم و زال
چہ وصف ہمت تو سر کنم کہ بیرون است	ز عقل و فہم و قیاس و گمان و وہم و خیال
ترا نشاند بہ مسند لطیفۂ غیبی	بخاطرت چہ نشیند غبار رنج و ملال
بلی اعانت و امداد کس نمی خواہد	کہ خود معونت خالق ترست شامل حال
ہر آنکہ نرد دغا باختت ز شومی بخت	نماند ہیچ برایش ز جنس مال و منال
سہ خال بہر خود انداخت آن کدام کدام	نمک حرامی و نفرین خلق و فرض محال
بروی تختۂ عالم کہ پر ز نیرنگ ست	دو شش دو بار ترا آمد ای خجستہ خصال

مطلع ثالث

جلوس کردہ امسال و سال حال الحال	فزون دو وازدہ است از دوازدہ صد سال
مدوائۃ اثنا عشر بودندت +	خوشا سعادت طالع زہی ہمایون فال
بلے برای ہمین اختیار تاریخ است	کہ اختیار ترا داد قادر متعال
نفوس ہستی بدخواہت ان لئیم ز رم	کہ حک شدہ است کنون از خیانت عمال
چو صورتیست کہ طفلان برای لعب کشند	بروی تختۂ کاغذ ز زرد چوب و زغال
وجود خارجیش بود مثل شکل حمار	چو جزو لا تجزاش کردہ شد ابطال
ز چاہ بعد محبسہ و چہ سان برون آمد	کہ خود اعادۂ معدوم محض ہست محال

خلاف او نرود از طبایع مردم
گزیده‌ست ترا لطف واحد اول
چه دخل اینکه سر خود ز حکم تو پیچد
قبول خاطر و لطف سخن ترا داده‌ست
همه بلندی جاهت ز حق همی طلبند
نذور سهر تو بر داشتند چرخ زمان
بدعویم نه بود احتیاج چون وجه ا
کسیکه هیچ تعلق نباشدش او همه
خداش جمله مرادات زود بر آرد
نگاه دار ز بهتانها امانتش تو دادور
غنیمت است که شخص سفید تو سایند
بهر طریق و بهر کیف سیکند بسر
بود ز ذات شریف یمین و زیر حنین
بشهر لکهنؤ آباد اهل اسلام انار
چنان تسلطش امداد کن لشرق و الغرب
طفیل حضرت خاتم محمد عربی
کنون برای دعا جبهه بر زمین سایم
بحق رتبهٔ صوم و صلوة و حج و زکوة
بحق اشهد ان لا اله الا الله
امام ضامن ثامن ترا نگهدارد
بنور حضرت مشکل کشا درخشان باد
امیدوار رسیده‌ست سید انشا هم
امید او تو بر آور که تا امید تو هم

پذیرد ار چه هیولا تجدد و اشکال +
که هست مبدء فیاض و عقل اعقال +
گراست زهره دیا راگرست تاب و مجال
دعای جمله خلائق برای تست اسحال
چه کهنه پیر و جوان دیده خورد سال اطفال
... ق ینت خود ... مال حلال
درین مقدمه در کار نیست استدلال
موظف است بدینسان نشسته در شغال
هر آنکه هست بد اندیش او شود پامال
ز جملهٔ صدمات و مخالف اقوال
بخانه‌های خود افتاده اندرین احوال
شکسته حال غریبان چند بی اموال
ظهور یار هٔ ایمان و این همه اشکال
بفرق شان مرسان صدمهٔ خرد جال +
که در احاطهٔ حکم آیدش جنوب و شمال +
مساجد او کند آباد بر بحار و جبال
که نیست ناطقه ام را بمدحت تو مجال
بحق نور محمد که هست بدر مثال
بحق مرتبهٔ عالی اذان بلال
بعیش و صحت و آرام تا صد و سی سال
به جمال تو و آفتاب جاه و جلال
حضور همچو تو دستور صاحب اقبال
بر آورد ز کرم زود ایزد متعال

ایضاً قصیدۂ جلوس میمنت مانوس جناب عالی متعالی نواب یمین الدولہ ناظم الملک وزیر الممالک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ

نظر آئی مجھی کل باظفر و طوع و علم ۔۔۔ صورت فتح مجسم ہو بشکل آدم
سر پہ ایک خود دہری جیسے بڑے سی کلغی ۔۔۔ ڈہال کاندہی پہ پڑی ہاتھہ مین شمشیر دو دم
زرہ حضرت داؤد گلے مین اوسکے ۔۔۔ جبروت اوسکا فریدون فر و جمشید حشم
خضر و الیاس جلو اوسکی مین جون جاؤشان ۔۔۔ پہلے ہی سطوت و فیروزی و اجلال و حشم
لمعۂ نور جبین اوسکے سے طالع جون مہر ۔۔۔ سب رکاب اوسکی مین موجود دہنا دیا جم
اوسکی افواج کی گھوڑونپہ کیا خوب جو دیسان ۔۔۔ تو وہ فنکاری پڑے پہرتی تہی مثل ضیغم
دیکھہ القصہ اوسی چونک گئین یون انکھین ۔۔۔ دفعتہ چونک پڑین جیسے غزالان حرم
با ادب مینے یہ معروض کیا اسم شریف ۔۔۔ باری فرمایئے ای مخزن الطاف و ہمم
تو یہہ ارشاد ہوا تجھکو نہین کیا معلوم ۔۔۔ نیر طالع فیروز ہین اوس شخص کے ہم
وہ سعادت علی عالے اعلے جو ہے ۔۔۔ معدن جود و سخا لجۂ احسان و کرم
آج صد شکر خدا اوسنے کیا جشن جلوس ۔۔۔ جسکی توصیف کی انشا مین قلم ہے ابکم
یعنی نواب فلک رتبہ یمین الدولہ ۔۔۔ ناظم الملک بہادر وہ وزیر اعظم
بزر و زور رستم و سہراب سی سو جسکی غلام ۔۔۔ بزال و سام و نریمان سی کئی جسکے خدم
جسکے اشفاق سے ہے مزرع عالم شاداب ۔۔۔ جسکے الطاف سے آسودہ ہین اصناف امم
شیر مردان وغا رستم دوران جسکے ۔۔۔ بخشش فیض سے شرمندہ ہے بذل حاتم
الغرض تہنیت جشن جلوس اوسکا سن ۔۔۔ سید انشا نے کیا تازہ قصیدہ وہ رقم
کہ بہ اوس طرز فصاحت کو سمجھہ کر اوسکی ۔۔۔ روح خاقانی و عرفی نے لیے چوم قدم
ہووی ارشاد تو اب مطلع ثانی وہ پڑھے ۔۔۔ تہر تہرا اوٹہی جسم سنتے ہی کاؤس و جم

مطلع ثانی

کیون نہ بخشے مجھے بہر شاہ ولایت پہ کرم ۔۔۔ تو من اللہ موید ہے خدا سے لی قسم

انس و جن ابر و ہوا کیون نہون فرمان بردار
ہے تری نام کو خاصیت اسم اعظم

کیون نہو زیر نگین تیری سبھی ہفت اقلیم
سایۂ مہر نبوت مین ہے تیری خاتم

ای وزیر ابن وزیر ابن وزیر ابن وزیر
کلب ہتے تیری شجاعت سی ہین ضرغام اجسم

جو غلامان غلامان غلامان ہین ترے
سب مہیا اونہین انواع کے ہین ناز و نعم

عدل یہہ عصر مین تیری ہے کہ جسکے ڈرسے
شیر و بزغالہ مین ہے ربط محبت باہم

ہمہ گر الفت و شفقت ہی کچھ ایسی ہے کہ اب
بچۂ شیر کو آ دودہ پلا وی ہے غنم

غم معشوق سے سکتے ہین گروہ عشاق
عوض اوسکی کہ دیا کوئی گھڑی دلکو الم

آپ کے مسہ کو ہم نوچ نبھین ہی لینگی
ہم چچا کرکے تمہین چھوڑینگے یا حضرت عم

تیری رتبہ کا بیان کس سے ہو ماشاء اللہ
نہ فقط ہند ہی کے لوگ ہین کچھ تیری خدم

اختلاف السنہ

شاہ ایران بھی لکھتا ہی تجھی عرضی مین
بوکہ من ہم ز عنایات تو خطی ببرم

بخداوندی آنکس کہ مرا شاہی داد
بندۂ حلقہ بگوش تو و چاکر ہستم

عرض کرتا ہی یہی والی ترکستان بھی
شاہ سن ایلہ گدا دستنہ الشاہ کرم

سنہ موقوف و کل دیرسے تنکری حلق
اولکی خلق جہان الحیرہ سندک آدم

مدح مین تیری زبان عربی مین اشعار
شعرا پڑھتے ہین مسرور ہو آپس مین بہم

مثلہ لیس شجاع و امیر فی الدہر
خصہ اللہ مغیثا بجمیع العالم

اور اطراف خراسان کے جو باشندی ہین
تیری خدمت مین اسی طور سی لکھتے ہین بہم

سوکہ در عشق تو دو بادر مجسم
بزمین در مسلیم ہوا در مجسم

دلبر موہنشا پور و حوالے بشد
تو بین موز کجا تا بکجا اور بجہم

حلقۂ عہد مرا یوسف او شاہ بداغ
مو تمک خوردہ رلار مطبخہ منظر مدرم

رام منجش بہر بام اکھاڑت پرتاب
کھکلے آ شیر بچن دیوی ہے ناقوس صنم

اور جنی جنگ سپاہی کے یہی کہتی ہے
کھولی کھوسے تنڈ مین جاوان مینا ڈی سنہر بالم

حق مین دشمن کے تری یو نہین کہین ہین جوتب
کائین باندھا جیری بیئر جو نہو جاسے بھسم

مہاکران اوتین پراچی رہو کہتین جاہیے — کاٹیں تیری تصور سے یہہ کہتی ہیں ہمسم
اور زبان شاہ بھی لکھتا ہے یہی کابل سے — زر زرباران زیادہ وارتیا صدسے کرم
اوسکی لاڈیو نواور سے مٹے یور سلیو — کنک انگریز یہہ بولے ہی ترا دیکھہ چشم
دادا ری اکڑی الہ تجہ سلہ اررہی ہوا — پیشوا تیر غلاموںکو یہہ کرتا ہے رقسم
اور کشمیر کا حاکم بھی یہی لوپے ہے — یہہ بندا بھی فدوی تجہکو ہے بدام و درم
زری بل محلہ مون سکونت و زریدہ — پاتین جہکو دیا جاے کا اوساک کرم
تیری آنکھون کو کنیا سمجھہ اور اوسکا عکس — گوشنین برج کے کرتے ہین یہہ سینے ہر دم
ڈھونڈری درم کے نکلت ہون تبی آئی جو — بہوم سے سیام برن کہیں چہپٹی جہملے تم
اور دولت جو وہ لیجیی ہے سو کہتی ہی یہ — توری جیر نون لگی ہون جہاڑا اوتی ہکر نکم
تیری شمشیر کی برش کے ہو کس سے تعریف — کہاٹ یہ جسکی رہا خون سے اعداکا جم
خلق دشمن کے سے زہر بہر ہو آپکے ساتہہ — صاف ایک یہ جہ الماس ہے اور کا سم
کیا چمن بندی جوہر ہے یہ ہی زاداہی واہ — تیغ مین اوسکی کہون یا کہ گلستان ارم
ہی وہ ثعبان مبین شعلہ فشان خون آشام — شکل برق و شفق و صاعقہ و موج یم
اوسکے جوہر جو جو اہر سی بڑہی مول مین ہیں — سو وہ ایسی ہین کہ جیسے خط یاقوت رقم
اوسکو کچہہ چیر سنے سی اور مڑی سی خطرہ ہی نہیں — کم کوہ یہ لائے تو کرے صاف قلم
کیون نہ قبضہ مین وہ کر لیوے جہان قاف تلک — رشک ابرو وہی بر مراوسکی ہے موقع کا خم
دیکھہ کر کہتے ہین سب اہل خراسان اوسکو — ایسی دیکھی یہ نہ سنی شاہ خراسان کی قسم
ہی سپر کی تری پر زور قوی وہ اوجڑ — کہ ہو جہت جس سے عاروہ سپر ملک عدم
بادپا کا تری کیا وصف کرون جس سے ہی — ابلق مردم چشم پرے پویہ مین کم
ایک دن اوسکی جلو مین جو کہین دوڑی تہی — آجتک ناک مین ہے باد بہارے کا دم
[illegible] کی سے ٹپکا ہے عرق — سب جوانان چمن کہتی ہین اوسکو شبنم
اوسکی [illegible] کو پہونچی ہے نسیم سحری — نکہت گل کے جو سر چٹ ہی سو اوسکا قدم
[illegible] فلک [illegible] ایک نعل ہلال — دیکھنے آدمی سے ہر ماہ جسے ایک عالم

چمن پہ ہے اور بھی ایک مطلع ثالث پر نگر — چمن یون کالبد چرخ سے تارونکی جھلم

مطلع ثالث

سامنے تیری جو رستم بھی کبھی ٹھونکے خم — تو وہ ہاتھ اوسکا اوسی طرح سے رہجا دے خم
ہو عیب سے ایسا ہے ہوا اونٹا پہنا — کہ مثل والے اوسی ناب مین تیرا ادہم
یان تلک تو ہی ترا عالم تیر انداز ہے — کہ تجھے کہتے ہین اوستاد عرب اور عجم
طائر قبلہ نما پر بھی اگر کیجے خیال — تو وہ بھی تڑپے ہے گھر اپنے مین اور ٹوٹے دم
تیری بندوق لگانیکا بیان ہو کس سے — جانور اوڑتے گر آتا ہے تو لاکھون پیہم
حکم انداز تو ایسا ہے کہ جسکے آگے — بھول پرواز گئے طیر سبا اور آتشی رم
توپخانہ کے تری سنتی ہے آواز ایکبار — رعد اور برق شرربار ہوے دونو بہم
ہو سکے فوج ظفر موج کا اب کس سے شمار — اوسکے اعداد اوسی سے ذات خدا ہی محرم
تیری دشمن سے نہ زایل ہو کبھی روسیہی — سینکڑون غوطہ دہ گر کہائے آب زمزم
وصف تحریر کرون کیا تری ہاتھی کا میز — ہلہ ہے اوسکی شکوہ اور وہ اوسکا خم و چم
کہکشان اوسکی ہے مستک کے بلندی سی جہل — آنکہین یون اوسکے ہین جون آہوے غزالان کہ ہم
دونو کان اوسکی جو پاکیزہ ہین الٰی الٰی — سو وہ ہین طعنہ زن طیر مسیح مریم
فی المثل صور سرافیل ہے اوسکی خرطوم — وہ اوسے جسکے زمین پر تو زمان ہو برہم
اژدہا کی سے سمیٹ اور پیٹ اوسکی دیکھ — بعضے موسی کا عصا کہتے ہین بعضے ارقم
چیرا اور پہاڑ ہی ڈالے ہی نقارہ کو تیرے — اسمین گوآی وہ باعور کا بیٹا بلعم
شب یلدا مین کہلے جو رگے جون چوٹی ہو — دم پرسے زاد ہو ہی اوسکا یہ کچہ ہے عالم
دیکھکر پاؤنکو اوسکے یہی کہتا ہے خیال — سقف رفعت کی جاتین یہی چارون ہین تہم
سونڈہ مین برق کے زنجیر طلائی لیکر — ق اوسکی ٹکر کے اگر سامنے آوے ایکدم
تو کہہ اس روپ سی پر بھاگ چلی پیل سحاب — کہ زمین نیچے سے آواز ایک اوٹھی گہم گہم
نہ تہکے اپنی مہاوت سے وہ ہتھیا کہے — وہ بہت برد تیل الکدہیر لگی یون جیسے کہل سم
اب دعا مانگی ہے تیرے لیے انشاء اللہ — یارب آمین کہین سنکے ملایک باہم

ناظم الملک بہادر بھی ہوا و رونیا ہو ۔ پھرتی پھرتی رہین جبتک کہ یہ چارون موسم
صحت و طول بقا و طرب و دولت و جشن ۔ ذات سے تیری رہین تا بہ قیامت توام
تیری ہے مجری مین گایا کرین سب اہل نشاط ۔ قول و آہنگ دو ہوا ما ستا ترانہ سرگم
بھیرو ین گنگلے اور بالسری او ر سارنگ ۔ پوربی گوری مین پیچ ہین اور جتنے نغم
سامنے تیرے ہی ہر وقت رہی انکی صدا ۔ تانین لہراتی رہین ایسی ہے جون موج یم
راجہ اندر کے اکھاڑے مین ہو جون پریونکا باجا ۔ ور دولت یہ ہمیشہ رہے یون ہی چھم چھم

ایضاً قصیدہ در مدح جناب عالی متعالی نواب یمین الدولہ ناظم الملک وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر مبارز جنگ

کیا چیز دیو مرد سخندان کے سامنے ۔ پر جلتے ہین فرشتونکے انسان کے سامنے
صدمہ سے پہونچی رعد کے گردنپہ ایکبار ۔ آوے کبھی جو نعرۂ مردان کے سامنے
جاری میری زبان سے ہو سوزندہ رود شہد ۔ گویا اگر ہون اہل صفاہان کے سامنے
دلچسپ تر ہے آمد صہبا سے جام مین ۔ میرا ورود زمزمہ ستان کے سامنے
ہے سنگ رنگ ڈہنگ یہ اپنے کلام کا ۔ ہو جاسے جھٹ جو لعل بدخشان کے سامنے
لیلے کا ہاتھ پکڑے ہوسے قیس ہو تو ۔ گراڑ کھڑا ہون خار مغیلان کے سامنے
میری بلا مین لیتے ہین جنات عدن مین ۔ حورین ہمیشہ مجمع غلمان کے سامنے
ہو جاوین مست وحش و طیور و سباع سب ۔ ہون گرا و شون جو دشت و بیابان کی سامنے
قانون بو علی سے نہین کم کسیطرح ۔ میرا کلام مرد شفا دان کے سامنے
ہی وحشت آدمی کی جو سر حبابۂ سونہ بہار ۔ چاہے تو ہو وے شاہ نبی جان کے سامنے
کیونکر نہ یہ گھمنڈ ہو بیٹھا ہون آج مین ۔ کیسے وزیر اعظم ذیشان کے سامنے
یعنی یمین دولہ بہادر کہ جس کا حسن ۔ ہو جاوے آفتاب درخشان کے سامنے
کیونکر نہ کہئے ناظم ملک جہان اوسے ۔ ہین حیلہ جسکے دست زرافشان کی سامنے
وہی جسکے نام کو یہ سعادت علی نے ہو ۔ لیوین جسے نسیم بہاران کے سامنے

برہان ملک وصفدر و منصور دیہ شجاع | جا کر ہوں جسکے سام و نریمان کے سامنے
ایسا ہی شیر ببر کہ جسکے جلال کا | مذکور ہووے قیصر و خاقان کے سامنے
جو معرکہ مین رزم کے دیوے کھڑا ہوا | ہو جہونپہ تاؤ شیر نیستان کے سامنے
ہیبت ہو اوسمین ایسی کہ یہ چرخ گوژ پشت | خم ہووے اوسکے بتۂ احسان کے سامنے
الغرض تو باریاب ہو ابزم خاص سے | خم ٹھوکدے نہ رستم و دستان کے سامنے
باری سپیدی دم صبح وطن ہوئے | مدت کے بعد شام غریبان کے سامنے
اسوقت ایک قصیدہ کوئی دہوم دہام کا | پڑھ اس وزیر حاتم دوران کے سامنے
جسکے ہر ایک شعر پہ وہ عجیب شوخیان | ہین قوت فصاحت سحبان کے سامنے

مطلع ثانی

حاضر ہوا ہون یوسفِ کنعان کے سامنے | یا آگیا ہون مہ تابان کے سامنے
یاد آوے جی تیری چشم کے شوخی تو پہر وہین | ساقی کرے مراقبہ فنجان کے سامنے
گو ہو فراش شہرۂ آفاق ہے وے | کیا داخل ہو جو تیری ثناخوان کے سامنے
اگر حضورِ اقدس عالی مین ہون کھڑے | جو لوگ بیٹھہ جائین ترخان کے سامنے
یون خلق تیری حکم مین جون خیلِ گوسفند | ہون گلہ گلہ موسے عمران کے سامنے
ق
کم رتبگی مین آتے ہین اسطرح سے نظر | حساد تیری نطقِ غلامان کے سامنے
جسطرح سے مسیلمہ کے مہملات کا | ہو مرتبہ بلاغتِ قرآن کے سامنے
مسرور ہووے تیری جو ذہن سلیم کا | آجاوے ذکر حضرتِ لقمان کے سامنے
قمری کی طرح طوق غلامی پہن لے | جو آوے تجھسے سرو خرامان کے سامنے
حب علی ہے تجھکو یہانتک کہ تیرا ذکر | جنت مین ہے ابوذر و سلمان کے سامنے
ہی قوت مقررہ کا تیرے تذکرہ | مشہور فخر خطۂ یونان کے سامنے
شادابی اوسمین ایسی کہ جون خضر سبزپوش | بیٹھا ہوا ہو چشمۂ حیوان کے سامنے
اور جائین ہوش توسن باد بہار کے | گرد و مین ہو کبہی تری یکران کے سامنے
اوسکے دوش کو دیکھتی تو غش کہاکے لوٹ جاے | موج نسیم خیلِ غزالان کے سامنے

سب چھتیان ہری ہون اگر تیری فیل کا
لین نام چیل ابر بہاران کے سامنی

اوسکا سواد لون شب قدر کے نمط
ہووی کمو وزمرۂ مستان کے سامنی

دونو وہ دانت اوسکی مسیحائی ہاتھ سے
ہووین بلند صاحب عرفان کے سامنی

یہ مرتبہ یہہ عدل کا تیرے کہ مور ہو
اس عصر مین جنو و سلیمان کے سامنی

گر برق تیغ کے تری دیکھے چمک عدو
تو سمجھے یہہ کہ ہے دم ثعبان کے سامنی

تجھکو ضمان ضامن ثامن مدام ہے
مقبول ہے تو شاہ خراسان کے سامنی

انشا تری دعا مین ہے مشغول رات دن
اپنی کریم و قادر سبحان کے سامنی

جب تک تہ کمال درخشندگی نصیب
جرم سہا کو مہر کے لمعان کے سامنی

آ ... ہین یہہ عقدہ کی غنچہ کشائیان
تا ناخن نسیم بہاران کے سامنی

حاضر رہی بہار و سرور و نشاط و جشن
یا رب ہمیشہ تیرے گلستان کے سامنی

افواج روم و شام و ولایت نہو سکی
ہرگز کبھی ترے صف مژگان کے سامنی

نمایان ہے یہی کہ تری دست جود کا
مذکور کیجے موسم باران کے سامنی

ہرچند مجھ مین نہین ہے ... سامان لیک آج
آیا ہون تجھسے با سر و سامان کے سامنی

کلغی مجھے بہی ہو تعجب نہین کہ تھا
ہدہد کے سر پہ تاج سلیمان کے سامنی

قصیدہ در مدح دولہن جان

سحر بہار ... مین آگئی یہہ لپٹ
کہ صاف چاند سی مکھڑون کی کھل گئے گھونگٹ

ہوا ... باغ مین ... بہار کے یہہ بھرے
کہ کھوڑیان عربی جائین جسطرح سرپٹ

صبا کے جھونکوں سے کچھہ ڈالیان جو لہرائین
تو خوب پہولونکی چڑیان چلین بہم سٹ سٹ

لگا یک ایسا ہی عالم ہوا کہ عقل گئے
اکھاڑی پریونکی گویا او تر پڑے جھٹ پٹ

چمن مین ایسی ہی ایک چاندنی پھیل گئے
کہ ویسی تارون بھری رات بھی ہی کرد نظٹ

مزے مین آکے جو انان باغ جتنے تھے
صراحی می عشرت چڑھا گئے غٹ غٹ

نصیب سوتی ہوئی تہی جنہونکی چونک پڑے
لگی او نہونکی بھی آس و لولہ سی سیندا جھٹ

صبا یہہ آئی یقینا ہے اوسکے کوچہ سی
وہ کون یعنے پریزاد عرف دولہن جان
گذر صبانے کیا ہے جو اوسکے کوچہ سی
نظر پڑا مجھے بلور کا احاطہ ایک
ستون صورت غلمان و شکل بیر شمیم
ہزاروں رنگ کی فواری اور چادر آب
چھتوں مین سو تیونکی جھالرین لٹکتی ہوئین
کسی مین پارۂ الماس کے لگے کندے
لگی ہوئی گہر شب چراغ اکثر جا ہی
کہین تو شیشہ کے فانوسونکی چمن بندے
کھڑے ہوئے جنکے وہ غلام با شمشیر
سو کالے ٹیکے تھے گویا رخ نزاکت کے
ہر ایک طعن یہہ کرتا تھا تھا ہزادۂ گل
کہین شہانے کی آواز اور کہین کا سود
سہاگ تھا کہین تو ڑہی کہین تہی السرے
کہین تو پیلو کا باج تہا کہین سنگیت
بنی ہوے کہین رادھا کہین کنھیا جی
وہی کریل کے کنجین تھین اور بندرابن
سہانی دہونی وہی ٹھیک ٹھاک سب باتین
وہی وہ گوپین سولہ سو اور اونکا روپ
وہی سراسری صبا کلی وہی گنین
اوسی طرح سے کنول توڑنے کول ویسے
وہی اپنی چھاتیونہ مین کر دکھاتی ہین

کہ جسکے نام مین ہے چاندنی سی چمکاہٹ
بلائین لیتے ہین جسکی جوانیان چپٹ چپٹ
سہاگ لہرکے تاثیر سے تجھے غور کہ جھٹ
مکان سارے مرصع عجیب ایک جمگھٹ
انوکھی ڈول کے ہر جا چھپر کھٹ اور سرگھٹ
ہر ایک سمت پری پیکروں کی ٹھٹ کے غٹ
سب ایکڈال زمرد ہر ایک کو اڑکے بیٹ
جڑی ہوی کہین یاقوت سرخ کی چوکھٹ
ولک سی جنکی بہت دور تک ہو پھیلاوٹ
اور اونکی بیچ سے چھٹتا پٹا خونکا چٹ پٹ
کہ جنکی ڈھال کے رنگت سی ہو خجل سلوٹ
کہین نظر نہ لگے اسلئے رہی تھی لپٹ
کرے نہ تو بھی صنوبر کو پنچہ جھاڑ جھٹ
کہین تو رام کلی بھیروین کہین تھانٹ
کہین کدارا کہین کنگلے کہین تہا کھٹ
قیامت اونکی اوٹلنے سے تھے اور پھر ملپٹ
تمبر اوڑھے ہوئی سر پہ رکھی مور مکٹ
سہانے دہن وہی مرلی کی ڈوہی سی بٹ
وہ گوکل اور وہ متھرا اگر وہ جمنا تٹ
سبھونکی ڈول وہی اور وہی گھبراہٹ
وہ ٹیکہ بنیے وہ ہی جھکی اور وہی الوٹ
اوسی طرح کی ہیسل پہ بیٹھنے اور وہ ہی پٹ
جو اونکی بانسری لیتی تہی کوئی چھین جھپٹ

دھری تھے کشن ہنسنے چڑھنے کہ روپ جنکی تون
برہ دو ہی دہی وہ موسی کل تھے یہہ جیسے
سکھی رہین رہین آنند سون رہینا ونین
کہین جو دیکھو تو سب باڑ واڑکا عالم
او بار ولیشی وہے اور وہی کا تین چہہ
صدا بلند اوسی ڈہب سے ویس گائے زمین
کہین تو سہرتری کا سانگ سج کہیر کہین
کہین تو ساد ہی ہوے جوگ وہ پریزادین
وہ چہیڑ چھاڑ تبسم اسطرحکی گرما گرم
غرض کہ ہے وہ پریزاد ایسی ہے دلچسپ
شراب حسن نزاکت جو پاس ہے اوسکے
نگہہ مین اوسکی یہہ کچھہ نوک جوک جو دیکھے
مقابل اوسکے جو آجاسے رستم دستان
وہ آہوان ختن مشک نافہ سے جسین
کبھی جو انگلیونکی فندق اوسکی دیکھی تو
مسی کی رنگ مین خنکار کو بھی دی غوطے
بھی وہ تین ہین ہین جہان مین مشہور
ہزار کول ولنذر وہین کھسک جاوے
بسان سیب خبان ہے جو اوسکا سیب ذقن
وہ گات ایسے طرحدار کچھہ یہہ پاکیزہ
نہ کچھہ بھی خسرو پرویز کو خیال مین لاسکے
لطیفے بن سکے تو جین لے سو کیا امکان
جو قی المثل اوسی شیرین ہے لی کوئی چیکے

وہ چیر گھاٹ وہ ہی سیوا کنج اور نیلکھٹ
یہہ آنسو اچھارہے برمین ناگنجہ جیسے رٹ
بہو بجا رہین کینہون کہ کیسی امی تکھٹ
وہی کٹار وہی بکریان وہی کھٹ کھٹے
وہی پہاڑ وہی ریت اور وہی لوجٹ
کہ مہاری سا نور استوار وہ گیتو سا وٹے
کہین ہلاتے ہوسکے سر کو اپنی باندہی جہرٹ
کہ راجا اندر کے سہرہ کو جو کرین چوپٹ
کہ جنکے شوخیو نسے جی کو مو سرو نیست ٹھ
رہا یہہ باغ مین نگہت سے رو بیجکا جھٹ
اوسی شراب کی حورون نے پائی ہے تجھٹ
تو وہ وہین برق شرربار کو کرے تلپٹ
تو اوسکی حق مین یہہ کہہ ٹھی چل پے بہی ہٹے
مدام سونگتے ہین اوسکی سر کے بالونکی لٹ
بہار سیر بہشتی کے طرح جاہی سمٹ
ادا و ناز سے سب روم و شام والی اولٹ
وہ کون راج ہے اور بال ہٹ کہ تریا ہٹ
کبھی جو اوسکے دبے پاؤن کی سنے آہٹ
زیادہ ہے ذقن جو سے بہی گدراہٹ
کہ سیوتی مین نہو ویکی ایسی نرماہٹ
غرور حسن پہ ہے اپنے ایسی ہے جھوٹ
کبھی دبی نہ وہ شہزادیوں سے یہ سونہہ ہٹ
تو ساری ذات و صفات اوسکی وہین الا و کرٹ

اگر خلاف مزاج اوسکی ہو کوئی حرکت ۔۔ تو جاوین شاہدی کے بھی سر بال گسٹ
یہ تیزی آنکھونمین اور اوسکی تیغ ابرو مین ۔۔ کہ جیسے مردم جنگی کسی سے جاوین ڈٹ
جو اوسکی توسن انداز کا کرون کچھ وصف ۔۔ کمان چنال سکے لہو سے میں الیسی دوڑ دیٹ
مناسبت اوسی مہتاب سی جھلک مین ہے ۔۔ اگر یہ فرق او وہ ہر جیٹ نہین اودہر سے جیٹ
وہ اپنی مانگ سواری جو لیتے آئینہ ۔۔ تو کہکشان کی وہین قدر ساری جاوے گھٹ
بس اب دعا پہ کر انشا تو اس قصیدہ کو ختم ۔۔ الہی اوس سے نزاکت سدا رہی ہٹ ہٹ
مدام عقدہ کشا رکہہ اوسی زمانہ مین ۔۔ اوسیکی ہاتہہ رہی میری دلکی سلجھاوٹ
دعای خیر مین دن رات اوسکی رہتا ہون ۔۔ علی الصباح سے بس شام تک یہی ہی رٹ
دعا یہی ہے کہ دینا میں اور دولھن جان ۔۔ نشاط و جشن و طرب کا وہین رہی جمگھٹ
رہے مدام سرو کار عیش سے اوسکو ۔۔ نہو سنے یا دی کسی طور کا اوسے اٹ سٹ

قصیدہ در سالگرہ بادشاہ ولایت انگریز بہادر مشتمل بر تعریف گورنر بہادر

بکھیان نور کے طیار کرا ہی بوی سمن ۔۔ کہ ہوا کھانیکو نکلین گے جو انان چمن
عالم اطفال نباتات پہ ہوگا کچھ اور ۔۔ گو رہی کالی سبھے پہنین گے نئی کپڑی پھبن
کوئی شبنم سے چھڑک بالو نپہ اپنے بود ر ۔۔ بیٹھ کر جلوہ گرے یہ دکھاویگا پھبن
شاخ نازک سی کوئی ہاتہہ مین لیکر ایک گت ۔۔ ہوا الگ سب سے نکالنے لگا نرالا چلن
نسترن بھی نئی صورت کا دکھاویگا رنگ ۔۔ کو رج پر ناز سے جب پاون رکھیگا بن ٹھن
اپنی گیلا پس شگوفہ بھی کرینگے حاضر ۔۔ غنچہ گل سبھے وہان کھولین گی بوتل کے دہن
اہل نظارہ کے آنکھونمین نظر آوینگے ۔۔ باغ مین نرگس شہلا کے ہوا سے چتون
اور ہی جلوی لگا ہونکو لگین سگے دینے ۔۔ اودی بانات کی کرتے سی شگوفہ سوسن
تبھی جل مل کے بجاوینگے فرشتے طنبور ۔۔ لالا لا ویگا سلامی کو بنا کر پلٹن
کھینچ کر تار رگ ابر بہار سے سے گئے ۔۔ خود نسیم سحر آوینگے بجانے ارگن
اپنے سنگینین چمکتین ہوئین دکھلاویگی ۔۔ آ پڑے گی جو کہین نہر پہ سورج کی کرن

سنے نوازیکی ہے کہول کر اپنے منقار
ار دیکے جو گران ڈیل مین ہونگے سب جمع
آئی گا نذر کو شیشہ کے کٹری لیکے حباب
نگہت آویگی نکل کہول سکے کا کرا
حوض صندوق فرنگے سے مشابہ ہونگی
جب ہوا کہاکے گہر آوینگے تو دیکہینگے ناچ
کیا تعجب ہے جو فوارونکی ہو سارنگے
ٹانک نے بادلیگا آب وان سے نیفہ
اودی ایک لاہی کی بادل سی ہین کرتشوار
چاند تارہ کے دوپٹہ کو شب ماہ سی اوڑہ
ناچنے کو ہو کہڑے آنکی جیسا لا بائے
کوٹ کوٹ اوسمین بہرا ہے یہ قدرت نے جمال
یعنی وہ رشک پری کہتی ہین بجلے جسکو
ہے وہ نک سک سی درست ایسی کہ سبحان اللہ
لشکر ہند و حبش مین ہوے حائل ایک نہر
چین سے راہ جبین اوسکی بہت سی پرپیچ
دوسرے جیم کے اول قلم قدرت نے
کون دو نقش کہین یعنے جمال وجلوہ
جسکا اوس شکل پری چہرہ پہ ہے ابرو نام
حقنے اوس شوخ کے چہرہ پہ کیے دوسرے صاد
ڈوری آنکہونکی جو ہین اونکا بنا کر پہندا
اوسکی مژگان سے میرے دلمین کہٹکتے ہی پہانس
سی خط نسخ مین اللہ کے جو اوسکے ناک

آکے دکہلاویگی بلبل بہی جو ہے اوسکا فن
کرنا ہوگا جسوقت کہ اسکے بدن
یاسمین تو نکی بیٹھی ہو مین چلے گی بن ٹھن
ساتہہ ہولیکے نزاکت بہی جو ہے اوسکی بہن
اوسمین ہووینگے پری زاد بہی سب عکس فگن
وضع بر ہند کے ہے باغ مین جسکا مسکن
رعد کے طبل بجین ایسے کہ ہون مست ہرن
ڈال کر سبزہ سے ٹانگونمین ازار سا ہمن
گل مہتاب سے گوٹہ کا لگا کر دامن
مینہ کی بوندون کی بجاتی ہوئے گہنگرو چہن چہن
جو کڑی بہولین جسے دیکہہ غزالان ختن
روشنی مانگ مین اوسکے ہے ایسی نسرین بدن
تیرہ ہو جسکی جدائی سے جہان روشن
بل ہے پیچ بل ہے اکڑ بل ہے تراشکا بن
مانگ مین اوسکے عبث کرتے ہو کجلا و سخن
ہے اسی پیچ سے خورشید بہی گم کردہ وطن
کہینچے تا اوس سی ہویدا ہین یہ دو نقش کہن
دوسری جیم کے ہین دونو وہی ناک کی بہن
جنکے خاطر سے مرے جیکا زمانہ دشمن
تا ہدین اوسکی ہین تشبیہ دو جیم بہ فن
لیکئے سینکڑون دل کہینچ کے یہ دو رہزن
بازکے جست سی کچہہ کم نہین اونکی چتون
کیون نہ خود بین ہو انوکہی اوسے سب چتون

یا کوئی دائرہ مین جیسے مثلث کھینچے
یار ہائی صدف نور تھے وہ دونو کان
باہر اونمین سے نکل جہانکہ ہوا جلوہ فرد
تب جدائی پڑی ایسمین تو نا چار ہی سے
دونو رخسار تو ہین وہ ایک فرشتے فانوس
یہ کسی چشم خماری کا ہے گویہ ڈورا
لوا تی سی آلود وہ دندان اوسکے
منہ مین حیرت سی لبھی کی تہی جو او نکلی او
لب نازک وہ سمٹ جاتی ہین آپ سی مجھے
روشنی چاند سے مکھڑے یہ اسی چاہ سی ہے
صبح محشر کے بھی سر یہ بلا لاوینگے
اوسکی گردن کی جو ڈوری کو اوڑا جاتی تو بہ
دیکھ سے آبیہ حیوان و بار کھجور سے چوٹی
ق اوسکے حلقوم مین ہے نغمہ داؤد اگر
کہ کبھی لگ نہ سکے اوسکو بلور ین گیلاس
بسکہ ہے اپنے رخ خوب پہ عاشق وہ آپ
ہین وہ آئینہ کی مانند جو دو نو شانے
کیا کرون اوس بت کافر کی کچوں کی تعریف
نیم لشگفتہ کنول چشمۂ خوبی کے دو
وار بار آنکی یا بیٹھے ہین جکو اچکو ہی
پیر جاتے ستے وہ دریا سے نزاکت گویا
بھٹنیان ہین جو دہان کو بہلا ہین اونکو
یا ہوا کہا ئیکو مہتاب مین دو کالے ناگ

گول چہرہ یہ ہے اسطرح سے کچھ اوسکی پھین
ایک ہی روح تھی اون دونونکی اور ایک ہی تن
گوہر قدرت حق یعنی وہ روی روشن
ایک سے نے یون کو کیا ایک نے دونکو مسکن
شمع کا نور ہی حسن اوسمین ہوئی ہی روشن
ہے غلط فہمی اگر کہیئے اوسے غنچہ دہن
حسن کے سین کے دندانے بوجہ احسن
عکس نے اوسکے کیا اوسمین زبان ہو مسکن
اوسمین آتے ہین نظر بیر بہٹی کے چلن
چاہ نخشب اسی اب مین کہون یا چاہ ذقن
کچھ قیامت ہے غرض اوسکے بیاض گردن
چشم خورشید مین جیسے وہین ماری سوزن
گر ندیکھی ہو کسی شخص نے اوڑتے ناگن
اوسکے گلے مین ہے کیا اوسکی صفائی فی وطن
ہو وسے بالفرض ہما اوسکا اگر ملک ختن
نا نظر آوے اوسے دو رخ زیبا و بدن
واسطے بائین اوسمین رکھتی ہی دو رشک چمن
ہائی ہائی اونکا ابہار اور وہ اوٹھتا جوبن
گول گول اوبھرے ہوئی بہوردی جنکی ہی پھبن
ہے وہ سوتیکی لڑے بیچ مین دریا ہی جمن
تو بہ جہاتے کے تلے رکھی ہو دو پر فن
گھنڈیان ریزۂ نیلم کے کہون سیام برن
گندے مارے ہوی بیٹھے ہین رکھی اپنی من

تب تپایا وہ شکم جبکہ بہت جمع ہوا
حسن کے بدرۂ سربستہ پہ ہے ناف کی مہر
یا انگوٹھی کی گھری ہے وہ نزاکت سی بھرے
آہ موذی کی سی صورت ہے گردن آہ یہ کیون
یا یہ کہیے وہ شکم آئینہ سان ہے شفاف
تھرتھراتے سے جو لٹ ناف پہ اوس کافر کے
فی المثل فرض رگ گل مین گرہ کیجے اگر
یا وہ ہوائی سی چوٹی وہ کمر کے جیا پیتن
چھپا تیو [illegible] پڑا عکس وہ گوش آکے تو پھر
تا پہ [illegible] رگ جان تمنا کے لیے
شاخ طوبا ہی بہشت اوسکی وہ دو بازو [illegible]
اوسکے [illegible] نرد ما وہ ہین دو نو ساعد
ایک ہوا وصف کف دست مین ایسی ہی چلے
موج دریا سے نزاکت وہ لکیرین اوسکے
اونگلیان اوسکی سقنقور کے بچہ سی بست
شاخ مرجان پہ نموداری شبنم سے سمجھ
آنکھ [illegible] ہی پھسل جاوے تو کچھ دور نہین [illegible]
چاہتا تھا کہ مین ٹک بڑھ چلون آگے لیکن
[illegible] رانین پہ کیلونکی درختونکے شبیہ
[illegible] رانوکی طرحدار یہ پاکیزہ کہ ہاے
پاتون تھی ایسے کہ ہو جیسے سنہری مچھلے
سرنگھین اوس فندق پاسے یہ ملین پریون نے
سرخی اون ایڑیونکی موتیونکو جو تی سے

سو وہ اختر وہ درصافی مہتاب مین [illegible]
ناف کہنا اسی سے سخت اچی پیلا [illegible]
جسپہ قربان کیے سینکڑون [illegible]
آہ کا پوچھو تو بے رشتہ ہی ہے مسکن
سینا سو جگر اوسمین ہوا عکس افگن
اوسی کی عکس سے ٹھیرے ہے روا دل [illegible]
ہم سے تب وصف کمر اوس کا یہ ہوا [illegible]
پیٹھ کیونکر تہ [illegible] کہون اوسکو [illegible]
کھونٹیان اوسکی [illegible]
رہ گئی دو نو سرسے شکل [illegible]
اونسے حاصل ہو وہی جنہین [illegible]
مست ہون دیکھ جنہین [illegible]
کہ لگا اوسکے سبب کرنے مرا جی سن سن
اور لبونکی دمک ایسی کہ جیسے کندن
قوت باہ کی ہیجان کہ آشوب زمن
اوسکی اونگلی پہ وہ ناخن کے سپیدی پہ [illegible]
کہ پڑی نازکی ناز سے ہے یہان [illegible]
اتنے مین شرم نے پکڑا ہے مرا آ دامن
شوق کے پیش کو دکھلاتے ہین جوان [illegible]
ساق سیمین کو اگر پوچھو تو [illegible] سمن
اونکی [illegible] دیے جاتے روپی کا لگن
کہ نظر آنے لگی نرگس شہلا سے یہین
گھنگچیان کرکے دکھا دی تجھے یہ جیسا بن

وہ سنی اس ماہ کی وضع پہ صدقے کیجے
حسن جوان خوبیونکی ساتھہ وہ ناچتی ہے آج
آج ہی جیون جیتنے کے سہرے چوتھی تاریخ
آئین ہے سالگرہ اوسکے جسے کہتی ہین
جوش عشرت کی یہ بو باس ہے اس الیمن رتنے
دیکھو اس شب کو تو جیون نہ ہلے لیلے پر
دھوم دھام ایسی ہوئی ہے کہ نہ دیکھی نہ سنی
چاند گر توپ ہوائی ہے ہزارون سب کی
[illegible] سیکھے ہوئی ہین اور بڑا کھاتا ہے
[illegible] اور [illegible] ہوئی گرد دیکھہ [illegible]
[illegible] ہین اب اوڑ تی ہوئی جا بجا
[illegible] چرخ پہ خود حضرت عیسے آوین
کچھ نہ لندن ہے یہین یہہ زمزمہ عیش ہے آج
یہ خبر سنکے ہوا شاد وہ فخر آفاق
یعنے نواب فلک رتبہ یمین الدولہ
ناظم الملک بہادر وہ جناب عالی
وہ سعادت علی خان عالی اعلے جسے
کن نے اس شان کا دیکھا ہے وزیر اعظم
صفدر معرکہ منصور و شجاع و غازی
انتظام [illegible] اس سے ہوا ایسا کچھ
فضل [illegible] کے [illegible] ہے اوسکی عدد [illegible] کو
ہے یہہ برہان سے ہویا کہ سبا زیبا
جنگھری باندہ کمر عازم میدان ہووے

ہین غرض جتنی کہ سرکار جہان تھا ایران
اسمین گر شک ہو تو [illegible] تو اسی کو سمجھ
کیون نہ اوس [illegible] کی [illegible]
جارج ثالث و سیوم مرتبہ شاہ لندن
جیسے سیح مح کی ہو [illegible] نطل [illegible] دولھا
راجہ نل [illegible]
بنتے بارہ دری ہے اور [illegible] دون کی چمن
جھاڑ شیشونکی ہوئے لاکھ طرح کی روشن
ساری اکیلا ال مرصع کی لگے ہین باسن
جو کہ ہے یال جلا ما ہوا پر آسمن
کچھ تعجب نہین ہے سنکے جو انکی گہن گہن
ویدمیہ بزم کرین چھوڑ کے [illegible] سے چلین
ہند مین بھی تو ہوا ایک گہر مین [illegible] طبلکی بین
جسکی مقدم کے سبب ہے یہہ جہان رشک چمن
حاتم عہد [illegible] و فلاطون زمن
وہ کہ جس سے زمانہ کے سب آشوب و فتن
جسکے ہے [illegible] اقبال سے عالم گلشن
جسکے گھر ہووے سلاطین کا [illegible]
پردل و پیل گش و شیر فگن قلعہ شکن
منتظم رشتہ مین جسطرح سے ہو در عدن
کیونکر اوسکو نہ کہون کو کب تابان یمن
آنکھ سے اپنے نہ دیکھے گا کبھی چرخ کہن
بیٹا آوے ہمارے بسر نعش بہمن

دیکھیے اوسکی تگادر کی ابہی جولانگاہ
شام گو درکا دیکہا نہو جن نے مدفن
جس جگہہ دیکھے سنان اوسکی چمکتی نزدیک
تو یقین ہے کہ دبی پاؤنکے سک جاوی گیشن
زور ہیہ اوسکی عطا حق نے کیا بازو مین
ہو اگر روز وغا اوسکا عدد روئین تن
خاک تو دہ کی طرح دم مین بنا وی غربال
سپر انواب فلک تہ مخالف کا بدن
کیا کرین اوسکا بیان کیجے کہ دو یا اوسکی ہزار
در نایاب کیا اونکا طرہ از دامن
جود کا لفظ جہان اوسکی زبان پر گذرتی
دوہین تا بقیامت ہو زمان کا مخزن
اس خوشی کا یہ سبب ہے کہ سب انگریز کی بزم
اوس فلک دیدہ پہ سب آئینہ سان ہین روشن
اور انگریز یہ بہی ہین جو وہ اسرار صنور
یہ توانا ہین جوان جیسے سورج کی کرن
جب بہم رابطے یہہ ہون تو نہو وی کیونکر
اس ہماسایہ کا دل گنج طرب کا مخزن
کیونکہ مالک ہے سب انگریز کا وہ شاہ بزرگ
جسکا جارج لقب اور جبدہ ہے سلطان زمن
وصف مین اوسکی سنو مطلع رنگین ایک اور
روبرو ہے جسکے ہو شرمندہ بہار گلشن

مطلع ثانی

اوسکی یون فرق یہ ہے تاج مرصع کی بہار
صبحکو جیسے نمودار ہو سورج کی کرن
باندھتا گر سر آعدا سے نہ یہہ کلہ مار
شکر ایزد نہ بجا لاتے کبھی زاغ و زغن
اوسکی بخشش سے نہ بہر جائین جو جل تہل کیا دخل
ابر لگا دینے کو دنیا مین وہ ہی جون ساون
قدر مہر علم کے کی اوسنے یہانتک کہ بہم
سیکڑون جمع ہوی فضل و ہنر کے خرمن
اوسکی افواج نے جا کے مدد قیصر روم
مصر کے ملک سے سب مار نکالے دشمن
قوم نے اوسکی جو دوڑا ہی سمندر مین جہاز
وہ کیا کام سکندر سے نہ جو آیا بن
جستجو دیکھ نئے اور نکالے دنیا
رائج اوسمین کے اپنی ہی کہ جیسی تہی چلن
ایک الگ طرز سی ایسی ہے بنائی جسکو
کبھی دیکھے تو فلاطون ہی سر کن بر کن
ٹیپو سلطان کا قصہ وہ سنا ہو دیگا
کرکے کیا کام پہر اوہان جو گیا تہا رچن
لاٹ دا حکام نے ایسی ہے کری ایک اور
دفعتہ کانپ گیا جسکے سبب سب دکہن

قوم انگریز یہ ہین ایسے کہ جن سے کا ہنر
آدمی کہ فوج عفاریت سمٹ آہرمن
دیدیہ انکو خدا نے وہ دیا جنکے حضور
چیز کیا ہے وہ ہیچین دکھانگاراون
جیت کر آدمی لڑائی جو مہا بہارت کی
او جد بیشتر ہے کرتی نذر سر جو دہن
کیون نہ اس قوم سے ظاہر ہو شجاعت ایسی
انکی ہے سر پہ وہی مہ لقا سایہ فگن
تہرتہ آدمی وہ سمک تا وزمین ہے جسپر
وہ فلک ہے تہ اگر ہاتھہ مین لے اپنی دکن
ولین ہے کر کے مخاطب اوسی ایک مطلع نو
پڑہے ایسا ہی کہ غش ہنسلے کرین اہل سخن

مطلع ثالث

بیٹھے جب تخت پہ تو وقت شمار ستارن بھی
وہ جہل ہاتھہ مین لیکر ہو کہٹا راجہ کرن
جو دیکاست تری کچہہ اوسکا سنائے انداز
اور بہی ہاتہونمین تیرے ہی سخاوت کی پہین
یعنی تو سر پہ رکہی جسکے تک ایک عالی ہاتہ
وہ جسی چاہے اوسی بخشدے ملک ازمن
ہلمی کی سنے ترے دور مین سائل کو قسم
چاہتے گو کہ اوسے بخت کے اقلیم سخن
لیونکہ عادی ہین ترے دور مین سب اہل دول
آنجسے دیکہین فلاکت سے ہو گرفتار محن
بخرے کے ساتھہ کہین اوس سے کہ لیجے صاحب
ہاتہہ ہین لعل بدخشان و گہر در عدن
دل سے تیرے برابر ہو عدل کسرا
کہے اوسکو جو کوئی سو ہی وہ کیا اوسکا دہن
حکم سے تیرے جہانتک کہ زمین ہے معمور
بسکہ ہے جور کے اخراج کے ہر جا قدغن
جا بجا دزد و حنا ہاتھہ مین مجنونوان کے
اس سے اوسکو کہین پہر اونسو جہا مامن
اور کہین زخم مین رہتا اوسے اگر جو ذرا
تو وہین واسطے جراح کے ہے دار و رسن
مل گئے خاک مین کب وہ نہ سیہ بخت سبھے
جو اوڑا جاتی تہے آنکہو سے چرا کر انجن
اس ستم پر کہ لگا دی دل پروانہ مین آگ
شمع کو گاڑتے ہین تاکہ نہ نکلے لگن
بزم شاہانہ مین اب قصد یہی ہے میرا
عربی بول کے دکہلاؤن ٹک اپنا ہنرمن
قدر علم العدو الیوم علا فی عہدک
زانہ جود کہ من جاہ سفی ہذا الفن
ہکذا مال الیٰ الہند کسر الارواح
فعلے بابک مشتاق العلما ر المسکن

چین صورت من اتصل سناک الکاسات
ثم بعد مسلک من قبلک امر الدنیا
یصرف التمر فی تربیته الطفل ایوه
کل یوم یحصل الفیض من اقبل الیه
انت انزلت علی قومک الیوم کما
وقل تھوڑا سا مجھے لہجہ ترکی میں سے
اتینک ازره منب اول حاق باغلاشرل
الدیک مارحه جهان اوس کوجه لندن تن
اول کبشی کیم انی هر نه یده هر سرو تنگ
نیل فی لیسی اسحون باسقاری اوی دریلونک
کوردمی هر جای کتون تیغلاری تولو ملک سیکلیش
یا فدی ایتیبیده هی ولدی تونگار فخر خوش رتز
یورشک باش شتداق سی غوغا عدن یوسون
فارسی بولنی اب عزم هوا سیه باسخن هم
ازلی تهنیت دسید هم اسے والا قدر
تنگ شد غنچه و گل صورت دهن پیدا کرد
سرو با اینهمه گردن کشی و رعنائی
جابجا دست دعایت شده بر شاخ نهال
سبز قانون شده تار بود هر موجش
تال هندی بکف خویش حباب آورده است
قوت نامیه را کو که درین ماه سفید
میشود قطره شبنم گره اندر دل باغ
بین که از بهر تماشاست جمال تو چنان

من بنا الراس علی الجسم تشبیها بالبدن
جوز الخالق یسم مایک ثم الما من
کلما تجمع بالناس هو المستحسن
عند العاقل من مسکنه فی البدن
انزل الشیء من العرش علی هیبتی
اوس زبان بین بیش اشعار یحیی شاه زمن
خشرلی مختری درت باسا اوستن
اسدی لیک خطالی تبه الیک حیتن
بیدکه انتک عطا ایلدی تو زنک عدلن
خوف دین نبی و لایت ارد توشمی لسون
رنگ تی اسنا سکلے قاضی سحرکن بیکن
یارچه فورکرلاری کوک ایلدی لا پیراهن
کیم بری خلق بدن روح کی سن در سن
که دکهاؤن سبھی شیراز و صفاهان کی چلن
سیکھے نغمه نواز لب بلبل به چمن
سبزه رقص آمده در بزم تو نسرین و سمن
عجبی نیست که پیش تو کنند خم گردن
جز ثنایت نبود ورد زبان سوسن
حکم خواهست طرب از تو لی ساز زدن
سوی او کن نظری گوش تمن گفته من
خاک را خلعت سبزی بکند زیب بدن
چند بیرون بخرامی پی سیر گلشن
دیده شوق بود نرگس شهلا همان

ہو سکے وصف تری کرچ کا کس سے پورا
ہی نمونہ اوسیکا مہر درخشانکی کرن

آنکھ بھر دیکھے اوسی گیو تو تہ و بالا ہو جائین
چاہ مین کانپ اوٹھے اوسکے چاہ سی بیژن

کیا تری سامنے ہو سکتے ہین وہ کو دنمک
اپنی خاوند خداوند کے جو ہین دشمن

صادق آئی وہ مثل حق مین ترے دشمن کے
ہے جو مشہور کہ ناگنی اوڑتی یہ بہن

رزم گہ مین غضب آلودہ تو جس دم آوے
ہفت کشور کا اگر والی ہو تیرا دشمن

کہیں بلے فوج مین ایسی ہے پڑی اوسکے کہ وہ
ہو وہی ارمان جسم ہووسے دمین جانین لن

ہو پریشان ہون کہین خویش و برادر روتے
کہین بیٹین اوسکی آگے اسیر و دختر و زن

علم گر تیرے زمانہ مین نہوتا رائج
اور ترا ملک نہوتا نسلیا کا مامن

اسکے تئین کرتے فن کے نہ رہتے باقی
یہ سطلہ جیتے نہ کہ سب گناسہ نالکن

تھی ریاضی مین جو ماہر حکمائی یونان
سب بجاتی تھے وہ نقارۂ الملک لمن

پر تری عہد مین موجود جو ہوتے تو وہین
ایک لڑکا ہی لکھتا کہ پڑھے سے ہو کو دن

ہو مین تصنیف کتابین جو ترے عصر مین ہیز
وسنکے آگے کتب ناخیہ تقویم کہن

سامنے اوسکے ہین تحریر و مجسطے ایسی
جسطرح ہو وے نئی جنس کا میلا کہن

اب دعائیہ بھی انشا کہو انشاء اللہ
مل کے آمین کرو آئینہ سب ای اہل سخن

جب تلک مزرعہ سرسبز فلک ہے شاداب
اوسمین انجم رہین جب تلک کہ یہ خرمن خرمن

جب تلک پھولین پھلین سارے یہہ اشجار جہان
جب تلک باد بہاری سے ہو زیب گلشن

جب تلک ماہ کی گھوڑی کی فلک ہو بگھی
جب تلک شام کے ہو ماتھہ شفق کی پلٹن

جب تلک چرخ کہن شکل گورنر مین رہے
صاحب شرق مین جب تک کہ ہون جرنیل جلو

شاہ انگلس بھی جارج رہے با عظمت و شکوہ
اسکو بخشا کرے نت سیم و طلا لاکھون من

فیض ایسا ہی ابھی گر کرے اوسی حاکم
آن مین لیوتی پکڑ روپیہ طلا کا آہن

فتح و فیروزی و شادی ہین سدا اوسکی نصیب
طبع اقدس کے ملالت نہ پھرے سے پیرامن

کمپنی نور کی جب تک کہ رہے یہہ قائم
بادشاہی رہے اوسکی رہے بوجہ احسن

جب تلک کرسی زرینہ پہ خورشید رہے
رونق افزائی فلک طلعت شاہانہ پہن

ناظم الملک بہادر سے اور انگریزوں سے — رابطے یہ ہیں رہیں اور محبت کے چلن
یہی خواہش ہے میری جیکے الہی سن لے — دولت و حشمت و ثروت پہ کریں قدغن
کہ سنجاویں کہیں ہے حکم انہیں دونو کے — کبھی آپس میں نیا کیسے ڈہب سی نہو وتران بن

دونون سرکارون کا اقبال رہے روز افزون
دوست سب شاد ہوں پامال رہیں سب دشمن

تمام شد



آغاز دیوان فارسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای عشق قطع کردہ رہ سلسبیل را — از ما سلام شوق رسان جبرئیل را

پیوستہ آہوان حرم یاد می کنند — آن اولین زمان بنای خلیل را

در راہ عشق ہم سفران وجد می کنند — چون بشنوند نغمۂ کوس رحیل را

نازم بقدرت تو کہ حیران نمودہ است — عقل و قیاس و وہم و خیال و دلیل را

افزودہ است رتبہ شان محمدے — عظم و شکوہ و مرتبۂ قال و قیل را

انی فخیص بابک یا ایہا الرسول — آفت ز فرط جہیم بنا شد دخیل را

ای دل فدای آنکہ درو ہمان خلق — آدم نبود چون من زار و ذلیل را

از زیر دست بیخ زبردست کندہ شد — نشنیدہ اید قصۂ اصحاب فیل را

الفت بجای چشمۂ آب حیات ماست — از ما دعاے خیر رسد سلسبیل را

انشا دگر براے خدا اینچنین مکن
باری بکش ز نام نکاو عویل را

در منقبت امام علیہ السلام

روح القدس دراز کشد بر کلیم ما — عیسے دماغ تازہ کند از شمیم ما

دار[د] عصای آه رسا در یمین وی — [illegible] کلیم ما
گوید بشوق ... لن ترانی — تا گرد طور شوق در آید کلیم ما
هستیم از آن چه مقدار ... سبب — از ... آید ... نسیم ما
عمران و ... — از گلشن لطافت ... نسیم ما
هر گاه ... — او ... بسان ... نسیم ما
اکنون ... چیست ... — ای عشق آتش ... قدیم ما

... الشفا ... ما

مشرب چه ... ما — با ... خاموشیم ما
طاقت و تقوی چه باشد زاهدی ... — عاشق آواره ... ما
نحن اقرب الیک من حبل الورید ... — اینهمه ... اصلا نمی کوشیم
تا ... گذشته زینجا ... کلیم — شعله پیدا کرده طور ... ما
حق مجید ... باشد ... — ما مقابل با ... ما
وه چه خوش باشد ... مست ... غرور — خود ... دیگر ... شب باده می نوشیم ما
تا صدا آید از بانگ درای کاروان — همچو گل از فرق تا پا جملگی گوشیم ما
کاسد افتاده است بازار جهان گو مشتری — گر کسی باشد متاع خویش بفروشیم ما
ای خوشا غفلت که از رفتن ... آگه نایم — اینقدر ما در میان خواب خرگوشیم ما

گشته‌ایم ... الفاظ ...
... الشفا خود فراموشیم ما

چنان افگنده‌ام ... عرش اعظم را — که ... صور اسرافیل ... را
من آن رندم ... تو خود و مینای ای ساقی — همین کز جای خود جستم شکستم ساغر جم را
کنم ... شعله آتش به نفس دیگر افروزد — قیاس از کوزه صدا ... آمد ... دم را
ترا خود ... شفقت نیست ... — چه پروا از خس و خاشاک باشد موج ... را

عرق افشانی زلف خطش دیدم بدل گفتم — است یا بی است می لیسد زرد سبزه شبنم را
خورت را آدمی انگاشتی با نیمه صورت — این شکل و شمایل انجیه باشد آدم را

نی گفتیم چه شان بود یا دیدی انشا
[illegible] وشاه عالم را

تشبیه باد و ستم [illegible] عزیز آقا
چه گیرم [illegible] لشکر گندم
[illegible] وشرار [illegible]

[illegible] شکستم [illegible] عزیز آقا
[illegible] دشتم [illegible] عزیز آقا
[illegible] شکستم [illegible] عزیز آقا

[illegible] انشا
وکی [illegible] شکستم [illegible] آقا

[illegible] وست [illegible] برای
گر [illegible] وگر [illegible]
مژده ای صوفیان [illegible]
سید هم [illegible] آل عبا

[illegible] شان [illegible] راست خدا
[illegible] راست خدا
[illegible] براست خدا
[illegible] براست خدا

ریش خضاب انشا میخواهد
همت ای رنگ رز براست خدا

دلا [illegible] وفعان
[illegible]
[illegible]

مزن بر [illegible] نای آسمان را
چه شد یار [illegible] ای کاروان را
الهی [illegible] کردان ساربان را

بر هجوت و شنع دیگر سے نماید
چه بر سر آمد اطوار جهان را

چو خلاف عقل دیدم ره و رسم کار خود را — بخدای خود سپردم همه اختیار خود را
چو قدم گذاشتی تو زکرم بکلبه من — [illegible] خود را
بگریز تا توانی زگروه شر انگیزان — [illegible] تنگ خارا در شاه وار غرور را

به فوارهٔ نشینی تو کجا و عشق زاهد | به بیان آب بنگر تن رعشه دار خود را
لب حوض می‌نشینی پی دیدن حبابش | چه کنی اگر تماشا نکنی بهار خود را
به تو من نه گفتم ای دل که مخور شراب شب فتش | مغان سبک ذلت خم اعتبار خود را
ز خمار سر گرانی ز نشیدهٔ رسیدی | [illegible] خویش دیدی حرکات یار خود را
چه کنم کنون [illegible] که بسینه تیشه راند | بشگافم و برآرم دل بی‌قرار خود را

بدر کسان [illegible] برآید بکدام امید انشا
[illegible] خم تماشا [illegible] قرار خود را

تماشیدن من بر در میخانه ضرور است | به نکهت می لغزش مستانه ضرور است
[illegible] فشانیدیم [illegible] | [illegible] پیمانه ضرور است
[illegible] شوم [illegible] | [illegible] پیمانه ضرور است
ای آنکه [illegible] یک دو سه حرف خم نوشتی | یاد آوری رطل قدح پیمانه ضرور است
چون بادیه قیس [illegible] ماند در اینجا | وحشت زده چون من دیوانه ضرور است
[illegible] خوردن و خوش زیستن و توبه شکستن | [illegible] ضرور است

در باره انشا که ترا بندهٔ خاص است
پیش آمدن از لطف کریمانه ضرور است

[illegible] هزاران عقده [illegible] بوده است | عشقباز [illegible] طرفه چیزی بوده است
بسکه در دشت تمنا گشته ام | پایم از طی مراحل سوده است
توبه از می کرده ام لیکن هنوز | خرقه و سجاده ام آلوده است
آنکه از دنیا و ما فیها گذشت | از تعلق خاطرش آسوده است
من ندارم علم دو انا سی نقط | بی نیازی قدر من افزوده است
جذب الفت این [illegible] جوش و خروش | از ره شفقت بمن بنموده است

مرد باش و آشنای درد باش
سید انشا اینچنین فرموده است

از آن فروغ که شد نور آفتاب درست
شود به پیر مغان نسخهٔ شراب درست

لغتیم چو درآید سپی غزلخوانی
بگوشمال کند نغمهٔ رباب درست

شدست رنگ گل روی تو ای سمن سیما
ز تاب باده به انواع آفتاب درست

بچه بیم ازین اشک هیچ شعله که ماند
چسان زبانهٔ آتش میان آب درست

هزار دشنه که بهم شکست در دل
برای هیچ کسی آمد اضطراب درست

رسی برتبهٔ عالی ز فیض حضرت عشق
گر اعتبار نمائی به این جناب درست

ز عمر رفته که دائم گذشت در عشرت
نماند یاد مرا چون خیال خواب درست

دلم شکست ز جور تو خدای را دریاب
بکن شکستهٔ خود را پی ثواب درست

بموج آب که پیوسته در سفر باشد
بنای خانه نمودیم چون حباب درست

ز بادهٔ بتخانه مست مدهوشم
بود بمشرب ما شرب جام ناب درست

حسین ابن علی من شکسته احوالم
بکن شکستگیم ای ابوتراب درست

باین زمین غزلی خوب گفته انشا
بشرط آنکه بگویند شیخ و شاب درست

وارستگی نگر که مقید به ننگ نیست
اینجا لباس نکهت گل هیچ رنگ نیست

از دست وحشت آه به تنگیم و از جنون
پهنائی زمانه بما ورنه تنگ نیست

تار و نمود صورت آزادگی بدل
بر ما صفای آینه کمتر ز زنگ نیست

ابر خمار از همه سو خواست گو که
ساقی هنوز دست سبو زیر سنگ نیست

از خانقاه و اهل ریائی صفا ترست
جائیکه نغمهٔ دف و آواز چنگ نیست

بسمل مرا به نیم نگه میتوان نمود
صیاد احتیاج کمان و خدنگ نیست

ماتم سراست گو همه چنگ است و بربط است
در محفلی که جلوهٔ آن شوخ شنگ نیست

سرشته منازعت ای شیخ هر چیست
در قال و قیل مسئله حاجت بجنگ نیست

انشا بپرس حالت بیتابی دلم
اکنون عنان توسن صبرم بچنگ نیست

زندگانی صبح و شامی بیش نیست / حاصل از عمر نامی بیش نیست
برلب دریای رحمت ابر را / دوش دیدم تشنه کامی بیش نیست
هیچ کیفیت [illegible] تعلق / [illegible] جامی بیش نیست
جای دیگر از برای خاطرم / عالم علیا مقامی بیش نیست
[illegible] انشا هرچه میخواهی بکن / بنده پیر و [illegible] غلامی بیش نیست

رود خونم ز چشمها جاری است / [illegible] عشق [illegible]
[illegible] است تو سینه مرا / [illegible]
[illegible] بلاست جان شده است / [illegible] است
ای فدای تو [illegible] کرده / این [illegible]
[illegible] در فراخ شریعت / [illegible]
[illegible] آدم [illegible] / [illegible]
[illegible] انشا [illegible] / از [illegible]

هر [illegible] جاده آتش [illegible] / [illegible] جاده رفته
در سجود [illegible] باد [illegible] / [illegible] رفته
آب [illegible] ابر [illegible] / [illegible] آزاده رفته
پرتو ای عیسی مریم [illegible] / خانه ایمان ما [illegible] رفته
هیچ از [illegible] تا حاصل بجز افسردگی / [illegible] چل ساله [illegible] باده رفته
نزد در شاه خراسان هرکه شد جاروبکش / زود تاب آسمان را همراه افتاده رفته
شست رو آخر تاب تیغ آن بیدادگر / خوش عیار زندگی را عاشق دلداده رفته
چادر مهتاب را با گوشه دامان وشست / امشب انشا از برای آن نگار ساده رفته

ز همین آتش دل جیب و گریبانم سوخت ❊ آنقدر دیده شرر ریخت که دامانم سوخت

رفتم تا نه چو رفتیم به تماشای بهار ❊ نگهه برق وشی خرمن ایمانم سوخت

ز خیال رخ و زلف و خط نو رستهٔ او ❊ دست یاسمن و سنبل و ریحانم سوخت

رخ برافروخته از پیش نظر رفت و [illegible] ❊ آه ازان شعلهٔ سرکش که بدیسانم سوخت

دوش در خواب خیالت که به چشم آمد ❊ اشک شد شعله در آن و مژگانم سوخت

نکته نیز تو نوشته به جگر بر دفتر و ❊ سخنان گرمی و شوخی که رگ جانم سوخت

ز چمن وا نشد دل همه گر اشک انشا ❊ کز ادا سنجی [illegible] نغمات خوش الحانم سوخت

نال [illegible] که [illegible] ❊ [illegible] سعد و قاص است

[illegible] از حال من [illegible] ❊ این چه [illegible] اخلاص است

[illegible] ❊ آنکه در تجربهٔ عشق [illegible] اص است

جگر [illegible] آتش [illegible] ❊ ور که [illegible] شک [illegible] است

[illegible] ❊ [illegible] انشا [illegible] خاص است

سیر و می خانه چرا باشد بیا ابر که نیست ❊ گلشن باش دگر بهر خدا ابر که نیست

ظاهرا میرسد آن مهر درخشان در ته ❊ از چه رو رفت ز خورشید ضیا ابر که نیست

بی ترشح بود م باده [illegible] لاحاصل ❊ ساقیا این حرکت تا بکجا ابر که نیست

سخت پیچیده بهم میگذرد از چه سبب ❊ پر خنک بوده ای باد صبا ابر که نیست

آه ازان برق تراوی که ز غم میسید ❊ دیگر انشا بگو احوال هوا ابر که نیست

حاصل ز گریه ای دل خانه خراب چیست ❊ آخر ترا چه میشود این اضطراب چیست

نظاره ام نریخت اگر رنگ تازگی ❊ بر گلشن جمال تو این آب و تاب چیست

گلدستهٔ محفل دردی کشان اگر ❊ پیراهن تو اینهمه بوی شراب چیست

خوشتر ز عشق و رندی و مستی و یکجهتی — ای پیر می‌فروش بعهد شباب چیست
جاییکه در میانه همه اختلاط است — وز دیدن نگاه چه باشد عتاب چیست
ساغر حضور جمله زهاد می زنم — از زمزم و دواب و بهای شراب چیست

انشا گرفتم اینکه نداری خیال عشق
این آه سرد و اینهمه چشم پر آب چیست

اینکه در بارهٔ من شده چنان میبایست — اینهمه حافظه ترا با دگران میبایست
اینهمه شیشه و فنجان چنینی از چیست — بهر چون من سبکی رطل گران میبایست
بارک الله بیا حضرت عشق اینجا شو — که به پیرانه سرم طبع جوان میبایست
مشتی زهاد ربودند مرا من چه کنم — ورنه کارم همه با دختر دهقان میبایست
کار تقدیر مرا در حرم آورد ارنه — بهر افتادن من کوی بتان می بایست
تا که دیدند مرا جمله کسان شد گفتند — اینچنین پیر که در زمرهٔ رندان جهان میبایست

چیره دلی که شد ارزانی انشاالله
واقعی اینچنین پیر مغان می بایست

چنان شدست به بزمی که شوخ حرف زده است — اگر که نیامده اینجا بباشد برف زده است

ایضاً

گر مصرعی ز راه خرد تیغ کنم طرح — از دود سینه چرخ برینی کنیم طرح
ای دل برهمنانه بیا قشقه در کشیم — تا عشق آفتاب جبینی کنیم طرح
صورت گر خیال اگر آشنا شود — در دیر دیده بعیت چنینی کنیم طرح
باشیم وانیا بتماشای آینه — تا شکل خویش گوشه گزینی کنیم طرح
گر زیر چشم جلوهٔ حق را در آوریم — از مهر و ماه مشتری حسینی کنیم طرح
دل را بچرخ چارم الفت مسیح وار — بالا رویم و صد زمینی کنیم طرح
هر چار برون دل تا دیار دوست — از ناله جبرئیل امینی کنیم طرح

انشا بعشق حیدر صفدر بیا که ما

عندلیبان چو نشیمن عرشی کنیم طرح

از انجمن چو آن ستم ایجاد می رود
چندین هزار حوصله بر باد میرود

ضبطم ببین که شکوهٔ ایشان نکرده ام
با آنکه بر من اینهمه بیداد میرود

آزاد میشود چو اسیر نمک شناس
بر نخل هاے خانه صیاد مے رود

ساقی بیار باده که بر قله های کوه
ابر بهار تیز پر یزاد مے رود

تا آنزمان که شیشه شبدیز میرسد
یک جوی خون ز تربت فرهاد میرود

ای همصفیر کنج قفس پارهٔ بگو
باری چها بمرغ چمن زاد میرود

باغ ارم اگرچه بنا کرد از قضا
ناداده از تصرف شداد میرود

مانا دل ستم زدهٔ ما لقریه ایست
کان از وفور زلزله برباد میرود

انشا بگو چرا نفس سرد می کشی
آیا چها بخاطر ناشاد می رود

شب امید وصل را باغم جدل افتاده بود
سعد اکبر را نزاعی با زحل افتاده بود

دوش بر دوشش چه دستم بر محل افتاده بود
نیر اعظم تو گوئی در بغل افتاده بود

حلقه بر در گر نمی زد امشب آن پیمان گسل
هم دگر در آشنائیها خلل افتاده بود

با محبت گرم جوشیهای من امروزه نیست
سوز عشقت در نهادم از ازل افتاده بود

لن ترانی گوئی من جلوه بر خارا فگند
هر طرف یک موسی مبهوت و شل افتاده بود

بهر زبان هر کسے لما تجلی ربه
صار دکا منه و انشق الجبل افتاده بود

جان فدای آنکه از هیبت صمصام او
لرزه بر اندامی ادیان و ملل افتاده بود

دوش بر مرگ رقیب آن قاتل سفاک گفت
عمرها شد در کمین گاهش اجل افتاده بود

جلوه افگن هر کجا شد آفتاب قطبیتم
مدعی شپره آنجا چون جعل افتاده بود

این قدرها دست بر زانو زدن هیچ نیست
غالبا دستم بران فربه کفل افتاده بود

می سرود انشا چه بر عرفات آهنگ حدی
از صفا تا مروه در رقص الجبل افتاده بود

ضعف اینچنان که ضبط فغان هم نمیشود   اینهم نمی شود ز من آنهم نمی شود
چندان بعید نیست که از من نگه نشد   آن شوخ دیده از دگران هم نمی شود
ان اختلاط و گرمی صحبت کجا که او   اکنون بسوی من نگران هم نمی شود
از خود نمی رویم و نجود هم نایم وای   هم اینچنین نگشت و چنان هم نمی شود
زین طرفه تر که راز درون دلم هنوز   ق ظاهر نگشت و باز نهان هم نمی شود
ای عشق لذتی که ز فیض تو برده ام   از صد یکی ز بنده بیان هم نمیشود
این یک زبان کوچک بی هیچ من چه چیز   تقریرش از هزار زبان هم نمیشود
حرف از طواف کعبه مزن صاحبا خموش   کافتادنم بکوی بتان هم نمی شود
آخر کجاست پیر من ای جذب الفت آه   پیدا تر اکه هیچ نشان هم نمیشود

الشا کجا و پیروی زاهدان که او
وارد به بزم پیر مغان هم نمی شود

بصد بهانه کسی را کسی نمی پرسد   درین زمانه کسی را کسی نمی پرسد
ز داغهای دلت گنجها اگر داری   باین خزانه کسی را کسی نمی پرسد
اگر تو حافظ قرآنی انگشت گونید   باین فسانه کسی را کسی نمی پرسد
جهانیان همه از بهر قوت محتاج اند   ازین میانه کسی را کسی نمی پرسد
بسقف کعبه حریفان دهر اگر بزنند   متی مغانه کسی را کسی نمی پرسد
شنیدم بکوچه زلف تو شانه می گفت   بعلم شانه کسی را کسی نمی پرسد
اگر بزیج الغ بیگ عمر صرف کنند   مهندسانه کسی را کسی نمی پرسد
چرا ز محتسب و قاضی و عسس ترسی   بیا بنجانه کسی را کسی نمی پرسد

درون قلزم توحید غوطه زن انشا
که بر کرانه کسی را کسی نمی پرسد

ز بادیه قیس چو جازه بدر زد   لیلی بفغان آمد و دستی بجگر زد
بی هیچ چرا یکشبی از بزم خودم دور   تقصیر کدام است بگو جرم چه سر زد

ناله چو مایل شده زخم جگر من
صد طعنه به بالیدگی غنچهٔ تر زد

گلگون صبا از تک و دو ماند چو دریافت
وحشت زده دامان جنون را بکمر زد

چیزی که بهم ناشدنی بود شد آخر
صد شکر قضا خنده بر احوال قدر زد

ابروی تو تیغی به من افگند و نگاهت
تا آنکه خبردار شوم تیغ دگر زد

چون گریه کنم آه که شد مانع گریه
قفلی به حجابم به در دیدهٔ تر زد

این نبود راحله وادی ایمن
صد قافله را عشق درین راه گذر زد

تا خبر تو نسازم بکسی حسن تو مهرم
بر سمع و شم و ذائقه و لمس و بصر زد

افتاده نگاه تو چنان گرم که انشا
پنداشت بدل صاعقه بر شاخ شجر زد

تو ببین که شورش من چه قدر نمود دارد
که محل شستن مو همه بوی دود دارد

چه کشی اسیر خود را تو رحم باید این را
بعدم که میفرستی چه قدر وجود دارد

ز کرم ببخش یارب دل داغ داغ ما را
که جبین نازک او اثر سجود دارد

نه چنان بکن که ناکس پدر ترا بگوید
پسر نوای سلمان پسر یهود دارد

تو بتار عنکبوتی دل خود بده برادر
همه دام زرو دارد همه تار و پود دارد

چو جریمه گشت ثابت بحضور ساقی انشا
همه عذرهای بدتر ز گنه چه سود دارد

گام نخستین جستنم از سدره بالاتر زند
سوزد فروغ نور اگر جبریل آنجا پر زند

خیزد صداهای هوا از مجمع کروبیان
در عالم مستی اگر رندی بسر ساغر زند

دود از نهادم میرود همچون سحاب ای برق وش
در سینه زار طاقتم ای کاش آتش در زند

یارب دگر نشنیده ام امشب شمیم سنبلش
باشد گلی از چشمهٔ خورشید خاور سر زند

بر آفتاب روی تو خواهد سپند آسا فلک
تا سبعهٔ سیاره را یک در مشت مجمر زند

مپسند بیتاب انجنین می ترسم از راه جگر
دودش مبادا آتشی در گنبد اخضر زند

از برق شعله خیز دل آهی ابر رحمت سوختم
آیا نم افضال تو آبی بر این اخگر زند

دیگر نخواهم گفت اگر یکبار گفتم عاشقم
حاشا که من بعد اینچنین از من خطای سر زند

جماعتی که بانوار حق هم آغوشند + بوجد و ذوق ز خود میروند و در جوشند
لباس اطلس و دیباچه تنخفگی دارد — که سالکان طریقت پلاس میپوشند
طریق منزل لایسعنی به پیش آرند — دران مقام که عشاق باده می نوشند
ببین به طارم افلاک انجم و مه و مهر — چه دیده اند درانجا که جمله خاموشند

شعور بالغ بزم حضور شد انشا +
خوشا بحال کسانیکه مست و مدهوشند

ز تو ای کریم خلقی بعطیه شاد باشد — دل همچو من گدای ز چه نامراد باشد
چو شنید نام الفت بکرشمه گفت ظالم — دگر آن فسانه سر کن که پر از فساد باشد
سخنی ز راز پنهان تو نگو مگر بشرطی — که ترا باین امانت بمن اعتماد باشد
ز چه این گریز دارد ز من آن جوان عیار — مگرش ز عهد طفلی دو سه حرف یاد باشد
ضرری اگر رسانی بخدا که سر نپیچم — بوجوم گمان که اینهم ز ره وداد باشد
نظر افتاده‌ام شب چو بقابه شیخ گفتم — مگر این طویل قامت ز گروه عاد باشد
ز نفاق و بغض بگذر تو هم آدمی و منهم — سزد ار میانه هم ره اتحاد باشد
که بداد لهجه من برسد درین زمانه — بشناسدم کسی کو صفوی نژاد باشد
رمقی ز عشق نبود اگر اندرون سینه — همه خاک و آب باشد همه نار و باد باشد

بمقلدیت انشا نبود خطا و نسیان
تو هر آنچه می شماری همه ز اجتهاد باشد

باده نوشان که بهم انجمنی ساخته اند — شیشه را یوسف گل پیرهنی ساخته اند
میفروشان به در میکده جمع و فاق — جرم خورشید شکستند و دنی ساخته اند
ایکه میگوئیم از دوزخ و انواع عذاب — گر انها همه از بهر منی ساخته اند
آه ای یوسف گم گشته کجائی باز آ — عاشقان بهر تو بیت الحزنی ساخته اند

پرخطر ناک بود مرحلهٔ عشق اینجا — مردمانند که همچو سخنی ساخته اند
ق
اندرین بادیه آتش نفسان می باشند — اکثر این طائفه با سوختنی ساخته اند

انچه در بارهٔ الفتا به تو مردم گفتند
هیچ در اصل نباشد سخنی ساخته اند

بهار بی تو برنگ پریده می ماند — گل شگفته بجیب دریده می ماند
برون که رفت ز محفل که قلقل مینا — بآه کشیدن خلق بریده می ماند
به پیش رنگ حنای تو ای گل رعنا — چمن به بسمل در خون طپیده می ماند
ز آب تاک برون رفته چشم صدف — گهر بقطرهٔ اشک چکیده می ماند
چگونه انس پذیرد بدامن صحرا — که وحشتم بغزال رمیده می ماند
سواد دشت غزالان دشت نجد لیلا — سیاه خیمهٔ لیلی بدیده می ماند
تو و خدای تو ای شیخ راست خواهی گفتنا — شمائل تو بهیچ آفریده می ماند
بقامتت چه تواند برابری کردن — اگرچه سرو بقد کشیده می ماند
هر آنکه چشم سیاه تواش پریشان ساخت — به بیقراری افعی گزیده می ماند
چنان شده ست سلیمان شکوه ظل الله — که در نوازش بغلام خریده می ماند

ز پا فتادن الفتا و دست دادن وصل
به افتادن منزل رسیده می ماند

کج و واکج گشتنش نگرید — وضع شمشیر آبستنش نگرید
شور افگند ساقی اندر بزم — طرز ساغر شکستنش نگرید
دلم آزاد شد ز قید خودی — مرحبا باز رستنش نگرید
ناخن غم جگر خراش تر است — دوستان سینه خستنش نگرید

پای کوبان بوجد رفت الفتا
اندرین حال جستنش نگرید

دیوانه ام که عمری با دوستان بسر برد — با هر کسی که در خورد خود همچنان بسر برد

گاهی بسومنات و گاهی به مسجد آمد
گاهی بطوف بطحی باز ایران بسر برد
گر فی المثل عدو بود یا ز نیکخو بود
یکسان بوضع دلجو با همگنان بسر برد
یکچند در کلیسا چو خا بسر کشیده
بنشست با نشینین با راهبان بسر برد
موسی صفت گهی ماند مشغول بی نوایی
در خیل گوسفندان همچون شبان بسر برد
چندی بوجد و مستی در عشق و می پرستی
طی کرده راه هستی با این و آن بسر برد
با اینهمه علوم و فضل و کمال ذاتی
با رند مشربان و آزادگان بسر برد
خواهی که سرفرازی یا بی زبی نیازی
باید که خود بسازی تا میتوان بسر برد

باید بسر نمودن اوقات زندگانی
زانسان که میر انشاء الله خان بسر برد

عشق از کجاست حوصله ام ور نمی رسد
هیهیم کنون بخاطر احقر نمی رسد
بر دوش دود آه سبک میتوان رسید
جائیکه جبرئیل بشهپر نمی رسد
زیر فلک نه ابر هویدا شود نه برق
تا دود آهم از دل مضطر نمی رسد
باری چه پیش آمدت امروز ساقیا
با من هنوز دورهٔ ساغر نمی رسد
ماییم آنکه با قطرات سرشک ما
الماس و لعل و ریزه گوهر نمی رسد
سعی و تلاش اینهمه ای خواجه چیست
آیا مرا انچه هست مقدر نمی رسد

انشا دگر بمدح کسی چیز کی بگو
کش ماه نو به نعل تکاور نمی رسد

عرش العلی به پایهٔ حیدر نمی رسد
چرخ برین برتبهٔ قنبر نمی رسد
جائیکه بود و باش گدایان این درست
وهم و خیال خضر و سکندر نمی رسد
آنرا که هست داغ غلامیش بر جبین
با شان و شوکتش شه خاور نمی رسد
تا ارتفاع کنگرهٔ کاخ فضل او
طاوس تاج گنبد اخضر نمی رسد
جای مسیح گرچه بود چرخ چارمی
حقا که تا مقام ابوذر نمی رسد
از پور زال هیچ حکایت مکن که او
هرگز بگرد مالک اشتر نمی رسد

ساغر بکف درآید و گوید بوقت نزع — پند آشتی که ما ثنی کهنه نمی رسد

انشا فدای مقدم آقای خود که او
جای رسد که هیچ برادر نمی رسد

عاشق سبزه رنگ باید شد — تشنه و زرنگ باید شد
هرچه پیش آیدت از و خوش باش — از برای چه تنگ باید شد
این قدر خاموشی برای چه چیز — جانمن شوخ و شنگ باید شد
آنکه دارے مثال آئینه دل — صاف از لوث زنگ باید شد

گر مرید جنون شدی انشا
فارغ از نام و ننگ باید شد

محققانه فنا نیم چو نعره حق زد — مسیح بر فلک چارمین معلق زد
فقای عشق تحمل چو زد و سیر گردید — جنون ز فرط غضب بر دو بالش مفرق زد
درون میکده باز آمد آنکه تایب بود — شراب ناب دگر با شکوه و رونق زد
سرکه خاک ره بوتراب شد نجف — هزار طعنه بر اوضاع چرخ ازرق زد

بمجمع شعرا دوش بود انشا هم
در اختلاط عجب حرفهای مغلق زد

هر دل دیوانه من سنگ بگیرید — یاران بگذارید و گر تنگ بگیرید
تا تهمت گل غنچه رس شانه باشد — زنهار که بوی قدح رنگ بگیرید
ای زمزمه سنجان چمن خورده بیجا — بر نغمه مرغان خوش آهنگ بگیرید
با اینهمه نیرنگ جهان رنگ ندارد — ای ساده دلان انشا این رنگ بگیرید

در باره انشا که چک و چانه ندارد
ای ترک وشان تیغ باین جنگ بگیرید

نگاهت رنگ مستی بر در میخانه می ریزد — بانهانه ای که صهبا از لب پیمانه می ریزد
ز آه شعله سامانم الحذر گو تپیدگان آتش — بیکدم آبروی برق بیتابانه می ریزد

تو خود واقف نه زین ماجرا هرگز چه پیدائی / که خون بیگناهان نرگس مستانه می ریزد
همین چشمک که برق شعله خیزش خوشه چین باشد / بنای خانمان صبر ای جانانه می ریزد
بیا و این حریفانی که رفتند از جهان ساقی / نخستین جرعه بر خاک بی باکانه می ریزد
روانم ملتهب تا از فروغ شمع حسنت شد / بجای گل به بالینم پر پروانه می ریزد
نکردی چشم تر ای بی مروت آشنای من / سرشک از دیده زین روداد هر بیگانه می ریزد
بجای آبپاشی می فشاند نور عرفان را / برهمن زاده طرح تازه در میخانه می ریزد

ندارم بیش ازین طاقت بگو احوال خود انشا
مرا خون جگر از چشم این افسانه می ریزد

هیچ چیزم بغیر درد نماند / جز لب خشک و روی زرد نماند
حیف وا مانده ایم قافله شد / اثری از نشان گرد نماند
هادی و خضر ره درین وادی / که توان پیرویش کرد نماند
با که سازیم عزم همسفری / کاندرین راه رهنورد نماند
آنچنان کرد چرخ کج رفتار / که نشانی ز نام مرد نماند

تا به کی عشق ورزی انشا
در جگر هم که آه سرد نماند

ای بسی چرخ آه دل دردمند شد / نه شکست شیشه و نه صدای بلند شد

ایضاً

ترک من یزدقی چونکه تبر میگیرد / دسته چوب به از سیب ثمر میگیرد
برق یومیه ز من مشت شرر میگیرد / ابر تنخواه ازین دود جگر می گیرد
هیچ در وصل دل آرام ندارد آرام / شب عشاق گریبان سحر می گیرد
آدم آدم بهم آمیخت اگر عیب چه شد / چونکه پیوند شجر هم ز شجر می گیرد
بی محل جوهر ذاتی نه برد هیچ فروغ / قطره در بطن صدف شکل گهر می گیرد
هر که در موج گل و لاله در آید امسال / تا نگه کار کند دست بسر می برد

نشاند تو به چل ساله گر انشا چه کند
دخت رز ملتمسه همان دامن تر بگیرد

گر عشق زعفران صفت چهره زرد کرد
دمی واله تو تذکره آه سرد کرد
هر چند جور ها فلک هرزه گرد کرد
از شوخی نگاه تو [illegible] وش مرا
بیدل مشغوله پارهٔ احکام خود کند
چون عشق یا [illegible] ده از پرده سر کشید
پیچید گرد باد و فنا کندش بکوه قاف
ای خواجه ریش وا ز نی بنشین نیستی

چون و چرا سے سر زدت هر چه کرد کرد
موج نسیم نشتر او ورق ورد کرد
پیچش نکو برای خدا هر چه کرد کرد
در سینه دل طپید بجای که ورد کرد
آنکس که خلق مائده حسن و بر کرد
بازار گرم جوشش [illegible] ها د سرد کرد
هر آنکه تشنهٔ من صحبت [illegible] انورد کرد
بود است چیز آنکه ترا نام مرد کرد

انشا فدای آنکه تحریر برق و ابر
بر لوح چرخ کار زر و لاجورد کرد

جشن شاهانه باقبال مبارک باشد
یوم میلاد حسین است ترا روز جلوس
این سعادت علی عالی اعلی داد است
در حضور آمدن اهل نشاط از چپ و راست
ناظم الملک فلک رتبه و جم قدر ترا
خضر و الیاس شب و روز ترا میگویند

ثروت و حشمت و اجلال مبارک باشد
لله الحمد که این فال مبارک باشد
ای خوشا وقت و خوشا حال مبارک باشد
ای مه آینه تمثال مبارک باشد
دولت و مملکت و مال مبارک باشد
حاصل مزرعهٔ آمال مبارک باشد

عشرت و جشن جلوس و طرب انشاء الله
اینهمه تا صد و سی سال مبارک باشد

بمقتضای کلوا واشربوا ز بزم حضور
جمال تست من آیات ربه الکبری
چرا فسرده نشینی بگفتهٔ واعظ

بیار نقل و بده ساقیا شراب طهور
مدام چشم بد از روی چو تو باد او دور
مترس جام بده ان ربنا لغفور

فتادہ عکس رخت بر صبوحی و دیدم — نوشتہ بر ورق آفتاب سورۂ نور
کلیم وار مکن بیخود از تجلی خویش — ہمین وادی ایمن بیاد جلوۂ طور

بروح ساقی کوثر کہ کاتب ازلی
نوشتہ بر لب جامہان سعیکم مشکور

گر بفرق خویش دارد از مرصع شاہ چتر — لیس بود بہر گدایان را ز دود آہ چتر
با فسون آہوان فرمود تا جشن جلوس — بید مجنون شد برای قیس ہم اینجا چتر
ہر سحر کہ شاہ خاور پیشکش مے آورد — در حضورت ای سلیمان شاہ ظل اللہ چتر
جز جناب دعوی شاہے نماید از کسی — دود داغ سینہ باشد ہمرہان بادخواہ چتر

سید انشا ابر گوہر بار بالمعانی نور
میرساند ہمرستان گاہ تخت و گاہ چتر

خودت ار بیان نسازی بعبارت پرسم آخر — بگو ای نسیم الفت ز نجات پرسم آخر
چکاب و چانہ چینے چیر دت من ندارم او — کہ رسم بکنہ ذاتت بصفات پرسم آخر
زچہ نور ساختنست کہ بعقل مے نگنجی — بہ نشیمن تجلی بغیبات پرسم آخر
تو کدام نعمتی ای بت دلفریب آدم — بروم حضور لات و بمنات پرسم آخر
پس ازان طرف بگردم بکلیسہای رہبان — ہم ازو برای رفع خطرات پرسم آخر
چو جواب خود نیابم من ازان بیان انگہ — بحریم کبریاے تجدات پرسم آخر
بمقام کربلا و بہ نجف رسم از انجا — کہ علاج درد خود با حضرات پرسم آخر

بہ ابو علی سینا برسان پیام انشا
کہ بیا بیا مقامے ز تشفات پرسم آخر

کج واکج نگہ و چین جبین ہر چہ چیز — ای بفرمان شہ سلاطین تو این ہر چہ چیز
ظاہر اول شدہ نیم شبے آہے زد — ورنہ جنبید ز جا عرش برین ہر چہ چیز
ای صدای تو ان مگر این وادی نجد است ار نہ — میکشد آہ حزین ناقہ نشین ہر چہ چیز
می نیائی ز در مہر و محبت گاہے — وز برای چہ چرا ار چہ چنین ہر چہ چیز ۱۲

سید انشا که بود بندهٔ فاحصت با او
اینهمه بغض چه اینهمه کین بهر چه چیز

ره چه تنگی زدم که هیچ مپرس — سنبره رنگی زدم که هیچ مپرس
بهر سر جوشن فلک از آه — چه خدنگی زدم که هیچ مپرس
نهی بمن قهر کرد و گفت بغیر — سخت جنگی زدم که هیچ مپرس
شد تهی خوان نعمت الوان — طرفه چنگی زدم که هیچ مپرس

حال انشا چو کوهکن برسید
سر بسنگی زدم که هیچ مپرس

از طوف حرم یافته اند اهل فرادیس — ماهیت جبرئیل و سرا پردهٔ تقدیس
صد مرتبه زوار ترا دست ببوسند — الیاس و عزیز و خضر و موسی و جرجیس
در حضرت معراج تو معروض کند خلق — آنی که خراج آیدت از آرمن و تفلیس
از شعشعهٔ نور تو دریوزه نمایند — خورشید جهانتاب و مه و زهره و برجیس
احکام رسد گر به عطارد که از انوار — اوصاف جوانمردی حیدر همه بنویس
یک شمه از آن جمله نوشتن نتواند — گو سدره شود خامه و افلاک قراطیس

از لشکر ریاحین چنین منقبت انشا
بر بام فلک وجد کند عیسی و ادریس

هان ای سپهر اهل ولا را بداغ کش — تا گوید زمانه که هستی چراغ کش
مردم ز فرط تشنگی باده ساقیا — گر میکشیم آه بیا ور ایاغ کش
کشتن میان شارع عام صلاح نیست — گر میکشی بیا و بکش با فراغ کش
تنها بر کشیده و بی شب بجنگلی — آنگاه در تراکم اشجار باغ کش

کشتی چرا تو سید انشای مست را
ای ترک شوخ شاعر عالی دماغ کش

میخواست اشکم در جگر درد دیده گرداندش — این طفل شوخ چشمی نمود آهی دم نرساندش

ناگذرد دیگر کسی در وهم و فهم و هوش من
چون مردمک در دیده‌ها آوردم و بنشاندمش

خوشوقت و خوش گذرانده اوقات غوغائی اگر
گرد الم با دامنم آلوده شد افشاندمش

با روح مجنون دوش سحر در خورده بودم ای جنون
بنیاد غوغا کردم و خیلی بخود لرزاندمش

لونی مشامم بوی گل آورد تا باد سحر
اصلا مجال نگذاشتم ششتک ز دم پراندمش

عندلیبها آغاز کرد مست آب که آن مطرب پسر
بخشیدمش من بال و پر یکبارگی دوراندمش

گر دیدنش داری هوس انشا نهان در خانه شو
آن شوخ حالا میرسد جانت که مهمان خواندمش

هزار غمزه بقربان هر نگه هستش
چه آفت است ندانم که چشم بد مستش

چه دولت است که امروز دست داد مرا
که دست چون من مسکین بپای بدورد دستش

دلیکه بود مرا از آبگینه نازک تر
کدام سنگدل از سنگ جور بشکستش

جز احتیاج که محکوم ساخت عاشق را
نگون که کرد سرش را که دستها بستش

براه میکده دیدیم دوش انشا را
سیاه مست و می آشام شیشه در دستش

تو نمیگوئی بیا و رزرد گر ساغر بنوش
آنچه بکار رفت جهنم سحمه ای می فروش

بگذر از بیهوده گوئی درد سر کم کن دگر
بهر این ریش و زارت ایها الناصح خموش

ایکه بردی ناگهان در عالم حیرت مرا
باش چندانی دگر آغا که باز آیم بهوش

مشرب رندانه داری اگر جامی بیار
کاین زمان پیر طریقت خناک بیدار دید دوش

محض مخصوص جناب سید انشا بوده است
این فصاحت این بلاغت اینهمه جوش و خروش

ما شکوه از زوال تباهی نکرده ایم
خون گشته ایم و ناله و آهی نکرده ایم

صیاد یک نفس قفس اندر چمن گذار
با عندلیب زمزمه گاهی نکرده ایم

ای آتش گل این همه تهدید بهر چیست
ما آشیان بزیر گیاهی نکرده ایم

پیچیده‌ایم شانه صفت زلف یار را
اندیشه از روز سیاهی نکرده ایم

بارنگ کہربائی خود قانع ایم و بس
با کس سماجت پر کاہے نکردہ ایم

طی کردہ ایم وادی عشق پری رخان
ہرگز قرار برلب چاہے نکردہ ایم

شد مدتے کہ ماندہ ز زندان فرقتیم
نظارۂ تو برسر راہے نکردہ ایم

تا بودہ ایم خود بہمین حال بودہ ایم
ہرگز تلاش حشمت و جاہے نکردہ ایم

تا ظلمت فراق بساطے فگندہ است
ما ہیچ سیر در شب ماہے نکردہ ایم

دریا فتیم حوصلہ ات بگذرای حباب
ما چون تو سرکشی بکلاہے نکردہ ایم

ما را بتہام گرفتہ است عالمے
آقا بسرت کہ ہیچ گناہے نکردہ ایم

انشا بجز جناب سلیمان شکوہ خویش
در روزگار خدمت شاہی نکردہ ایم

کہ دارد شوخ شنگی وا و بیدادی کہ من دارم
خراب از لطف سازد خانہ آبادی کہ من دارم

بغیر از حسرت و درد و فغان و آہ و اشوقا
ندارد ہیچ چیزی وحشت آبادی کہ من دارم

سبق گیرم ز بیتابی زیادت دو میخوانم
نیاموزد مرا جز عشق او استادی کہ من دارم

شنیدم با ارسطو یکشبی میگفت اسکندر
حباب آسا بود بر باد بنیادی کہ من دارم

ز افسون نگاہ نرگس سحر آفرین انشا
مرا دیوانہ می سازد پریزادی کہ من دارم

ق

باللہ کہ سخت بیقرارم
امروز ترا نمے گذارم

تا چند کشیم از تغافل
من ہم آخر امید دارم

گردید دلم ہزار پارہ
طاقت ازین بیشتر ندارم

باور اگرت نباشد اینک
چنگے زنم و برونش آرم

با زہد و ورع چہ کار ساقی
رندم مستم شراب خوارم

ساغر قدحے حوالتم کن
بیتاب فتادہ در خمارم

انشاء اللہ نام انشا
گر ہست ترا بدست آرم

حسرت آلود آہ کے دارم ۔۔۔ زخمکی از نگاہ کے دارم
دشت فرسای منزل عشقم ۔۔۔ حالیا رو براہ کے دارم
حسب ظاہر اگر گدا شدہ ام ۔۔۔ سایۂ بادشاہ کے دارم
روز کے می نمایت بنگر ۔۔۔ شوخ چشمکے کج کلاہ کے دارم
بحضورش رسم چہ سان انشا ۔۔۔ کانفعال گناہ کے دارم

راز نہفتہ بلے می دانم ۔۔۔ غنچہ نشگفتہ بلے میدانم
زانچہ در حضرت او کردم عرض ۔۔۔ ہیچ نہ شنفتہ بلے میدانم
نوش جان گشت مرا بادۂ عشق ۔۔۔ بود این سفتہ بلے میدانم
گرہ از زلف چو واکرد صبا ۔۔۔ خود بر آشفتہ بلے میدانم
گفتمش درد دلم میدانی ۔۔۔ شوخ من گفت بلے میدانم
سید انشا غزلے تازہ نوشت ۔۔۔ گہری سفتہ بلے میدانم

شرکت زمرۂ میخوار کنم یا نکنم ۔۔۔ نوبہارست من این کار کنم یا نکنم
لذت لغزش مستانہ ز جا مے بردم ۔۔۔ رغبت خانۂ خمار کنم یا نکنم
گریۂ عالم مستی کہ بحدّے کم بود ۔۔۔ حالیا خندۂ بسیار کنم یا نکنم
ساقی بزم کنون ساغرے میدہدم ۔۔۔ مصلحت چیست من انکار کنم یا نکنم
آہ چون برق شرربار کشم یا نکشم ۔۔۔ گریہ چون ابر گہربار کنم یا نکنم
دوستان مشورہ آیا چہ بود باید گفت ۔۔۔ سیر بازار دگربار کنم یا نکنم
رہن می خرقۂ سالوس حریفان بردند ۔۔۔ نظر الحال بدستار کنم یا نکنم
ایکہ گفتی چہ قدر ہا کہ مرا مے خواہی ۔۔۔ من حیرت زدہ اقرار کنم یا نکنم
او بخواب است و من دل شدہ بر بالینش ۔۔۔ اندرین فکر کہ بیدار کنم یا نکنم
آنکہ میگویدم انشا بشکن توبہ بناز

چکنم خاطر آن یار کنم یا نکنم

هرچند از جواهر و اعراض عالیم ⁂ تلمیذ خاص مبدع فیاض عالیم
از بهر قطع ساختن از ماسوای دوست ⁂ چون لای نفی صورت مقراض عالیم
اغراض شان بری لعوا ز اصل مدعا ⁂ پیوسته در تحیر از اغراض عالیم
تعظیم ما اگر نکنی خاک بر سرت ⁂ خود و سیدیم و عالم و مرتاض عالیم
عظم و شهوق بین شر این اهل دهر ⁂ از ما نهفته نیست که نباض عالیم

انشا از لطف و شفقت بیمار کربلا
صد شکر امین از همه امراض عالیم

بچرخ چارم او امیر سانم ⁂ فغان را تا مسیحا میرسانم
بدل جوشش تمنا میرسانم ⁂ درین یک قطره دریا میرسانم
سوید فطرتم مصداق کل را ⁂ بهر افراد و اجزا میرسانم
در آیم بر سر طور تجلی ⁂ ید بیضا به موسی میرسانم
سلام شوق از مولودن دیر ⁂ برهبان کلیسا میرسانم
ق
سنم آن رند کاندر حشر خود را ⁂ پی سیر و تماشا میرسانم
میان جام خورشید قیامت ⁂ شراب روح افزا میرسانم
دو صد تصنیف در یک طرفة العین ⁂ بسان ژند و دستا میرسانم
کشتم محبوب اصلی را در آغوش ⁂ توسل از قوالا میرسانم
بجام خویش از مینای وحدت ⁂ فروغ نور صهبا میرسانم

جز این مستانه التثانی گفت
چو صنعان عشق سودا میرسانم

انوار حق در انسان دیدم ندیده بودم ⁂ چیزی که من ز خوبان دیدم ندیده بودم
زان سان که من جنون را با صورت مهیبی ⁂ در سایهٔ مغیلان دیدم ندیده بودم
صد شکوه از عزیزان دارم که هیچ گاهی ⁂ بالله آنچه زایشان دیدم ندیده بودم

بروییت عرق فشان شد دل گفت اختر ازرا — در جرم مهر تابان دیدم ندیده بودم
نجمی که در زمانه توقیر اهل دانش — در محفل سلیمان دیدم ندیده بودم

ای قبله سید انشا دی شب شراب میزد
او را به بزم مستان دیدم ندیده بودم

اکثر رموز مستان دیدم ولی نگویم — اعجازها از ایشان دیدم ولی نگویم
دودی که از دلم خاست ای عشق اندر وی — لمعات عرش رحمان دیدم وسے نگویم
داغی که بر جگر بود امشب فروغ آنرا — چون قرص ماه تابان دیدم ولی نگویم
با من خبر چه پرسی از روح پاک مجنون — او را درین بیابان دیدم وسے نگویم
سر بر فلک کشیده چون برق شعله را — با گرد باد پیچان دیدم وسے نگویم
میرفت ای مدامی خوان جنازه در مغیلان — جائیکه گشت پنهان دیدم وسے نگویم

چون می نه زیبد انشا افشای راز کردن
اسرار اهل عرفان دیدم وسے نگویم

تا طرف باده نگه مے کنیم — در شب آدینه گنه میکنیم
بی رخ او جا در مهتاب را — سخت بهم برزده ته می کنیم
میکشمش تا که در آغوش تنگ — کج چو شهان طرف کله میکنیم
می زنم این سکه فقیرانه دم — ای بخدا خاطر شه مے کنیم

ابر سیه گو بدم انشا که من
روی دو صد توبه سیه میکنیم

شوخ محبوب ترا مے دانم — از همه خوب ترا مے دانم
آتش افروختهٔ در عالم — ای پر آشوب ترا میدانم
بر قدت اینهمه ای سرو ناز — لعبت چوب ترا میدانم
ای دل اندر غم او خواهی کرد — صبر ایوب ترا میدانم
گفتمش من ز غلامان تو ام — گفت من خوب ترا میدانم

سالک راه نه ای انشا
مست و مجذوب ترا می دانم

بر قصد زید و قطع از آن ما و پاره هم | در فال منع آمد و در استخاره هم
آمد چو یاد روی تو و گوشواره هم | ترسم چه هم عدو شد و دشمن ستاره هم
در جنب آه سوختگان محبت | کم قدر گشت شعله برق از شراره هم
بودی به بزم غیر نه کردی بسوی من | ای بیوفا نگوشه چشمی اشاره هم
یکبار هر که حسن تو در خواب دیده است | دارد خیال اینکه ببیند دو باره هم
هیچت محبتم بدل سخت جا نکرد | میگشت آب بودی اگر سنگ خاره هم
زار و نحیف و واله خود را باره قرا | روزی بکار آیدت این هیچکاره هم
فارغ دمی ز ساغر و شاهد نبوده ام | پوشیده کردم این عمل و آشکاره هم
بے او نه ماهتاب نه جاسے بر دمرا | گشت است آمد آمد فوج ستاره هم
بنمای جلوه خود دم از دور همچو ماه | من در گذشتم از نگه و از اشاره هم
ناصح نصیحت همه تحصیل حاصل است | میداند اینقدر بچه شیرخواره هم

انشا بگو برای چه تشویش و یاس نیست
آنکس که درد داد کند فکر چاره هم

از خدایم این دعا پیوسته باشد بر زبان | کای کریم مطلق و ای تکیه گاه بیکسان
تاج بخشا ملک هفت اقلیم او را کن عطا | تا بگیرد طوس و بغداد و هرات و دامغان
این سلیمان جهان را با شکوه سلطنت | زودتر فرما مسلط بهر دفع کافران
تا رواج دین و اسلام شریعت هم شود | منهدم گردد بنای کفر از هندوستان
در تصرف آیدش شیراز و افغانستان و ری | روم و شام و مصر و خوارزم و عراق و بایگان
ماوراالنهر طغیازان و لبطام و حلب | دسترآباد و دمشق و غزنه و مازندران
مرو و استنبول و قسطنطنیه و روس و سبا | دشت قبچان و فرنگ و اردبیل و قیروان
تلشوین قرغانه ناطق هم و تبریز و چین | هزرت و اسکندریه گنجه و جسر با و فا نت

خیبر و بدر و احد و ذوالکفل و بصره ماریه — یثرب و بطحی و جده مکه و شهرستان
قنبر و کروال و عین الشمس بقعه کاشمیر — موصل و بخارا و ویرانه روس و گردان
اقسطه مغرا و دمغا سرویث و رباط و قم — نجد و کوفه سامره طمغاج و غور و قیروان
دهلی و بنگاله و قنوج و نهره سومنات — رشت آباد و بهار و نائره هندوستان
ربع مسکونش شود زیر نگین ای کارساز — تا بکوه ابوقبیس و قاف و جبال جبلسان
خانه زاد او بکمال حشمت و جاه و سپاه — باشد اندر دهر چون اسکندر صاحبقران
تخت و تاج ملکش او از شرق باشد تا بغرب — سایه اکلیل او باشد برادج کهکشان
حامی ایرام او شاه نجف باد ابد هم — باد تا روز جزا اشرف باد حشمت توامان

روز و شب اشک امین خواند فضل کردگار
دشمنانش پایمال و شاد جان دوستان

ای اشک شعله ریز بهر تار آستین — روشن تر است چراغ شب تار آستین
سیلاب دیده با نفس آتشین ز — چون اژدها کشیده بر از خار آستین
باد زبانه که بروی چراغ عقل — ستے کرد لطمه لقمه کار آستین
دامان آستین بگذار و بدوست خویش — لیکن شور گریه هست تاک خوار آستین
شوریدگان زبسکه دریدند — در کوی تست هر طرف انبار آستین
تا من بیاد زلف سیاهش گریستم — گردید موج اشک خودم بار آستین

اشکا بپرس هیچ زنازک مزاجیم
شد نیم قطره اشک مرا بار آستین

ای جنون باش اضطراب مکن — مکن ای خانمان خراب مکن
آمدی گر بقتل غمزده — بنشین اینقدر شتاب مکن
طرف خود بین و تیغ مکش — بر غلام خودت عتاب مکن
با رقیبان دگر شراب مخور — آه زین آتشم کباب مکن

جیغ و طاسک مزن خموش اشکا

زهی طفل اشک آب کن

ور[illegible] گرفت آه جانخراش من
گشت مقام جبرئیل مسکن بود و باش من

حضرت عشق رهبرم می‌نشوی [illegible]
آه کجا شد ای نوای مرشد خلیل تاش من

سیر کنان زکعبه رفت سوی کلیسا [illegible]
رفت جنون بجا بجا در صدد تلاش من

نگفت جام باده چیست [illegible]
تازه کن مشام جان موجب انتعاش من

[illegible]
[illegible] خیال دست آذر بت تراش من

[illegible] مسیح گشت [illegible] آفتاب
[illegible] طولش باعث ارتعاش من

ایضاً

[illegible]
[illegible] خبردار مشو

[illegible]
[illegible] خانهٔ خمار مشو

[illegible] غلامی که در [illegible] و فا
گر همه یوسف مصر است خریدار مشو

[illegible] احوال بنی آدم کن
[illegible] ترک [illegible] این همه خونخوار مشو

دست بر دامن گل [illegible]
[illegible] مشو

[illegible] تا کجا ها این همه
[illegible] گدای پادشاها این همه

سوی سنگینان نمی‌بینی و میرانی سمند
[illegible] تکبر پادشاها این همه

آبشار خون کنون میریزدم از چشمها
[illegible] غفلت [illegible] این همه

تا کی در عشقت از فرقت [illegible]
دل [illegible] تا کی آه تا کی این همه

حسرت و حرمان و یاس و وحشت و رنج و محن
از برای [illegible] یک کس آه این همه

می‌نخوانی سید اختر چرا در کربلا
غفلت از [illegible] باشد قبله گاها این همه

اندرین موسم باران و هوای خنکی
[illegible] ادای خنکی

ساقیا جام می از دست [illegible]
گر [illegible] خنکی

منع از غلغلهٔ خویش جنون می‌کندم — ناصح مرو که هرزه درای سخنکی
مردم از گرمی دل کاش میسر شودم — کوزه بر فی و جام می و جای سخنکی

گوشش پر جستن فواره نه وجا در آب
بکشش انشا دم سردی بصدای خنکی

یکلشتی با چنگ و نی ای کافر آیـ — آخر اینها تا بکی ای کافر آیـ
... ها وت بیشماری خویش را — قبله گاه قوم طے ایکا فرا سے
سیزنی با شوخی و طناز بیت — جامه های پیے بہ پی ای کافر آیـ
یکنی آلوده ریش خویش را — دمبدم از دردمی ای کافر آیـ
من نه چون مجنون شوم در عشق تو — گوید ت لیلاسے حی ای کافر آیـ
کج نمودی چون کله انگاشتے — خویش را کاوس کے ای کافر آیـ
غلغله از خوبیت افتاده است — در خجند و مصر و ری ای کافر آیـ
آخر از دہشت ای ر دی بہشت — رفتی ای ہنگام وے ای کافر آیـ

کشتی و ایمان انشا بردی آه
ظالم اسے سفاک آ اسے کافر آیـ

دہشت زنگاری وابر ست و ہوا سیمابی — ہمت ای برق وش امروز مرا بیتابی
گریه بگذاشت که امشب دگی آسایم — آه ازین عالم تنهاسے وزین بیخوابی
شکر ای داغ غم عشق که در صحن چمن — چشم بد دور توچون قرص قمر بے تابی
ارچه شفتالوی نوشش نکند جان تازه — بہ رسیبش ذقن و ہر دو لب عنابی
بر سراپای تو ای ابر چه خوش می زیبد — این کلاه شفقے رنگ و قبای آبی

چند انطق و ثنای که بود انشا را
رشک می برد از و میشد اگر فارابی

آشنا نیستی از ناله شبگیر کسے — اینهمه بر چه چیز است چه تقصیر کسے
سالها شد که من از عشق گزیران بودم — آمدم بار دگر سر زده در گیر کسے

چشم بربستہ کنون محو خیالش باشم — کہ بود پیش نظر نقش تصویر کسے
جاے دیگر بروای عشق بہر گم آغا — مشو از بہر خدا سفت گلوگیر کسے
میرزا یانہ برائے چہ نشینی انشا
یادت آمد مگر از گیسوے شبگیر کسے

وای آن شوخ جلوہ گر رفتے — جاہی ناگہ کردہ در رفتے
چشمک برق بود کہ چنین — طرفۃ العین از نظر رفتے
ہمہ می آیست دریغ دریغ — تو کہ رفتے سبک دگر رفتے
نصف شب میروی وتا بخوشا — باز کے آمدے اگر رفتے
از برائے چہ خواستی انشا
دگر از خویشتن مگر رفتے

بے دردیا سخی ندارے — لیکن بہیچ تکلفے ندارے
افسردہ دلیست آنقدر کہ — یعقوب سینہ و یوسفے ندارے
ای وائے بشاشت چہ شد — در تاب تصرفے ندارے
در سنجو نے آنچنان بہ انشا
گو ہیچ تعارفے ندارے

ست مژگانش نہر و چشم خونریز است پندارے — نہان در سیستان نیزہ چنگیز است پندارے
ہمی خوان رفت از خود نا تہی لیبوش — نسیم بہ مجنون وحشت انگیز است پندارے
ہمہ پیدا شدہ از آن برق نگہ آئین زردشتی — دو چشمش ہمہ پرگرداد پرویز است پندارے
بہ تبدیل قوافی ہمچنان اشعار خوان انشا
کہ بر ہر مصرعش موج سحر خیز است پندارے

بہ ابرو خال را یک ربط اخلاص است پندارے — کمان در قبضۂ سعد ابن وقاص است پندارے
شرار و دو آہم بہ ہجوم داغ مے نازد — بعینہ جلوہ طاؤس رقاص است پندارے
زہی رفع طپش عشق و گلگونی جبیں بر گردون — ہجوم اختران بالمرہ اقراص است پندارے

نکه وز دیده از من با عوام الناس ایستد	همین بی شفقتی با شفقت خاص است پنداری

پی تصحیح در بحر هزج چون غوطه زد انشا
در معنی برون آورد غواص است پنداری

دارد اه جگرم درد نهانی در پی	که ازان دود بود سوخته جانی در پی
ایکه داده است خدا طالع بیدار مخواب	چشم بگشا که بود خواب گرانی در پی
اعتمادی نبود هیچ باطوار جهان	جامه را هست بهاری و خزانی در پی
ای لعبزبان خدائی که بود ز احسانش	پای هر مخمصه را روی نهانی در پی
قطع لسانی من شمع صفت کس نکند	گر تراشند زبان هست زبانی در پی
ای خوشا لیلی کم شهره که دایم بودش	مرد دیوانه بی نام و نشانی در پی

بسر افتاده مرا تهلکه سخت انشا
گشت پیدا [illegible] عشق جوانی در پی

تمام شد



مثنوی شیر و برنج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایها المحمود یا رب الفلق | انت خلاق السحاب و الشفق
سمعک المحمود یا ذا الرحمة | یا مغیثی یا مقیل العثرة
نج قلبی من مضلات الفتن | اعف عنی رحمة یا ذا المنن
قد سألنا منک خوف العابدین | یا رجائی هب لنا صدق الیقین
منک ارجو منک الحی یا ودود | سوی خود ده هم بما از فیض جود
بار الها همت مردانه بخش | ذوق از دیدار صاحب خانه بخش
ربنا انزل علینا مائده | بو که بینیم چشم او در وجه فائده
ابتغی من قدرت الله الجواد | الذی اوحی الی خیر العباد
ان یرانی کشف جلباب السرور | ثم یسقی الراح من کاس الطهور
نحن لا نشکو من الله الکریم | نشکر الرحمن بالمن الجسیم
حیث غذانا باقسام النعیم | حیث ربانا بایجاد الکریم

اهدنی ربی طریق المصطفیٰ
ثم شرفنی بحب المرتضیٰ

فی الخطاب الی الساقی والخمر واشتعال النیران والجمر وتفریح المزاج بحکایات لیلة المعراج

ایها الساقی بکاسات الرحیق — سر الی المشتاق کالبدر البریق
سوره و النجم چو خواند دل — نیست از نطق و هوا و حیم خجل
تا قریب ملیکم دنا از افق — وارهانم از عطا و از تملق
نیست این جز وحی ای دلداده بس — دیگر و پیوسته در دام هوس
خوش شدید القوی ذو مره و وتر — اسقنی کاسا سقیتنا العطش
مژده در گوش ما کن انا سوا — تا رهم از قید انواع همه
اندکا عد الذی افتت ... و شکله و بل — بعد ازین باهم نماند هیچ فصل
ان هو الا ... تدرسها را چه — تا بقاب قوسین ست او ادنی بگو
من علیه لو خفا وحی ساز کن — تا بما اوحی بخوان و ساز کن
نهر و خمر و آن مظهر احسان جود — وتر راه نزلة اخری گشود
جنت الماوی بود همسایه ات — اینقدر خود گشت بر تر پایه ات
ده شراب دیگرم از فرط جوش — تا بزیر سدره آیم پرخروش
انت الاکبا و فی هجر الحبیب — نجنی عونا من النار اللهیب
تا محبت قول یغشی السدره خواند — هیچ از اسرار ما یغشی نماند
مرحبا ای عشق شوخ فتنه گر — ما طغی خواندیم و ما زاغ البصر
هزت النیران وازداد الامل — قم و لا تمهل لقد لاح الشعل
من فدای خاک پایت ای حبیب — قسمت چیزی بگردانم نصیب
در چنین جاها سبی ورد و برنج — مرد باید تا خورد شیر و برنج
ورنه این شیر و برنج مکر و زور — می برد عقل و شعور و هوش و نور
ورد از نشأه سوره و النجم کن — بر منات و لات و عزی رحم کن

فی ذم الفقهاء و اهل الریاء و ترغیبهم الی منازل اهل النهی

ایها المشغول فی فکر العیال
قم ولا تحزن و طب عنی تعال

ایها المطرود عن باب الهدا
تا کجا سرمست نیایی از خدا

چند آمیزی با این ناسوتیان
های و هوی گوی چون لاهوتیان

رخنه بر ساز جگر زن از خروش
تا بیابی بعد هر فانت بجوش

عاشقان را خود مذاق دیگر است
وجد و ذوق و اشتیاق دیگر است

چند باشی در پی فکر معاش
مشت خاکی ریز بر فرق تلاش

ایها المصروف نحو لوث الریا
پند انشا گوش کن بگذر ریا

ای فقیه یا دیا بو الفضول
چند گویی از فروع و از اصول

[illegible] خند ... و جه [illegible]
[illegible] را اکر ... ابلج [illegible]

ازین [illegible] مسئله [illegible]
کشته [illegible] دعوی چشمه [illegible]

مرشد شیطان گفته این سوی
[illegible] تا گوئی میان مدرسه

از شرائع وا نماید ای فقیه
چند باشی حزب شیطان را شبیه

صاف زین عمامه و تحت الحنک
می جلد کیسر [illegible] بی نمک

زین عبا می سوف گشته مسخره
می نمائی در نظر چون شپره

لست یا خفاش من اهل الوقار
لا تری شمسا و لا ضوء النهار

روز روشن را شماری تیره شب
از حجب مطلق نه بینی نور رب

گر شوی وارد میان محفلی
برخوری با عارفی صاحبدلی

چشم را در جنبش آری ابرو ریا
تا کنی اظهار زهد و اتقا

چهره را پیوسته داری سرخ رنگ
میکنی راه نفس بر خویش تنگ

صوفیان بجنبد را زین قال و قال
میشوی از خود برون در وجد حال

میکشی هر صبح بی نیل مراد
نعره الله اکبر از سنهاد

گر نمائی ریش و جبت از ورع — مرتعش اعصاب سازی با خشوع
سبحه صد دانه داری بکف — نام حق گاهی نه بردی از شعف
یا دو ارسی چند تا ئی از حدیث — تا بخوانی پیش هر یوح و خبیث
گر نماز ت هست بی سوز و گداز — از دو ها نت سر زند بوی پیاز

فی ذم الحکماء و المنطقین و التحریض فی مشرب اهل الیقین

تا بکی باشی چنین زار و زبون — علم میخوانی پی دنیای دون
از معقولات آوری تا کی سخن — ای حکیم از بهر خود فکری بکن
تا بکی از شکل حماری ای محبوس — چند خواهی گفت از شکل عروس
ز اهل اشراق آوری تا کی دلیل — چند مشائین صفت باشی ذلیل
چیست از بعد مجرد حاصلت — میشود آخر جهنم منزلت
ایج از صغرا و از کبری مخوان — از نتیجه خواهی آه و در فغان
از دلیل انی و لمی چه سود — تب و قل الحمد لله الودود
از هیولا عقده نکشاید ت — شوق و ذوق ابطال جزء نمایدت
آخر این تفکیک اجزای رجا — اشیا سامی کند مغز ترا
ایها المسجون فی قید الذلل — لا تقف و اسکن علی راس الجبل
رند مشرب باش و عاشق پیشه شو — فارغ از افکار و از اندیشه شو

فی ذم اهل الدنیا و اشیاعهم و تردد هم و اوضاعهم

نیست شرمی زودن موی ریش — شیر مید و شی زندی گاو میش
میکنند قنا د خیلی ریش خند — آنز مان کت مید هند کوز قند
هر بر بخت میل گر باشد بخشت — گویدت بقال نحسی سخت دست
این همه تشنیع و طعن و زشت و بخت — بشنوی از بهر نفس بد نیک بخت

تا بری شیر و برنج ای شقی / می نزیبد بر تو نام مولوی
احمقا جنت سپر در جای تیز / گفته اند با حق فقرا ای عزیز
قرص نان خشک خود از من مرنج / دست [illegible] بردار از این شیر و برنج
چیست این شیر و برنج ای خوش دماغ / [illegible] باشی بافراغ
چیست این شیر و برنج ای نیک خو / بهر زر خود را نمودن جنگ جو
چیست این شیر و برنج اهل و عیال / حب جاه و عظمت مال و منال
چیست این شیر و برنج انواع فکر / کان ترا مانع بود از فکر و ذکر
و این همه احوال و این لذات تو / کان دلت را [illegible] قهر
از کتاب عشق خوان دایم سبق / یک نفس [illegible] یاد حق
هر نفس کش هر کشی ای جان من / تا بدست باشی [illegible] والمنن
پاس این وار انقباض و انبساط / [illegible] باشد بر تو ای صاحب نشاط

فی حکایت شبلی علی سبیل التمثیل فی الدعوة الی خیر السبیل

سالکی برخورده با رندی بدست / با تاسف گفت شبلی در گذشت
بود با شبلی رفیق آن رند مست / در عزایش [illegible] خویش [illegible]
گریه ها میکرد و بی آرام بود / ناگهان [illegible] شبلی [illegible]
شبلیش پرسید ای مرد عزیز / [illegible]
گفت رندش من شنیدم ناگهان / [illegible] زین جهان
خاطر من شد مشوش زین خبر / از برای او [illegible]
گر مسافر و سپاهی بوده است / [illegible]
این خبر را کرد هر کس مشتهر / [illegible]
گفت ای فارغ ز فکر جزو کل / [illegible] خیر السبیل
ای برادر این چنین هر که گفته / [illegible] عرفان [illegible]

یک نفس بے یاد او بردم بسر   دور بودم غفلتے خاکم بسر
بدتر از اموات بودم در ملال   غافل از او کار حی لایزال
مردہ بودم یک نفس لاریب نیز   زانکہ گفتہ اہل معنی زاشتیہ
باز طاعت داد ما را از حیات   آنکہ در دستش حیات است و ممات
سرد می کش مے برم دایم نفس   رایگانش کے کنم بے یاد او
درگشتم بالاش ہم از شد و مد   چون شد از دل قلزم نور احد
آن دمے کز یاد او افسردہ شد   بر سرش اطلاق لفظ مردہ شد
گر موافق باطنت با ظاہر است   سینہ ات از نور عرفان ظاہر است
از دلت جوشد ینابیع الحکم   عاقبت محشور گردی محتشم
در صفای نیت یکچند کوش   ساغرے از بادۂ توحید نوش
نیت رہبر بود در حیلہ شے   می نماید منزل عشاق طے
حسن نیت طرفہ چیز است اے عزیز   گوش کن پندم اگر داری تمیز
آنکہ مرکب را بکاخ چرخ راند   انما الاعمال بالنیات خواند

فصل فی النصایح والنواع القبایح

آنکہ گستردی میان عنکبوت   دام تا بینی از پئے تحصیل قوت
تار و پود ہستیت بگسستنی است   این زمان صید گیری اندکی است
بس مگس با طعمہ ات گردیدہ است   دل ضعیفان را ز تو رنجیدہ است
تا کجا این سعی بیجا بہر صید   این تکبر تا کجا این مکر و کید
تا کجا باشی میان مزبلہ   بہر شیطان ورد خود کن ہو قلہ
قل ہو اللہ احد آغاز کن   ذکر الا اللہ را دمساز کن

فی التنبیہ من الغفلۃ انہ من اعظم الجرم

ذکر الرحمان اقسام الطہور   انت سباح لدامار الشرور

ذکر او مفتاح ابواب الفتوح
میشود از نام پاکش تازه روح

بین که چون وارند ذکرا و موثر
در زبان خویش با جوش و خروش

ایها المشتاق قم واسجدوا
اینهمه غفلت نمی باید از او

فاحفظوا اوقاتکم حین الصلوة
نیست غافل را سروکار از حیات

طهروا ارواحکم من ذکره
حرسوا اجسادکم فی فکره

واری انشاء الله از قصد سلوک
خالص النیات عن شیب الشلوک

نیست ایمن ره ز قطاع الطریق
سمت حق باید ترا یا در فریق

حکایت عابد و صحبت التاجر والابالیس در ذم الریا والتلبیس

آن شنیدستی که در اطراف مرو
زاهدی بوده است چون آزاد سرو

نور بهین از صحن او تا سقف بود
میوه بستانش مال وقف بود

می نیامد از درون آن معبدا
هیچ از بوی ریا جز بوریا

دایما مهمان سرای گرم داشت
تبدل میفرمود با خود شرم داشت

خضر طینت بود آن الیاس شکل
داشتی عند الضرورت شرب و اکل

بالتقدس بود چون کروبیان
جبهه سائی می نمودندش شهان

سخت مردی با خدای بوده است
مقتدا و رهنمای بوده است

در عبادت در سخا مشهور بود
گرد رویش حلقه از نور بود

گاه گاهی صوم را آن مرد پیر
می نمود افطار از خبز شعیر

تا نگردد سست از ذکر اله
گاه گاهی میل فرمودی بگاه

جز سه باقی ماندن سد رمق
نوش میکردی علف آن مرد حق

مدتی در زهد آن پیر طریق
جرعه شیری گاه خوردی که سویق

هم برین منوال تا پنجاه سال
منزوی بوده است آن صاحب کمال

تاجری کو را مرید خاص بود
پیش زاهد مخلصی از اختصاص بود

بود او را نارسیده دختری / رشک قرص ماه و روشن اختری
رخت بازرگان بسوی روم بست / تا که زرها آورد زانجا بدست
جمله اسباب سفر تیار کرد / گفت با پیر خودش آن نیک مرد
میروم از راه دریا تا به روم / وارهم تا از هوای نفس شوم
حالیا من می‌نشینم بر جهاز / دارم اینک عزم و آهنگ حجاز
می‌برم زر اقسام جنس الطرف / تا از آن سرمایه آرم بکف
قرة العینم ندیده روی آب / سینه بر دچون موج دریا پیچ و تاب
ناشنیده نام قلزم را بگوش / می‌تواند کش به بیند در خروش
دختره را می‌گذارم در حضور / تا بیاموزد ره عقل و شعور
بهره‌اش گردد ز آداب نماز / این امانت هست ای بنده نواز
بعد ازین القصه آن مرد سره / مرشد خود را سپرد آن دختره
با جهاز و مال و اسباب و متاع / پس احبا را بگفتا الوداع
از کرم فرمود دعا به خیر باد / گام بازرگان بزد سوی مراد
پروریدی پیر دختر را مدام / می‌خورانیدش ز انواع طعام
عابدش اندر قیام و در قعود / پرورشش باشد جدش می‌نمود
چند سال از غیبت تاجر گذشت / حالت آن دختره تغییر گشت
رفته رفته کرد گل چیدن شروع / هم لبش فرمود خندیدن شروع
گشت چون نزدیکش ایام بلوغ / چهرهٔ او را دگر آمد فروغ
عنفوان عهد ایام شباب / رنگ رویش کرد همچون آفتاب
آهوانه ربط رم کردن نمود / گردنش هم میل خم کردن نمود
از نگه دزدیدن و از ناز خشم / سرمه گونش خود بخود شد سرد و چشم
اتفاقا روزی از خادمان / خانهٔ زاهد تهی شد ناگهان
چشم زاهد افتاده سوی دخت / در دلش شیطان خیال خام پخت

قال لا تغتم وذق جام السرور
خانه زاد خاصه و دختر حوروش
هان بگیر آغوش خود را گرم ساز
بوسه چندش ستان از فرط جوش
کے میسر میشود اینگونه عیش
عابد بیچاره دستش در گرفت
مضطرب ژولیده اش شمع شه چو تاج
رفت غافل تا بخود چسپاندش
دید زاهد صورتی را در زمان
اشکارا گشت از صنع بدیع
هم درین ایام جا نطق فصیح
یوسف آسا دید تا برهان ربه
غایب و خاسر برون از خانه تاخت
گام میزد با تجسس هر طرف
دور از شهر و وطن با ننگ و عار
روح او در حسرت و حرمان فتاد
میفشاندی بر سر خود دشت خاک
بود جویا جابجا آن پیر مرد
کو رهاند زین وساوس از خطر
مطلع سازد ز اسرار نهان
در تجسس بود آن حق پژوه
ناگهان گفتندش ای با هوش و فر
شامل حالش بود الطاف حق

ثم تب والله تواب غفور
جرعه از باده لعلش بچش
هر دو دستش را بکش بی شرم ساز
جرعه از ساغر وصلش بنوش
خیز و شو مشغول کار ای باتمیز
چون سیه مستی گه او ساغر گرفت
شد فزون اورا سرور و ابتهاج
مستعد بر کار تا غلطاندش
رو برو انگشت حیرت در دهان
گشت شده مانع ازین امر شنیع
وارهانیدش ازین امر قبیح
پابرهنه شد گریزان لاتعد
هوش و عقل آن زاهد بیچاره باخت
با دل پرشور و جان پر شغف
اشک ریزان چون سحاب نو بهار
دشت پیما بود همچون گرد باد
میکشیدی آه پر سوزناک
برخورد تا با یکی از اهل درد
گوید از ما فی الضمیر او خبر
هم دهد از کید ابلیسش امان
بود گه در دشت و بیابان گاه کوه
هست این جا رندی صاحب هنر
گوید از مستقبل و از ماسبق

بشنو و فانیز ز اسرار قلوب / جمله ظاهر میشود از زشت و خوب
هست او را بد و هنگام شباب / با اماره میخورد دایم شراب
الغرض یاران پس از گفت و شنید / از سر الطاف و اشفاق حمید
ره نمودندش بسوی میکده / آمد آن عابد بکوی میکده

دیدن درویش رند شراب کش را

حال آن دیوانه تا از دور دید / دفعة لاحول گویان پا کشید
گفت این امرد پرستی می کند / می ستاند بوس و مستی می کند
بانگ بر زد رند کای زاهد بیا / مرحبا ای مرحبا ای مرحبا
باز گشتی از چه ای عالی مقام / از خطر بر باشت [illegible] ام
الغرض بر خورد با دیوانه / باده نوشی رندی استاده
امردی غلمان نژادی در حضور / پیش او بنشست با فر و سرور
وه چه امرد ساده یوسف وشی / شعلهٔ برقی شرار آتشی
سبزه آغازی نمک پاشیده / سخت پر کیفیتی بالیده
رند خود دیدم چون باده را / تنگ در بر می کشید آن ساده را
جام صهبا داد عابد را نخست / گرد کلفت از ضمیرش صاف شست
در زمان آن باده قند و شیر شد / زین کرامت در تعجب پیر شد
چون گذشت از امردش در دل خطر / گفت رندش این بود ما را بسیر
در دل زاهد چو این مخطور شد / کاین چرا از راه عفت دور شد
باشدش کش ز اسرار ربانی خبر / جمله مکنونات دارد در نظر
جلوه بخشش این که باغش قدسی سرشت / میوه ها می چیند از باغ بهشت
حافظت از بهر چیزی این دو فنون / ظاهر خود را چنین زان روز بون
مطلع شد بر ضمیرش رند مست / روی گردانید و [illegible] نگفت

گفت از بهر همین است این عمل | تا نپوییم شارع مکر و حیل
نااهل تقوایم نداند هیچکس | هرکه آید بیندم پُر بوالهوس
از تقدس می‌گریزم صد گروه | می زنیم بر پوچ و هیچ و با شکوه
تا بدانندم همه پوچ و ذلیل | محترز باشند از من با دلیل
کس امانت را به پیشم آورد | چون سیه کارم بفهمد بگذرد
خار غم سر فارغ از کید جهان | زین امانت وارهم در الامان
این امانت می‌کند خاین دلے | می نفهمد هیچ کج فهمش ولے
گیرم این از پختگی یا خامی است | نیکنامی ها درین بدنامی است
در چنین حالت کسے نازاردم | تا رسیده دختری نسپاردم
عابدش زین گفتگو بر پا فتاد | گشت بر گرد سرش چون گردباد
رند پا بوس گفته زد بر روش آب | دفعة گردید حاصل فتح باب
دور شد ز آئینه اش گرد ملال | باز آمد طاعت پنجاه سال
هیچ اندر دل نماندش وسوسه | شاد و خندان گشت سوی مدرسه
شسته و پاکیزه زانجا پیر مرد | رو بسوی خانقاه خویش کرد
عاقبت دیدی که این شیر و برنج | داد عارف را هزاران گونه رنج
چیست این شیر و برنج افعال زشت | کان ترا محروم سازد از بهشت
چیست این شیر و برنج ای ناصبور | فکر زور و نخوت و باد غرور
برد این شیر و برنجت عقل و هوش | ذره نگذاشتت از فهم و گوش

حکایت اجتماع الخلائق للاستسقاء و فی حالة الخزی و الخذلان و رجوع السلطان و الوزراء و الامراء فی جناب الله المتعال

راوی گفت ست در عهد سلف | عالمے ز امساک باران شد تلف
قحط سالی در جهان آمد پدید | بر زمین روئیدگی را کس ندید

الکه ابری نبود اندر نظر / از بیوست نخل ها شد بی ثمر
کشت ها بی رونق و بی نور گشت / شعله می بارید در صحرا و دشت
جمله از زهاد و حفاظ و شیوخ / با نگاه تند از شوخ و شوخ
آمدند از شهر بیرون با خضوع / با رجوع صاف و با فرط خشوع
شاه کشور با وزیر و با امیر / با جمیع خلق از برنا و پیر
زد بیرون از شهر در صحرا قدم / الغرض سلطان و خدامش بهم
بر کریوه جمع گردیده همه / متصق چون گوسپندان رمه
سر برهنه در جناب کبریا / بهر باران می نمودند التجا
چند روزی چون برین منوال شد / روزکی بشنو که چون احوال شد
باده نوشی می پرستی در رسید / اهل تقوی را فراهم گشته دید
از یکی پرسید بهر ریشخند / از چه اینها مجتمع گردیده اند
گفت با او می ندانی ای لوند / جمله مصحف را تلاوت می کنند
پانزده روز است کین ها در نماز / جمله مشغول اند با صدق و نیاز
هم فقیه و قاضی و هم شیخ شهر / گرگ باران دیده دانایان دهر
اندرین فکر اند پویان و دوان / می نبارد قطرهٔ از آسمان
بلکه از الحاح شان از چند روز / شد دو بالا آتش حر تموز
تو چه میخواهی بروای پر گنه / ریزدت خون گر ببیند پادشه
خود درینجا مثل شیطان آمدی / کاین چنین با لوث و عصیان آمدی
مست آمد شیشه را بر سنگ زد / نعره یاهو زده باشد و بر
گفت من هرگز نخواهم زد شراب / تا نباران آید و خیزد سحاب
بار الها آبرویم دست تست / قاصرم در بندگی با تند و جست
مینخورم عز و جلالت را قسم / تا نباری ابر رحمت از کرم
بو نگیرم بادهٔ گلفام را / ترک کردم راحت و آرام را

می نشینم بر زمین خمیازه کش / در میان آفتاب اندر عطش
خود نمی خواهی که من سازم زقم / دست حسرت تا بکی بر سر زنم
رحمت حق در زمان آمد بجوش / غلغل افتاد از سحاب با خروش
از غریو رعد وآن غلم وشکوه / ابرها برخاست آمد کوه کوه
شدت بارش بنوعی شد که برق / شعله زار خویشتن را دید غرق
کوچه ها زار و باغ و راغ و دشت / در نظرها کوچه سیلاب گشت
قد افاز المزن ماء للشعل / جار غیث مغدق حاز الجبل
تا همه کوه و بیابان سبز شد / مزرعه امید باران سبز شد
آمد و رفت نگه باقی نماند / بسکه ابر آنجا سیه بر کوه راند
بنده که بر خدایش ناز کرد / باز دیگر رمے زدن آغاز کرد
زیر تر دامن ازین باران و رعد / گرم شد چون برق در الفای وعد
شاد و خندان گشت وآن مجذوب مست / گفت عفوت برگناهم غالب است
هیچ وسواسی ندارم حالیا / مالکا پروردگارا و الیا
ای خدای نازبردارنده ام / من ز روی تو بسی شرمنده ام
نازها بر تو نماید اهل راز / نیست این موقوف بر صوم و نماز

حکایت ابدال الذی کان یلبس بلباس النقال فصار اسد فی محفل السلطان و اکل ابنه فی شباب الریعان و احیاه بالکرامت والعرفان

عارفی در زمرهٔ نقالها / بود با تغییر شکل از سالها
کس ندید انست حالش کیست او / همچنین چون باده ها می زیست او
جمله می انگاشتندش سفله / بسکه با آنها نمودے دلوله
می زدی گه تنبک و گه می سرود / اندرین صنعت هنرها می نمود
دست را تا بر زدی بر دایره / شوق را شد گرم کردی نایره

گاه دستک می زد و گه چنگ رود — گه رباب و گاه شستاگ زد و رود
گرم جولان تا شدی از بهر نقل — می ربود از قاه قاهی هوش و عقل
پس شبانگاه بسبیل اتفاق — پادشاهی بر وشان اندر وثاق
خنده آور نقلهاے پر شعف — سر زد از آنها ببانگ چنگ و دف
بادهای شان دلش از جا ببرد — خنده ها در زیر لب یکبار مرد
گفت با حضار پر پوچ و خنک — نقلهاے این گروه بے نمک
زین جماعه ناگهان شخصی دگر — کرد نقل نرشیرے از هنر
شاهزاده گوشمالش داد و گفت — شیر نر باشد بدین شکل کلفت
کله اش مثل احد و چنگال تیز — خیز و از یک حمله اش صد رستخیز
گو بروت زرد و خون آلوده اش — یال و گو یالت کجا و ریش فش
گو بدندانها زبان خایندنش — گو معلقها زد آن غریدنش
عارف آمد زین سخنها در شگفت — شد بزیر آسیا او را گرفت
در زبان مانندهٔ شیر عرین — چاک کردش اشکم و خوردش تریز
سرخ از خونش بروت و خنگ کرد — تیز شد دندان و پیش آهنگ کرد
خورده چون شیر گرسنه گرده اش — هشت بر خاک مذلت مرده اش
هم به نوعی کت سے گنجد به عقل — زد سوی جنس خود و فرمود نقل
آمده بر جای خود آن نیک مرد — باز بر تنبک نوازی میل کرد
چون چنین افتاد در بزم آتشی — بر همه طاری شد احوال غشی
سخت در محفل تزلزل اوفتاد — هر کسی اندر تعطل اوفتاد
اهل مجلس هوش از سر باختند — صورت دیوار خود را ساختند
جمله اعضا شاه را شد مرتعش — مضمحل گردید مانند سپیلش
قرة العین خودش را مرده دید — خاطر یاران ز غم افسرده دید
چون وزیرش سخت عاقل بوده است — هم ولی عصر و کامل بوده است

گفت با عارف بعد عجز و نیاز
بر تو آباد ای بزر بر سرفراز

پیکرت شد در زبان شیر غرین
نقل چیزے هم بیاور بعد ازین

گرچه او در زمرهٔ نقال بود
در حقیقت زبدهٔ ابدال بود

این شنید و گشت پیدا چون مسیح
با همان انفاس و با نطق فصیح

حله بر دوش از رداهای جنان
مقتدای جملهٔ قدوسیان

کرد چون نظاره بر حالش وزیر
شد قدم بوسش بوضع دلپذیر

گفت ای عیسی ابن مریم پیش آ
معجزات خویش هم ظاهر نما

عارف ابدال شکل آن نیک مرد
قم باذن الله گفتش زنده کرد

شاهزاده باز آمد پیش شاه
ریش خون آلوده بر حالش گواه

غمگین و هولناک آمد نشست
با دل چون غنچه چاک آمد نشست

با هزار افسوس پرسیدش پدر
تا چه دیدی کن ازان ما را خبر

گفت چون شیر اشکم ما را درید
جمله اعضای منم در خون طپید

روح من بر چرخ چارم گام زد
جان سپردم با هزاران شد و مد

در زمانم خواب غفلت در ربود
خازن آمد قفل در را بر گشود

حضرت عیسی بجالم جسم کرد
باز یک جا مضغهاے لحم کرد

بر جبر اعضای تن چون نیک دید
زیر لب چیزے بخواند و بر دمید

زنده دیدم خویش را هم تندرست
این سخن را گفت و روی خویش شست

خویش را پاکیزه و شاداب دید
هر دو چشم شاه را پر آب دید

ریخت از بهر تماشا عالمے
کاین چنین شادی شد از ماتمے

بسکه شد از کثرت آنجا کشمکش
مرد غایب از نظر شد برق وش

از عجب خاموش گشتند اهل نقل
جملگی بیهوش گشتند اهل عقل

شه ز نقالان بپرسید این چه بود
عرض کردند آن جماعت با سجود

آنکس از چندی رفیق و یار ماست
واقف اسرار پنهانی خدا است

کی کشی او را در کرامت آزمود / بلکه مرد هیچ و پوچ و یاوه بود

ماند اینجا این چه شد ای پادشاه / خود توئی بر حالت عالم گواه

حکم اگر بر قتل سازی حاضریم / بندگان ما بریم و شاکریم

جان بردن از حکم فرمان تو نیست / هیچ تقصیر از غلامان تو نیست

کرد باری جمع هوش و عقل را / شاه رخصت داد اهل نقل را

ای لبیبا هر که باشد پوچ و هیچ / هیچ با او صناع ایشان در هیچ

بشتر ابدال حق و شیر ز اکل / در جهان باشند در تغییر شکل

فی الموعظة المتمکنة من تفسیر قوله تعالی فی السماء رزقکم وما توعدون فورب السماء والارض انه لحق مثل ما انکم تنطقون وتبیین تراکیب النحو ولطایف التحقیق والقسم والکفالة والتاکید والتدقیق والدعوات الی الابرار والاصدقاء وعدم اعتقاد العبد علی المعبود والمسجود

خویش را در فکر رازق ساز گم / خوانده باشی فی السماء رزقکم

گفت خود روزی رسان الحق جان / رزقها مقسوم شد در آسمان

این کفالت را نگر ای ذوفنون / واو عطف آورد بر ما توعدون

ما موصول آنچه باشد فارسیش / سربسری آنرا بدان در زعم خویش

جامعیت با حق این معنی است / گر نه فهمی وای بر این فکر پست

حمد شی را حاوی است این لفظ ما / از فیوض او بود نشو و نما

جمله افعال و صفاتت ای پسر / شد مقدر بهر تو از خیر و شر

بهره داری گر از ترکیب نحو / خویشتن را خود مکن در لهو محو

تا بروئیت منکشف این پرده شد / میرسد چیزی که وعده کرده شد

پس چه باشد حاصل از سعی و تلاش / خود بفهم ای نکته فهم ای خوش معاش

من بفرمان خدای خود شوم / فای تعقیب است پس وادستم

تا قسم تسکین ترا سازد عطا | یاد فرمود اسم خود رب السما
بر سما الارض را معطوف کرد | این عبارت را بفهم ای نیک مرد
باز لفظ ... را لکن لطف ... | آن سمی خواند بی اسم و خبر
از ضمیرش کاسم او افتاده است | مرجعش رزق است ای عاشق پرست
وز الحق کاسم را آمد خبر | لطف این تحقیق و تدقیقش نگر
لام تاکیدش چه می گوید ببین | خود نباشد مژده بهتر ازین
پس مثال مثل ما را در شناس | این چه فضل است و چه لطف بقیاس
آمده از انهم ای نامور ... | از پس تحقیق تحقیق دگر
چون مزین طنطقون شد زین مثال | حق ترا روزی رساند بی زوال
خواند بهر رزق تو آو از کرم | این قدر تحقیق و تاکید از قسم
هیچ باور نایدت ای بی یقین | باز خود را میشماری زاهل دین
بهر روزی دادن پیر و جوان | اینچنین ضامن که باشد در جهان
آنکه کردی در بدر زار و ملول | خود ندارد این کفالت را قبول
خاطرت زین منزل آرا آگاه نیست | اعتقادت با کلام الله نیست
اینچنین ضامن برای رزق تو | از کجا آید دگر ای نیک خو
اینچنین ضامن چنین فریاد رس | باشدت در ربع مسکون هیچ کس
بر دلت افکار آرد از هجوم | نیکن زار شاد صاحب کشف روم
رو توکل کن بگذران پا در دشت | رزق تو بر تو ز تو عاشق تر است
خود مپرس شیر و برنج خشک و ریب | زین عمل بدتر نباشد هیچ عیب
دست را اصلا میالا زینهار | ...ن گر دیده ...
... این کاسه اش ناکرده دست | ... شوخ گفتمت آنچه هست

فصل فی حکایت الجاهل حین سماعة هذه الآیات المذکورة المسطور

من الرجل الفاضل وقعوده على الجبل متوكلا على الله عز وجل

شرح این آیات قرآن فاضلی — خواند از تفسیر پیش جاهلی
منجلی شد از سخن آئینه اش — عکس افتاد از یقین در سینه اش
یافت چون جاهل ازین معنی وقوف — شد برون مهر دلش از کسوف
سخت ذوقش گشت حاصل زین کلام — در زمان برخاست آن مرد تمام
با دل پرورده و جان حق پرست — آمده بر قله کوهی نشست
پس گرسنه گشت و خوابش در ربود — خفت تنها با نه تابش در ربود
در گذشت آن روز و شب آمد پدید — نکهتی از مشک و عنبر در رسید
ر وچون بیدار گشت از خواب خوش — هم طعامی خوب دید و آب خوش
از مزعفر بو رسیدش در مشام — آمدش از غیب خوان پر طعام
از عنایتهای دادار غفور — شد از آن نعمت نصیب او سرور
بلکه بر کنه حقیقت چون رسید — ظرفها را از طلا و نقره دید
ن بشکر نعمت یزدان سپرد — وه چه گویم تا چه لذتها که برد
شمع کافوری برایش سوختند — هم قوالیش را بنور افروختند
بسترا و زربفت و دیبا فرش گشت — حاضر آمد در زمان ابریق و طشت
الغرض از حکم خلاق الوجود — شد مهیا آنچه می بایست زود
اینچنین بردی بسر آن ارجمند — در بن غاری اوانی میفکند
چون برین منوال رفتش چند گاه — آمده بهر زیارت پادشاه
در کرامت شهرهٔ آفاق شد — جمله عالم بهر او مشتاق شد
نور می بارید در کاشانه اش — شد زیارتگاه عالم خانه اش
اوستادی فاضلش هم در رسید — مردمی را با این اوصاف دید
شب همانجا بگذرانید از نیاز — گشت چون خلوت بگفت ای سرفراز

تاچه کردی هان بگو ای مرد دین   لطف غیبی بر تو چون شد اینچنین
ویدست زین بیشتر ای نیکنام   در فلان جا و فلان شهر و مقام
جهد و زهد و ذوق و شوق و قیل و قال   علم و فهم و هوش و ذهن و وجد و حال
هیچ چیزی را اثر در تو نبود   ناگهان شد از کجایت این گشود
کن براهیم سرگذشت خویش نقل   قاصرست اینجا خیال و وهم و عقل
در جوابش گفت آن مرد خدای   اینهمه از من نیست ای مقتدای
تا تو خواندی سفر اسرار ز حکم   کرد تفسیرش مرا از خویش گم
دامن صحرا در او روم بدست   روح من از سعی بی تابانه رست
در همین جا آمدم کردم مقام   سیر ساند را ز قسم خوان طعام
از طلا و نقره اش باشد ظروف   یافتم از تو رهِ عقل و شغوف
حالیا رزاق من حسب المراد   میدهد چندین از خواهش زیاد
در خور شکرش زبانم قاصرست   هرچه میخواهم کنونم حاضر است
از ظروف انبارها لیل و نهار   دائما می افگنم در جوف غار
مرد فاضل چون شنید این حرف رفت   تا ستاند ظرف ها کم ظرف رفت
خرمنی زان ظرفها در غار بود   تا کجا بردارد او ناچار بود
چند تایی زان شبانگاهی ببرد   رفت و پنهان مر زن خود را سپرد
رحمت حق بر چنین شاکر باد   وای بر آن استاد بد نهاد
تو مخور شیر و برنج ای باوقوف   هم مساز از سیم و زر هرگز ظروف
رهبر هر کس که شد جذب فواد   بهتر آن شاگرد شد از اوستاد
چیست این شیر و برنج ای ذوفنون   خیره سرگشتن پی دنیای دون
چیست این شیر و برنج ای بی بصر   این فصاحت ها ز علم و بی خبر

فصل فی تنبیه مصاحبة العوام و ترک المجالسة باللئام

ایکه هستی در عبادت سخت سست   تاج کرمنا برایت شد درست

این شرف از آدمیت داده اند — باب رحمت بر رخت بگشاده اند
خیز و آدم شو بیا مردانه وار — مغتنم انگار این لیل و نهار
تو بهار نوجوانی میرود — سیرو دا این زندگانی میرود
کسب از عشاق کن عقل و تمیز — فیض صحبت طرفه چیز است ای عزیز
صحبت عاقل نماید عاقلت — صحبت غافل نماید غافلت
صحبت بد سے نماید سینه ریش — شیر نر را مے کند مانند میش
قصهٔ داریم حسب المدعا — کش روایت می کنند از ماسفے

فصل فی حکایة ضرغام الاجم ونسیان بنیة الاصلیة من صحبة مجمع الغنم

اتفاقاً ماده شیری بچه دار — گشته شد از دست شاهی در شکار
بچه اش اندر گوی خود را نهفت — گربه شان شاخشید و بی تابه جست
شاه سوی منزل خود باز گشت — از غریو کوس خالی گشت دشت
شد تهی هر سو که بینی دشت و کوه — از صدا سے کرنا سے باشکوه
گام زد بیرون ز گو ماند شیر — از حیات خویشتن گردیده سیر
افگند تا خویش را در مامنے — تا بگیرد گوشهٔ از دامنے
ناگهان اندر چراگاهے رسید — گلهٔ میشان در آنجا مے چرید
خویش را لرزان میان گله زد — میش از ناجنسیش بر کله زد
جسم او زین ضرب مجروح اوفتاد — غرق خون مانند مذبوح اوفتاد
کرد جا خوف آنچنانش در نهاد — کش نماند از تار ضیغم هیچ یاد
باز دنباله روئے آغاز کرد — خویش را با میش ها دمساز کرد
میش ها را هم از و نفرت نماند — اختلاط افزود و غیریت نماند
روزگاری مانده خو کرده به میش — غافل از ذات و صفات و زور خویش
خانه زادی میش خواندی خویش را — پیرو مرشدے شمردی میش را

در علف خوردی مدام آن شیر و شتر زندگی بردی بسر در کیش و کش
تا که شد بالاش هفت و نیم فرع بهره اش حاصل نشد از اصل و فرع
چند سالش اینچنین چون در گذشت از بیابان آشفته آمد بدشت
نر شیری دیگر اندر گله جست خیل خیلی میش و بز در هم شکست
چند تا خورد و بسی از پا فگند پاره را در ربود از جای کند
آنچنان برپا شد از جنبیدنش پر صدا شد کوه از غریدنش
جمله میشان جا بجا در تاختند خویشتن را در گریز انداختند
شیرزاده هم چو میش و بز گریخت در دلش وسواس سودا خون بریخت
الغرض یکباره آن شیر عرین دید چون آن شکل خود را اینچنین
در پیش افتاد و دنبالش گرفت سد راهش گشت و گفتش ای شگفت
کیستی و این گریزت از چه چیز گفت من هم میش هستم ای عزیز
گله گله میش و بز بگریختند درمیان چاه خود را ریختند
خاک پای میش من هم حاضرم طعمه گر فرمائیم کی قاصرم
نر شیرش گفت با صد شد و مد میش و بز باشد بدین بالا و قد
این خیال خام از دل دور کن خویش را بر قوتت مغرور کن
می نیاید هیچ خوش زین کلام خود تو هم زاو رسته ای نیک نام
ای برادر نر شیری همچو من گله های میش و بز در هم شکن
گفت چندی میش ازین افواج میش کرده اند اندام ما را ریش ریش
این زمان آن ضرب ها یادم هست این نشان شاخ و دندان بر تن است
می توانم زد نفس بر روی میش هیبتی دارم بدل از خوی میش
میش عزرائیل را نائب بود بر دو ما را یک روح و دو قالب بود
این حکایت شیر چون بشنید ازو گفت ای نامرد ای با خود عدو
درمیان آب بنگر روی خویش هیچ ماند یال و گوپالت به سخس

قبضه و بازوی و چنگ خویش نیز
این بروت و زره و رنگ خویش بین

بر قد و بالاے و جسم خود نگر
بچه شیری بر اسم خود نگر

یک ره اندر همت مردانه کوش
خود رفیقم باش زینسان می خروش

میکشم با من بباشی گر بقرب
باز ابنای خودم بر اکل و شرب

از بز و میش و گوزن و از شغال
آنچه در چنگ آورم دارش حلال

زین نمط خود هم بگیر از ضرب چنگ
صید میکن با نگاه شوخ و شنگ

الغرض تا مدتے آن نره شیر
شیر دهشت خورده را از زجر و جبر

داشتی همراه خود در هر طریق
مر برادر هم نخواندی چون شفیق

دهشت میش از دلش بیرون شد
زور در بازوش هم موجود شد

بوی خون تا جا گرفتش در مشام
کرد باری خویشتن را شیر نام

طعمه تا چند می نمود از اکل لحم
بر جسد او را فزون شد لحم و شحم

چون بسر بردند باهم هر دو شیر
یاد بگرفت این دلیری زان دلیر

فیض صحبت سوے اصلش باز خواند
هیچ از وسواس شیطانش نماند

چون تمام خویش اندیشه کرد
طاقت شیرانه شیر بیشه کرد

خدمت شیر عرین را برگزین
تا که چون خود سازدت شیر عرین

در ولای حیدر صفدر بکوش
باش همچون نره شیر پر خروش

بیرآسا همت مردانه کن
در نیستان محبت خانه کن

تو مترس از میش و بز ای نامور
باش اندر دهر همچون شیر نر

جذب آدم بود مسجود ملک
گام زن در یاد حق بر نه فلک

خیز انشاء الله اے یار عزیز
گام زن اندر ره عقل و تمیز

لا اله را بر الا الله زن
دست و پاے میش حرصت در شکن

در ره دین شکل شیر نره باش
نے شغال و میش و نے بز هرزه باش

بهر شاه نجف دریوزه کن
بهر آب کوثر الفت کوزه کن

همت از کشش بنی غالب طلب | از علی بن ابی طالب طلب

حکایت نوم الاویس علی عرش الجلیل وتفتیش النبی من احواله عن الجبرئیل

در شب معراج بر عرش برین | خفته را دید آن نور مبین
قال یا جبریل من هذا السعید | نام او تا واقف اشل العطید
گفت جبریل امین هذا اویس | یا شفیع المذنبین هذا اویس
از طنین پشه ها آزرده گشت | خاطر او زین افسرده گشت
گفت امشب من نمی مانم بفرش | آمده خوابیده بر بالای عرش
وز رواے کهنه کو دارد بدوش | چند تا پیوند دارد دست پوش
همت عشاق هر جا رهنماست | عرش و کرسی جای خاصان خداست

حکایة سلطان الممالک المرید السالک و زوجته المعتقدة لرجل و مکابرتهما مع کمال الایضاح

دی کسی میگفت با من زاهل درد | بود سید مرتضی آزاد مرد
می تراشید ابرو وریش و بروت | می شدی از نشئه صهباش قوت
مرشد آزادها اندر گروه | مرد با معنی و حقانی ستوده
جمله اوضاعش خلاف شرع بود | لیکن اکثر خرق عادت می نمود
زوجه شه اعتقادش داشتے | بلکه پیر و مرشدش انگاشتے
بادشه از سالکی ارشاد داشت | سر گرانیها باین آزاده داشت
داشتے انواع نفرت زین فریق | بود شیخی مر ورا پیر طریق
بادشاه و زوجه اش اندر وثاق | هر دو بنشستند روزی اتفاق
آن زمان از مرشدان خویشتن | هر دو کردند ابتدا با خود سخن
هر یکے مر مرشدش را می ستود | صد هزار پیر و دلائل می نمود

گفتگو شد کو چنین و آنچنان / هر یکی را گرم جولان شد زبان

در زن و شو بود تا وی این کلام / ناگهان گسترده شد نطع طعام

گفت خاتون پیر من زور آور است / شاه گفتش مرشدم فاضل تر است

عاقبت آن نطع را ناکرده دست / زوجه اش با پادشه این شرط بست

هر کرا ظاهر شود دستی ز غیب / در فضیلت او ندارد هیچ ریب

لقمه کو برستاند زین طبق / بهتر است از دیگری آن مرد حق

هر دو این نیت نمودند و رجوع / فاتحه خواندند با فرط خشوع

خود بخود ناگه درین گفت و شنید / دست سید مرتضی آمد پدید

گشت خاصه کاسه پر از کباب / کرد با شوهر خودش با تو خطاب

کاین ز پیر تست یا از پیر من / می شناسی هر دو را ای پاک تن

پادشاهش گفت دست پیر تست / اشتباهی نیستش با کسر دست

هست دست پیرت آن مست شراب / زانکه رغبت کرد بر بوسه کباب

پیر من بودے اگر بے هیچ ریج / دست می افگند بر شیر و برنج

یا مطنجن یا مزعفر می ربود + / سیل بر اقسام حلوا می

گفت خاتون دیدی ای فرخ شیم / دستگاه مرشد زور آور

خرق عادت چون چنین شد آشکار / معتقد گردید شاه با وق

حکایة الرجل من الاخیار الاخذ الکئوس من امواج ا

بود آزادی که از افراط جوش / پیشه می با سبیل

لابه میکردی لبسیل و معج او / هم بدیدے چند

گاه می گفتی که اے قلزم بیار / جام یاقوت از

از ته دریا درین گفت و شنید / در زمان دست

ساغری می شد از ان دریا بلند / پیر آن آزاد

ساغر با قوت آوردی بشوق / زان فزون تر میشدی افراط ذوق

از کفش آزاد ساغر می ستاند / زیر نخل مقصد آبی میرساند

حکایة العرب وسیله الی الهوا و شروعه بالاستمنا وندامته بآبیر

زان مجسمه یاد داری قصه را / کور بود از اہل عصیان حصه را

دختر با لیاره درهمسایه داشت / خوش خیال و فکر آن بی مایه داشت

می شدی بهر نظاره سوی بام / تا کشد او را بافسون زیر دام

چون مگس بر شکرش می ریختی / از برایش حیله ها انگیختی

روزی بانشد آن آهو بره / جست برد در خانه اش آن دختره

تا بستان آتشی آن سروقد / از اجابتش تجسس را تپه کند

یک نفس بنشست و آتش در گرفت / کار عاشق با اجل بسپرد و رفت

گرم جولان شد بسوی خانه تاخت / وین مجرد صبر و هوش و عقل باخت

زد جنون بر دست بر دوش زیر ریخت / کرد استمنا شروع آن تیره بخت

خود بخود می گفت مشغول خیال / بهر آتش آمده بود آن غزال

این سخن سر راند و بیتابانه جست / دیده ها بر بست بر سبیل درست

تا قریب انزال شد آن یاوه مرد / آتش آتش از زبان آغاز کرد

بر خیال اینکه آتش شد بلند / چاره سازان هر طرف جویا شدند

کسی آواز آتش را شنید / پا برهنه سوی او مضطر دوید

سبو از آب آنجا ریختند / بهر آتش حیله ها انگیختند

ملت زد هر کسی از اضطراب / از فلک آمد صدای آب آب

مردمان از هر طرف در خانه اش / جمع گردیدند آنجا دود وش

ـان گفتند صاحب خانه را / خود بخود افروخت آتش از کجا

ـس هر طرف نگریستم / بر او جانع کهنه ات نگریستم

با چنک وشتی و تا بود درا جاع | مهتر از آتش چه باک ای خوش دماغ
آن مجرد زین سخن مدہوش شد | چون جوابی نامدش خاموش شد
جمله یاد دیوانه اش انگاشتند | بعد طعن و طنز دل برداشتند
ای لبا آتش که دل افروخت است | دیدهٔ جان اہل دنیا سوخت است
خود دوزین آتش بسوزان خویش را | ہیچ نبود بر ہوا درویش را
پخته زین آتش شود شیر و برنج | کان ترا می افگند در قعر رنج
خیزد از شیر و برنج آتش ترا | میکند در حرص شیطان وش ترا

حکایت رجل اعمی صاحب العرفان مع الاکمه المسجون فی الحرمان والخذلان

قصهٔ آن کور و اکمه گوش کن | ہست حسب المدعا این سخن
کور و اکمه تا رفیق ہم شدند | یکدل و ہم کاسه و ہمدم شدند
بسکه اکمه کور مادرزاد بود | غافل از کیفیت زرد و کبود
ہیچ رنگی را ندید آن کور مرد | او چه میداند سرخ و سبز و زرد
کور دیگر که جہان گردیده بود | از بصارت بہرهٔ ہم دیده بود
در کہولت گشته معذور از بصر | شرح میدادش ز ہر جنس ماحضر
اتفاقاً روزے از روزہا | ہر دو بنشستند چون دلسوزہا
اختلاط از ہر دو جانب گرم بود | ہم حکایتہا بری از شرم بود
کور گفت امروز باید خورد شیر | گفت اکمه شیر چون است ای ضریر
داد پاسخ کور تا اکمه شنید | خوب چیزے خوب خوش لذت سفید
گفت اکمه از سفیدی کن بیان | بنده نشناسد سفیدی را نشان
کور با اکمه چنین کرد التماس | ہمچو بوتیمار کن او را قیاس
گفت بوتیمار چون است ای ضریر | ہیچ ازین اشیا نمیدارم تمیز

گفت بوتیمار باشد از طیور
گفت چون باشد طیور ای باشعور

گو بگفتش ای گران جان از خروش
منقبا را نوش فرمودی خموش

تا کجا ام می‌شوی سوهان جان
اینقدر حجت مکن کم کن بیان

از خصوصیتهای قولت ای ضریر
شیر هنگام ولادت شد پنیر

گفت اکمه از شیر اوصاف چیست
نحوه اش چون باشد و آن مرد کیست

یاد باشد مصحف او را چو من
نوجوانی هست یا مرد کهن

از پی شیر اوصاف خواهی گفت باز
زنده بوتیمار را خود شرح ساز

زین سخن تا شد بسی آشفته کور
گفت آخر گشتیم ای ناصبور

درمیان هم چو این گرار شد
کور را اکمه بسی ناچار شد

دست خود کج کرد گفتا این نمط
گردنش هست باشد ای برخود غلط

دست اکمه چون بدست کور ماند
از ابتدا می شست تا مرفق رساند

گفت این را بلع سازد کس چه طور
بایدش سختی نمودن خوض و غور

قابل خوردن بود این گونه چیز
چون رود اندر گلو اسی باتمیز

نتوانم خورد زینسان شیر سخت
پر درشت است و لیکن تند و کرخت

قصهٔ آن کور و اکمه شد تمام
همچو کوران خود مباش ای نیکنام

زین حکایت مدعا می داشتم
اهل دنیا را چو کور انگاشتم

جملگی مانند کور و اکمه اند
یاوه و ناحق شناس و گمره اند

غافل از انعام حی لایزال
هیچ در خاطر نیارند از مآل

حکایت رجل مفلوک رجع فی الحرمان الی الشیطان فصار الشیطان فرسا واشتراه رجل فصار فی هیئة الفار و کسر ذنبه اذ هو ذنب الحمار

قصه‌ای از اشنیدی کو مدام
ذکر یا ابلیس خواندی صبح و شام

حیله تا بگذشت شیطان شد پدید
با عصا و جبه و ریش سفید

گفت ای شخص آنچه گوئی حاضرم ... با تو شاد و خوش شنو و انیک خاطرم
گفت من ز افلاس نالان بوده ام ... سخت با حال پریشان بوده ام
گفت شیطانش که ای صاحب شعور ... بشنوم سیب عراقی من ز زر
در زمان بفروش هر کس گیر دم ... لیک خط کش شرط کن ای محترم
غافلگی شیطان ز دا آخر تند وسیت ... شد یکی اسپ خوش و نغز و درستا
هم دران شهر از سران خوبش معاشر ... داشتند اسپ عراقی را تلاش
تاجری بر صد ثمن آنرا خرید ... در بهایش منفعت صد چند دید
بارگی آمد و در اصطبل بست ... شاد و خندان خواجه بر کرسی نشست
غافلگی زد اسپ خود را موش ساخت ... زد معلق موش و در سوراخ تاخت
دست زد آن خواجه بر بالای موش ... موش بیتابانه خود را راند توش
دُم بدست خواجه آمد موش رفت ... زین تعجب هر یکی را هوش رفت
لرزه بر اندام خادمش فتاد ... فکر و حیرت شان فزود از حد زیاد
خواجه آن دُم را میان صره دوخت ... از برای صد ثمن جانش بسوخت
پیش مالک خادمانش تاختند ... موکشانش زود حاضر ساختند
خواجه با مالک بگفت این ماجرا ... مالکش خندید و گفتش مرحبا
هیچ شرمت هم بود ای دردمند ... بیتمائی چون منی را ریش خند
چیست نسبت اسپ را با موشکی ... مهر تو باید خریدن موشکی
پاره در یکدگر شد سب و شتم ... چون نشد با یکدگر این قصه ختم
خواجه در دار القضا آمد نخست ... صره را هم خادمش آورد چست
مالک اسپ عراقی همچو مست ... آمده در حضرت قاضی نشست
خواجه بیچاره با انواع درد ... این حکایت پیش قاضی شرح کرد
گفت من اسپی خریدم گشت موش ... شد ثمن شد رایگانم عقل و هوش
موش در سوراخ رفت و دُم از او ... ماند در دست من ای فرخنده خو

آن دم موش اندرین صره بود ... رو و بکشایش که تا حاضر شود
گفت قاضی زانچه کردی التماس ... این سخنها دور باشد از قیاس
باز قاضی چون سر صره کشود ... ظرفه چیزی در نظر او را نمود
کیر خر از صره پیدا شد نخست ... گنده و چاق و سطبر و تند و چست
تا چنین در محکمه شد روی داد ... قاضی مسکین بحیرت او فتاد
شد بسی آشفته و تند و درشت ... زد بروی و سینه خود چند مشت
گفت بهر ریشخندم تاختی ... موش را عقل خویش را در باختی
ای لعین ای خیره سرای پوچ و زشت ... حق ترا محروم سازد از بهشت
واجب آمد قتلت از روی حدیث ... حرمتم برباد کردی ای خبیث
عالمان مر انبیا را وارث اند ... هتک حرمت شان نمودی الوم
الغرض آن قاضی صاحب خرد ... بر سر خواجه عصای سبز زد
گفت زین پس برد و را بیرون کنند ... خادمانش دفعةً در تاختند
خواجه بیچاره هم محبوس شد ... ضایع او را حرمت و ناموس شد
مالک اسپ عراقی دزد دار ... بر خری وارون بشهر آمد سوار
عاقبت تشهیر شد اندر جهان ... خیل طفلان در پیش و سنگ زنان
با هزاران جد و جهد و زجر و قهر ... در زمان بیرون نمودندش ز شهر
این حکایت یافت اینجا اختتام ... اذکر الرحمان وقت تم الکلام
هر که با غیر خدا آورد رو ... میشود مشهور و رسوا کو بکو
برخری وارون سوارش میکنند ... جا بجا در شهر خوارش میکنند
موشها میگیرد برایش با سگی ... می فتد در حیرت و آوارگی
الامان از مکر ابلیس الامان ... الامان از روی تلبیس الامان
زین خطرها و وساوس با نیاز ... جو نجات از لطف حق کردگار
این حکایت یاد دارای پر هنر ... تو ازین مکر و ره شیطان در گذر

پختن شیر و برنجت خوب نیست — نزد اهل وجد این مرغوب نیست
چیست این شیر و برنجت ای فنا — خواستن تائید از غیر خدا
خویشتن را کن بیادش ملتصق — فاعتصم بالله تب مما سبق

حکایت امرأت من الفواحش

جولقی بگذشت از شهر شام — ناگهان دیدش زنی از پشت بام
حلقهای آهنی در دست او — عالمی صید نگاه مست او
نوزده ساله جوان امردی — سر شیخی زور آوری دیوی ددی
چونکه می غرید مثل پیل مست — سنگ خارا از نهیبش می شکست
ساتر تن غیر خاکستر نداشت — سوی غرفه چشم ها وا میگذاشت
بود آن زن سخت عاشق پیشهٔ — شوخ و بیباک و بی اندیشهٔ
تا عمودش را نظر انداز کرد — بند شلوار خودش را باز کرد
جولقی را خوانده پیش خویشتن — شد فدای پیکرش آن هرزه زن
یک طبق دادش پر از شیر و برنج — بر لبش زد بوسه و فرمودش مرنج
پس بیا و زود شو کاری بکن — انتظارت می کشد تا کی سخن
جولقی غلطید و شد مشغول کار — تا بآن حدی که کردش بیقرار
طاقت او طاق شد آورد برد — قاشقی از آب مینایش سپرد
بود تا یکپاس این کند و کشال — با هزاران ناز و با غنج و دلال
شوهرش در خانه آمد ناگهان — جولقی گردید در کنجی نهان
ناگهانش گشت قصد ذبح میش — جولقی بنمود او را روی خویش
عضو عضوش بود از جنبش بجوش — حلقه های آهنین شد بر سر دوش
شوهرش از دیدن آن جولقی — خیره خیره ماند و گفتش ای شقی
کیستی و آمدی بهر چه چیز — گفت عزرائیل هستم ای عزیز

گفت عزرائیل را اینجا چه کار — داد پاسخ چون لقی بی ننگ و عار
آمدم تا من ستانم جان خویش — و بیچ میسازیش او را بهر خویش
گفت من سر داده‌ام کش طاقت است — گر تا من هم سے روم خیریت است
تو سرش اندر تحیر او فتاد — چون لقی بیرون ورشد آنشاد شاد
با خودش میگفت این شیر و بیخ — تقدیرانم برده بود از بیخ و رنج
چیست این شیر و بیخ افعال نفس — پیروی ها کردن اقوال نفس

حکایت سلطان المغرور والصبی والعاشقة والحور

تاجری مے آمد از حرب و نمان — بہر سیر زنده رود اصفهان
شد دو چارش ناگهان پر ز خست — نوجوانے نامرادے تیره بخت
می کشیدی گاه آه سوزناک — میفشاندے گاه بر سر مشت خاک
گاه چون ریگ روان رفتی ز جا — گاه سوی دشت میکردی ندا
نعره ہا پر سوز دسے گه از نیاز — گاه دیدے سوی چرخ آن سرفراز
گه شجر را میکشیدی در کنار — گه بسوی دشت میکردی فراز
گاه از ضعف و نقاهت ہا تنش — بر زمینے تکیه سے زد سایه وش
گاه نار کوه را میداد زیب — گاه چون سیل آمدی سوی نشیب
تاجرش پر نور دو گفت ای نیک مرد — این چه شکل است و چه سوز ست و چه درد
از چه وزر ریدی سکونت باوجوش — باختی عقل و شعور و فهم و هوش
می نمائی از نژاد خسروان — مختلط باشی چرا با آهوان
از کجائی کیستی اے نیک خو — شرح کن احوال خود باری بگو
آفتابے از جبینت روشن است — عالم از فیض جمالت گلشن است
چه چیز است اینچنین احوال تو — هیچ با آدم نماند حال تو
هیچ احوالت نمی گنجد بعقل — کن برایم ماجرای خویش نقل

سینه ام از بهر تو گردیده ریش   تا نگوئی من نخواهم رفت پیش

نوجوان الحاح تا حد چون شنفت   شرح احوال خودش را باز گفت

اینچنینش داد پاسخ کای رفیق   چون چنین گشتی بحال من شفیق

حالیا بشنو که من شهزاده ام   کاینچنین برنا کجا افتاده ام

زانچه می بایست با وضع درست   تاختم بهر شکار از خانه چست

یک تنه خود را گزیدم از فسون   شد غزالی ناگهانم رهنمون

هم از آنجا آهوی صحرانورد   از ادای رفت کامد دل بدرد

اسپ خود را تاختم دنبال او   شد ز گرمی چون دگرگون حال او

طاقتی در جسم زارا و نماند   خویشتن را بر سر کوهی رساند

گشت آهو از نظر چون ناپدید   زاهدی دیدیم با ریش سفید

ناله ها میکرد در بیت الحزن   پیر فرتوت غریب و بی وطن

از سباع و از وحوش و از طیور   گرد و پیشش هر یکی میکرد شور

خرقه از لیف خرما ساخته   از تفکر سر به پیش انداخته

جای بالین خشتکی افتاده بود   بسترش از اشک و خاک آلوده بود

گاه خندان گاه گریان دیدمش   گاه سرخوش گاه حیران دیدمش

پس برو کردم سلامی از نیاز   لطف فرما شد که ای عمرت دراز

مرکبت را تاختی حیران شدی   هوش خود را باختی حیران شدی

مرحمت فرمود آن عالی جناب   کاسهٔ شیر و برنج نیز گلاب

لذتی دیگر در آمد در مذاق   پابوسی کردمش از اشتیاق

جرعهٔ آبی کشیدم پر شعف   می نمودم اختلاط از هر طرف

در سخن بودم که آن آهو رسید   پیر سویم دید و آهی در کشید

کاین همان آهو هلاک از دست تست   جیب صبرم چاک چاک از دست تست

باز چون دید اوشتابان می رود   گفت جانا نیست سر جان میرود

جست و بیتابانه او را در گرفت — داد بوسه بر تنش در بر گرفت
بعد ازان گفتن گرفت ای جان من — جان من جانان من ایمان من
تا باین مدت کجا بردی بسر — از غمت خون شد جگر خون شد جگر
مائل سبزه دلت من مانکت — می نه آرام گهی آنجا دلت
بار سیوم دید و گفت ای نوجوان — طرفه کاری از تو آمد ناگهان
آتشی در خرمنم افروختی — سوختی جان و دلم را سوختی
نیست این آهو تن بیجان ماست — نیست این آهو دل بریان ماست
نیست آهو ماهی و مهوی ماست این — نیست آهو جستجوی ماست این
ظاهرش دیدی و دیدی اینقدر — حیف بر اصلش نیفگندی نظر
لیس همان آهو که لیس بیخور بود — دفعة دیدم بشکل حور بود
لب گران مست شلاین مهوشی — شوخ شنگی دلکشی عاشق کشی
آفت جان غمزهٔ جادوگرش — همچو سحر سامری صد جا گرش
بود صد بتخانه در هر ناز او — عاشقی دیوانه از انداز او
هر یکی از مستیش میزد خروش — هوش کو چون گرم شد بازار جوش
در جبین آفتاب آئین او — موج دریای محبت چین او
جعد مشکین گشت مستش سجده کرد — هندوی آتش پرستش سجده کرد
ملتقی البحرین هر دو چشم آن — برزخ انفش دران لا یبغیان
خال زیر چشم او از خویش گم — هندوی افتاده دریای خم
تشو غیش یک یوسف گل پیرهن — هرتی افتاده در چاه ذقن
مالکانه حسن کردش دست برد — با زلیخای جمال او سپرد
من ازین چشم گنهگار خودم — دیدم این احوال و در حیرت شدم
زین عجب تر هم دگر بشنو که چیست — خود نه انگاری که این از هرز کیست
دل بخود لرزید یعنی این چه بود — غفلت آمد هوش از سر در ربود

باز پرسید از وی آن پیر حزین
سر نهاد و زد و بخواب آن نازنین

پیر بیچاره ز غم بی اختیار
این سخن میگفت و می نالید زار

های زین گریه زین صحرا و دشت
جان جانم را چنین احوال گشت

های آهو گشتنت این حال کرد
لقمه لقمه سینه چون غربال کرد

های زین کار تو ای من مانع شدم
آنچه آمد بر سرم قانع شدم

پیر همین میگفت آن آزرده جان
کای خدا از دام هستی وارهان

ناگهان آوازی از بحر جلیب
چند سوزد جان زار ناشکیب

ناگه از دل شعله اش برجست و دود
مشت خاکی بود و هیچ آنجا نبود

هیچ در عقلم نگنجد کاین چه شد
آن فقیر و آن بت بیدین چه شد

این زمان از جلوه هایش زیر چشم
باشدم هر لحظه با صد ناز و خشم

بود آن عابد چه و آن رشک حور
کو مرا افگند زینسان زار و کور

نیستم در خود ندانم چیستم
دیدم این احوال را چون زیستم

این چه پیشم آمد از بختم عدم
چون کنم زینسان نباشد چون کنم

هم درین خاکستر و صحرا و دشت
پنج سال و چار ماهم در گذشت

حیرت این قصه ام هم بستر است
تکیه گاهم دائما خاکستر است

چون که شب تاریک گردد با شکوه
میرسد آن حور از بالای کوه

آن هوا نه می کند جلوه گری
میزند غلطک شود همچون پری

تا هوای شهپر او می رسد
در دماغم صبح عشرت در دمد

از شمیمش تازه میگردد مشام
این بود حال من ای والامقام

خورد چون شیر و برنج آن نوجوان
ملک و مال و سلطنت شد رایگان

چیست این شیر و برنج ای شهسوار
چیست لهو و حشمت و ذوق و شکار

فی بیان تعلق الحسن المتعلل من قصة امام الانام ابو محمد الحسن بن علی علیه السلام

آن حسن خسرو خرامان بهشت
سید خیل جوانان بهشت

قال یوماً حضرو فی مائده | جمله خدامش بحسب قاعده
نطع را در حضرتش انداختند | اطعمه هرگونه حاضر ساختند
ناگهان افتاد در دست کنیز | کاسه گرم از طعام بود خیز
آش بر روی مبارک او فتاد | چهرخ را آمد برون دود از نهاد
چون بروی او نگه آن شه بماند | جاریه والکاظمین الغیظ خواند
باز والعافین بلب آغاز کرد | شه در راحت برویش باز کرد
آن کنیزک باز با صدق و یقین | خواند والله یحب المحسنین
ده هزارش از درم آماده ساخت | با هزاران لطف و احسانش نواخت
هم ز ملک خویشتن آزاد کرد | هم دعا با مهر او ارشاد کرد
عفو فرمود از کنیز خویشتن | اینچنین آن تقصیر با خلق حسن
ایکه گشتی تو امیر و پادشاه | عفو فرما مر ضعیفان را گناه
حق ترا انعام فرمود احتشام | تو مخواه از بندگانش انتقام
خادمت هم جرم و هم تقصیر دید | زانکه از ابنای جنس برگزید
[illegible] زینهار | مسکن ظالم بود دار البوار
در گذر زان اهل تقصیر و خطا | باش احسان مجسم در عطا
از غضب فولاد گرد سینه ات | می نشیند زنگ بر آئینه ات
تو مکن بر خادمانت لطمه و شتم | پند انشا گوش کن شد قصه ختم

خاتمة الکتاب المستطاب مع کمال الآداب و غایت الخضوع والخشوع
جناب جمال الشوق والمطرب الذوق و ساقی الوجد و صهبای المجد

ایها الجمال ثم بامر شدی | طهر الارواح عن صوت الحدی
بو تبسم محمل جنازه کن | بهر رحم لطف بی اندازه کن
میرسد بانگ درای کاروان | جان بقربان چنین بانگ حزن

رغبت عشقیه ام شد سیر حاج — حاصلم گردید تفریح مزاج
گر کند خار مغیلان سر زنیش — خیر انشاء الله هست این پرورش
چون صف مژگان شاهد خارهاش — ظل حق همدوش با اشجارهاش
هر تمه ریگ روانش بهر طور — معدن الاضواء وبستان السرور
طی نشد یثرب بعد ازان دارم بکف — حالیا می نالدم دل چون جرس
من فدای منزل بی آب عشق — لذتی گیرم ز فتح باب عشق
حبذا آن شهر و نخلستان او — جان فدای وادی ذیشان او
خضر آید در رهش جاروب کش — میشود روزی سعادت آن عطش
ای خوش آن روزی که در یثرب شوم — تا در احمد بپای سر شوم
بعد یثرب رو کنم سوی نجف — گوهر مقصود خود آرم بکف
خود بخود شوریده چون دربان شوم — بهر طوفش همچو در غلطان شوم
چشیانه چون شوم سوی غری — از معاصی روح من گردد بری
گویم ای مولای من فریادرس — تنگ شد از گریه ام راه نفس
لطف فرما و ببین احوال زشت — بادشاها قاسم باغ بهشت
گر نیاری رحم ای مولای ما — وای بر ما وای بر ما وای ما
استغنی یا ایها الساقی الجواد — جرعة کالنور من راح المراد
سرالی وارسی نیاز سکره — ایها الرحمة [illegible]
خمرة العرفان لا من معصرات — التی [illegible]
یا مغنی انت لی نعم الصدیق — یا شفیقی یا رفیقی فی الطریق
قد مضی شطر من اللیل اتصق — یا خلیلی و اضطرابی و القلق
هیجت لی کربة القلب الکئیب — لیس یشفیها طبیب این الحبیب
غیر ساق الکوثر ضحضاح نور — لا لنا فی الکون بال السرور
یا مغنی سح فان الحزن زال — انما قلبی اسی [illegible]

انتظارت می برد این چنگ و رود … تا ز قوه سوی فعل آرایش زود
وجد الحان خوش موج و شط است … سلسبیل عشق تا بربط است
ساز کن آن نغمه عشاق را … در سماع آور دل مشتاق را
لست من اهل الخضوع والخشوع … جودی یا عین فورا بالدموع
لیت امی لم یلدنی المغتاب … لیت لم یصنع خمیری من تراب
باز خامه سوی رسوائی کشید … جانب هنگامه آرائی کشید
گفت شاهد باش باش ای حق پرست … گفتمش دیوانه را هوی بس است
تا بطی ساقیم پیچ [illegible] … شیر مرغ و جان آدم میدهد
تا دماغم بو ازین صهبا گرفت … در سرم شور جنونی جا گرفت
نغمه ای جوشد هم از سرسام … بوی وحشت می رسد اندر مشام
آتشی بسرشته اندر اندرون کلم … می تراود جوشش عشق از دلم
چون بهائی آن وحید آگاه بود … گوهر معنی ز همت سفته بود
نسخه شیر و شکرش از جواب … گفت انشا هم به آب و تاب
شد پدید خوبیش مستور نیست … جز مواعظ اندرین مذکور نیست
مست هم آغوش عرفان نامه ام … ذوق ریزد از صریر خامه ام
از خراش سینه ام باشد شگاف … اینقدرها نیست آسان و گزاف
این نسق از گفتگوی تازه است … عوعو فریادی و هوی تازه ایست
زانچه فرمود آن امام المتقین … حیدر والا قدر آن ضرغام دین
راوی آنرا در حدیث آورده است … هیچ بر کاخ صماخت خورده است
گوید انظر الی ما قال گفت … غیر لا تنظر الی من قال گفت
صاف باشد گر دلت از لوث و شک … این کلامم ریزدت از چشم اشک
نزد مردان خدا بی شک و ریب … هست این گنجینه اسرار غیب
تا بود در عالم توحید گنج … ماند انشا الله این شیر و برنج

غرهٔ شوال و سال الغ بود ‌ تا که آید این کلام اندر شهود
گشت تحریرم هم آغوش فیوض ‌ می برآید سالش از جوش فیوض
هم درین وادی چو فکر من شتافت ‌ نغمهٔ آهنگ دل تاریخ یافت

سید انشاالله هم فرخ شیم
گفت تاریخش خروش موج یم

تمام شد



مثنوی بی نقط

و لوحه سخن نیز بی نقط و هم لوحه موزون

بسم الله الرحمن الرحیم

لوحه در حمد مالک الملک

الحمد لملک الملک را	کو داد مدام روح ما را
الله اله آله عالم	علام و ودود کردگار هم
در کاسه سر سرور آور	در گلکده روح حور آور
در مرحله حلو او گم	ادراک و حواس و هم مردم
وادار دوار اسلام ما	صد حسرت هلاک کرد ما را
حمد آر و مراد و مدعا ده	آلوده وزر دراد و اده

لوحه در مدح سرور گل

ممدوح اهم رسول اکرم	در علم اله اصل آدم
او مالک اهل سر سرمد	سردار همه رسل محمد
گرد ره او لوامع طور	هم سرمه مردمک ده حور
دریار علوم سرور کل	در گلکده سرور او گل
هم ماه سمار علم و ادراک	هم مطلع مهر سر لولاک

لوحه مدح سوار دلدل

ممدوح ملک سوار دل	دانا و رسول سرور کل
و داور و داور و [illegible] اشداو	سرکرده اول ده و دو
او اصل اصول آل طاها	صمصام اله و حسام آیل
حمد العلاو دار مدد	کو داد و داد آل احمد
در راه ولا ملک گواهم	شد ره و شد ره سرو آهم

لوحه در مدح مالک گاه

دار اعلم و مکرم ملک	و الا گهر و مسلم ملک
و داور و داور دل آگاه	هم اسم رسول مالک گاه
ماه عالم عماد اسلام	از حسم آور مور و مرد و دوام
او حاکم ملک کوه و صحرا	محکوم هوا و هر هر او را
در عرصه و هر گرد گارا	آور در وام او همارا

لوحه در مدح حاکم عصر

او محرم در که معلا	او مالک مهر و کلک والا
الله ورا مراد داده	اعطا علا له السعاده
در مدرسه کمل او	هر کودک هم اسم ارسطو
راس الامرا مدار هر کار	او گوهر سلک سر احرار
داور در ملک طوس و کسرا	دارا دار او را و ساده آرا

لوح سر سلام و سلما

هلال همه امور اسرار +	راس الرسا و اهل اسرار
آمد در مردم دل آگاه +	سلک گهر کلام همراه
در داد ملک سرور ما را	گروه سر کامل سر و دا
کامسال که در کوه و صحرا	در مصر احاطه کرد گلها
سرکرده سوار دل آرا	اسم او الا سلام او را

ما او ... که ورا سر اهم
سر گرم ... سوار او هم
همه سلسله عطار و آسا
آهو ورا اسم و دام طاوس
مسرور سوار رود ارد کرد
حاصل که اراده کرده هر سو
هرگاه که مهد عالم آرا
آهو در لمحه آه دم کرد
محروم و ملول و همدم درد
کامد سر راه او هما وار
او را علم و عمل عطا کرد
در صومعه او وداع هر کار
آمد سر راه و رحم آورد
او در همه حال کرد اهمال
اما هر کار را دوا کرد
او هم سر داد مرهم آسا
در صومعه آمد و در آسود
حاصل کرده سعده آرا
هرگه دو سه دم دگر سر آمد
کار دگر آه سحر او کرد
آهو را اصل سا جره گو
مسلما ورا اسم و همه دور
که گاه کمال ... کرده

آمد ... هم کار گام مرهم
آمد در وسط راه در دم
آرام دل آهو حرم را
در برده و سرا مرام طاوس
او هم را ... دوا داور و
او در دو دور دو ر آهو
صد در همه ملک داوه را
گم کرده ره مراد را مرد
در دل سوی صحرا راه کرد
مرد صد ساله که دوا دار
درد و الم ورا دوا کرد
کرده در دور و اسم داوار
دل داد و سوال حال او کرد
کرده گسل و الم ور الال
سر در جهره گدا کرد
سر کرد او راه صومعه را
در مسلک سرور گوهر آسود
در کاسه گل مراد و اما
آهو در صومعه درآمد
آهو را ... ه رو کرد
مرد صد ساله و اله او
در روی ... لمحه طور
آهو وا آمده سمره

حال آمد سلام [illegible]
گم کرده جو کس ما سر اسم
[illegible] ملک دل آه را علم کرد
اورا اواز داد صد درد
گه کرده [illegible] ما داده
هم آمده در [illegible] که سلا
کرده [illegible] را گم
بیداری
حاصل آمد [illegible] ورا ورا
گه ولوله گاه آه کرده
گه در [illegible] سما و سلا
سر کرده کلام را که حورا
در [illegible] اکرده دوا د و
دارد کسل و کلال حالا
لم اور سواک حاصل العمر
واگو که سر دری که کردم
ور دا ور داکه در ور دم
سر کرده [illegible] کلام و هو کرد
ور دوم سده کرد احاطه عالم
دوده دل داد داد هر دو
ور داکه سلام ساده رو مرد
ور داور داکه ما و ا مرد
ور داکه ده و ده سال حورا
مدو اهد و اصدا آه [illegible]

کرده [illegible]
حاصل اورا دل [illegible]
دل را گرده و صد الم کرد
سلاسل [illegible] و او کرد
گه داد صدا و سر [illegible]
در [illegible] سر ور آمد ا
در رد [illegible] سلام هر دم
دل و [illegible] کار حورا [illegible]
کار دلاک کاه کرده
کرده راه [illegible]
دل ده احوال کو لدا را
هم کرده [illegible] و صد کو
هر دم کر [illegible] و لیلا را
اهوا اهواک حاصل العمر
گر ده کر [illegible] که کردم
ووو دم کر م و آه سر دم
و [illegible] گرده [illegible] آور د
کرد آهو دار [illegible] ح اورم
کرده در هم [illegible] هر دو
مد [illegible] ده و ده ساله او مرد
سر کرده را و ملک [illegible]
کرده آرام گه ارم [illegible] ا
ور [illegible] داد و اسلام و سلا

[illegible]

در مسکم آمده همدم | حاصل حالها دسمر همدم
کمالکه سلام همه سو | مُعْصل دار و سرو و کوکو
صد واکه دو او کلها کرد | صد ملک ملک آگه اکرد
در دوام آور صد همارا | ملک سده کرد و دو ها را

در اسم سوسن وگل

لله الحمد کو دو لمم واد | در ساده کلام کرد امداد
کلکم که ماو مسک وارد | در دوام کلام آهو آرد
حاصل آورد در معما | اسم گل همدم و دل آرا
هم اهلا را مدام همراه | در رسم کلام او امه الله

لوحه در مدح اسم والا

راس الحکما و سرو روما | هم سرو رما و مصدر ما
هر کس ور وهر مهر آسا | آرد در مدح اسم او را

لوح سال کلام سطور

ند ور سالک کلام کردم | گرد اکرم اله گردم
کردم سال ورا محرر | طور الاسرار و سطر گوهر

در لوحه وعا احاطه کردم

عمر صد سال ده الهم | اللهم ارحم ارحم ارحم
اسلام ده و کمال آرا هم | آور عمل مرام در کام
حاصل مهام سرو گردد | هم سد ره دو وار و در گردد
در دو دره و سرو و دار سر و | ده ورد اسم آلاء و حور
در عالم دار کرد و گارا | اولادم مه و ساده آرا

روز خرم الله آرم

دارم در کاسه سم الها | مرادم مردوم کرم الها
رحمم آر که مدعا م دارد | آمو کرد ار رم الها
گم کرده ره سم مراد دل کو | دارم درد و الم الها
درد او در داکه در ره درد | حمله آورد هم الها
عودم سطوه وال دهرم | کو دام وکر ادرم الها

مارا ور داد صد گهر کلک
آورد همه سطور در سلک

تمام شد

تا اینجا در سنه یکهزار و دوصد و چهارده هجری نیمه شعبان المعظم اشعار نبوک قلم آمدند



مثنوی شکارنامه که حسب الارشاد جناب عالی متعالی در سفر ده‌هره بقید تاریخ بطریق روزنامچه بنوک قلم آمد

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد خداوند وحوش و طیور ... نور ده چشم غزالان و حور
شکر وی آهو برهٔ باد صبیح ... کرد و بری گشت ز اقسام قبیح
در ره وصفش سمک و آفتاب ... خورد بسی از جگر خود کباب
سوخته و کوفته و کافته ... تا که چنین نور و ضیا یافته
آنکه حریم حرم آباد کرد ... صید حرم را همه آزاد کرد
بهر دگر صید خودش حکم داد ... آمده در چنگ گوزن مراد
شارع من کرد برامت حلال ... طیب و پاک است بلا احتمال
هرچه که پیدا شده در بحر و بر ... جمله مهیاست برای بشر
رحم برین نامده در هیچ شکل ... اینهمه شکل است پی بهر اکل
ترک لحوم از ره نادانی است ... شاهد این دیدهٔ قربانی است
این چه کرم است و چه لطف و عطا ... صل علی سیدنا المصطفی
خلعت او هرچه زبیش و کم است ... جملگی از بهر بنی آدم است
بین که چه خوش باغ و بهار آفرید ... در امرا ذوق شکار آفرید

تهنیت رایات عالیات

اینکه کنون میگذرد در شمار	بست فزون از دو صد و یک هزار
بست دو و هم از مه ذی حجه است	جاذبهٔ شوق ولیرانه جست
ساخته در خامهٔ انشا وطن	چند هزار آهوی مشک ختن
بکه کنون میسه مضامین کنم	با سرگی ناطقه را زین کنم

در تمهید کلام

از مدد شیر خدای ودود	صورت عنقاست طرب بر کشود
ذهن ودود کار رقص چو طاؤس کرد	مست شده آهوی صحرانورد
طائر اقبال به نشو و نما	سایه فکن گشت بسان هما
خیز ولا صبح سعادت دمید	فصل گل و باد بهاری وزید

در تعریف حضور پر نور

اشرف خیل وزرای زمان	تا حشم ملک همه هندوستان
صفدر و منصور و سخی و شجاع	بست کمر از پی قتل سباع
تافته از خانه بعزم شکار	کرد بر و برج اسد جان نثار

در تعریف خیمه و خرگاه و نوبت و نقاره و ما یتعلق بذالک

تا که بزد خیمهٔ زرین طناب	آمده در برج حمل آفتاب
بهر قدم بوسی آن بارگاه	آمده نوروز در اثنای راه
گشت ز نقاره صدای بلند	زنده بیان زنده بهان بی گزند
وز دهن نقره برآید بجوش	تا تبوان تا تبوان هان خروش
ملت صیاد است و آئین من	دین من و دین من و دین من

داشده ز رقیبان و همین گره‌ها — با دبده باد بده باد صبا
دشمن این خانه بجگر خون بود — دون بود و جهان بود و دون بود
عیش برون از حد اندازه شد — سهم کهن از حشر تازه شد
غلغله کوس به کیوان رسید — آب شده زهره دیو سفید
کوه چو غریدن پیلش شنید — صورت خرطوم وی از دور دید
گفت برون آمده از زیر ابر — صورت افیل سیه صید ببر
وقت هما نیست که سیمرغ قاف — بگذرد از قله لاف و گزاف
آنچه ندیده است فریدون بخواب — جمله مهیاست ورا در رکاب
چونکه بدید این همه عظمت و شکوه — لرزه برافتاد بر اندام کوه

قطعه در تاریخ

خوج لطف موج باین عز و جاه — گرد به سایه چه بر اوج ماه
شوکتش انشا بخط زر نوشت — نقره تاریخ لطف نوشت

در تعریف اسپ

شو چو بر اسپ عربی برنشست — آمده بر فوج غزالان شکست
اسپ چه اسپ اشهب باد صبا — اسپ مگو شه رخ گلگون قبا
اسپ باین شوخی و نچسب کو — حور بگو اسپ مگو اسپ کو
اسپ بدان لمعه شرق است این — اسپ کجا چشمک برق است این
پیش روی جودت طبع سلیم — گام نهد بر بر و دوش نسیم
غریب ده کوه و بیابان نجد — قیس اگر بنگرد آید بوجد
سیرت لیلی رسدش و غزال — با همه چالاکی و حسن و جمال
بشنودش ار تا ور کوهستان
وصف کند با همه ایرانیان

[illegible]

شوال ار ره حیدر تا کم اوله	لیکه قبله او به کو لو سم او رگوله
وصف گلگون مهر و پرویز گو	تا نگنجم عرض که شبدیز گو
گو یش از تحفه رخش کیان	لایق مدحش نبود این بیان
سو سمک ابلق لیل و نهار	از دو او حسن بری آشکار
گرم چو کرد اسپ نو آموز را	ساخت خجل یوز قراگوز را
اسپ مگو صنعت باری بگو	اسپ مگو باد بهاری بگو
گرد بران کوکبه هر کس نگاه	کرد دل خود گفت که بار اله
این روش از جمله روشها جداست	بر سر او سایه شیر خداست
تا نگه تیز درخشان چو برق	هست در الطاف خدا تاج فرق
وان فرد او که شلاتین فن است	خنگل شهباز شکار افگن است
پر شده در گنبد نیلی رواق	صل علی راکب ظهر براق
وا و سعادت علی عالیش	کرد درین ملک جهان داریش
شاه سواریست گزین گونه جنس	گاه ندیده است کس از جن و انس
زیب ده کشور هند است او	عظمت الله تعالی بگو
گرچه در القاب وزیر شه است	دولت او زینت مهر و مه است
شد ز محرم چو دو دیم آشکار	شیر شد از دست مبارک شکار
پنجم آن ماه دگر وقت شام	شیر ژیان شد ز تفنگش تمام
یا شده هم باز یکی بچه شیر	آمده در جنگ وزیر دلیر
نصف تن او حرکت می نمود	نصف دگر زخمی و درمانده بود
حکم چنان شد که ازین بگذرند	کشتن این خسته ندارم پسند
کشتن بیچاره نه کار من است	جمله شیرانه شکار من است
فیل سواری دگرش بید رنگ	آمده بیجان نشش بود از تفنگ

هفدهم ماده دگر شیر نر
بود سه ذرع از سر و دم طول آن
نوزدهم باز و نر بیر و لیک
ماده آن شیر دگر گشته شد
بستم مه سر در روی زمین
آنکه میان وحل افتاده بود
بست و دوم شیر دگر روبرو
برق تفنگش که بود بی عدیل
لرزه بر اندام جوانان فتاد
بست و سوم قاشم فلک جهان
شیر قوی هیکل و نچماق تر
آمده در دام سنبلی جناب
بسکه درین دشت گوزنان و غزل
حکم خرد کرد که شد تیغ صور
شد همه خاشاک چو نوک تفنگ
جمله نیستان شده خس سده
بعد ازان سادس شهر صفر
حمله اش افزود یکی بر یکی
داشت ازان هر سه یکی رو بتخت
شوخ زبس بود و بر چهره دست
تیز همین دید بوضع نشست
دیدمش آن ماده و شیر و ترم
ناگه چو شد هر سه برون آمدند

کشته شد از دست همان واو گر
شیر ژیان بود و چه شیر ژیان
زنده بیاورد یکی بچه شیر
صید چنان گشت که زو کشته شد
گشت دگر ماده شیر عرین
بهر تعب وقت شدن آماده بود
آمده و کشته شد از دست او
گشت دگر آهوی از پشت فیل
پیر فلک دست ورا بوسه داد
گشت چنان شیر ژیان گران
دیده نباید است ور تنها دگر
آهوی دراج فزون از حساب
کشته شد و کشته شد و پایمال
از پی انواع وحوش و طیور
آتشی افتاد ز دود تفنگ
شیر دگر بست و چهارم زده
شیر سه تا گشت همان داد گر
ماده دو تا بود ازان نر یکی
سر زده بنشست بشاخ درخت
پنجه زد و دست یکی را شکست
تا که خدا داد جانش بکشت
داشت سه تا بچه درون شکم
پیش نطفه غرق بخون آمدند

گاه نبود است که از اتفاق / جمع سه تا شیر شود بی نفاق
اینهمه از دولت اقبال اوست / جمله جهان تابع اجلال اوست
شام همان روز سعید آن وزیر / کند ز تن جان وگر ماده شیر
آنکه کشید آدمی از پشت فیل / همچو نهنگی که در آید به نیل
از شکمش بچه بر آمد چهار / گشت نیستان همه چون لاله زار
گشت میان چون دهم از شهر صدر / زیب ده فوج شد آن رشک بدر
رفت پی صید و گرفت آن زمان / زنده سه تا بچه شیر ژیان
مادرشان چون بچه ها را ندید / تند شد و نعره زنان در رسید
فتنه چو غرید نشش انگیخته / حلقه فیلان همه بگریخته
تا کمش از شعله برق تفنگ / گشت خداوند ورا بید رنگ
کشته شد از بازوی آن کج کله / شیر نر و ماده همه یا تر ده
بست و دوم از سفر آن جم وقار / آمده در شهر خود خوش از شکار

باشد و اقبال و بجاه و حشم
سایه بیفگند چو ابر کرم

تمام شد مثنوی شکارنامه

مثنوی در ہجو زنبور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان بھڑون نے کیا یہہ ابکے قہر — کہ ہوا زرد پوش سارا شہر
دیکھیئے اسکے تک جو انمروے — سب پر ایک اپنی پہیر دی زردی
باغ مین پہر جو کہیل کہیل گئے — ساری چنبیا کے پہول پہیل گئے
معتی کی زرد و زرد پہلیان مین — یا گل اشرفی کی کلیان مین
کیا کہی اون کو کوئی دانشمند — کر دیے ہین انہون نے رستی بند
مہ لسری پونکی سینچے دیکھیئے جب — کہرنیان سے بکہر رہے ہین سب
جا کے کو سہونکے کوئی دیکھے بہار — زرد چنبیلے کے پڑے ہین ہار
اوڑ گئی وہ سفیدی اور اودی — اب جدھر دیکھو زرد و اودی
پہر جو شاخون سے ہر شجر کے اوڑے — تو املتاس ہے کے پہول جڑے
بھر گئی تیش و پر سے ہر کیاری — بہٹ کٹیا سے لگ گئی ساری
ساری زنبور یہہ جو اوڑ لاگے — سب نے کیسے کر لئے باگے
ساری دیوارون پر قطار قطار — زرد مرچونکے سو گہتے ہین ہار
کا یک اور نایک اور سیر داسئے — لگی گانے بسنت رت آئے
سکل بن بہولین ورم مسلر مان — بن گئین شاخ زعفران پریان
تہی درختون سے جو بندہی ٹٹے — ادہلین زنبور سے لگے چہتے
بن گیا تاک خانۂ زنبور — ہوگئے زرد خوشۂ انگور

آتے زنبور کو اسے تھے مرگ — جنکے دولت ہوا یہہ دل صدبرگ
پاؤں پیاں نسیم خوش رفتار — صدقہ ہوتے تھی جسپہ باد بہار
لوٹی اوسپر بھڑونکے جوڑے — تو لگے چال چلنے وہ بھدڑی
سیوتی کہاکے مرگئے ہیرا — رہ گیا سو گلاب کا زیرا
سیاں جو فوارے اب اوچھلتی ہین — سونکی ٹنڈیاں اوسکتے ہین
بدلے سوتے کے دیکھہ یہہ عالم — آکے پکھراج رو گئے شبنم
اب جو خشکہ کو سے پکاتا ہے — سو مزعفر پلاو کھاتا ہے
ہو گئے بیچ ان بھڑون کا آئینہ — بن گئی ٹھیک ٹھاک خاگینہ
چاندنی کا جو پھول تازہ ہے — سو وہ ایک نرگسے دو پیازہ ہے
شہد اوگلا جو ان بھڑون نے سہ چند — پہول جتنے تھے بن گئے گلقند
زرد رو کاسۂ شراب ہوئے — سب مگر نرگسی کباب ہوئے

قطعہ در زبان اہل برج

ایک جو بھونرا بھڑون نے گھیر لیا — خوب سا اوسکو ہیر پھیر لیا
تو لگے کہنے نندگانو کے جاٹ — لال جیو ہون تو ہین اوہین کی بہاٹ
سدہ رکھت ہین تمہارے مایلکے — جی ہو پیرے پچھوڑے وا سیکے
آئی کانن کے بیچ بھو آین — آج بہتی وناں مون مرلی دہن
کشن جیو ہو کرتیل کو جنگل — جہاڑ آین لیے ہین آپ ونگل
کوٹھہ کلا سہوت کے بنا مئی ہام — دوار کا بیچ جا لیا بسرام
برج منڈلا کے سرت لیت نہین — اجو رنجاک ہو تمکان سیت نہین
یون کہت کام بن مہاراجہ — دہن مہاراجہ دہن مہاراجہ
دیوکی نندن تمہارے ہم ساوس — کس نہین آت ہو ہمارے پاس
تم بنا سون ہی یہہ بنسی بٹ — نا ہنا چیر گھاٹ نان آسنٹ

پھیر چاہت نہ کرے یہہ نہدرا ہن ۔ سری گوپال آپ کے درشن
کھنو ترست ہے ٹکان سیوا کنج ۔ جمنا جل مون بھری بھڑونکی بیچ

ق

وہ جو کھاتے ہین پان مین زردا ۔ گھس گئے اونکی کان مین زردآ
تھی چمن مین جو نرگس شہلا ۔ وست و پا اوسکے خوب سے سہلا
آخرہ کار کرو یا بیمار ۔ اوسے یرقان کا ہوا آزار
بسکہ ٹھہرے دکھائی اوپندیہ سے ۔ سیکڑون کوس لگ گئی گیندی
دیکھیو اپنی روپ مارے کا ۔ سورج ایک پھول ہے ہزاری کا
ان بھڑونکا یہہ کچھ ہوا احوال ۔ جسطرح ہون نبولیان پامال
غور کیجے ٹک انکے فرع و اصول ۔ سیکڑون کوس ہین ترئی کے پھول
گاس ہین ارہرین سے پھول گئین ۔ ہرنیان اپنی ہوش بھول گئین
ان بھڑون نے دیا یہہ سب کو بھوگ ۔ لیکے بستر ہوا نے سادہا جوگ
جل بے زنبور تیرے شان و شکوہ ۔ بھر گیا جعفری سے دامن کوہ
بو سے گل اپنے ہوش بھول گئے ۔ سامنے اوسکی سرسون پھول گئے
آئے بادل برس گئے سونا ۔ ان بھڑون سے بھرا ہر ایک کونا
کس لئے کوسے مفلس اب ہرسے ۔ یہان بھی وکھن کیطرح لچھن برسے
فوج زنبور دیکھ مور و ملخ مر ۔ ہوئین ٹھنڈک سے چہاتیان سیخ
گیا رہی بات رونے دھونی کے ۔ آگئی نار ہی ایک سونے کی
تھی جو دریا کی گرد کے ریتی ۔ وہان ہوئی زعفران کی کھیتی
اونکے الجھیڑ و نین جو آکے پھنسے ۔ قہقہہ مار کر نہ کیونکہ ہنسے
کھیل کر اپنے جی پہ آتے ہین ۔ گال لوگونکے توڑ کھاتے ہین
خلط کے خوبی ہونٹ توڑ لیا ۔ جسے چاہا اوسے بھنبوڑ لیا
گھاس ہے جیسرون مین یا سرکے ۔ سب مین رنگت سما گئی بھڑ کے
انکی آفت جو دشت نے جھیلی ۔ پھولی اوسمین بھی زرد چنبیلی

نکانشہ ہلدی کے ہین یہ زہریلی
بوالعجب قہر ہین یہہ سب زنبور
بسکہ چھتّے جو آگئے یہ بدبخت
زعفرانی پہن کے ایک قبا
دیکھہ زنبوروں کے پرونکی جھلک
ہی سفیدے تو آپ کے سرکی
نیمش زنبوروں نے زلبس توڑکے
جو کوئی نیک بخت چھتّے ہے
ہوے دشمن جو کونے کونی کے
بن گئے چوب زرد کے پائے
اور اونچھونکی دل مین بیٹھا جو ر
خوب روئی یہ تو شکوں مین بھرے
اور تکیونکے کیا کرون اوصاف
بل بے زنبور تیرا چھو منتر
زر ریشم کی ہوگئے کترے
بسکہ زنبور وہان جو پیسکے ہوئے
اور دو پٹونکے کیا کرون تکرار
شکل ہر شے نے پکڑی سونی کی
بھڑ کے صورت تو ستی ہے ساری یہان
ان لعینونکے دیکھئے جلدسے
اپنے نشین پہ وہ نمین جو دہر دین
ایک بھونری سے نے جو دیا طنبور
کھول اپنے پرونکی بان نشان

سانپ کے طرح ہوگئے لہریلے
ہلدیا ز ہر ہین یہہ سب زنبور
ہوگئے زرد پوش ساری وخت
اوڑ چلے اب چمن مین باد صبا
بیضۂ مرغ بن گیا یہ فلک
بیچ مین وہ زمین سوز ردی
سب نے ماںجھی کے پینے ہین جوڑے
اوسکے پوشاک بھی بسنتی سے
بن گئے سب پلنگ سونیکے
اور اوسی وضع کے وہ پردے
لگ گئے خودبخود فرشکے قور
ساری اوڑھنیان جیسے زرد پرے
چڑھ گئی سب یہ زرد زرد غلاف
شبو کے رنگ کی ہوگئے چادر
اور کیسہ مین سب لگی پشتی
زرد شالی لحاف سارے ہوئی
پس گیا اونپہ آکے ہار سنگار
واقعی ہے جہان سونے کے
نرہا اونکی دلمین کچہہ ارمان
جاکے دریا مین گھولدی ہلدی
مچھلیان سب سنہریان کر دین
نکلے مکھن بتا بتا زنبور
اف رے آمی کا فر تمہارے شان

ایک رنڈی کا نام تھا کیسر — ناک کی اوسکی توڑ دے غیبر
چھوڑ دے اوسپہ ٹونیکے جھڑیا — اوڑ گئے اوس کی سونیکی چڑیا
نقرئی سے تھے جہان تلک کہ ظروف — ہوگئے وصف طلا سے سب موصوف
اشعۂ آفتاب عالم سوز — مین یہ کہتا ہون دیکھ کر شب و روز
زرد پھر کے سے جو لگے پھرنے — سو ہرا لے ہے کوتنے پھڑنے
ہوگیا سونا تانبا رو یا رانگ — کچھ عجب روپ کا یہ آیا سانگ
آندھیان زرد زرد جو چلیان — ہوگئین زرد شہر کے گلیان
سارے زنبور ہی اب آئے نظر — ہے کچھ اِنشا بسنت کے بھی خبر
اور کچھ کھئے سو یہ کیا مقدور — کاٹے کھاتے ہین ہاتھ مین زنبور
پہونچی اب تا بہ آسمان زنبور — بنگئے شاخ زعفران زنبور

آگے بس خیر اب بکھیڑا ہے
بھڑ کے چھتے کو تونے چھیڑا ہے

مثنوی در ہجو کھٹمل

کچھ یہ کھٹمل بڑھے ہین اب کے سال — کہ ہوئی سب زمین لالون لال
چھا گئے ہین جو سارے یہ بدبخت — شاخ مرجان بنے تمام درخت
گھسی ایک اونکی جا بجا لڑ ہے — بیخ جو ہے سو مونگے کی لڑ ہے
ہوگئی سرخ بید ساری سرد — لال مرغی بنے تمام تدرو
بسکہ جا کر جمے قطار قطار — ہوگئے لالہ نرگس بیمار
دشت اور کوہ پر کیا جو دخل — مخمل یاقوتی بن گئے سب نخل
ان لعینون کا یہ سہاگ ہوا — تھا جہان سبزہ لال ساگ ہوا
بس جدھر دیکھو ہے انہین کا غل — بنگیا ہے زمانہ لال مغل

کافروں نے یہہ قہر کام کیا
کھاروے سے لپٹ گئی سب جہاڑ
موج دریا کو کر دیا خون ناب
انکی رگ رگ کے بسکہ فوج ہوئی
رات سکھہ نیند کو جو ترسے ہے
دیکھہ ان کھٹملون کو یون جالاک
کر نظر اُس بہار کا عالم
ہی یہہ لوہو بھرے کچہہ انکے نقل
ہوئے بچین جو آچھلتے ہین
جتنے تھے بیدمشک کے شیشی
وہ بڑی جو گلاب کی خم ہے
کون کہتا ہے انہین آب بھرا
جتنے تھے آسمان پر تارے
لال مخمل کے اپنے پہن کی قبا
خوب دیکھو تو فرش سے تا عرش
نظر آتے ہین سرخ ہفت طبق
جا اونھون نے لیا جو جیت جوا
یہہ جو لٹتے غرض کہ ہو سب بھٹے
خون منضود ہو گئے سب ریت
یہہ جو خونے لپٹ لپٹ کے موئی
چادر ماہ تھی جو کوٹھے پر
سو ہا گانے لگا ہر ایک مطرب
جتنے تا کو تین تھے لگے انگور

چون قزلباش قتل عام کیا
بن گئے لال ڈوانگ ساری پہاڑ
جانور سارے ہو گئے سرخاب
لال ڈگے تمام فوج ہوئی
اوسکے آنکھون سے خون برسی ہی
صبح نے بھی کیا گریبان چاک
آنسو لوہو کے ہو گئے شبنم
کہ چکا بو مین نہر کے ہے عقل
ہو منھہ سے فوارے لعل اوگلتے ہین
بن گئے خون خشک کے شیشی
سو وہ خاصے شہاب کے خم ہے
حوض مین آ کے سب شہاب بھرا
ہو گئے سوج پھول انگارے
ہو گئے سرخ پوش باد صبا
ہے سقرلات سرخ ہے کا فرش
پھولے پھرتے ہین اونکے بیچ شفق
آبشارون سے بہے شہاب جوا
گل مختوم ہو گئے ٹٹے
جتنے صوفے تھے ساری آئے کیت
کوہ شنجرف سب پہاڑ ہو گئے
لے لیا اون نے گیروا بستر
سکھرے بیچ سے ہوے غائب
اونکو ان شب نے کر دیا ناسور

کپڑے سے تھے جھلکے زعفرانی پاس
ہوئے گلشن مین سب حنا بندے
چھٹے چارو طرف سے جو تھے پھل
آ گئے موج لالہ پر سر جوش
ہو گیا سب زمانہ کا دنگل
برج بے اختیار یاد آیا
جو بڑا اون بنار و نکی دھیان پڑے
کھٹملون نے زر بس دیے سبتے
تاک پر جا کے اونکی ریل چڑہے
معدنون کو جو کر دیا مبہوت
سہرے بس دم تلک لیا جوڑ ہاتھ
نظر آتا نہین کوئے ہرگز
پر کنجشک پر سبھے قہر کیا
نہین اس قوم سا کوئی لیچڑ +
جس طرح ہو وسے آن لگتے ہین
جس جگہ ان کے جان چھوٹی ہے
نہ فقط یہ چمن کے بیچ مین ہین
بولے ہے کوئی تیز ہوش بنے
ہر طرح سے یہہ جہان تک لیتے ہین
ہملہ رے کھٹملون کا تیکھا پن
اور پلنگون مین جتنے سیروے ہین
ساری جو لوئین یہ جو گھس آتے
کہتے تھے لالہ دیو کے نندن

ارغوانی ہوئے اونہون کے لباس
بولے نرگس کہ یہ چھپے بن سے
چھپے ہو گئے گل مخمل
اوڑ کے سب پھول گر پڑے مدہوش
انکی دولت کرنیل کا جنگل
اور سہانے درختون کا سایہ
سیکڑون جنکو بار یان چڑہے
بن گئے لال بیگ سب سکتے
کیا منڈہے کھٹملون کے بیل چڑہے
سارے الماس بنگئے یاقوت
نگئے کھنکھجورے کا سے سانپ
جتنے کیڑے تھے بن گئے قرمز
لال مینا کا اوسکو روپ دیا
تو شاہین انسے بنگئین کیچڑ
چارپائی کے کان لگتے ہین
سرخ کمخواب کے سے بوٹے ہے
ہوتے دولہہ دولہن کے بیچ مین مین
میر سے چادر پلنگ پوش بنے
عیب جسکا ہو ڈہانک سیتے ہین
ساری تکیون مین انکا ہے مدفن
رکھتے اپنا لباس گیروے ہین
صاف مونگے کے بنگئے پاسے
پٹیاں بن گئین رکت چندن

مان ارجن کے بن گئے سب مان — اور اودوا انہون نے کھائے پان
کبھی انکی جو کچھ شکایت کے — ایک پنڈت نے یون روایت کے
ایک راون کا پوت تھا جیل — اوسکی اولاد ہین یہ سب کھٹمل
راون او لنکا تھے نوا بنے — لوہو پینے کے انکی دلمین ٹھنے
کیون نہ وین چارپائی پر ڈنکا — چھٹ گئے انکے سو نکلے لنکا
سوپہ سوتے کو لیتے ہین جب تاڑ — کرتے ہین اپنے سے او کھیڑ بچھاڑ
ستلی ہے سوتلی ہے انکی پڑے — چین کیونکر یہہ لیوین کوئی گھڑے
راجپوت نکے سے کیون نہ باندہین ساکھ — ایک سے ہوتے ہین یہ نوسے لاکھ
کیون نہ ہر فرد ہووے غیرت دار — قوم کے اپنے یہہ بھی ہین سردار
لاکھون پستے ہین مارے جاتے ہین — پھر وہی رولا کرکے آتے ہین
کھا لیا جو چمٹ کے کھالون کو — دہرتے ہین نام سونے والونکو
یال شنجون کی ہے انکو یاد + — یعنے اس کام کے یہ ہین استاد
لال لال اونکی کرتیان دیکھو — سرخ پلٹن کے تھرتیان دیکھو
بات کچھ کہو لتے نہین ہرگز — موہنہ سے کچھ بولتے نہین ہرگز
کچھہ نہ فرزین ہے نہ فیل یہان — کوئی دم مارنے سو بخیر یہان
نہ تو سنگین ہے نہ یہان بندوق — نہ تو باروت کا کوئی صندوق
کاٹ کھانے ہی پر یہ بس غش ہین — ہین تو جنگے پر ایک آتش ہین
توپخانہ نہین کچھ آپ کی ساتھ — لوہو پیتے ہین پر یہہ ہاتھون ہاتھ
بیشتر بے ہار سب کو دیتے ہین + — اور لوہو کو چاٹ لیتے ہین
سو ٹی موٹی ہین ایسی جون بندوق — اونگلیون پر لگا لیان فندق
نہ تو کچھ بولتے نہ چالتے ہین — غصہ چپ نا ندکے نکالتے ہین
کام رکھتا حنا سے کچھ نہ رہا — انکی رنگینیون نے صاف کہا
سارے ہی محلون مین جاگ ہی ہم سے — ابتو گہرا سہاگ ہے ہمسے

امی بجے چار پائی بھی بولے — نیند کیا ہے یہہ ایک ہے ہولے
کھٹملون سنے کمال چھیڑا ہے — رنگ ایک لال لال چھڑکا ہے
ناچتے ہین وہ ملکے چھوٹے بڑی — ہین گرغش ہین پڑے وبڑونکے دہڑے
بس یہی شور ہے ہرایک طرف — بجتے پہرتے ہین جو تڑونکے دف
گھرکوئی نیند اپنا پہاڑ رہے ہے — لیک کھٹمل نے کیا او کہاڑ ہی ہے
کہین بالونین گھس گئے جونکی جگہہ — سرکے بھیجے کو کرتے ہین آگہ
تکیہ ہے یار ضائی یا کہ لحاف — چڑہ گئی سب پہ سرخ سرخ غلاف
وانیونکی ہوتے وو پٹہ سرخ — اور بچونکے جھنٹے ہے سرخ
کون ان موذیونکا موہنہ توڑے — پہنے ہین سب نے سونوینا جوڑے
جھوٹ پنڈت کے وہ روایت ہے — وہ تو چیونٹی کی ایک حکایت ہے
پریہی جانتے ہین اہل یقین — ہین یہہ سارے لعین ابن لعین
یا تو یہ ہین یزید کے اولاد — یا کہ ہے شبہ نسل ابن زیاد
جون جون مرتے ہین بڑہتے جاتے ہین — اور لوگون کو توڑے کہاتے ہین
کام ہے انکی ہے مریدون کا — ڈھیر جو گنج ہے شہیدون کا
ایسی ہے کھٹملون کی آئی فوج — کہ سمندر سے جیسے اوٹھے موج
ہوئے یکبار ہاتھی گھوڑے سرخ — اور سوارون کے سارے جوڑے سرخ
پاؤن سب وحشیون کے بھول گئے — ڈہاک سے جنگلونمین پہول گئے
الغرض تہا جہان جہان جنگل — بن گیا گہونگچیون کا وہان جنگل

بس بس انشا نہ چھیڑ اب آگے
لوگ ہین سارے رات کے جاگے

مثنوی در ہجو پشہ

پہر مچہر ونکو ہوا ہے ابکی یہ اوج — دب گئے جنسے مرہٹونکے فوج

سنو کے سمجھے ہین کالے کالے ہین
ہین دو پٹہ مین صاف گھس آتے
انکی سنسناہٹ کے ہے یہہ آواز
نیش کو انکی ریزے ریزے ہین
تاک مین ہر طرف سے ہوکے فیل
آسمان و زمین و مجنہ و نیاز
ہے سیہ پھول کے سے کالے اونسے
کسکو یہہ چین لینے دیتے ہین
آندھیان اونسے کالیان چلیان
انکو ٹل ڈالئے جو اونکے پر
کیونکہ کاٹے ہین آپ لوہو لال
چاٹ لیتے ہین امرودونکا ڈر
بسکہ لپٹے ہی رہتی ہین ہر دم
چاٹ لی صاف گلد مونکے دم
گندم
بسکہ کافر لپیٹ لپٹ جو موسے
موئی مچھر بہت سے جو ساتھے
لوگ بجنے کے طرح ہین بیکل
کیچومی سے تھے سو کالے ناگ بنے
اب یہہ کیا ٹھہرا سے آلہ ہوا
دیکھئے ہاسے مچھرونکا ٹھہر
ہر تن سو کے لیکھے حسین فصد
بس یہہ پر دیکھو انکھو ہے ایک راہ
خال رخسار نازنین ہین یہہ

یہہ بھی پیکو کی کچھو شبے وقت مین
لہو کا جوش تین ہین ختا بالکے
تار جس سے کبھو نہو دم جدا نہ
جڑتے پھنکار کر چہ چڑتے ہین
پھوکتے ہین یہہ صور اسرافیل
جس سے اوڑ جائے ہے بیک آواز
سبکو ہے ایک ہیکلے اونسے
نیند آنکھون سے لوٹ لیتے ہین
بھر گئین سارے شہر کی گلیان
پھول آتا ہے صاف ایک نظر
او دکھلی جس طرح سے ہو کچنال
کہتے ہین آنکے کانا باسے کر
حبشی ہو گیا ہے ایک عالم
رہ گئین وہ بچاریان گم صم
تختہ صندل کے آبنوس کا ہوئے
جتنے بیٹھے تھی بنگلے ہا سے تھے
چھا گئے مچھرون کے دل بادل
شعلہ مونہہ سے نکال آگ بنے
خون دنیا کا سب سیاہ ہوا
اپنے دانتون مین بھر گیا ہے زہر
اور کیا جانئے اونکا کیا ہے قصد
نکلے ہے سب کے دل سے دود سیاہ
ناگس شیر و انگبین ہین یہہ

بہاگ جانیگے کس کو ہے یارا
اپنے اوپلون کو گو جلا دیجے
سینہ پر ترے گوکہ ہنگلے دو دو
یہ سمجھتے ہین دو دو کو ہندسے
لاکہہ چمکا دے پہول کی تہالی
تہوڑی سی کم یہہ ہون سو کیا ممکن
بدلی تہالے کے بلکہ سورج کو
برسون جہولا کریگا وہان خورشید
آنکہہ کے تل مین یہ تو گہستے ہین
دیو ہو یا کہ بہوت یا جن ہو
ایسے ننگی سے یہ بچاتے ہین
ہر کسی سے ہے انکو راز و نیاز
بات کیا ہے کہ کان لگتے ہین
واہ کیا زور ہے بچہ ہین یہہ
آگے کیا لکہئے کوئی انکا بہید
آگے پہر جو پہر دو چار ہوئے
کیون نہ نوک قلم رہی ششدر
دانت پہر کے وہان جو اڑنے لگی
تہے سیاہی سے لکہے جتنے حرف
فرق ہین السطور کچہہ نہ رہا
پہرون لگے یہ کچہہ ہوے پیچ پیچ
پیش آئے کچہہ اس طرح پہر
اور کچہہ جہینکنا عبث ست جہینک

چاٹے ہین سب نے انکی کالی تل
سینکڑون دہونہان لگا دیجے
کب بہلا بہاگتے ہین یہہ مردود
تاڑ لیتے ہین ہندی کی چندسے
تیل مل کے کوئی چاٹ والی
جون کی تون ہے رہیگی وہ ہین ہین
کوئی ہاتہون جہلا دے تو بہی تو
پر یہہ مہر نہو وینگے ناپید
گوشۂ دل مین یہ تو گہستے ہین
دال فی عین انکی سن فن ہو
جس سے سب لوگ لوٹ جاتی ہین
سبکو مل دیتے ہین یہ روغن قاز
یہ شبونون مین سب کو رکہتے ہین
یعنی نرد سے بچا ہین یہہ
پڑ گئے کاغذون مین لاکہون چہید
حرف بے نقطہ نقطہ دار ہوئ
گہس گیا اوسکی ناک مین مچہر
جتنے فقرے تہے سب بگڑنے لگے
مچہرون نے کیا اونہین شنجرف
خط مسطر یہ نور کچہہ نہ رہا
لگا کاغذ بہی کرنے اب پیچ پیچ
نہ رہا امتیاز زیر و زبر
تیز بینے کو دیکہہ آنے چہینک

قصد اپنا یہی ہوا بالجزم کہ بس اب اور کیجئے کچھ عزم
جابجا کھائے داغ نور افشان ہوگیا صفحہ باغ نور افشان
ارے مچھڑ یہ ہین وہی دشمن ہوئے زہاد جنسے تر دامن
یہ جو ایک شدّ و مدّ کا قصہ ہے سو غرض مچھڑون کا حصہ ہے
الغرض قوم یہ بہت بد ہے نام دیکھو تو کیا مشدّد ہے
بھر کے موںہہ پھر کہو تو تم مچھڑ جنکے لوہو سے بھر گیا جھجہ
کھانے پینے مین سب وخیل ہوئے آگئے پٹھ تھے اب تو فیل ہوئے
سونڈین ہین مثل فیل انکے پاس کیون نہ کھو دیوین سبکی ہوش و حواس
نہین مچھڑ یہہ فیل خانہ ہے مچلی بن انسی سب زمانہ ہے
کن نے رکھا ہے مچھڑ انکا نام انکو کہئے تو کہئے لشکر شام
یون ہوے شام یون یہہ آلاگے آدمی انسی اب کہان بھاگے

لفظ انشا نہ بول لا سیلغے
مچھڑ آکر اوڑا گئے سغنے

مثنوی در ہجو مکس ؎

مکھیان انکی یہ بڑہین بے ڈول کہ لگا ایک جیکو اسنے ہول
کس طرح ہو بہار تازہ دماغ کرتے ہین آبشار استفراغ
اب درختون پہ جتنے پتے ہین شہد کے مکھیون کے چھتے ہین
صبح کا بھی مزاج ہے برہم کر رہے ہے بچے بچے شبنم
جانکر مکھیو نکو جنس و غل سونگھتے ہین گل اپنے اپنے بغل
مکھیان مار مار جو ہارے سبب آسیب ہوگئے سارے
لگی یون کرنے پھول پر بھن بھن جس طرح آچڑھے کسی پہ جن
پھیلے سب گلستان مین مکھئے گھس گئے گل کے کان مین مکھے
تاک جتنے تھے یہ ہوئے جبھوت جس طرح آچڑھے کسی پہ بہوت

مکھیون کا ہے کارخانہ ہوا
انکو بازار ہے انہین کا تیسر
یہ جو دنیا سواد اعظم ہے
مکھیون کا بلند پایا ہوا
قافلہ سے کے اوڑگئی وہ ہوا
طاق پر ہے دہرا جو شیشہ مے
تک صبا کے پھریریان دیکھو
جان نرگس کی کرتے ہے مالش
گھریان لیتے ہے بہار چمن
دیکھہ آدہے زبان سوسن کی
دیکھہ انکے پر دن کے ایک جھلک
کھلکھلا کر انار جو ہین ہنسا
اوسکے وہ لال لال چتیے
نیکے دانتونکو سب سیاہ کیا
ایک لکھوٹا سا جم گیا لب خیز
ایک ذرا اسکو کیجیے آپ نگاہ
سوہنہ مین مکھی نے ٹھونس دی مستی
نکلے لوگ بھوت کے صورت
بامنون کو کیا او نہون نے ڈنگ
ہوگئے اندہی ایک کالے بلا
جس کے چیز کا کھلا صندوق
فن سے نکلے یہہ سامنے آئے
خاصے ململ کے رکھے تھے جو تھان

جشمتان سب زمانہ ہوا
اور سب مجہہ سیاہ ہے فالیز
اوڑہے ایک آن کالی جاجم ہے
سایہ سب انکے زیر سایہ ہوا
چلے سے آکے مل گیا قہوا
لکھے ہے اوسکے ہی نصیب مین تے
سانسین یہہ گہری گہریان دیکھو
کس سے جاکر یہہ کیجیے نالش
نکہت آتی سو موہنہ یہ دہر دامن
بولتی ہے نسیم گلشن کے
نکسی ہوگیا یہہ اسپ فلک
دام مین مکہیون کے آن پہنسا
نہ لگے کافرون کو جو چہیے
اور ہونٹون کو سب تباہ کیا
باغ مین یہ ہوئی عجائب سیر
کسطرح کے دہڑی جائے واہ
کون ایسے بھلا ہو چھتے
کالے تہرکے جیسے ہے صورت
بڑہ گئے سگلا میر و ہرم پشتنگ
لیک بس مکہیون سے [illegible] چلا
تر سے چھوٹے وہانسے ایک بندوق
جو دہرے چیز تھے سیہ پائے
سو قلم کار ہوگئے وہ ندان

جیسے بارود ہے کوئی تھجائے
بھڑوں کا حال یہ ہوا اے واے

کبھون نہ ہر ایک شخص ہو بیکل
مکھیون کا گھرا ہے دل بادل

مہریان ساری کھل کھلاتی ہین
سب کو آواز یہہ سناتی ہین

دیکھو پان یا ڈلے کچھہ ہو
لونگ الائچی پڑی ہی بھلی کچھہ ہو

گرچہ چھجے تو بجے کو رو کتے ہین
لیک پرنالے سارے او کتی ہین

جتنے امرو تھی سب او ہیڑ ہوئے
چھجے پرتون کے کالے بھیڑ ہوئے

نگتے پاڑے خوک کے نیچے
ہوگئے بھونرے تھوک نیچے

بنی آدم کے ٹولی کے ٹولے
بیٹھے بوسے ہے شیر کے بولے

لکھنو یا کہ شہر دلی ہے
ہر کہین بس یہی جھیلے ہے

لگی معشوق کہنے عاشق کو
چل بے اوڑیا د بیا لئے مکھی ہو

انکے ہاتھون سے لوگ جلتے ہین
ہاتھ سے ہاتھ اپنے ملتے ہین

لیک فضل خدا سے یہہ سمجھے
آنکھون دیکھی ہے پر نہین سپچھے

جبکہ کہا نیکو کچھہ کھلاتا ہے
مجھے اللہ ہے بچاتا ہے

سایہ ہے یہان امام جعفر کا
دلسے مین ہون غلام جعفر کا

لکھے انشا اب آگے کیا احوال
سطرین کی سطرین کر دیان پامال

فقری پہلی تو موںہہ سے چاٹ لئے
نقطے پیچھے سے مکھیون سنے دیے

مینے ناحق انہین مسل ڈالا
ای لواب اور ہے کھلا لالا

جھل ملے سی جورہ گئی تھی حرف
خود بخود اونپہ ہو گیا شنجرف

کہین تو سر چپک گئی اونکے
کہین پر بھے اوبھر گئے بھن کے

قتل جنکے جو بے صبری
بن گیا صفحہ کاغذ ابر سے

جی قلم کا بھی ابتو متلا یا
پیٹ مین تھا سو سب نکل آیا 53

حکایت

مرد تھا ایک تھی گرندھی
پر وہ رنڈی تھی مرد سے سندی

مردکو اور بات سوجھے تو
بات لگے یہ کہنے وہ اسکو تو

رنڈی سو طرح سے جھٹکی
بلکہ اوس عضو کو سہلانے لگے

گرچہ مل دل سے ہو گیا مزمز
نہ اوٹھا پر اون نے سر ہرگز

اور سنئے لطیفہ یہان نادر
مردسے یہ ہوئی ایک صادر

رنڈی ہنسنے لگے تو بولا مرد
مین سلیمان نہین کچھ اے بیدرد

حکم مین ہووے میرے رعد و ہوا
ہنسنا اس بات پر نہین ہے روا

بہیا کے کھڑے اون نے یون کہونے
رنڈی اوسوقت اسطرح بولی

مین بہی عیسی نہین ہون کچھ اے واہ
کہون فی الحال قسم باذن اللہ

اور مردہ ہو زندہ از سر نو
ہے عبث اسکے آپ کوتک دو

اپنے خاطر نہ کیجے افسردہ
زندہ ہو مجھسے کس طرح مردہ

یہ مواب جو اوٹھ کھڑا ہووے
تو اچنبھا بہت بڑا ہووے

مرد ٹھنڈا وہ بن کے جون اولا
تب تو جھنجھلا کے اسطرح بولا

ضعف کو کوئی کس طرح رووے
نہین اوٹھتا تو جس طرح ہووے

رکھونے مردہ ہی قبر کے اندر
تو مری جان کو نہ بن بندر

مثنوی ابتدای کلام در تمہید شکایت زمانہ نافرجام

کرون کیا جور گردون کے شکایت
جہان دیکھو اسے کے ہے حکایت

نہین یہ دیکھہ سکتا خانہ آباد
کہ ہو کوئی کسی ڈہب سے کہین شاد

ستانی بن نہین کچھ کام اسکو
کہان بن دکھہ دیئے آرام اسکو

نہین معلوم منظور اسکو کیا ہے
بڑی جتون سے کافر دیکھتا ہے

کرے بس ظلم پر اسنے ہے باندہے
یہ ظالم ہے اوڑا دیتے کو آندہے

جہان وہ دل لگاوٹ سے ہوی گرم ‌ ‌ ‌ تو ایک آفت اوٹھاتا ہے ہمیشہ وہم
یہی تو رات دن ہے اسکو ایک فکر ‌ ‌ ‌ سوا اسکے نہین بس اور کچھ ذکر
کہ ہو وین دو جنین جو سب دلخواہ ‌ ‌ ‌ سو آپسمین جدا ہون قصہ کوتاہ
عداوت پر تو سب کے مستعد ہے ‌ ‌ ‌ خصوصاً عاشقون سے اسکو کد ہے
بند ھا یہہ قصہ جب تک دم مین دم ہو ‌ ‌ ‌ شکایت نامۂ گردون رقم ہو

دربیان حسرت جدائی و نارسائی

محبت جس سے ایک پیدا ہوئی تہی ‌ ‌ ‌ طبیعت سخت ہے شیدا ہوئی تہی
بہت تہی عنقریب اوسکی حویلے ‌ ‌ ‌ پڑی دورے تو اب اللہ بیلے
اجی ہمسایہ گی تہی ایک پری ساتھہ ‌ ‌ ‌ بہت سا انس تہا جلوہ گری ساتھہ
ہزار افسوس چھوٹا وہ محلہ ‌ ‌ ‌ کیا فوج الم نے آکے حلہ
جدائی ہوگئی اے وای قسمت ‌ ‌ ‌ ہوئی بیٹھے بٹھائے یہہ قیامت
بہت یاد آرہی ہین اب وہ باتین ‌ ‌ ‌ سہم کس عیش سے کٹتے تھین راتین
ہوئی مجھسے یہ اوسکو دوستی تہے ‌ ‌ ‌ کہ ہنسیر و نکو بیٹھے کوستے تہے
لڑانے یکدگر سینے سے سینی ‌ ‌ ‌ وہ گھبراہٹ کے آجانی پسینے
وہ چھپنا اون کچون کا اسطرح سی ‌ ‌ ‌ کہ کدری آم ہو وین جس طرح سے
مسک جانا وہ انگیا کا بیبن سے ‌ ‌ ‌ وہ اوسکا دیکھہ رہنا بانکپن سے
ہوا سیمرغ دل سینہ مین پرکٹ ‌ ‌ ‌ گئے سونیکے چڑیا ہاتھہ سے چھٹ

متکلم شدن بساقی و بیان امر اتفاقی

شراب تندوہی ایسی ہے ساقی ‌ ‌ ‌ کہ جس سے غم رہی مطلق نہ باقی
گلابی لاکے رکھدے وہ مرے پاس ‌ ‌ ‌ کہ ہو دولہن بنے کے جسمین بو باس
وہ می دی جس سے اوٹھی دلکو ایک موج ‌ ‌ ‌ یہہ ساری ڈالتی ہون فکر اور سوچ

فلک کے آنکھ ہو جیسے چمکتے — زمین مارے نرمی کے ہو تھلکتے
نہین ہے شوق کے ہاتھون سے بچا — پڑا او چھلے جو وہ دوگز کلیجا
چمک جاوے جو میرا جوہر عقل — تو مین تجھسے حکایت اک کرون نقل
سناؤن ابتدا سے پھر وہ قصہ — کہ فی الواقع یہی بہتر ہے حصہ
کہون اک آپ بیتی وہ کہانی — کہ نکلا ہر جس سے ہو آتش زبانی
سنے تھے حسن کے اک شہرۂ شہر — نہایت چلبلاہٹ ساتھ حد قہر
جبھی تھی یہ جگر مین عشق کی پھانس — کہ شعلہ بن نکلتے تھے ہر ایک سانس
ہمیشہ ورد جان تھا شعر استاد — یہی پڑھ پڑھ کے تھا سرگرم فریاد
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد — بسا کین دولت از گفتار خیزد
غرض مشتاق تھا اوسکا بہت جی — سمائی دل مین تھی ایک بیکلی سے
کہین القصہ حسب اتفاقات — ہوئی اک باغ مین باہم ملاقات
چلا وان جو گیا مین بے تحاشا — تو مت پوچھو کہ دیکھا کیا تماشا
نظر اس ڈھب سے آئی وہ پری وش — کہ دل اور جان نے اپنے کیا غش

بیان ملاقات اول و تعریف دستان

گئی آنکھون تلے بجلی سے اک کوند — سمند ناز نے ڈالا اوسے روند
کہا دل نے مرے دیکھے جو وہ مانگ — کہ ہے سیہ رات آدھے کچھ دعا مانگ
حواس و ہوش میرے ہوگئے تار — ہوا مین مانگ چوٹی مین گرفتار
بہم آنکھون سے آنکھین لڑ گئین خیر — عجائب نرگستان کے ہوئی سیر
وہ شوخ و شنگ دیدہ اس پرن کے — کہ ہون جسطرح دو بچے ہرن کے
نظر آیا وہ مکھڑا سیب کا سا — بندھا یان ڈول کچھ آسیب کا سا
یہ رخسار و نین اوسکی فرہبی تھی — ہوئی جس سے خجل اکثر بہی تھے
نگاہ مست تھی ایسے سے بیباک — کہ بس دیکھی جدھر باندہی اودھر تاک

ہزاروں آپ بیجوں تاک انگور ۔ ہم پہونچا سے دل نے ہوکے مجبور
کہوں اوسکی جبین کو کسطرح چاند ۔ کہ اوس سے لاکہہ حصہ چاند تہا ماند
تہا تا ستا کہہ ایسا روپ اوسکا ۔ کہ سایہ جا تتی تہی دہوپ اوسکا
یہ نازک سی نزاکت مین بہری تہی ۔ کہ لب جو بات تہی اوسکی پری تہی
گلہ وہان کررہی ستے یون اشارا ۔ کہی یہان تہی چاند اور تہوڑی تارا
جتی دونون بہوین میہ داد بیداد ۔ کہ ہو دلچسپ جنسے شعر اوستاد
یہ تہی کچھ سرخ سرخ آنکہونکے ڈورے ۔ رگ گل پر جو رکہین سو تہورے
صف مژگان مین تہا ایسا ہی انداز ۔ پڑی جہڑتے ہین جس سے سیکڑون ناز
بہ رنگ گل نظر آئی جو دو کان ۔ کہ اونکا وصف کرنا کیا ہی امکان
کرون کچھ بہی جو تعریف در گوش ۔ تو اوڑ جاوین صدف کی سنتی ہی ہوش
نہ کیونکر آرسی سے مست ہوتے ۔ وہ گردن تہی صراحی دار موسکے
گلا وہ شت بازو وہ کی چشم بددور ۔ دو دونون مچہلیان جیسی سقنقور
لگا کر ناخنون ماہی وہ تا فرق ۔ سراسر حسن کے دریا مین تہے غرق
پہین پیچ دپیچ کچھ ایسی تہی تڑاقا ۔ کہ پڑتی تہی موجیں سے ہوا فاق
نظر آئے جسی وہ سو تو ان تاک ۔ نہ ہووے پہر وہ سارے عمر غمناک
یہ عالم تہا کچھ اونکا واہ بے واہ ۔ کہ لکہے نسخ ہین جو ہاسے واللہ
نہ کیونکر دونکے خوبی ہو ایسے ۔ نہین دیکہی کبہی ہے بیتی ہو ایسے
تہابست کرتے کیا لگتی اوسی ڈیل ۔ کہ تہی وہ پیچ صورت سے اقیل
سیرک تہنون کے پہر ایسی ہی اچہے ۔ تڑپ جون ترچہے مین جا سے مچہلی
وہ ظالم کے سسی الوود وہ دندان ۔ جہلک مین موتیون سے تہی دو چندان
پڑی ہو ہو نہین تہی ایسی دو تکتی ۔ کہ جیون چرت رات کو جگنون چمکتی

در تعریف اعضا

یقین ہوا اوسکو جو دیکہے وہ پستان ۔ کہ ہیں سیب یہ لہکتے ہوے گلستان

تنے وہ وہ برج سونیکے یہان حسین
کسو لی کے کلس اوپر عیان ہین

غلط تھے تھی کہنا یہ بڑے بات
عبث ضائع ہوئی ناحق کو وہ قوت

یہ کہنا تھا کہ وہ سونیکے تھکے
لگائی آنکھ بن پڑ نغمگی او علے

نہ جی الماس اور جبلم کے کنے
بہم پیوستہ پڑے تھے یا اسکے

زبس تھا صاف سینہ پیٹ بھی صاف
بدن آئینہ سا ان پر اق شفاف

شکم پر ونگٹون کا نور کیا تھا
فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا

ستارہ سے دمکتی تھی پڑی ناف
بھلا کوئی کرے کیا اوسکا اوصاف

وہی تو حسن کے چشمہ کے تھے سوت
نہ تھی وہ ناف تھی ایک جاگتی جوت

یہی کہتے تھے اوسکو دختر رز
کہ ہے یہ تو لبیسنہ ہائے ہونر

گردن کچھ اور اعضا کا تو کیا ذکر
کہ ناحق کے اتنی ہے کہان فکر

کہے وہ شعر لیکن فارسے مین
کہ پیچ و خم حسن کے وہ آرسی ہین

زہے مضمون کے عالے ماسے
جڑاؤ بن ہیلین جنکو چراغے

ہیرس از بند شلوار او دگر پیچ
دکھاتا تھا ست اینجا پیچ در پیچ

بناف وان گرہ کن چشم خود باز
کہ زیر مہر وار و پہنہ تا ناز

اوسی مین آگئے مضمون سارے
لگے ہر سمت سے ہونے اشارے

چڑھا اس جوش پر دریای مہتاب
کہ کوسون تک بہرا سیلاب سیماب

وہ کلس یون لگی سب برج چکے
کہ پیچ پیچ جیسی ہون چاندیکی تھکے

ہوا وان تن بدن سے مل کے یارا
چمکتے تھے پڑے جیسے کہ تارا

زمین اوسوقت لگتی یہہ بھلے تھے
کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تھے

درختون کو اوس انداز و ادا نے
و نیچی سہ باد سے کے شامیانے

غرض وہ شوخ میری پاکے آہٹ
لگی دکھلانے اپنے چلبلاہٹ

خجالت سے پسینے مین ہوئے غرق
جھک کر یون گئے انکھون نسی جون برق

لگی کہنے ہوئی ہے عقل کچھ گم
زنانہ مین گھس آئے کون تھے تم

کہا اب خیر سے گھر کو سدھارو — کسیکا مفت میں گھر جی نہ مارو
دوہٹائی پر تمہارے بجے ہو اعشق — لگائی تونے میری جی میں آتش
نہ باندھے کوئی کچھ طوفان وشیطان — چلو اب جاؤ جی اللہ نگہبان
وہان مجھکو زبردستی گئی سوجھ — مزے میں آکے بدمستی گئی سوجھ
لگاوٹ سے ہوئی جب دلکو تسکین — تو مین نے پشت خار اونسی لیا چھین
اونہون نے بھی لپٹ کر ایک باری — رضائی شال کی میری اوتاری
لئے مین پشت خار آیا ادہر کو — رضائی لیگئین وہ اپنے گھر کو
رکاوٹ آگئی پھر کچھ جو ناحق — ہوئی دونون کے سینے رنگ گل شق

ملاقات بار دیگر

ہوا مدت میں جو پھر وصل دلدار — تو شدت سے کیا اون کی مجھے پیار
یہ اپنا زور فتنہ ین جتایا — کہ مجھکو عطر فتنہ کا لگایا
نہونے پائی تھی تسکین دل کو — کہ کوئی لیگیا بس چھین دل کو
کچھ ایسی بات جھٹ درپیش آئی — کچھ آپس مین ہوئی وہین جدائی

ملاقات بار سوم و یکجا ماندن تا یک ماہ کامل

حقیقت کے نہ پوچھو بعد چندے — ملا اون نے دیا تھے جسکے تہدی
ہوا پھر جو میسر وصل دلخواہ — ملاقاتین ہوا کین تا بہ یک ماہ
تصدق تیرے قدرت کے خدایا — کہ دو بچھڑے ہووں کو پھر ملایا

دربیان مہاجرت بعد از صحبت یکماہ

یہ آیا سوچ ایکدن بیٹھے بیٹھے — کسی کے دل مین جیسے چور پیٹھے
کہ ہے یان جو میسر عیش و آرام — سو ہرگز میسر گردون کا نہین کام
تعجب ہے نہین ڈر ہے جو ہوتا — یہ دشمن ہے بڑا کس نیند سوتا

زنان نے کیا اس بات کا رشک
پھر آیا چشم مین خورشید کے اشک

بیان قسمت کے خوبے کیا کرون آہ
بہت نعلین بجاتا تھا کہ ناگاہ

طرب نے مجھسے اپنے موںہہ کو موڑا
فلک نے تفرقہ کا سنگ چھوڑا

خوشی کب دیکھہ سکتا ہے یہ کم بخت
کہون کیا حال دل سنگ آمد و سخت

دربیان بیتابی فراق وبیان اشتیاق

وہ شکل الموئین اپنے چھا رہی ہے
طبیعت سخت ہی گھبرا رہی ہے

لبون پر آہ ہے اور جی مین ہے درد
پھرا کرتا ہون جب تب مین دم سرد

مجھے کچھہ کھانے پانیکا نہین ہوش
تصور سے اونہین کے ہون ہم آغوش

لگی ہے آگ سی ایک دل مین میرے
سمائی وحشت آب وگل مین میرے

یہہ گھر سنسان اب اون بن لگی ہے
کسیکو جس طرح سے جن لگے ہے

الٰہی صحبتین پھر ہون وہ باہم
نہ چھوٹین عاشق و معشوق اکدم

بہت سا یہہ ترا بندہ کرا ہا
کرم کر پھر ملادی بار الٰہا

وہ جو دشمن ہین سونا پید ہو دین
پڑی سر پیٹین اپنا اوبد و دین

اوسی و سب کے ملاقاتین ہین پھر
وہی راتین وہی باتین ہین پھر



مثنوی فیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدقے انکھون کے تیری ساقی
ہی مجھکو ہوس ابھی تو باقے

ایسی ہی شراب دے دہوان کا تار
بڑھ جائی یہہ جس سے سکر کا تار

اطراف حبش مین جو بنے ہو
انگور سیاہ کے جنے ہو

تیزی مین سیاہ مرچ سی ہو
جھونک اوسکی نکیلی کرچ سے ہو

وہ جسکی بڑی بڑی ہون جوہر
صدقے جن پر ہون لعل و گوہر

لایا وہ بہو شمع حور طناز
جس سے کہ چمن چمن اوگین ناز

دار و ایسی کہ ہوا وسے العزم
جس سے چمک اوٹھی صورت بزم

تو میری حوالے دخت رز کر
پہر قول تھے مجھسے نچت وپڑکر

دے مجھکو وہ جام صورت بدر
ہو رات یہہ جس سے لیلۃ القدر

سمجھے جسے نشہ سمہ غرانہ
لیلائے سیاہ خیمہ نازنہ

ہو جس مین لپیٹ اٹھ دہاکے / صورت دیوار قہقہا کے
جس سے کٹ جاوی زاہد خشک / جسمین کہ کھلا ہو نافۂ مشک
جس سے سبزہ ال فی ہو وحشت / عنبر کے بھرے ہو جسمین نکہت
ہو جس سے کہ دور بادہ و لچ / کر جاوی سواد دل سے غم کوچ
ہو جس سے کہ دلکو ہو رہی پوچ / اُڑ جاوین دفعۃً یہ سب سوچ
خاطر ستون کے جس سے ہو جمع / روشن وہ کرے فراد کی شمع
ظاہر جس سے ہو حسن کے سوت / جس سوت سے نکل جاگتی جوت
جس سے چھٹ چاندنی کری کھیت / چمکے تارونکی وضع سے ریت
جس مین ہون معجزات عیسی / غش جس سے ہو راہب کلیسا
یہ چار طرف گھٹا جو چھائے / ہے زلف صنم کی یاد آئے
بادل آئے ہین حبش کے جھوم / اسوقت نہ رکھہ تو مجھکو محروم
ایسا کر وے مجھے سیہ مست / تا برق کی طرح دل کری جست
کر ایسی ہے می مین یاس کو غرق / جس سے بھڑک اوٹھی شعلہ برق
جس سے کہ سرور یاد آوے / انشا اللہ مراد پاوے
ہو وے نہ تو ابر دی مجھی کچھہ / جسمین یہ پیاس تو بجھے کچھہ
ترک مت مجھے اری تو رہ وا / گر ہو وی نہ می تو چھیڑ قہوا
تا مین کہون ایک تازہ قصہ / ہے یہ تو فقط ترا ہی حصہ
قصہ نہین ایک باغ ہے یہہ / سرسبز کرین دماغ ہے یہہ
مطلق نہین اسمین کذب کا دخل / ہے صدق یہ سر بسر ہر ایک نخل
ای صاحب فہم و عقل ثاقب / سن مجھسے لطیفۂ عجائب
مین تیری حضور و کرون نقل / جسپر کرے وجد دانش و عقل
تھی ستر ہسو بیانوی سال / و ان عیسوی ای بجاہ و اقبال
انگریز ... / ...

بیری کی ضلع مین گرفتار — ایک فیل ہوا بڑا نمودار
گویا خرطوم اژدہا ستہے — صورت دیوار قہقہا تہی
تہا کوہ شکوہ و خوب صورت — بی شبہہ و شک گنیش مورت (گنیش)
ہاتہی کا نام تہا بہادر — صدقے لو سپر سے بی بہادر
چنچل پیاری تہی مادہ فیل ایک — جسپر ہو جایئن غش بد و نیک
باہم رہ صحبت کو جو ٹہولا — تو آکے مہاوت ایک بولا
چاہت نی مچائی ہے یہان دہوم — ہوتا ہی مزاج سے یہ معلوم
بے گفتہ شیخ شہر و مفتے — کہیلین گے یہہ آج کل مین جفتے
دو دل باہم جو ہووین راضے — پہر کیا کرین اونین آکے قاضے
باہم ہوتے ہے بوسہ بازے — کیون دلکی کلی نہووی تازی
صحبت آپسمین ہے بہت گرم — باقی نہ حجاب ہے نہ کچہہ شرم
ہتنے کا ایک پانو اگلا — تہا باندہ مہاوتون نے رکہا
چہوٹا پہرتا تہا یون ہی ہاتہی — ستی رہتے تہی اوسکی ساتہی
گو تہا پلہ کچہہ بند ہا نہین تہا — جاتا وہ کہان کہ دل وہین تہا
ٹپکا پڑتا تہا اسطرح سے — ساون کی گہٹا ہو جسطرح سے
باس اوسکی مدام سونگتا تہا — ماری ستی کے اونگتا تہا
خرطوم ہے پیلکے گل کے شبنم — ملتا تہا موہنہ سے اپنی ہردم
ازبسکہ وہ فیل صدمہ کش تہا — چنچل پیاری کی بو پہ غش تہا
جو لوگ ستہے گرد پیش کے کل — وابستہ وہ کر رہے تغافل
(جون) پہر سترہ سو ترانوی سے ۱۱۹۳ — بست و ہشتم وہ جون کے تہے
تاریخ کہ بڑہ گیا بہادر — بے خرمت و تردد و تفکر
خواہش کا وعدہ جو بیٹہا — چنچل پیاری پہ آن بیٹہا
حملے ہوئے چند بار ایسے — ٹکراتے ہون دو پہاڑ جیسے

ہرچند نہ پہولے گل کی کیاری ‌ دریا کے طرح عرق تہا جاری
پہر وقت صباح اوسکے مین بعد ‌ گرجا وہ فیل جسطرح رعد
پہر آیا گلون کے مونہہ مین پانی ‌ پہر بات ہوئی وہ بار ثانی
کہتے ہین جان کا رقص ایسا ‌ انشا نے کیا یہ نظم جیسا +
لے اونکی خوشی سے جہکر دٹ ‌ آیا مین فیل خانہ مین جہٹ
کیا دخل زیادہ جو کہون مین ‌ شاید لیٹنٹ کر گردون مین
دو گہنٹے بجے تہے دوپہر سے ‌ پہر بات ہوئی یہ جب مکرر
چہوڑا ہاتہی کو اپنے آگے ‌ ہتنی کے نصیب سوتی جاگے
دونو مین رہا ساس تا دیر ‌ کہتے ہین لوگ جسکو ہت پہیر
ہاتہی بہی سونڈ ڈالتا تہا ‌ ہتنی کے وہ شے سنبہالتا تہا
ملتا تہا وہ فیل واہ واجے ‌ خرطوم سے جا بجا شرم اوسکی
ہتنی بہی بہ بیان کسبی اوسدم ‌ تہی مارے مزے کے شاد و خورم
خرطوم سے عضو تولتی تہی ‌ کیا جانئے کیا ٹٹولتے تہی
بہاری تہا خوب بیٹھے گدا ‌ کہتے تہی لگے پہ دکدا
کیا مین کہون اور اوسکی حالت ‌ ہر طرح او تہاتی سے تہے ملالت
ہتنی پہ سوار یون ہوا فیل ‌ جس طرح کسی کو کوئی دی کیل
گردن مین ڈال لپٹے خرطوم ‌ ہاتہی نے مچائی اوسگہڑی دہوم
اگلی پاؤن کو پیٹ پر دہر ‌ پہیل اپنا کہلا دیا سراسر
ہتنی نے دونو پانون اگلے ‌ چیدرا رکہی تہے وہان نزدیکے
ہاتہی ہتنی سے ہو گیا جفت ‌ دیکہی یہہ سیر خلق نے مفت
اس وضع کو دیکہہ سب رہی تہے ‌ شانے ہتنی کے دب رہی تہے

نقشہ اوسکا جو فارسے ہے +
گویا شفاف آرسے ہے

نظم فارسے براے تفریح اہل فارس

در وقت سعید و ساعت سعد / غرید ز شوق فیل چون رعد
بنهاد دو پای خویش بر پشت / زان سان که فغان برآمد از گشت
برگردن باده فیل خرطوم / پیچیده فشرد نای حلقوم
بنشست چو کافر آنچنان چست / بیچارهٔ باده فیل شد سست
فریاد بلند گشت زانبوه + / ابر آمد و ریخت بر سر کوه
حاصل که نبادر یگانه + / مجروح شکوه هردو شانه +
از دامن قاف کفچه تا به / آورد و فگنده در بن غار
جسرے بر رود نیل بربست / بود آنچه شکستنش نشایست
آن دجله رساند تا رگ قاف / لرزید بخویش پردهٔ قاف
آتش بدر آب دجله افتاد / جنبید زجاے جسر بغداد
لیلی ز سیاه خیمه بیرون / برآمد و رفت پیش مجنون
گفتا عالم چه شوخ چشم است / هان خنده مکن که جای خشم است
دیدندش چون بیاض اندان / با هم گفتند هوشمندان
کاورد ز بیستون صدا او / یکباره دو جوی شیر فرهاد
در هر طرفش شکوه و شان است / دروازهٔ دیر هنددان است
بیت الصنمی زآبنوس است / شایستهٔ صد هزار بوس است
پشتش ز عرق سپهر شان است / ماهیت اوج کهکشان است

بیان متحیر شدن جانوران

اس کام کا پڑ گیا جو سایا / سب جانوروں نے غل مچایا
تھے جتنے کہ ارنے او گینڈے / اکھڑ پر لئے اپنے اپنے انڈے
اوشی دل سے پہاڑ کے ہوک / صحرا صحرا میں پڑ گئے کوک

جنگل مین مچ گیا جو سنگل — وان گونج گیا تمام جنگل
کہنے کویل بڑا بھلا سے تھے — ٹھرائے ذری مین کوکلا سے تھے
تھا طعنہ زن اس صدا سے تیتر — ہی یہ سبھے نگوڑی کتنے ایتر
دیکھی یہ غرض کہ جبکہ گھڑی سیر — بولا ہو سے مین اپنے ہر طیر
اوچھلا سیمرغ بھے ہوا پر — بالیدہ سے آگئی ہما پر
ناچی یہان ریچھ اور اودھر مور — کیا خوب یہہ سیر کچھ ہوئی زور
نل جیسے کہ ہو وے نل کے اندر — نکلی یون فوج فوج بندر
باہم سمٹ آئے لاکھون لنگور — جیسے قطے ہین کالے انگور
لپٹے جو بھم تو پھر نہ چھوٹے — بارہ سنگونکے سینگ ٹوٹے
کرنی لگے کپک ساری قہ قہ — چہ چہ ہوئی اور خوب یہ یہ
شیرون نے بھی خوب ڈنڈ پیلے — ہونی لگے یکدگر مین ریلے
پیے آب حیات عیش کے گھونٹ — یکبار گے ناچنے لگے اونٹ
بیساختہ مچ گیا جو ہلڑ — چلا اوٹھے تمام گیدڑ
ماندی ہوا اچھل اچھل کے ارنے — سانسین لگے اولٹی اولٹی بھرنے
ناچی سب ریچھ خوب سنگیت — گانی لگی لومڑی ہر ایک گیت
قمری کر سرو کے خوشامد — بولے کہ چہ خوش چرا بنا شد
بس خورد و بزرگ ہو گئی مست — اسباب سی گرگ ہو گئی مست
آئی یہہ قہقہہ کے آندھی — جھٹ جانورون نے اکی باندھی
کیڑی ستھنے تھی کلبلا سے — جو ہی بھے بلونسی باہر آسے
اپسمین گتھہ گئے بہو سے — بادل نے ہاتھی اپنے پہوسے
راجہ اندر کا وہ اکھاڑا — پریون نے کو دھاندا اجاڑا
غولونکی چڑھی نہ ہاتھ جو گون — جنگل مین لگا دی آگ کر دون
خوش ہو گئی روح رستم و گیو — بولے جنات ہم [illegible]

پریون نے پہن پہن کے زیور
تھی یار جو اپنی اپنی گون کے
رگڑین جھنون نے ایڑیان و ان
ایسا ہے ہوا مزہ کا رو لا
دریا کے سو منہ پہ آگیا کف
اس وضع سے سب نہنگ نکلے
تارون نے یہ بات جو سنی تار
اس کام کے دھیان مین اڑین سب
تھی سوکھی درخت کے جہان شف
لپٹت ہوئی جو سخت گاڑ رہے
یون دیکھ کے اونکو چست و چالاک
دریا کے جو گرد کے تھے ریتے
ڈالین پیپل کے جھاڑ رہین کل
جنگل کو یہ کام جو خوش آیا
لے باد بہار نے پھیرے
مارا بلبل نے آکے جو پرہ
جب تھم نہ سکے ہنسے وہ مطلق
نیلا سبھی سن کا ہو گیا رنگ
آنکھین نرگس نے موندہ لین جیت
انواع طیور مین ہوا اصل
دُم اپنے نچا نچا کے گُدم
گل شبو نے پھرا دم سرد
جو سرو پہ بیٹھے فاختہ سے تھے

آپسمین بہت لڑا نے تیور
جیتے یا ڑ ہی ہرن سو چونکے
تو ٹین لاکھون کے بیڑیان وان
جس سے گئے عقل سب کے بولا
باندہے مرغابیون نی ایک صف
جیسے کوئی پیکے ٹانک سے نکلے
اونین سے لگے ٹپکنے تارے
تھین جتنی کھجورین چوٹیاں سب
بیٹھے چڑیون کے جھنڈ کے جھنڈ
بڑھنے سے ہے گہوسلے اپنی ڈار تے
سب رہ گئی انڈے انڈے کر تاک
سب بن گئے زعفران کے کھیتے
بھوٹین اونین سے شاخ سنبل
جھاڑ و نیز عشق پیچہ چھایا
سانس ایک پہر صبا نے گہرے
ایک اوس سے پڑ گئے گلو نیز
سینہ ہوئے سرانار کے شق
تبدیل چمن کا ہو گیا رنگ
چہرہ پہ کیا صبا نے گھونگٹ
لپٹے سر شاخ گل سے بلبل
یکبار گئے آپ مین ہو اگم
صد برگ کا چہرہ ہو گیا زرد
سو وہ بھی جو ناکس یا ختہ تھے

کر آب نشاط سے گلو تر
ماری بلبل نے جو ہین ایک چہچہ
باقی نہ رہا کسیکو کچھ ضبط
رقصان طاؤس خوش نما تھا
سب کے ہوئی دلکو ایک وجد
سیمرغ و عقاب اور ققنس
اس ڈول کے جال جو خوش آئی
نکلی مینڈک کے فوج کے فوج
لذت اوس بات کی جو چکھے
کہنے لگے یون وطن کے بھائی
موند آنکھ کے کھلے جو دل کے
چالیس اسگھن کے پہر بہادس
نیبون نے بھی بات اپنے تورے
سب مرہٹی بہی ہلاکے بہالا
دیکھو تو علیم ملا اہ کان
ہر جا اوشنو نداق اس بولدے
دم جب ہنسنے کے خوب سوجی
جاری ہوئی ایک نشاط کی نہر
چالاکی جنت گستن اسپ
مدت اوتنی ہے اور در خو اہنت
کانپا ہر شخص کا کلیجہ
عالم نے اونھونکو آگے گھیرا
ایک اونیہ خوشی برس ہی تہی

نعت خوان کرنے لگے کبوتر
دامن مین گل کے لگ گئی کہو تیغ
یکبارگی سب کو ہوگیا خبط
ایسا ہے قصہ ہما تھا
چونڈہی کو بچھا کے بیٹھا ہدہد
غش ہوتے تھے لیک باشخص
چیڑہ آئی کجائے پر کھجائے
اوبرہ تھی سیہ و یکھیے اوج
بیٹھے تھے یہ چیڑہ کے سکھے
دیکھا یہی شے کو بچیاسے
آپسمین لگے یہہ کہنے ملکے
کو دن سکھے یہہ کاج پارس
ای کہ کہ رام جانے بولے
بولے واداری اکڑی آلا
اپنا درک آب ہوا ہے حیران
ہر ترک اور ہی تو شولغہ کو لدی
سب سکھ بول اوٹھی واگرو جی
لہرا اوٹھی سے ورسے لہر
گو اون مین نہ تھے ولیک ڈبے
تھی ویسی ہے صاف بی کم و کاست
اونہی حرکت ہوئے نہ بچا
سنگاف پر یسے ہاتھ پھیرا
باقی پہر بہے ہو من رہتے تہے

سونڈین آپسمین لڑتیان تہین
پہر شام کے وقت وہ ہرم سا گر
رغبت دونون کو بہر ہوئی آن
پر مین نے نہ دی اونہین اجازت
پہ مین نے سنا کہ ایکبار اور
یہ بات ہوا دتون کی اوسدن
جسدن یہہ ہوا تمام مطلب
اس بات کو دلمین تو کرو غور
مدت گذشتگی کل ستے چوبیس
ستے کریکے چار بار وہ کام
تہا اونکا قصد بار پنجم
ڈرتا تہا مبادا کچہہ خلل ہو
بس اسی سے علتشمے کے ساعر
دو روز کے بعد وہ بہادر
آیا اوسپر کہ ڈالی بہت ڈول
لاتا تہا جبکہ سونڈ ہاستے
چنچل سے تو دوستی ہوئی کش
ہر وقت بہادر اوسکے تہا گرد
پہلین کیا کیجے جو دہان تہین
آمیزش کو وہ چاہتا تہا
ایک روز بحسب اتفاقات
اوٹھی دلمین جو اوسکے خواہش
کرنے تو لگا وہ ایک اندر

برچہی سی نگاہین پڑتیان تہین
لاہی اونہین فیلبان جا کر
سب ہوگئے اہل دید حیران
تا پہر بتہ جائین کرکے رغبت
پہلی بہی ہوچکا تہا وہ طور
سمجھے نہ کہے تہو سنے اوسدن
ہان ہان لگے کرنے آنکر سب
مانع ہوتا نہ مین سو کس طور
جسمین کہ چڑھا تہا اوسپہ ابلیس
تو بہی لیتی نہ تہی کچہہ آرام
آنکھین چکین بسان انجم
تب تو سنے کہا کہ رو کو
ہو جائینگے یہہ نحیف و لاغر
ستی کے مارے پہر ہوا پر
چنچل کے دلمین ایک ہوا جول
وہ مارتے اوسکو پشت پاستے
ایک اور تہی مادہ فیل اوس جہیٹ
شیطان کا تہا وہ ایک شاگرد
آپسمین بوسہ بازیان تہین
دل ہی دلمین کراہتا تہا
تیار ہوا یے ملاقات
ہتنی پہ سوار ہوکے کوشش
کچہہ راہ بنائی اس سے باہم

کھولا اونسنے وہان پہ نشان — آنکھوں سی ٹپک پڑتی ہین اشک
شرم اوسکو نہ کچہ حیا ستہے — تہا وضع غریب کا وہ ہاتھی
رہتا ہر وقت مستعد تھا — اوس بات پہ وہ بہت سجد تہا
چیچل پیارے بغیر وہ دن — اوسکو ہوا نصیب لیکن
دیکھے نہ کسو نی ہوگی اب تک — جٹھے ان ہاتھیونکے بیشک
انگریز جان گلکرسٹ راقم — قصے کے ہوئی وسے مترجم
ہین فارسی مین کلاک صاحب — وہ خاص حضور کے مصاحب
انشا سے یہ ترجمہ بعینہ — موزون ہوا ہے ای کہ وہ
حسب الحکم جناب عاسلے — منظوم ہوے ہین یہہ لاسے
وہ ناظم ملک ہفت کشور — منصور و شجاع و عدل گستر
کاؤس حشم وزیر اعظم — جمشید حشم مہ مکرم
کسرا شوکت حضور پر نور — با عظم و شکوہ و شان مغفور
وہی جسکو علی سنے ہے سعادت — یارب رہے اوسکو یہ امارت
جب تک کہ رہے یہہ فیل گردون — نقارہ بجے اوسیکا دون دون

بس لے تو اسکو بار اٹھا
انشا اللہ نے یہ چاہا

در ہجو گیان چند ساہوکار

ایک تہا بنیا ساہوکار نام تہا اوسکا گیان چند — بہنگی اسیر بخش جو آئی اوسی بہت پسند
آدمی سی کہا فراسا ای گہراتی انگیہی آوہ — بست تو جو کہی ہی گہر مین جانو ہوا سکا کی بہائی
جانثر ہوا اسکی نوک جہوک تو کر دہا کی مول تول — بہائی گہراتی بولی تب لالہ جی وہ تو ہے انمول
جی کی لگی کا مول کیا ہے قد ہین جاہ پر کروڑ — آپ لگائی کا کیا صاف ہی کہئے موہنہ کو موڑ
بولی کہ تمہین لگے چلنے بہت عجب تو ہی کی بات — و نیز مین بچا س ہے سہی اشتر اکثی تو کیسے بات

دہیان لگا ہی تہری آٹھ پہر ہی اوسکی او
پر مکا کوئی شہر نہین جا مین سنی ہووی کہ ایسا
بولا وہ قوم اسطرہا جسکا کہراتی نام ہے
سنتو ہی یہہ منہ کی بات کہنی لگے وہ ہنو خوشی
کہیر نسبہ نسبہ اجی ایک مہینے کا بیا ج
کہرجی غرضکہ جا پہلی شہر سے گئے جو بات جیت
تہا جو کمال انتظار جہار ہو گئی نہ کی دلتون
وادری پہولی پہولی گال اور رواونکی مونہہ کی لال
ڈولی یا سیر بخش کے اتنی مین پہونچی آن کر
بیٹھی وہ انکی روبرو فرش پہ جو تیون سمیت
دب جو گئی شکوہ مین لالہ جی کانپنی لگے
بولی نہین تہولی یہہ بہائی کہراتی اپنی گون
یہ نہین اپنی کاج کی بہائی کہراتی پہیر دیے
آبرو کی پہکر کرین بات ہوئی مہا کٹھن
اون نی اشتارہین کہا کبھی خوب جیٹ جہار
کبھی جرات اسکہڑی ڈالی ہاتہہ سینہ پہ
خوف کے مارے لالہ جی رکھتی دلکو تہام تہام
کہنی لگا کہ یہ مین دیکہہ کے وہ چل چل
بہائی کہراتی واہ واجو رہجی کی ہے بہار
گرچہ کہ جرات اسطرح ستی تو بہت کمال تہا ق
بنی سنے انکہا جو جیدری غلطہ کیا کہ ایک یاد
کیا کہون تم سی دوستو شرح مین اسکی حال کے
بسکہ وہ نومی شعوہ تہا اور بڑا ہے عقلمند

سسرے ہوتیکا مزا کچہ نہ بیاہ کا سواد
ہانڑی لوگ ہم کہائین سہر مین آ ہماری ناک
لالہ جی ایک رات کی ٹہری ہی کہر بیچ بین سہی
ملی روپیہ مین سو لو یہہ نہ کہر بیچے کن اہی
اپنی پران کو گن کوئی کہڑی مین کریون آج
لالہ جی بیٹہی دہوتی باندہ بیٹھی تہی ہانڑیونکی رت
بیٹھی ملوفسی کیسی پر تکیہ لگا بجا کے بون
توند مین یہ ہوا ہری ہونکنی کی ہو جیسی کہال
سوزنی لپٹی ساتہہ کر اوسی بچہائی گئی پر
لالہ جی سمجہی چاند نے گہر مین کیا ہے اونکی کہیت
توند پہ ہاتہہ پہیر پہیر خوب سا ہانپنے لگے
اسکا تو ایسا روپ ہے تہا خنگلی جون لگی ہو دون
کہوی بڑی ہے اسکے تو ابرو اب نہ گیر دی
کہیر جو کچہہ ہوا ہوا بہائی کہراتی کر بچن
ڈرتی ہین آپ کس لئے دل کو بنا ہی پہاڑ
کہرجی پوچہہ چلکے اسی اب رہا کونسا خطر
آبرو پر نہ گیر دے ہر گہڑی تہلیے کلام
پڑ نکہارام جانڑے ہی بہائی کہراتی سیتا بل
ہین ہین عجب چکوتری ہین ہین بلاتی انار
سینی تک ایک کان دہر روز ہوا یہہ اتفاق
اون نی جہڑکی اور سہ کو ہول اونچی دیا اسے ہاتہ
بہاگ گیا یہہ کہہ کے جہٹ جی ہو کنہیا لعل کے
کوٹہڑی بیچ جا چہپا کر کے کواڑ دونون بند

عاشق زار وخستہ تھا بھنگی امیر بخش کا
سانہو یہ بڑا ہوا اوسکی کئی گھڑی کی بعد
پہری ننگونکی بلا وسیری بند وبچے بلاتھی
چوٹ کری ہی ایسی بہانت سہری ہی جیسی کوئی سانا
سنکے یہ شور وغل وہین بہائی گہراتی نے کہا
رنڈی بلائی کیون تہی جو بہاگ گئے چپ ہو تم
اتبو وہ جاینگی نہین بیٹھے ہی بنکے ناچ تو تڑ
چپکے سی بولے لالہ جی تیری بہی نہین وہ ماں ڑی ہے
بہائی گہراتی جیسے ہوا تبو بلا کو ٹال دے
نے لتی سو روپیہ جب اور تب وہ سدہار اپنی گہر
تالی بجا کے اسطرح بولی بہلا کے اپنے گال

اوسی سے ہوئی وہ بہت وفیر کام تہا جو جش کا
پہر تو گرجنے وہ لگا ایسی طرح سے جیسے رعد
وسیو تو تمکو ہماری گہیر اب رہا کو نذر سا لگا تو
کونسا لیکہا جو کہا ہی کیسی سے ہنیہ بیوقوف راند
لالہ جی تمکو کہیر ہے واہ جی واہ واہ وا
کہوئی روپیہ تین سو مقبل وہو اس کرکے گم
ابہی سی مین تو کر چکا صاف کہون ہونگی نہ تمکو
ہو گئے بڑی بہتیجے پڑ سکا رام جان ڑی ہے
وہول لگائی سو روپیہ اور بہی لیکر نکال دے
لالہ جی ہار کے ڈہیٹ ہو آئی چپڑہ اپنی کوٹھی پے
پڑ سکار یہہ تو سمجھے کیسی دیا سنجھے نکال

اشعار متفرقہ

جس اوسیکی لطف سی زندہ ہین جو حافظ اور کریم ہے — نہ دوا ہے نہ غذا یہان نہ طبیب ہے نہ حکیم ہے

ایضاً

اختیاری تو نہین اپسے جو دوری ہے — سخت لاچار ہون نہین عالم مجبوری ہے

ایضاً شعر عربی

طنی العوم من اودکے الصریہ — انہ فرقتہ بلا مریہ
اسنی نکتتی مع انحسہ — ما روز و سبر و بالشلجم

ایضاً

سکت الحبیب متانۃ بتقی التلذذ ساریا — سمعا وہ تیخیلون و یزعمون جالیا

معما

عاشق بیچارہ کو در خیالات محو بود — شب با وج خواب کردہ گریہ در دریا فرود

معما

چون قدم من گرسنه بغداد را آتش گرفت | بر جای گلشن شد او را آتش گرفت

ایضا

غیرت عشق آپ ہین کعبہ نہ زور شنی نام خدا | واہ ری غلطہ ایلو کیا خوب امی نام خدا

ایضا

صورت آدم مین عالم ہے خدا کے نور کا | وہ پری غلمان سا ٹھہرا جھمکڑا حور کا

ایضا

آمد تا کہ رو براہ آتش حسن شوخ او | موسی راہ جستجو قال لاہلہ امکثو

ایضا

کیست آن مرد مسلمان بندۂ پروردگار | آنکہ نامش ہست در قرآن صریح آشکار

فرد مصرعۂ اول بے نقط و مصرعۂ ثانی ہمہ با نقط

آہ گل دلکو ہوا اور دکھ رکھا ہمکو | جنبش چین جبین بت چین نے ہے چین

ایضا

تاک کے نیچے ہم اوس گل کے تاک لگائی بیٹھے ہیں | کونسی سوہنہ پر منجنیق تاک لگائی بیٹھے ہیں

ایضا

صبحدم باد صبا زلف ترا مے بوید | بر رخت عکس در آئینہ بہ ینبا بوید

ایضا

خنجر شاہباز ناز مجھسے دو چار کیجئے | وادی دل مین آکے سیر شکار کیجئے

ایضا

کب تلک ابر کے پر توسی رہیگی ہر روب | یار آٹھا نکل آوے کہین چمکیلی دھوپ

ایضا

چار دہ سالہ جوان ساقی صہبا شدہ است | می کشد پیر مغان را آتشی پیدا شدہ است

ایضا

اسنے جا نہین کبہی تو دہیان مجہہ پر کیجئی ۔ یا بندہ پرور سنت کا احسان مجہہ پر کیجئی

ایضاً

الکل پڑی حالم مستی مین تو ہم سخت کہیلے ۔ یا لی نہ اے دختر رز ا تبو تر ہی نہجت کہیلے

ایضاً

جو سبک سمجہی ہی مجہے اس عشق کے سرکار مین ۔ یا الٰہی اوسکو خفت ہو بہری بازار مین

ایضاً

اپنا بہی کچہہ یہہ حال غرض جا بجا سیر ہے ۔ یا دریا مین رہنا اور مگر مچہہ سے بیر ہے

ایضاً

ہے یہہ چمن مین عندلیب ایک دماغ چوٹی ۔ یا چاہتی ہے کہ لی اوڑا باغ کا باغ چونچ مے

ایضاً

وہ جو میری چہیڑ نیکی تجکو آکر جوئیں دے ۔ یا اوسکی دم مین باندہ بندہ چاندنیکو سونپ دے

من رباعیات

در خلد زنند اہل جنت چون طبل ۔ گیرند ز ما دیان حوران اصطبل
ہرگاہ کہ رزق از فواکہ یابند ۔ قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل

رباعی در طلب باران

یا رب بصفا و صدق اصحاب حسینؑ ۔ بنگر بر گریہ ہاے احباب حسینؑ
لب تشنہ زمین شدہ است باران بفرست ۔ از بہر لب تشنہ بے آب حسینؑ

ایضاً

ای بار خدا ابنجا کساران ز سمے ۔ کن بر عطش امید واران رحمے
اطفال بنات بروز داران ہستند ۔ بر حالت ضعف روزہ داران رحمے

ایضاً

چون منتظر اند امید واران باران ۔ بفرست سپاہ کاران باران
ابر سیہی بدہ بایشان یا رب ۔ تا گے ہمہ ہا کنند باران باران

ایضاً

یارب بدعای شرمساران رحم آر — بر تشنگی سیاه کاران رحم آر
بر گوشۂ دامان ترشان بخشان — بفرست سحاب و برق باران هم آر

ایضاً

هنگام نشاط و عیش و عشرت بفرست — جشن و طرب و سرود و دولت بفرست
عالم سے نالد از برای باران — ای بار الٰه ابر رحمت بفرست

ایضاً

منت بر فرق میگساران بگذار — بر دوش گناه بار باران بگذار
اے یار خدائے کاکل ابر سیاہ — در دست همین سیاه کاران بگذار

ایضاً

نعمت از بهر دین فروشان باشد — گویا غم مے به باده نوشان باشد
انواع انواع ابر کردی مخلوق — یک ابر سیه برای اوشان باشد

ایضاً

ز افلاک صدای العطش مے آید — از خاک صدای العطش مے آید
رحمت بفرست کز دل شان از خوف — صد پاک صدای العطش مے آید

رباعی در طلب رحمت

یارب برسالت محمد رحمے — یارب به صداقت محمد رحمے
من در امت محمد هستم — یارب برامت محمد رحمے

ایضاً

هر سدره نشین بگوید آمین آمین — خود عرش برین بگوید آمین آمین
انشاء الله چون دعا مے خواند — جبریل امین بگوید آمین آمین

رباعیات هندی در طلب باران

یارب بطفیل اشک چشم زهرا — فرمادے ابھی ایک ابر آوے گہرا

جل تھل بھر جاوین ہووی خلقت سرسبز	الجاوی اسی گہڑی جہڑی کا لہرا ۔

ایضاً

ہے خشک پہاڑ کے بھی چہاتی یارب	یہ گرم ہوائیں خوش آتی یارب
کر ابر کرم کو حکم برسے ورنہ	ہے گاو زمین کے جان جاتی یارب

ایضاً

یا بار آلہ مصطفے کا صدقہ	اولاد بتول و مرتضے کا صدقہ
برسا دی مینہ ہری بہری ہو خلقت	یارب شہدائے کربلا کا صدقہ

ایضاً

جس وقت بڑی بھلو نکو رونا آوے	خلقت کے جگر جلون کو رونا آوے
برسے برسے ہے مینہ نہ برسے کیونکر	اسطرح نہ بادلونکو رونا آوے ۔

ایضاً

رویا برسائین گے روپہلے بادل	سونا برسائین گے سنہلے بادل
امید نہ توڑ حق سے انشا اللہ	آپہونچے وہ دیکھہ اپلے گہلے بادل

ایضاً

با آنکہ گنگار ہستے وبہ ہستی م	باشرذمہ فسوق ور بہو ستی
از این ولاے حیدر انشا اللہ	در حفظ و امان او تعالے ہستی

ایضاً

دل میسوز و مرا بر احوال تدرو	کہہ در شیراز ہست و گاہے در مرو
از قطع منازل و مراحل چہ حصول	آیا شمشاد نیست آنجا یا سرو

ایضاً

کے خوش می آید اصفہانی را بلخ	آن صورت غرہ دار داین سیر سلخ
در خانقہ اہل ریا اے انشا	باللہ کہ سخت زندگانے شد تلخ

ایضاً

هستم همه جرم و عیب بی‌عیب خداست
این نیست دروغ عالم الغیب خداست
لیکن انشا همین قدر میدانم
لاریب محمدؐ است و لاریب خداست

ایضاً

شک نیست که بنده ام اگر گمراهم
الطاف محمد و علیؑ میخواهم
انشا الله بهشتی خواهد شد
گوینده لا اله الا اللهم

ایضاً

هر چند گناه بس عظیم است ترا
از سر تا پا تمام بیم است ترا
انشا الله هیچ تشویشی نیست
هر دم سر و کار با کریم است ترا

ایضاً

تا کے امراض و این معایب تا چند
وین غربت و اینهمه مصایب تا چند
تا کے نه کند اعاده در چشم نور
اینها یا مظهر العجائب تا چند

ایضاً

کیا ہاتھ ہلا کے پوچھتے ہو ہے خوش
ہم جیسے ہیں خوش کبھی نہوگا کے خوش
بس ٹھیکے ہے پڑنے ہے نشہ کی دھن میں
می پیکے مزاج ہور ہا ہے سے خوش

ایضاً

ای دلبر عشوه ساز احسنت احسنت
با و امرت دراز احسنت احسنت
دیدی ما را و گفتی انشا الله
احسنت احسنت باز احسنت احسنت

ایضاً

انشا دنهت اگر بهوید دیگر
در دست ز جان و دل نشوید دیگر
اے مست شراب بس لقرما کورا
انشا الله کس نگوید دیگر

ایضاً

آن لحظه که قدر تشنگی شد معلوم
بر ما آورد فوج اندوه بهجوم
خوردیم چو آب سرد انشا الله
گفتا صلوات علی الحسین المظلوم

رباعی بوضع دیگر

اے روز حقیقت حلقش شد معلوم — بر من آور فوج اندوہ ہجوم
در تشنگی آب سرد خوردم انشا — گفتم صلوات بر حسین مظلوم

رباعی مضمون تازہ کہ نظیر ندارد

ہان ای خورشید حسن با نور و ضیا — حرفے بشنو بیا بیا پیش بیا
از بسکہ تصور تو دارم چہ عجب — گر نہ پیرہن موسے من دمدمہ گیا

ایضاً

مخلوق نشد دگر ز صنع بارے — ہم صنعت اشتہی باین طرارے
ہم شاہ سوار چون یمین الدولہ — وین تیغ خراسان و تفنگ لاری

رباعی در لہجہ قصباتی

اجناس کے موقع مین اجنا دیکھو — سلمای علوم کا یہہ سمجھنا دیکھو
اجنا چیزی است کان بر دید ز زمین — تھو تحسم لغت کا تو او یجنا دیکھو

ایضاً

اجناس کے جا گیا جو اجنا ٹھہرا — گھر آیا لغت کا ایک بادل گہرا
تصویر ملہار کے دکھانے یہہ تو — تفصیل نہ ٹھہرے راگ مالا ٹھہرا

ایضاً

دستار لغت نہین نہ سمجھا آیا — اجناس مین لو دیکھو نکرا اجنا آیا
اجنا کوئی ڈھول والا ہوگا اوسکا — کاغذ مین کہانسے ڈھول بجنا آیا

ایضاً

اجناس کے بدلے لکھتے اجنا کیا خوب — قاموس کے رعد کا گرجنا کیا خوب
از زور لغت نئی اونچ سے لے ہے — اوس تان سے بیچ کا اوجنا کیا خوب

ایضاً

بدلے اجناس کے جو اجنا لکھیے — بادل کے گرجنے کو بھی گجنا لکھیے

اجنا رجنا کے باپ کو کیونکر دیں … تک آپ ہی انکا یان یہ سجنا سے لکھیے

ایضاً

اجناس کے فرد پر یہ اجنا کیسا … یان ابر لغات کا گر جنا کیسا
گو ہون اجنا کے معنی جو پیز اوگے … پر ہے یہ نئی اوپج او پجنا کیسا

ایضاً

ترخیم کے قاعدہ کا سجنا سے لکھیے … اور اپنے جرو جنا کو حجنا سے لکھیے
منظور اجی نہ سے لکھیے لکھنا ہووے … تو کرکے مرخسم او سکو اجنا سے لکھیے

رباعی فارسی در صنعت تجاہل

قاضی کہ لفظ فارسی را عربی فہمیدہ است … در غلط افتد و این ایجاد بندہ است
شکر است کہ حافظم صیانت کردہ است … قاضیم شکوک در دیانت کردہ است
انشاء اللہ خان شاید خواندہ ست … گفتہ ست کہ آنشخص خیانت کردہ است

جواب در صنعت تجاہل مذکور

ہر چند کہ لفظ خان ماضی باشد … اکنون زچہ اعتراض قاضی باشد
اماضی لابد کہ مشہور بن است … قاضی سے باید اینکہ راضی باشد

رباعی مذکور بطور دیگر

صد شکر کہ حافظم صیانت کردہ است … قاضی ملعونم از دیانت کردہ است
انشاء اللہ خان گرد ست خیال … زینجاست کہ گفت آن خیانت کردہ است

ایضاً

صد شکر خدا مرا صیانت کردہ است … قاضی ملعونم از دیانت کردہ است
انشاء اللہ خان خواندہ ست انا … گفتہ ست کہ این شخص خیانت کردہ است

ایضاً

گو دشمن جان مفتی و قاضی باشد … زان تذکرہ چیست ہر چہ ماضی باشد

زان زردگی کہن چہ خیزد خوش باش | انشاء اللہ از تو راضی باشد

در صنعت منظوم النثر المشہور

آرام و انبساط و عیش کردند ہجوم | ایجاب و قبول بستگی شد مرقوم
با دختر رز بپیر مغان عقدم بست | قد قلت قبلت بالصداق المعلوم

صیغہ نکاح من حیث المجموع بلا تکلف در یک مصرعہ مرقومہ بالا موزون شد

الحق این اعجازی ہست کہ درک عقل ازان در می ماند و طایر اندیشہ خود را تا آنجا نمی رساند چراکہ از بد و مباح شدن نکاح حرام شدن صفاح ایضاح این شعر کہ مراد از قبلت بالصداق المعلوم باشد و انشاء پسا صباح بر شائع ست ذہن کسی بہوز و تش پے نبردہ و ہیچ کدام ثمرہ مراد نخوردہ

ایضا در بیت صوم

بہاتا ہے بھوک پیاس سب کچھ سہنا | اور روزہ مین انتظار مغرب رہنا
آپس مین سحرگہی کی چہلین اور پہر | بالصوم غداً نویت کا کہنا

ایضا

مین کوچہ عشق کے جو کرتا ہون سیر | آرام سے اور اس سے تو ڈالی ہی بیر
ہر لحظہ مرے زبان پہ جاری ہے انشا | رب یسر و تمم بالخیر

ایضا

احرام مین لبیک و سعدیک سے دل | خوش خوش کرتے ہین گو کعبہ وان مائل دل
ناقوس صنم سے ہم بہی یہان سنتے ہین | سبحانک ما خلقت ہذا باطل

ایضا

ہوا نقش مجھے تو سب سے ہے کس سے بیر | کعبہ مین بہت رہا ہے اب قصد دیر
اے زاہد و برہمن نہین ہے کچھ فرق | یہ بہی ایک سیر ہوگی وہ بہی ایک سیر

ایضا

تہین جنکی لئے وہ چہلین تہین تس کے لئے | ویسا پہر کون ہو کہ ہون جسکے لیے

آرام و شکیب و صبر و طاقت سب گئی
رو دن بیٹھون بہلا مین کس کس کے لیئے

رباعی بے نقط

ہر دم ہوس وصال دارد دل ما
در درد و الم و ملال دارد دل ما
در راحلہ و داد مہر سو گردد
حالا کہ دگر کمال دارد دل ما

رباعی در مناجات

یارب بتصدق جناب حیدر
وز بہر جمیع عترت پیغمبر
از وادوسے اضطراب ما را برہان
ای قابل قول من یجیب المضطر

ایضاً

دین و دنیا و نام و عشرت و تمکین
تسکین دل و قناعت و صبر و یقین
خلقت کو اپنے تو نے سب کچھ بخشا
اللہ مگر ہم ترے بندے ہی نہین

ایضاً

زاہد جو ہین اونہین ہے طاعت پہ گھمنڈ
اہل دنیا رکھے ہین دولت پہ گھمنڈ
واقف ہون نہ طاعت سے نہ دولت سے مین
ہے مجھکو اگر تو تیری رحمت پہ گھمنڈ

ایضاً

ہر چند کہ ہین بحسب ظاہر ہم کم
حق ہم مین ہے اور حق مین الحق ہین ہم
باور جو نہو وہی زاہدون کو دیکھین
پتلی مین آنکھ کے ہے سارا عالم

ایضاً

غم نے تری ایکدم نہ دل خوش چھوڑا
تہا صبر جو یاراون نے بھی موںہہ موڑا
جلتا ہے عجب طپش سے اس سینے مین
اللہ یہ دل ہے یا کہ پکا پھوڑا

ایضاً

اب کا تری خیال حد سے گذرا
دل صبر و حیا سے اپنی تہ سے گذرا
کب تک دیکھا کرون بہلا بیٹھا راہ
بس یار کہ انتظار حد سے گذرا

ایضاً

اپنی بھی نظر مین سب یہ گہاتین ہین گے
ہان تم ہو رقیب اور یہہ راتین ہین گے
کہتے جو بہت ہو تجہکو مین چاہون ہون
موہنہ پر کی میان یہہ تمہاری باتین ہین گے

ایضاً

ہان موہنہ سی کہین تمہاری ہم سے ہی بیر
رہتی ہے نہین ہو ہاے ایکدم بے خیر
کچہہ اور تو کیا کرین گے لیکن ضد سے
ہو بیٹہین گے جی ہے ہم پہر اپنا بس غیر

ایضاً

میرا نہین قیاس کے بہر سے عارے
جو شخص ہین طالع نے اونہین دی یاری
اعلی درجہ کو پہونچے وہ ہم رہ گئے
کیون ہو نہ گران مایون کا پلہ بہاری

ایضاً

کافر یہہ کہے ہے حق پرستی سے گذر
ناصح کہتا ہے جو تو مستی سی گذر
انشا مجہسے جو پوچہو ہین دونو لوچ
جہگڑا کہین چہوٹے اپنی ہستی ہی گذر

ایضاً

مینے جو کہا اوس سے یہہ رو رو پہر آہ
صد حیف کہ دل سے دل نہوی آگاہ
وہ ہاتہہ کو پہیر اپنے موہنہ پر بولا
سمجہونگا بہلا تجہسے مین انشا اللہ

ایضاً

بہلہ ری تمہاری شان بہلہ ری دماغ
بہلہ ری تمہاری آن بہلہ ری دماغ
مجہسے کبہی بات بہی نہ کرنے اللہ
بہلہ ری تمہارے جان بہلہ ری دماغ

ایضاً

شب نعش پہ پروانیکی گریان تہی شمع
اور آتش فرقت مین فروزان تہی شمع
اتنے مین پتنگ کے سر سے تاج زرین
دیکہو تو ستی ہوگئی بیجان سے شمع

ایضاً

مینے جو کہا مری طرف کو دیکہو
دیتا ہون وگرنہ جی ہے دیکہو دیکہو
غصہ ہو لگے کہنے کہ این کیا معقول
خوب بے ضابطے کے واہ موہنہ تو دیکہو

ایضاً

تھہرا ہے یہی جو دن ہے بہرنا جینا
ایسا مجھکو تو کیا ہے کرنا جینا
جو دم کہ کٹے خوشی سے سو بہتر ہے
آخر تو یہہ لگ رہا ہے مرنا جینا

ایضاً

لازم یہہ ادا و ناز سہنا ہے نہ تہا
اور اوسکی طرف دیکھہ کے رہنا ہی نہ تہا
اظہار کیا کہ چاہتے ہین تجھکو
کہہ بیٹھے ہم اوس سے جو کہ کہنا ہی نہ تہا

ایضاً

سنے چیلے سے سینے جبکہ اوسکے چٹکے
بولے کہ پڑے جان پہ تیرے سٹکے
پہر دانت تلی کشک کے ناحق یہہ کہا
بس چل بے اب آشنائی تجھسے کٹکے

ایضاً

عالم کے سبہی طور ہمنے کیا کیا دیکھے
خوبان کے بہی لطف و جور کیا کیا دیکھے
شادی و غم و وصل و ہجر ای انشا
کیا کیا دیکھین گے اور کیا کیا دیکھے

ایضاً

یہ دل مین ہمنے ٹھانا کہ یہ نکل ہی جاوے
اس غصہ سی جان کیون نہ جل ہی جاوے
پہر اگہبرا کے دم لبون پر آیا
اف کیجئے اور بس نکل ہی جاوے

رباعی بایجاد غریب

ہم جسم تو بیٹھے اور دی مجھکو جام
ہم جسم تو بیٹھے اور دی مجھکو جام
اس دور مین ساقیا نہ کر کچھہ تکرار
ہم جسم تو بیٹھے اور دی مجھکو جام

ایضاً

کرتے ہے جو ایکبار توبہ
اے ساقی و اے بہار توبہ
بس کیجئے معاف جیسے تقصیر ہوے
توبہ توبہ ہزار توبہ

ایضاً

پہر عشق ہوا ہی میرے جی کا جنجال
ہر وقت رہی ہے مجھکو اوسکا ہے خیال

اب وہ میان کہین ہے اور حیتون ہی کہین — دل کاسے اندنون عجایب احوال

ایضاً

جنت کے فواکہ ہین رو بیہ پیسے یون — سمجھون ہون نصیبون مین اگر اپنی ہوان
جولذت ولطف چاہو ا سے لے لو — طوبی کے سے پھل ہین یہ کہ پھر جونکی تون

رباعی مستزاد

در سلک سخن زلب گہر ہامی سفت زندی نوشی — مطلق زحدیث شیخ و واعظ نشنفت از جہتی خویش
بگذشت زحد جو قیل وقال ایشان او ہم بجواب — زا سہر از نفخت فیہ من روحی گفت گفتند خموش

رباعی

از بہر محمد و علی و زہرا از بہر حسنین — صدقہ سجاد و باقر و جعفر کا ہو زیب زمین
بہر کاظم تقی رضا بہر نقی از بہر نقی — بہر حسن و مہدی دین اے مولی دہی مجھکو یقین

ایضاً

معمورۂ دل زجلوہ ہای صنم است — ہر جلوہ زجلوہ ہا بجاے صنم است
درہی تو برہمن و نقاش نا قوس — این سینہ مگر کلیسائے صنم است

ایضاً

زاہد زکلیسا بجنگ آمدہ ام — … و نا قوس بچنگ آمدہ ام
چو غا و صلیب ہمچو جیبان دارم — انجیل گرفتہ از فرنگ آمدہ ام

ایضاً

قطع نظر از ما و منی خواہم کرد — لیکن نہ چو زاہد دست خواہم کرد
زنار ز اشک در گلو خواہم بست — در بتکدہ ہا برہمنی خواہم کرد

ایضاً

ہمہ جلوۂ او در حرم و دیر نبود — جز سیر نبودی ایہچ مرا سیر نبود
چون خوب بچشم غور آنجا دیدم — من بودم و او بود کسے غیر نبود

ایضاً

هرچند نجوم چرخ را انبازے — هردم نقشون قاهرهمے تا زے
مے افشاری نجوم از طفل سرشنک — بازی بازی برلیش بابا بازے

ایضاً

چون طوف حرم نصیب غیرم کردند — رهبان کلیسا دیرم کردند
در کنج خرابات خویش اوقات گذشت — صد شکر که عاقبت بخیرم کردند

ایضاً

رفتم ته خاک و درد یارم باقی است — وز بادهٔ عشق او خمارم باقی است
نرگس بدمید به مزارم چو گیاه — یعنی که هنوز انتظارم باقی است

ایضاً

زینسان که بسوختن سرے داشته ام — در شعله حیات خویش انگاشته ام
با سوز و گدازت ار نسازم چه کنم — چون شمع ز آتش علم افراشته ام

ایضاً

روزم شده همچو شب نمیدانم چیست — جانم آمد بلب نمیدانم چیست
مے جویم و خویشتن را نیابم در خویش — بیتابی را سبب نمیدانم چیست

ایضاً

افتان خیزان اگر توانم خود را — در عالم بیخودی رسانم خود را
من کیستم و چه ام چه بودم چه شوم — نشناسم خویش را ندانم خود را

ایضاً

آن طایر دل که بود عرشش ماوا — شد مرده ز ارتکاب عصیان اینجا
دارم سوال از تو چون ابراهیم — رب ارنی کیف تحیی الموتی

ایضاً

گیرم که مدام دیده ات پر آب است — وز سوز درون دلت بیتاب است
الحق الله کے شود مقصودت — خوش باش خدا مسبب الاسباب است

ایضاً

گفتی که بجائے خود نشین یعنی چه   از ہیچ منت چنین بچین یعنی چه
محروم ز صحبتم چرا میداری   آخر چه گنه چه موجب این یعنی چه

ایضاً

از دیدن من ترا چه تنگ است بگو   زاہن دل تست یا ز سنگ است بگو
ہمراز شوے سگے وگاہے غمّاز   این بو قلمونے از چه رنگ است بگو

ایضاً

یکچند ز لطف دلربائے کردے   چندی از جور بیوفائے کردے
گردید محال دیدنت ہم الحال   میدانم دعوے خدائی کردے

ایضاً

گو آمدن و نشستن و ایستادن   با یکدیگر بخنده لب بکشادن
گفتی ندہند بار کس را در بزم   مجرا موقوف شد بلفظ دادن

ایضاً

در بحر حقیقت ہست عالم چو صدف   غواص محمد و گہر شاه نجف
احباب امواج و اہل بیتش کشتی   باقی ہمه خار و خس و خرمهره و خزف

ایضاً

وادی مقدس نجف اشرف را   دانیم که آن روضه چو طور ہست آنجا
آمد ز درش خطاب انشاء اللہ   در وجد شدیم خر سوے صعقا

ایضاً

ای صفدر و منصور و شجاع آصف جاه   باد آیه نصرت ز ملہے تا ماه
در دہر ہمیشه چو سلیمان باشی   یاران ہمه گویند که انشا اللہ

ایضاً

دل گشت دو صد قاش بگو بخشی در   شد راز کنون فاش بگو بخشی در

کشتہ مارا سے تو کشتی آغا + رہا ای مرد تز لباش بگو بخشی در

الیضا

دل رفت لشست عشق آغام خدا جانم شد بست عشق آغام خدا
مردم مردم کنون زجورش مردم مردم از دست عشق آغام خدا

الیضا

با من سر لطف و مدارا عشق است شاہم گوید کہ این گدارا عشق است
خواہی لبیک وخواہ ناقوس صنم ای زاہد و برہمن صدارا عشق است

الیضا

گر زاہد وگر مست وگر قلاشم رندانہ بہر طریق خوش مے باشم
آن کیست کہ نیستم بگوید انشا اندر دہن بہر کلانش شاشم

الیضا

نے ہیچ خوردہ نہ آب نوشد ایزد نے خواب کند نہ جامہ پوشد ایزد
ہر نقد عباوتے کہ زاہد دارد کے باغ بہشت مے فروشد ایزد

الیضا

زاہد کہ بجولیش اینقدر مغرور است از حوصلہ اش خدا پرستی دور است
خود میدانے کہ مایہ تقوایش امرود وانار وخوشہ انگور است

الیضا بہ زبان اردو

گذری دنیا مین خیر جیسے گذرے ہر طرح یہہ عمر مین ایسی تیسی گذری
پر وہان کے خبر ملی نہ کچہہ اجتلک بچاری مسافر ونیہ کیسے گذرے

الیضا

از بہر لشفے مسافر آہ است + کا تمام کردہ زا علامت خواہ است
ہنود یہ الف بود نہ ہاسے ہو نہ این بیرق واین منار وانیک چاہ است

الیضا

از ناخن ظفر خاطر باده پرست
بگذار هزار زند و تقوے از دست
چشم بد دور طرفه چیزے هستی
انشاالله پهلوان زنده خوش است

هنرواش آغا داری توفیق خود مسیح گو
بر جاش آغا ای یار شفیق پند می شنو
ماشاالله ای نام خدا سبحان الله
خوش باش آغا ای زبده طریق با خلق نکو

مقطعات در معرفت زبان پشتو

تی بکسر یاء تحتانیه هستی مے شود
یو بضم یاء تحتانیه را هستیم دان
هان مکرر واحد و غایب مذکر نیست دی
ده بفتح واو و های ساکن اینجا بود دان
دی بفتح داه بود بید است وم بودم بود
دی بکسر دال با یا معنے هستید شد
نیست اینجا شد تدی ولیس ندی هستند

یاسته هستید وم با لفتح استم ای عزیز
نیست در تذکیر و در تانیث فرقی هم چنین
در مونث ده بفتح دال با ها شد تمیند
ور وچه بودند هست و دی بود دی آ ایجاب جهان
وی بفتح دال یا یا هست باشد سه زبان
نون مفتوحه در اول نشان کند منفی عیان
جاه انشاالله این را یک بیک سازد بیان

قطعه دوم

به سلک نظم کشم رسم خط پشتو را
به فوق و تحت همین سین دو نقطه ثبت شود
بدون مرکز اگر کاف وش بود حرفے
بدانکه وقت تلفظ چه دال و تا باشد
مراد اگر متکلم بود بوقت کلام
د دال صرف بدان استفاد اضافت را
بود مراد ازین فقره خون دل کردن
او خی په اشک شور کوست چشم و مخ روئست

سه نقطه بر سر حا آورند و زی خوانند
بوقت خواندنش او را بجای خ خوانند
دو نقطه بر سر و زیرش نهند و کاف کنند
چو های هوز اگر زیر دال و تا آرند
باین رویه همین میم صرف منع پسند
مثال او ورته خوگره است ای دلبند
ازین زیاده چه گویم به پیش دانشمند
زره ودل است مثنی اینچنین همه گویند

ل جای از تو بدان سیخ سرد بانه مرا — زاشک سرخ لسرا و خیو شیرخان گفته
چه انکه مرا کره یعنے بده کن کاه تو بکن — پفه حشح بود آن روز هست افزند

قطعه سوم

و فذا تو سیل میدان پست لنگی مے شود — ب بجای درهم آید هم بجاے بر لوه
لاثر را دست ولاثر ذرا بدان اشاهوست — شد لا ہز را یعنے ز انجا زی بود جاری کنه
لوتره یعنی کبوتر لیس شنه را سیردان — نسته را نیست میدان کوزخانه کن سنند
کوری می بسیند کرم میدارم است ول ام — روغ را میدان مرتب حن ترا با شم بله

قطعه چهارم در بحر هزج سالم

تو ووہی اخور انجور نان کنه شبشبی یار استا — تن امروز هست در شه سکے نیکے ده مولا
بیاتا من بروم رانه چه روشد بر اعلی مردان — خو لو یعنے دهان غاخونه دندان لیذو منیز
روز می ابر تو فو کونه گوش دشت کردن انجا — ثریه یعنی زبان ووس ست در نمو ی لعنه شه

کوته انگشت وانگشتان کوتل قندیسه گوڑا

ایضا

بود یلاثر پدر موردار پدران مادر — خوثر است خواہر بور دختر است ڈروپسیر

ایضا

بو دوالیس درمی سلو بیشنرا — اشپک آن لیس اد واتانه لسته
بو ڈلیس هم دالش و درمی الس لیس گو — تا سلو الس و پنیز لش در رس

قطعه

شل بود بست ولیس درمش ستی وال — سلو پیپ را بجاسے چل شو ا ن م

پنیز وشت پنجه است و اسفیار ش ن / شصت و هفتاد او یا بعد الف اد ن
هست هشتاد آتیا و نو ظ / تا و با شد جمله سال هست ای جان

قطعه

گروهے راکه خود ایزد تعالے / عبادی خواند در دار السلام اند
مر ایشان را حفاظت میکند حق / میان قوم خود با احتشام اند
خواص الناس ایشانند لاریب / عوام الناس شیطان را غلام اند
ترفع را چه نسبت با حضیض است / بزیر اینها و شان بالاے بام اند
مقید گشته اندر فوج ابلیس / گرفتار مصائب صبح و شام اند
نظر کن آیه و استفزز اے شیخ / همه ابلیس را در زیر دام اند
جو برسد خاک ریزند این غریبان / ندیده استند آبے تشنه کام اند
ولیکن پخته اند اندر عقیدت / اگر چه در عبادت سخت خام اند
گهی نشنیده اند آواز غیبے / مقر وحی و منزل لا کلام اند
گهے در خواب جنے را ندیده / شناسای ملایک هم قیام اند
غنیمت دان اگر صائم نباشند / که از دل بنده ماه صیام اند
نماز سر سرے از بیم گذارند / نگوشان را که از جنس لئام اند
دگر ز ایشان چه آید با این عجز / بلے بے چاره ها مشت غلام اند
بشر هستند گر چیزے از ایشان / شود سرزد بسے ماسے مقام اند
که از سلطان شیطان وهم رسیده / برای امر دین در اهتمام اند
برین تقدیر اگر در عقل سنجے / خواص الناس کمتر از عوام اند

قطعه در تاریخ رحلت الماس علیخان

رفت الماس علیخان طرف ملک بهشت / وای ویلا ز چنین حاکم دوران افسوس
قائم اللیل و سحر خیز و انیس الفقرا / کس نبوده است چنین قاری قرآن افسوس

شصت سال است که او خلعت شیرش آن بود — آه و آخ آخ زعینین مرد مسلمان افسوس
جیب در ماتم او چاک گریبان کرده — گشت لکرده و ترانه شام عمر جان افسوس

سال تاریخ وفاتش زخرد جستم گفت
حیف ای آه از الناس علیخان افسوس

قطعه

عجب طرح کا یہ مضمون ہاتھ آیا تھا — کسے عرب کے جو فرہست رسیدہ تھی گفت
تو اہل ہند کے سمجھانے کو یہ کہتا تھا — ہنا ملاخطہ سف آن ہذہ الخوب است

قطعه

سنو لطیف ترین قصص برای خدا — بآن بزرگ کہ بود ہست ساکن بغداد
بگفت مرد ظریفے انفسلم البتہ — فقال اعلمنا انها العظیم آباد
بلیج مصر وسکا ہنا لطیف ولطیف — ہناک اہل صلاح ہناک اہل سداد

ایضاً

والا منا صبے کہ بری از معائب است — آغا جواد المتخلص بحاجب است
امروز ہمچو صیغۂ معروف ذات اوست — مذکور رفتگان ہمہ مجهول غائب است

ایضاً

ہست ورد سحرت آیہ سیروا فی الارض — بیشتر باز ولایت بحجاز آمدہ
تا بہ این کلبہ ہم از لطف نمائی چہ عجب — ای کہ از راحلہ دور و دراز آمدہ
بارک الله بیا اسے قدمت بر سر و چشم — کہ پئے دیدن ارباب نیاز آمدہ

تا به پرسم که ره بادیه را طی کردی
یا درین معرکه از راه حجاز آمده

از چه رو می نکنی خاطر انشاء الله
اندرین شهر خود ای بنده نواز آمده

ایضاً

تو ای نسیم سحرگه ز جانب انشا
برو بخدمت حاجب علی شیرازی

سلام شوق رسان و بگو بعجز و نیاز
که ای بسرو بکمال تو هر قدر تازی

بطی زلفه روح القدس مدد دارد
از آن مسیح زمان و سراسر اعجازی

همای عالم قدسی نسیم تو عنقاست
چو طائران بهشت برین خوش آوازی

قصیده و غزل فی البدیهه ات دیدیم
علو مرتبه داری بلند پروازی

کسی به پیش تو دیگر چه لاف شعر زند
بفکر سعدی شیراز را تو انبازی

بسان رستم و ستاره ای نکو کردار
بهر طرف که کنی قصد رخش می تازی

هنوز قید نداری چو سرو آزادی
بهر کجا که دلت میکشد سرافرازی

تو سر بمهر تنه همچو نافهٔ شایان
اگرچه فقرهٔ مخصوص مطلب رازی

باین جریمه که حاضر بخدمتت نشدم
توقع اینکه ز چشم خودم نیندازی

بدون حکم وزیر الممالک ای آغا
چسان کنم حرکت نوکریست یا بازی

نماز روزه معاف است عذر گر باشد
بگو برای چه دیگر بشکوه پردازی

بعید نیست پی ... اگر نجابه سخن
قدم گذاری و گاهی ز لطف بنوازی

قطعهٔ تاریخ جلوس جناب عالی متعالی مدظلکم العالی

دوازده صد رسال هجرت گذشته بود و دو اثنا
که این سعادت علی اعلی ز لطف بخشید مملکت را

عدد رسید از ائمه دین دو شش بسی آل و عشر آمد
به فال آورد آن مقام که باخت نرد دغا و غوا

هوای تاریخ بود در سر سروش غیبم گفت سر بسر
بگفت لفظی و معنوی هم عدد میان دو شش بود هویدا

عدد دو شش با هزار و دو صد بود ز روی حساب ابجد
دوازده گر دلت بخواهد دوازده بود ائمه ما

ازین دلیل صباحت افزا که هست مانند صبح روشن
نمود تحریر کلک انشا دو شش سنین جلوس والا

عروس تملیک یافت والی بنود و امن براہ است — چو دید جشن جناب عالی شگفتہ روشد مثال صبا
شجاع باذل نصیر عادل امولی بفضائل زہی کامل — ضمان سائل بکو شمائل بلطف اکمل بعدل کسرا
وزیر اعظم سہ مکرم خدیو عالم شہ معظم — بدین اسلم بجود و حکم بعقل احکم ایسہ و انا
چرا نہ حاسد ز رشک میرد چو حق بکرد قرار گیرد — زمانہ زینت ز تو پذیرد بفضل سبحانہ تعالی

ایضاً قطعہ

اوس کملاڑی کی بھلا کرتب کو کیا لکھی کوئی — بوند بھر پانیکو جسنی چاند سا ٹھہرا کیا
تھو کے سکتے ساتہہ یہان سے وہان تک جو کچھ کہ تھی — ہوگیا سب اجیڑے تو سوچ تو کیا کیا کیا

قطعہ تاریخ مسجد سالار بخش

مرد ہی تھو سکے دولت چرخ کی مسجد کیچ — تجہکو اب چوردن سے بہی ایک راہ ہی سالار بخش
امر نا شروع پر موقوف کچہ ہرگز نہین — بخشنے والا ترا اللہ ہے سالار بخش
کیون ہنو ہیرا کی مٹی یہہ تری بہلی و لک — بول اُٹھی سب کہ قرص ماہ ہے سالار بخش
آکے ٹھہرا تیغ سے یون سعود غازی کہہ گئے — ہے یہی تاریخ مسجد واہ ہی سالار بخش

قطعہ عربی

رب علی رحمتک الوافیہ — اسئلک الصحۃ و العافیہ
انت مغیث الفقراء ہب لنا — عافیۃ کافیۃ شافیۃ

ایضاً

ستارا روشنی گویند لاریب — بجز انش آن ستارہ حرفی ندارد
بیاموز آشنائی زا زاں ش — کہ غیر از آشنا حرفی ندارد

ایضاً

تا شرب بادہ شغل شہ بے نظیر بود — درویش ہر کجاست ز بذلش امیر بود
مسدود گشت باب سخاوت ز توبہ اش — شر قلیل باعث خیر کثیر بود

تاریخ فوت امیر بیگ

وائے ویلا کہ تو نہ دہ سالہ / رفت چون آن جوان بسوی جنان
وا در یغا ست از سر افسوس / سال فوت امیر بیگ بدان

ایضاً قطعہ

بہ نرسنے کل پوست کندہ کہا / یہ سمجھوا بہ اپنے سے اسے بربری
نری تو نہ رو ہتا نروں کا ہے کام / نریشی کتانے نری تھی نرسے
یہی قول سجاد کا یاد رکھ / نہ کر ہم سے کہریان عبث ای کہرے
بجھیون کے گہر مین نہین کوئی نر / چارون کے حصہ پڑی ہے نری

قطعہ تاریخ مسجد سالار بخش

سالار بخش ابجار قاصہ ایست در شہر / اعجاز ظاہر او را در ہر مقام ہندی ست
فی الحال مسجدی ساخت دہ دہ چہ طرفہ مسجد / آن مسجدی کہ گوئی دار السلام ہندی ست
در رقص و در تغنی یکتای عصر خویش است / بی ریشت ماہ را او دین نام ہندی ست
سکان ہند اکثر با اعتقاد باشند / ذکر خواص یکسو این از عوام ہندی ست
انشا دگر چہ گوید چون خوب غور کردہ / تاریخ مسجد او بیت الحرام ہندی ست

قطعہ

جبکہ کٹ کٹ کے بنا دستہ تو بولا وہ درخت / چھانٹ جس سے اوسی نجار بسر لیتا ہے
میرے ایک جزو کو دہر اپنی مین قوت کی لیئے / واہ کیا پہونچ کے تیرا یہ تبر لیتا ہے

ایضاً

بجدا کہ خانہ با نہ دو خیمہ سفتم آغا / زصفات انچہ باید بحضور گفتم آغا
اثری دلی مرتب نشدہ است شرمسارم / کہ ہنوز گرد ہا را ز رہت نہ رفتم آغا
سر ماہتاب تابان کہ شمردہ ام کواکب / ز وفور اشتیاقت ہمہ شب نخفتم آغا
نہ کشیدہ ام نفس ہم تو ببین چہ کار کردم / کہ چو برق شعلہ ہا تہ دل نہفتم آغا
ز چہ رو کہ سے خرامد سہی سیر خانہ با خم / نہ درخت سایہ دارم نہ چو گل شگفتم آغا
پئے دیدن جمالت نرسیدہ ام ولیکن / چہ قدر ز محنت و سختیم چہ قدر کہ گفتم آغا

غنچے کہ گفتہ بودی تو بگوش گل سحر گہ ۔ بحضور وصف انشا ز صبا شنفتم آنہا

قطعہ در تہنیت جلوس سالگرہ جناب عالی

ہر طرف سرو قبا پوش پڑے پھرتے ہیں ۔ کھولی کیوں دل کی نہ ہر غنچہ خوشحال گرہ
ہر رہی زر و اجناس کے از بہر نثار ۔ بیٹھے سب کھولتی ہیں صاحب اموال گرہ
یہ نئے گوہر شب تاب کہ بس خیر اپنا ۔ کہکشان دینے لگی کھول کے بے سال گرہ
آج نواب فلک رتبہ یمین الدولہ ۔ ناظم الملک بہادر کے ہوئی سالگرہ
جب تلک عقد ثریا رہے انشاء اللہ ۔ یوں ہی پڑتے رہے یہ تا صد ہی سال گرہ
شہی نازی کے برس گانٹھ سے پھر لیج مدام ۔ پھر نئی سر سے وہی تھیری جدی سالگرہ
رشتہ عمر میں دیتی رہیں تار دونکی فقط ۔ خود رسول و علی و فاطمہ و آل گرہ

قطعہ دعائیہ شاہزادہ سلیمان در تہنیت نوروز

خدا دے خدا بحق جانشین احمد مرسل ۔ اسی نوروز میں محکوم ہو دم ہو ہس ہم دیکھیں
قشون قاہرہ حاضر جلو میں شاہ کی ہووے ۔ کریں گردن کشان پھر سب پابوس ہم دیکھیں
پڑھیں خطبہ میں اوسکا اسم اعظم سکہ ہو جارے ۔ عدو جو کوئی ہو یارب وہی محبوس ہم دیکھیں
عمل اوسکا ہو جوں شاہ جہان با ایں جمیع نوشیں ۔ لگی پیوند اپنے بھی ایک خلعت ملبوس ہم دیکھیں
وہ ہی تخت مرصع اور وہی پھر چتر حاضر ہو ۔ زمرد کی بنی ویسی ہے پھر طاؤس ہم دیکھیں
دعا مانگی ہے انشاء اللہ ای یارو کہو آمین ۔ سلیمان کا جلوس سلطنت مانوس ہم دیکھیں

قطعہ در تہنیت صحت نواب سعادت علی خان بہادر

ایں نوروز گلستاں چہ خوش عید جان نواز ۔ کامروز نو بتازه چراغ نظاره یافت
فیض ہوا است بسکہ بہر سنگ کارگر ۔ بالیدگی چو غنچہ نسرین شراره یافت
یعنے وزیر اعظم دوران کہ بہر چرخ ۔ از حلقہ غلامی او گوشواره یافت

آن ناظم جهان که زمین لگاه او — کامی که ابر آمد و در بحر چاره یافت
گرد است غسل صحت و از فیض او تمام — نسرین و لعل در چمن و بحر خاره یافت
او ریخت آب بر تن و شد شاد عالمی — چون تشنه که آب بقا را کناره یافت
گوئی تمام خلق تن یک مریض بود — صحت بدان رخت امی ماه پاره یافت
زان چیزها که در صد قاف از نظر گذشت — این پیر چرخ هم طبقی از ستاره یافت
تاریخ عید فرخ غسل مبارکش — انشا نوشت ملک حیات دوباره یافت

ایضاً تاریخ صحت

از رنج مزاج ناظم الملک — بود است زمانه را بدل درد
هم فصل بهار سرگران داشت — می گشت نسیم با دم سرد
آن روی لطیف تر ز نسرین — بود است برنگ جعفری زرد
میشد محسوس نرگس آسا — ضعفش ز دو چشم ناز پرورد
از لطف حکیم بنده پرور — بخشنده بوبه غنچه ورد
آمد پی شستن تنش آب — خورشید بکوزه زر آورد
صد نغمهٔ تهنیت بگردون — از نوع بشر رساند هر فرد
انشاء الله گفت تاریخ — در چشمهٔ زندگی شنا کرد

ایضاً تاریخ صحت نواب ممدوح

ناظم الملک رستم دوران — چون ز فضل اله غسل نمود
جبهٔ خویش را مسیحا شست — مهر زرین کلاه غسل نمود
از برای نماز شکرانه — شاه انجم سپاه غسل نمود
سال تاریخ مجتش انشا — گفت با اوج و جاه غسل نمود

تاریخ ازدواج مرزا سلیمان شکوه بهادر

سال تاریخ ازدواج کسی — که سلیمان شکوه ذیشان است

گشت مرقوم لعل حق بہ قلم	عقد بلقیس باسلیمان است

قطعہ در تہنیت جشن نواب ناظم الملک سعادت علیخان بہادر دام اقبالہ

آج ہی زور ہے کچھ دھوم کے شادی انشا	جسسے آغوش وزارت مین رہی ہو کے عروس
اہل نظارہ کے آنکھون مین سمائی اکر	فرّ کسریٰ و فریدون و جم و کیکاؤس
یون زری پوش ہوئی کرسی زینہ کہ گرد	جیسے گلشن مین ہرین جلوہ کنان ہو طاؤس
شرق سی غرب تلک عرب سی لیکر تا شرق	روس سے روم تلک روم سی لیکر تا روس
کوئی سو بار پھر آوی تو نہ دیکھی ایسے	شوکت نوبت شاہانہ و آوازۂ کوس
کیا تعجب ہے اگر دیکھ کے یہ نور ظہور	گبر دیرینہ ملقب ہو بہ عبد القدوس
سطوت صاحب محفل کے نظر کر تو سے	بانگ لبیک کرے ساز صداے ناقوس
ذہن ایسا کہ ارسطو بھی کرے شاگردی	مدرکہ یہ کہ بہ از مدرکۂ جالینوس
آسمان تارون بھری بات کی کہتا ہے قسم	کہ رہے طالع اگر ہم بھی ہون ہیاکل فانوس
شکر ہے یہ کہ مراد آج بر لاے صد شکر	چھٹ گئی جتنے کہ تھے قید الم کے محبوس
کشت امید تر و تازہ ہوئی خلق کے آج	کوئی اسوقت کسی طرح نہین ہے مایوس
قدسیان مستعد آمین کے ہین کچھ تو ل	تا کرے تیری مدد بادشہ کشور طوس
ناظم الملک بہادر کو یہ انشا اللہ	ہو مبارک صد و سی سال تلک جشن جلوس

ایضاً در تہنیت صحت فرزند نواب سعادت علیخان بہادر

تیری نواب جہان تاب کو انشا اللہ	ثمر نخل برومند مبارک ہووے
روشنی اوسکی ہے دنیا مین رہے اور اسکو	شادی صحت فرزند مبارک ہووے

قطعہ در جواب کسانیکہ با کوفہ لکھنو را ہمعہد دانستہ طعن می نمودند

ہی لکھنو تو جانے و اعلی سے ہم مدد	کیونکر نہ اسکو نادعلی کے ہو مدد

اوسی طرف نہ جاتی الیاس ضرور گیا
جائز ہے اس دلیل پہ آکر اگر کہے
بارہ مہینے برج بھی بارہ فلک مین دیکھیے
بارہ ہوا کے بارہ ہی پاوے اکائیان
بارہ بغیر کار روائی کہین نہین
نام خدا ہے یہ کشمیر بہشت زمانہ مین
ہوتے ہے اسمین تعزیہ داری امام کی
اول کا اولکا یاد لاریکی ناموس انجہانکی
دشمن کو لکھنؤ کے بس اب جانہ دیکو سونپ
سب اوسکی عزت اور سعادت علی سے ہے
حاکم ہے اوسکا ناظم ملک جہانیان
نواب نامدار سلامت رہے مدام

جون ابن سعد لاسی کوفہ ہی کی سند
نحز معاویہ مین کوئی نا ہجے اشد
بارہ ہی بارہ اونمین بھی ہین تو نہ رکھہ حسد
نام معاویہ کو ٹٹولے اگر خرد
ہی حال مومنین برائی پہ صدسے حد
ہین لاکھون اسمین ہولکی صورت کی سرو قد
اسکی مدد کو ہین حسنین اور اونکی جد
بر خبغض ہزار و دوصد لعن ہے سنہ رد
پہناوسکی دم مین باندھ کے ایک پرچہ بلد
قائم رہے ہمیشہ آلہی وہ تا ابد
بخشی خدا نے ہے جسے لمع جبین وخد
باندھے وہ بیلکے شرق ستی تا غرب اپنی حد

قطعہ تاریخ قتل عام کہ نادرشاہ در دہلی کرد

یکہزار و یکصد و پنجاہ و یک بود آن زمان — تا بپادشاہ و نادر آن مجسم شکل قہر
چون لباس سرخ در پوشید گفتا اولا تکلّم — رود خون کشتگان مخلوط شد با آب نہر
سر برید ندا آہ را نیز اندران سفاک دہر — فقرۂ تاریخ این است آہ قتل عام شہر

۱۱۵۱

تاریخ قتل شدن نادرشاہ

شاہ شاہان نادر کشورستان مقبول گشت — آنکہ حکم نافذش بالا تراز مریخ شد
تا شنید این روید او عبرت انشا گفت آہ — وامی ویلا قتل نادرشہ ہمین تاریخ شد

تاریخ وفات شاہ عالم بادشاہ

ہزار و دو صد و بست و یکم ز ہجری بود — کہ بست رخت سفر بادشاہ عالمیان

بروز ہفتم شہر صیام راہی شد — برای دیدن حور و قصور و ملک جنان
چہ جوش ملایکہ تاریخ رحلتش گفتند — گذشت از سر جان یوم سابع رمضان

ایضاً

ہے فوت شاہ عالم فخر جہانیان — وہ غم کہ جس سے ہر بنی آدم کو غم ہوا
دو بار سر جھکا کے کہا آفتاب سنے — تاریخ بادشاہ سے عالم کو غم ہوا
۱۲۲۱

ایضاً

رفت بسوی مالک متعم — بادشہان را شاہ دریغا
جملہ شنیدند از لب رضوان — سال وفاتش آہ دریغا ۱۲۲۱

ایضاً

حیف از آن شاہ ولادر شاہ عالم بادشاہ — آنکہ تخت سلطنت بگرفتہ بود از زور تیغ
در سراے جاودانی شد ازین دار فنا — سال تاریخ وفاتش را چہ پرسی وادریغ

تاریخ جلوس میمنت مانوس اکبر بادشاہ ثانی

چو تاج و تخت مرصع گرفت اکبر شاہ — کہ شہریار جہان است و ملک را والے
ہماے چتر سنین جلوس او انشا — نوشت اوج ملک مدظلہ العالے

تاریخ اورنگ آرائی اکبر بادشاہ ثانی

چو انشا خواست تاریخ جلوس ظل سبحانی — خرد گفتا بگو شاہ ممالک اکبر ثانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

گرفت آن اکبر ثانی چو دیہیم خلافت را — مرتب شد قصیدہ تزئین جلوس ظل سبحانی
براے سال تاریخش تخیل سے نمود انشا — ندا در گوش آمد این جلوس ظل سبحانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

گفت بہ اکبر شاہ بہادر — حکم اسکے شاہ جہاں سے

سال جلوسش این بود انشا … شاہ ممالک اکبر ثانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

جلوس کرد بصد فر و زیب اکبر شاہ … کہ شہریار جہان است و ملک را والی
چو شان تخت فزود از جلوس سال جلوس … دگر مپرس بگو ظلہ العالی

قطعہ تاریخ ولادت مرشدزادۂ والا گہر

شکر از فیض حق باد بہاری وزید … باغ وزارت گرفت تازگے از نہال
نخل بر و مند آن ناظم ملک جہان … یافت در آغوش خود کودک یوسف جمال
کرد ز مشرق شرف مہر سعادت طلوع … فقرۂ تاریخ اوست مظہر اوج جلال

تاریخ وفات زین العابدین خان مرحوم خلف نواب مرزا شفیع خان امیر الامرا

آہ ازان آغا کہ زین العابدینخان نام اوست … وہ چہ آغا زیب فرش جنت الماوی بگو
جو بیماری بجانش داد مولانا حسین … حالیا سرکردۂ اہل بہشت آنرا بگو
لفظ مردن چون نمی زیبد بر آن اسم شریف … گشت مسرور از ہوائی عالم بالا بگو
با ملک شد ہمنشین با حور عین صحبت گزید … خاطرش افسرد از دنیا و ما فیہا بگو
ماہ رویش را تصور کن ولا اندر خیال … وانگہان تاریخ آن افسوس اے آغا بگو

ایضاً قطعہ تاریخ وفات آن مرحوم

رفت زین العابدین خان ز ملکش بہر سیر جنت … سال تاریخ وفاتش اوج او رحم آہ گفت

قطعات چیستان و پہیلی ہا

پہیلی آلہی

نام سبحان ربے الاعلےٰ … کونسا ہے بتا تو مجھکو بھلا
جسکے صدقے سے خود بخود انشا … ہو بہ ظاہر مری خدایہ ۱۷۴۰

چیستان باران

چیست آن چیز ایها الاحباب — کز قلبش بر آید آتش و آب
بازستان بود ورا نسبت — در سراپاش میچکد رحمت
چون شمائل جمال هم دارد — کشت ها را بجوش سے آرد
غیرستانه عشق ساغر نوش — باران را که می کشد بر دوش
صورتش همچو پاک بازان است — خود به تجنیس خویش نازان است
رونق انشا ازان بود لاریب — ناگهان میرسد ز عالم غیب

چیستان بھٹا

ستی گہر گرفتہ بنا را بقدر بخویش — کاین لقمه از دیان تکبر زیاده است
مردی سفید پوش که ریشش دراز داشت — با حلهای سبز در آتش فتاده است

چیستان بطور لغز و معما

گر ترا فهم و قت نظر است — بود و تنها د شکل همدگر است
وضع او نو یک شو سے آرد — وان دگر از دل عدم بارد
هست آنجا کمال صاحب هوش — گر به بینی لطافتے بر گوش

چیستان هزاری

بود کدام درخت آن عصای اهل نظر — که هیچ شاه ندارد نه برگ و غنچه و بر
وسے گل است صد و یازده و را تکلم او — معلق است سه تا برگ و یکهزار ثمر
سوای امر محبت ازو نه خیزد هیچ — بجنبشش در روشش از صد هزار بار سحر
گہے چو شاه بود چتر بر سرش بالجزم — گہے زمانه کند پیش و گاه زیر و زبر
نگه بسوی و نش انگنے اگر پس هیچ — دگر بیان که بود خود گذاف را همسر

چیستان نام کنهیا

غرض انشا بگوش هوش شنو — اگرت فهم چیستان باشد

کیست آن پیشوائے جملہ ہنود — کہ اسم او قلب آن مکان باشد
آن مکان را بنال کن عربے — ہر چہ گفتست اندران باشد

چیستان گوگرد در زبان ترکی

سوز قول الحول باربو عربے — بولار فارسے سی وی قرداش
برج کوتکلی ایچون شفا شود دل — اول تینزال کیلسہ قولینز ایکاش
النون سبے داغی قالیغوان لا با — اوج تبلیغہ لغز جیقارچو قوباش

چیستان بزبان ترکی

ای قایسی آلی جیقنی سوسوز دن دانست — قرداش عرب تبلیغہ شود سماق ایت فی دو
ای اوزن کہ دورت یاقہ بورار سنکا ایس بوعاقی — تیکر نیک او چون رسول او چون کوتکلی الحر کور

پہیلی برگ و بار

فارسے برگ ہندلیش ہم ہو ب — بار آرد اگر شود مقلوب

پہیلی اسپ

موہنہ مین نا ہر سے بیٹھے مرگ — ایسوا دسے جہلے جیسے درگ
بگلا طوطا و اسکے سنگ — اور بہت سے آہ مین رنگ

پہیلی خور در دوہرہ

لٹ جاوے تو ہو گدہا او لٹا کمہ ہو سوگے — پورن کہالی بہاری بیچ پانچ سورج ہوئے
مورت جاکی جیون پری ہر دین ہوت پران — پیارے پہیلی مین کہی بوجہو چتر سجان

ایضاً پہیلی

اوسکے مرسکے سار و پ — ثریا واسکے سنگر وہو پ
چرن کٹی سنے چہوٹا ہوسے — روس کے بیچا ہردی بوسے
واسکے ہر دی موری کیل — کاہو سبہے تو ڈ بیل
اوہ کا بیکہ ہون عربی ناؤن — جو پوچہو تو پاؤن گاؤن

چھائی ہے گھٹا زور سے اے ساقی بد مست — [illegible] دست سبو بھی تو لگا دے کر ہاتھ
بجلی ہے تڑپ یہ دیکھ نہ کر غفلت کو اب پیشہ — کہ شب چمن نکہت گل مست شراب است

بی سبزہ و زرد دختر رز زمین خشاب است

جائز نہ رکھ اتنا بھی ستم آہ تو ہم سے — سبزے کی تراوٹ کی طرف کچھ تو نظر کر
افسردہ نکر دل کو ذرا دیکھ تو اے مہر — از نسترن و نرگس و نسرین معطر

در صحن گلستان عوض آب گلاب است

اے جان بہار آہ تو پھر رو بشتاب من — آ سیر کریں بھر لیں گل و غنچہ سے دامن
دستار پہ پھر لیویں ذرا طرہ سوسن — ہر نخل تر و تازہ سے آورد بہ گلشن

ہر سبزہ نگر کش بچمن تا کمر آب است

خواہش یہی اپنی ہے اگر پوچھی تو در اصل — سہتے ترے اسوقت میں یکدم بھی ہو فصل
ایام گئی ہجر کے صد شکر ہوا وصل — زنہار اگر توبہ شود بگسلد این فصل

این ہمہ از جنبش برق سیہ و سحاب است

ہم سے بھی باہم جو ہے سر رشتہ یارے — خاطر شکنی کر تو نہ اسوقت ہمارے
فوارے پڑے چھٹتے ہیں اور نہر ہے جارے — بے می نتوان زیست درین باد بہارے

الحال صبوحی ز درون از پی ثواب است

نہ نغمہ سے کچھ کام نہ ہے زمزمہ و تار — حاجت نہیں مطرب کی یہاں سن ہے کے میری یار
جو لطف کہ اسمیں ہے سو آہنگ سے ہی ہو — از جنبش برگ گل و اشجار تہ انشار

صوت سبب چہچہے ی دف و نی چنگ و رباب است

کرتی تھی نسیم سحر آرایش بستان — لی اس شگوفے کے جھکورا ایک کہ حیران
دل اوس سے ہوا آئینہ در چمنستان — از بوئی گل و یاسمن و سنبل و ریحان

ہرگز بدل طاقت و نہ صبر و نہ تاب است

کچھ بات نہیں آتی ہے بن مجھسے اب انشا — جو شخص کہ ہو محو کرے کیا سخن انشا
خمخانۂ وحدت میں ہے میرا وطن انشا — مدہوش شدم بر روش انجمن انشا

از آب خورده است ققط از پی ناب بیت

ایضاً در تہنیت عید غدیر برای شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر بطور ترجیع بند

بلطف صفدر ضرغام دین جناب امیر
چمک کٹری ہو سلیمان شکوہ کے شمشیر
یہی کہی ہے دعا مانگ ہر صغیر و کبیر
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس انکی سال دیوی وزیر

عجب طرح کا زمانہ کو ہو دوی عز و شرف
کہ شاہ حسین سلیمان وزیر ہو صف
صدا بلند ہے اب تو یہی ہر ایک طرف
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس انکی سال دیوی وزیر

شتاب زیب دہ تخت و تاج و تلک و حشم
شہا جہان مین گروین سب تجہے امام امم
غرض امیر عرب بخش دین تمام عجم
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس انکی سال دیوی وزیر

نہ رہنے پاوے زمین پر جو غیر ذلک ہو
عدو جو ہو وے ترا سو عدم کو سالک ہو
یہ خانہ زاد ترا بخشی الممالک ہو
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس انکی سال دیوی وزیر

رہے تری ہی اقالیم سبعہ زیر نگین
ہر ایک ہفت ہزاری ہون ہون جو جگر دین
یہ سن مخمس انشا سبہی کہو آمین
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس انکی سال دیوی وزیر

مخمس

تا بکے سیر کنان عربدہ آغاز کنی
تا کجا ابنہمہ اے خانہ برانداز کنی
مست موج سحری بیشو و از ناز کنی
گرہ از زلف اگر رو بچمن باز کنی
صید رعنا صد سرو سرافراز کنی

حسن تقریر تو با آب لقا بستیزد
نطق تو غلغلہ از معجزہ ہا انگیزد

گونے از سر نفست عیسی مریم خیزد ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ زہ تجزی لعل ہم بر سر ہم می ریزد

گر سخن از لب جان بخش خود آغاز کنے

آفتاب از نگر و خالیف و لرزان ماند ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ از کلفت فارغ بدل ماہ درخشان ماند

محو نظارہ تو یوسف کنعان ماند ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ نہ فقط آئینہ بر روی تو حیران ماند

گر بخود دیدہ کشائی بخدا ناز کنے

ہرچہ انشا طلبد جملہ مہیاست بہ نجد ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ فوج آہو بجلو طرفہ تماشاست بہ نجد

ہیچ دانے کہ چرا غلغلہ برپاست بہ نجد ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ رخصت ای قیس کنون آمدہ لیلیٰ است بہ نجد

زود از ین مرحلہ آہنگ سفر ساز کنے

مخمس در ہندی و فارسی و ترکی و عربی و پنجابی

قد سقا اللہ کاسات العذاب ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ صار عینی من دموع کالسحاب

انی غوصت منفی شط الحجاب ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ غیر البدین لسک سنن ایچ آب

کویدی کو نظم اولامی باغرم کباب

نے سوا رہیں موے یار بیاسن کہ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ یو قبور اول یا شول بلار عالم ہمہ

بیرہ ان بان الہ دل مشتاک بر ہمہ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ نامہ بر نا مہدسے ایلتب یار مہ

تیز نیہ اندین الب کہلیمو ز جواب

بادل خورشید دارم سیر باغ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ خاطر از اندوہ و غم دارد فراغ

یار در سر تازگے دارد دماغ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ساقیا بنگر پیالے او چون سیر کیل ایاغ

او لسون ضائع بو کچہ ماہتاب

حیف یا ... ولو جوانیکا وہ سن ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ایک دن رہتا ہے تھا میں عیش بن

[illegible] من یون ہی گئی گذر [illegible] دن ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ آنا رسی اولام آہ نحوک لعلہ مین

کیلہ در دریا و منفر اول عہد شباب

[illegible] ادھی تو منڈ انسرا ہے ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ [illegible]

اکہ ڈہولین ہین سکندول ایم کی شخصے | جا مدن ار نو تن طار سنے
یو نیو ز لازم ستعا امدن حجاب

مخمس

مین اپنا دل مضمل بیچتا ہون | جیا کس سے ہو خجل بیچتا ہون
نہین بیچنے مین خجل بیچتا ہون | یہ سودا تو دیکھو کہ دل بیچتا ہون
سے شیشہ کو زیر بغل بیچتا ہون

نہین اسمین کچھہ ریب تکرار تا ہے | رو یہ یہی ہے صفاہان ہو بار سے
کہ او نمین سے یعنے بکاؤ ہو جوشی | جو ہو مال کہوٹا وہ گہر مین رہی ہے
مین بازار مین اسکو جل بیچتا ہون

گر سے مول پر کیا کوئی جی جلا اب | کہ ہاتہون سے اسکی بہت مین جلا اب
رہون جی ہی جی مین نکیون تلملا اب | لگا کہنے قیمت تو سنیئے بہلا اب
کہ اتنے پہ اسکو اصل بیچتا ہون

نہ کر مول اسکا تو چپکا ہے بس رہ | کہ اسکی نہین قدر سے کچھہ لو اکہہ
جو کچھہ بیچے تجہسے وہ ہے مرد ابلہ | خریدا ہے اس ڈہب سے دل بہی کہین کہہ
یہ سب ہے ہو اب اور کہل بیچتا ہون

کہ ہے کا سودا ہے بگڑ و ستے سجے | یہان جیکا سودا ہے بگڑ واستے سجے
سیاہی کا سودا ہے بگڑ و ستے سجے | یہ راضی کا سودا ہے بگڑ واستے سجے
مین کیا نیہ بہنگ وہدل بیچتا ہون

کہان سے لگانے کہو سجے کہو سجے | جو خوش ہو سے غلطی سے کیا خریدا جی
بہت آپ ہین سجے چلے تو کہو سے | پڑی ہے گی جلنے کی خریدار کہی
فدا رہ تو جاؤ سہل بیچتا ہون

عبث ہوش بک بک سے کیون سیجئے کم | پسندیدہ وہ بات ہے نزد مردم

کس جتلے سنو سے نہ کچھ ہو سکا تم | اگر بول ہو کچھ بیان دیجی تم
تو دل کو جتنے دلکی بول بیچا ہوں

اسی ہاتھ سے اپنی کھو یا کھو تم | یہی ہے خریدار ہو یا نہو تم
محبت کے بیچ آگے بیعانہ دو تم | یہی مول دلکا ہے لو یا نہ لو تم
میں اسکو بیان آج کر بیچا ہوں

یہ باغ بلاغت کی دیکھی بہار اب | لیا کر گل آفرین ہمہ ہزار اب
لگا دی ہیں انشا نے بھی یہ پکار اب | سخن کا خریدار ہو جو شمار اب
میں اوس پاس اپنی غزل بیچا ہوں

مخمس غزل میر سجاد ایہام گو

وہ جو سمادہ کا اگر سکے شتابا | سینچے تپ بھی وہو ہی چہنہ منا
تب تو ٹھٹا یہ میری دلمیں ٹھنا | راج اوٹھا تو ہے جس بنا کو بنا
منہدم اوس گھر کی کرے ہی بنا

جیسا میں ویسا کوئی عاشق نہیں | ہے کہیں عشق جسے ہو صادق ہیر
یار ہا چھیلا ہرن بھی فائق نہیں | دلکی وحشت کے کوئی لائق نہیں
جنگل اور بن گیا ہے سبز گہنا

مرتعش یہ کیف خاک سے جھجے | بل بلاتا شیر کیو تا نہ زہر پیے
کب تلک زخم دل کو اپنی سستی | دیکھی اوسکی تیوری بنا تو سے
کبھی ایسا نہیں بنا و بنا

جب جو دامن جو ہی دریدہ صبح | رات کی ہے جیسے پردہ دیدہ صبح
صاف شفاف ہی دمیدہ صبح | ہے بہت لطف سے رسیدہ صبح
کس تجلی کی ہے جیسے نور جھنا

اونگلیاں جو کسی کو اپنا جز کے | پیرو رش یا تیرے پی یالم کے

غسل سان ہت کرین جو ہم تم جسکے ۔ پانی مین پانہو تمسم سکے
زادۂ وہ ہے علے ندا ایک جیسا

ستا ہجیو سحاب ہے جیہ دو دو ۔ نہیں تاری یہہ پانوسے موجود
جیسے پہر ہو نہو فلک جیتے کو دو ۔ بہار سا یہہ بنگی ہے چرخ کبود
خود بخود سے بنا نمود یہہ جیسا

عشق کے جن سنے کی ہو منزل طے ۔ یون کہیا بھاسے برج مین سنے
خود سی اوسکے جلوہ گر ہر شئے ۔ آنا نحن کے کون لائق ہے
مین ہون مین وہ وہ اور کون انا

کس یہ قصہ ہو کیجے فریاد ۔ کسکو جا دیجئے مبارک باد
سعید الشا یہہ کہہ گئے استاد ۔ مدح و ذم کسکی کیجئے سجاد
کر جے اپنی نبی علے کی ثنا

مخمس قصیدہ مولوی حیدر علی صاحب

چون تعریف مولوی حیدر علی سندیلوی شنیدم اتفاقاً خود جناب شان بتقریبی در لکھنو آمدند فی الفور سوار شدہ رفتم و طور اکلام قصیدہ بے نقط خود بر ایشان عرض کردم بعد ازین از او شان ہم مکلف شدم کہ می شنوم کہ جناب در عربی و فارسی و ہندی اشعار میگویند چیزی ارشاد شود فرمودند کہ کلام من کہ قابل اطمینان است ہندی ست گفتم ازین چہ بہتر باید خواند قصیدہ کہ در نعت آنحضرت فرمودہ بودند صلہ آن بخشش جلد عرش حضرت رب العالمین است کہ روز قیامت بخشش خواہند کشید حقیر بالحاح تمام قصیدہ را گرفتم از نسبکہ ہیچ مفرحی بر عمر من با وجہ نیرسہ زیرا چہ ہر مصرعہ اوگویا قطعۂ زعفرانی است برای تفریح طبع بخاطرم رسید کہ اگر مخمس کردہ آید در جہان

گذران یادگار بیست مطلع قصیدہ است

رسول حق کا محمد نبی خیر انام ۔ ہی فخر کون و مکان تمہارا ہمہ درود و سلام

عجب اینکه مولانا بر ہم خود و طلبه اعلم تر از ایشان است کہ ہر فارسی ہم یاد کردہ انجل و اشعار ہم میگویند و زبان آمدہ و ہم در شاہجہان آباد حاصل کردہ اند و در علم موسیقی ہم کہ عملی ہست از اصول اربعہ ریاضی و عمل کلی واند یعنی عشاق و عراق و حسینی وغیرہ خوب می سرانید گاہی پیش مشائخی کہ از شاگردان خاص ہست خیال خوانده داد طلب میشوند قربان این شعور و بلا گردان این عقل ہر گاه در سرود ن مضائقہ نکردند و ساز زدن چہ مضائقہ چند اجلیسے کہ علما فراہم آیند و دران محفلی که چوہی برند و دیگر

تال دہ ، وہ کے ساز سنوار د و گویا | منظر الینا اوسیان چہرہ والی + ضاق المجال

علینا سانون ہی اپنی کول بلاسے | ست ہو کہ بیٹہی جان ہی ہین دیا ہے [illegible]

ابیات مخمس موصوف

جناب مولوی حیدر علی بلند مقام | کہ زمرۂ علما سے ہین اونہین کا نام

کلام اون کا یہ ہے مد ظلہ العلام | رسول حق کا محمد نبی خیر انام

ہے حرز کون و مکان تجہہ اوپر درود و سلام

محن وہ ذات مقدس پہ ابہی سہتے ہین | نخل سے آپ کی دریا ہر فیض بہتے ہین

سند یلہ مین ہی پڑہتے مدام رہتے ہین | خدا ملائکہ صلوات تجہہ پہ کہتے ہین

صباح و شام و مدام اولیا لی و ایام

چمن مین کہتی پہری ہے گلو نسی موج نسیم | درود در درود جو کہے تو ہی ثواب عظیم

بہار کہتی ہے یہ شعر واجب التعظیم | ہے امر تمکو ہی صلوا و سلموا تسلیم

ہے امتثال امر واجب ہی وی اللہ الہام

اگر چہ اشک مین جون سیل موج بہتا ہون | مقید اپنی جو قسمت مین ہے سو سہتا ہون

زبان کو ہے حرکت کب خموش رہتا ہون | بموجب امر خدا مین صلوۃ کہتا ہون

کہان صلوۃ بہی سے کہان وہ عالی مقام

کسے سے کوئی جو جبار کے صفات سکے | تو وہ چاہیے کہ پہر اوس وحی کا لی رات سکے

گنہگار کے کیا باعث نجات سکے | مگر حدیث مین آیا جو کوئی صلوات سکے

صلوٰۃ اوسکی ہے مقبول منفضل شام

ظہور جملۂ عالم مین ہے یہہ سب اوسکا
فرشتہ کرتے ہین ذکر جب نہ تب اوسکا
طیور سدرہ بہی رکہتی ہین ذکر اب اوسکا
جو مینے عقل سے پوچہا کہ کیا سبب اوسکا
کہا کہ ملہم حق نے یہہ مجہہ کیا الہام

پڑہو درود ابہی پہر تو خیر ال ملل ہے
بیسر آج جو ہے بات سو کہان کل ہے
درود آئینہ دل کو مثل صیقل ہے
کہ وہ ہی مبدء اول سے نور اول ہے
اوسیکی نور سے عالم کو ہی وجود انجام

نبی کی امت مرحومہ جرعہ کو تہر
نہ فسخ و رسخ نہ مسخ ظروف نہ نسخ ہونیکا ڈر
محمد عربی ہے جو انبیا پیغمبر
وہ ہی نبی تہا جب آدم تہا آب و گل اندر
وہی ہوا ہے کہ سبہی انبیا کا فص ختام

مدار آیۂ لولاک و خلقت آدم
حبیب حضرت خلاق و خواجۂ عالم
ملیک و مالک و ملاک کعبہ و زمزم
وہی ہے روز جزا شافع جمیع امم
رضائی اوسکی ہے منظور خالق علام

یہ نوش ساغر وحدت سے اوسنے کی ہے مے
کہ شرط شے و بلا شرط شے لبشرط الشی
گئے ہین اوسنے ہی بس مرتبہ یہہ ساری طے
اوسیکی حسن کا جلوہ یہان وہان بہی ہے
یہان بہی نام اوسیکا وہان بہی اوسکا نام

کیا ظہور جب اوسنے ہوئی عجائب سیر
ہمیں اسو کہہ کیا کرشمے ہزارون دیر
رجوع قوس عالم بشر کو ہوئی بجانب خیر
بہانے جاننے محبوب وہ ہی ہی نہ غیر
چنانچہ آیت یحبب دلیل اوسکی تمام

یہ شعر عظمت اللہ مجہہ کو بہاتا ہے
کہ جسکو سنکر ہی اسی پر ستا ہون مین اماہے
عجب طرح سے یہ جلوہ مزہی دکہاتا ہے
جو کوئی مجہہ کو محبوب آگے لاتا ہے
محب اوسکی ہستی خوش ہوئی جب مدام

یہہ بات سخت ہی مشکل ہے کیجیے تنک غور
جواب دیتا دل سوال کا سو یہہ طور

مکالمہ یہ ہم ہو چکا تو بس فخر الغیور — سبب یہ کہلے کہا عقل نے کہوں کیا عدد
تو سنئے کچھ پھر ہو شوقِ تحقیق اعلام

جو امقولہ منقول نقل سے یہ جو قبول — کہ سب درود کا پڑھنا سدا کرین معمول
جو خوف صدمہ سر وہی ہو اوسکو بھی قبول — اگرچہ شرط ادب ہے کہ اسم پاک رسول
زبانِ سے نکلے وضو ساتھ یا کہیں اعلام

وضو درود مین گو ہو نہ میری بہائی شرط — صلوٰۃ خمسہ مین شارع کو ہے یہ بہائی شرط
یہی تو مجتہد وقت نے سنائی شرط — ولی بنا یہ خدا مین طہارت آئے شرط
درود تحیہ نہین شرط اوس تحیۂ سلام

یہ راز بھی ہے وہ جو کہ ہو فنا فی اللہ — بصارت اور بصیرت ہوئیں تو سوچے راہ
عجب طرح کا یہ مضمون بندہ کہ واہ ہو واہ — سبب جو اوسکا بیان مین کرون خدا ہے گواہ
کہ شرح اسکی مین وقت ہے نزد ذی افہام

بلند عرش برین سے بھی اوسکا پایہ ہے — خدا نے نور سے اپنے اوسی بنایا ہے
پہر اوسکی سایہ ہو کیونکر وہ آپ سایہ ہے — شروع صلوٰۃ کہ اللہ اکبر آیا ہے
درود اوسکی ہے پایا صلوٰۃ کی انجام

نہین ہم عشرت احاد مین تکرار د مثلا — اگر ہیات الوف آوین ہو احد سے بکار
سے سمجھے تک ایک ... کہ ہیں یا سر اہا — صلوٰۃ و احمد و رحمت بیک عدد مین شمار
جناب حضرت مین ہین متحد بلا او ہام

دلونکو عشق سے گرمی جو دی تو تڑپایا — وہ شعلہ برق ہو کر کا ہر پھر نہ ٹھہرایا
برس پڑا وہ جو بادل تھا عجب گرایا — صلوٰۃ صورت احمد یہ حق نے فرمایا
یہ شان اسم کے آدمی وہ کیسا جسکا نام

کہ ہے وقت سحر آفتاب پہلے طلوع — اسی طرح سے سمجھتے ہین اوسکو اہل رجوع
زہی کمال رجوع و خمی و وفور خشوع — قعود دال ہے اور سجدہ میم جا ہے رکوع
چہارم حرف الف جا ہے سیدہا قیام

اگر عبادت رب ودود ہے منظور
فانذکی تحلیل کو ہے یہ بات ضرور
تو کر خلیل اگر گویا ہو نہین اوسکی حضور
سمجھ کہ دیکھ رہا ہے کون نظر منظور

ہر ایک رمز رمز مین او نہا تو لیسی تمام

رکھی ہے منزل الا یعنی طریقت اور
حقیقتاً جو سنو تو یہ ہے حقیقت اور
شریعتون سے ہے کچھ عشق کے شریعت اور
صلوۃ عظمت حق ہو وہان عظمت اور

جو کوئی منکر حق ہے وہ ہی الذخصام

اگرچہ کھینچے مصور طلسم کے تصویر
تجلیات سکے ہے اور قسم کے تصویر
وسیلہ کھینچ سکے اوسکی جسم کے تصویر
جو کوئی پاک ہو لا و نگا اسم کی تصویر

وہ یا وہی نفع عبادت ہوا اور اوسکا نام

درود کے جو موظف ہین اونکو رحمت ہے
یہ راز سمجھی ہے وہ شخص جسکو وقت ہے
او جنین کے واسطے آیا وہ تصرف نیت ہے
صلوۃ حق سے نبی پر یعنے رحمت ہے

لکھا ہے اسکو کتب بیچ مردمان اعلام

مدیح اوسکی ہین ہر خاص و عام عالم پر
وہ ذات پاک ہے رحمت تمام عالم پر
یہ سایہ اوس کا رہیگا تمام عالم پر
اوسکی حکم سے ہے صبح و شام عالم پر

جو ہو وہی رحمت رحمت اوپر لیہین تمام

مجاز والے نہین جانتے حقیقت سے
نے یہ بات ہوا جبکہ دشت الفت سے
لگا یہ اونکو ہے کی ... سے
صلواۃ حمد سے سنئے مین ملک ...

سوا سوال کے بندے کی ... کام

جو حق پرست ہین اونکو نہین ہے مطلق بیم
درود بھیجے پر وہ کرم کریگا کریم
ہر ایک ... حمد سے ... تسلیم
خدا رحیم نے محبوب اوسکا وہ بھی رحیم

سوال رحمت رحمت پہ کیون ٹھہرگا الزام

اگرچہ مرد مسلمان کو ہے عبادت شرط
رسول اپنی کے جتنے ہوئی اطاعت شرط
وے نجات کو ہے اوسکی ہے عنایت شرط
سوال کرنے کو کیا چاہیے طہارت شرط

وہ رستگار ہین جو امت پیمبر ہین — بشر وہ جملہ ملائک سے طرح بڑھکر ہین
اونہین کے واسطے جنت مین سب کے گھر ہین — یہان تو طاہر و عاصی سبہی برابر ہین
نہین ہے فرق یہان درمیان خاص و عوام

نہ ڈر تو خوف قیامت سی گو کڈر ہے وہان — رسول خالق داور سارا ہبر ہے وہان
حساب کا جو وہ جھگڑا ہے مختصر ہے وہان — ز بسکہ پڑہون معاصی سے کیا خطر ہے وہان
جہان صلوۃ وسیلہ ہو روز حشر قیام

قصیدہ مولوی صاحب کا تہا بڑا ثواب — مخمس اوسپہ ہے انشا سے احیا الاحباب
سمجہ کے کہتے ہین دام ظلہ الوہاب — نبی و آل نبی اور اوسکے سب اصحاب
درود پڑہ کے سہو نہ کر اختتام کلام

مخمس دیگر

درین زمانہ باو نیست ہیچکس ہمسر — بعلم و فضل و ذکا و کمال و فہم و ہنر
تیمنا بنویسم خمسہ بند دگر — باین خیال کہ باشد سعادتم یاور
کہ ہست شرح طلب این کلام را انجام

بیاین برہے رسالم چہ شان و تکریم است — کہ جبرئیل امین در مقام تسلیم است
بعرش اعظم و کرسیش فخر و تعظیم است — دلیل دعوی انا احمد بلا میم است
چہ میم شکل نسیم داوہ عدد از جام

نہ است تسع بود تسع را عدد و عقد و — بجے چہار و شش و ہفت آمدش ہمرہ
بہ نہ فلک شدہ ساطع لوامع آن مہ — ازین حساب محاسب شود کجا آگہ
حصول گشت ہمان ہفت وہ درین ہنگام

کہ حاصل عدد احمد و صلوۃ بود — یک است و ہشت و دیگر چہار چار و احد
نہ است و سہ و یک و چار و ز صلوۃ عدد — باین دلیل کہ واو صلوۃ الف باشد

وگرچه سیطلبی والسلام والاکرام

عدد ز روی جفر هفده است در رحمت — چرا فزود سیکے گویدت اگر جودت
بگوش هیچ نمی خواهد اندرین وقت — فزوده است همان جلوهٔ احد عظمت

وگرنه هم عدد احمد است رحمت تام

برس بلند حقیقت مساعی که نمود — ازین میانه غرض آن بزرگ را این بود
صلوة ورحمت واحد اگر شود معدود — مساوی العدد آید همه هوا لمقصود

که تا زیاده شود عظم وشوکت اسلام

بروی خلق جهان عرفه بهشت کشاد — باین وسیله خدایش جزای خیر دهاد
بحق احمد مرسل وآله الامجاد — اجلهٔ علما را بود همین استاد

کنون ز معتنمات هست آن خجسته شیام

مخمس قطعه مرزا جان طپش که ترانه سرائیدن الفاظاً بلفظ موزون کرده بودند

کیونکر مرزا جان طپش سے قارین نه ساری بیر کرین — اوس سے یہه قتل عام ہوئے جا تسے حالت غیر کرین
کیا لازم تہا کہکے یہ قطعہ دفع تشون طیر کرین — فصل بہار آئی گلشن مین چلو طپش تک سیر کرین

شاخ یہ گل کے ہے ترنم ہر ایک مرغ گلستانی

سرگم پدنی لیتی ہے کویل کوئی موہنہ کو چڑاتی ہین — ٹپا کوئی کرتے ہین بلبل اگلی دہوم مچاتی ہین
یہ جو ترانہ خوب بنا ہے اسکو بیٹھے گاتی ہین — لی غیبی سے اوج ہوا پر بول یہه اوڑتی جاتی ہین

تم ورناتم تم دخاتم دیم تنا دیم نادانی

طوطی مینا کچہ بہی چہا نیو مرلی سبکو خبر لسنے — جانور وحشی سر پر لوٹا جبکہ غضب یہ سلطانی
شترقا مین سب دین تہو مین بن الا ورین یانی — چوندم ہاہا کر بولی بلبل جیسے لٹو ری ای جانی

تم دری ناتم تم وری ناتم نادرایا نا وانی

تمام شد

آغاز دیوان بی نقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور کس کا آسرا ہو سر گروہ اس راہ کا
آسرا اللہ اور آلِ رسول اللہ کا

اہلِ عالم کا سہارا آسرا کس کام رکھے
ہر سحر گہ آسرا اللہ اوس درگاہ کا

ہو وہ کہا و لمعہ اسرار کو وہ طور ہمہ
گرد کرد و سحر کہ تو لاکھ مہر و ماہ کا

جو آلہا ہر طرح کا ہمکو آرام و سرور
دور کردو سو بلا آلام اور اکراہ کا

ماللہ اللہ کس طرح ہو در کہ امام دہم
کرو کا عالم اور ہر کو طوع امر سوگاہ کا

وہم کو ہو گا مدد کہا ہر ہو اہلِ ہمدم
آہا اگر سعدِ م ہو سعد و م سر ہمراہ کا

و اللہ ہر دم کا وہ طور و عدہ امداد اور
رو کہا عالم اور دہ شوکہا و لا سا آہ کا

ہوا گر دور کا بر انشا سوح امر ادارم
ما سوا اللہ ماک کر دور دالا اللہ کا

رہ ور ہم حمد او اکرو الم اور دہ ہوا ہوا
اور سر ککرہ اہم سر راہ و لولہ دا ہوا

کہو آ اوس امر و سادہ کو دل اہلِ سکر کو گدا
کہ مراد آس کا گل کھلا سر کو ہسار ہرا ہوا

رہا جس کا معاملہ وہ تیرا دور ہا ہے جس ۔۔۔ ہوا اور واس لوگ وہ سارا وہ سہلو آگ وا ہوا
کھوا و عطا رہوا او ۔ ماسع لوح وہ شہ کہا کرے ۔۔۔ کرالہ و اور واور سب مدد گروہ گدا ہوا

اوس اسا ہی سلسلہ مرا کہ ہو الہ انشا اور ہوا ہے مرے
کہ وہ دو محل مدعا سے سلسلہ آل و دعا ہوا

مل اہل ولا کو سرور ہوا الم اور مرا حق وہ ہوا ۔۔۔ کہ ملو محامد آل رسول ہوا ہو لمعہ طور ہوا
کہو مہر و عطا سے وہ ماہ و شہا کہو سدرہ کہکشاں ہوا ۔۔۔ سر وحدہ آمد و کور کہا سر ہو کہ محمد سور ہوا
کہو لو کہ اوس امر سادہ کو آمد سدہ مہر کو آگ لگا ۔۔۔ کہ اسم محمد واع کو آہ صدا آہ مرور وہ سور ہوا
اسد اللہ امام ہمام مدد کرو حاکم دار سلام مدد ۔۔۔ وہم رحم ہوا لہ مرا سوال کو کام حرام طہور ہوا

کرو انشا مدد کا در وسدا سحر اور سالکو صل علے
کہ درود محمد عالم کل سر دکار آہا رد و حور ہوا

سو واہ ہو سو واہ وا او محمد او گا وطلا ۔۔۔ کہہ لعل و کو مہر کا لگا او محمد او گا و طلا
لا حال لا اور راگ گا کر و لولہ اور کہو دا ۔۔۔ سر سادہ کر سر دم ہلا او محمد او گا و طلا
گو سالہ ہو کر گھاس کھا مر سو مر اور معمل کر ۔۔۔ اس حال اور اوس حال کا او محمد او گا و طلا
موسم ہوا ور عد کا اور کوہ او د اکلکلا ۔۔۔ صحرا مرا اور لہ لہا او محمد او گا و طلا

گر عدہ طور دوا او ولعہ انشا کو ملا
سرکار سوسی کا عصا او محمد او گا و طلا

ملا رنگا کہ سر کو مسار لال ہوا ۔۔۔ عروس لالہ کو طاوس وار حال ہوا
ہوا کو عطر لگا اور گل کھلا ہر گاہ ۔۔۔ وہ ماہ مالک عمر وہ دو سال ہوا
ملا اسا ہی علوم و کمال سو ہمکو ۔۔۔ حوالہ ہمارا گو کہ ملک و مال ہوا
دلا ارم کو سدا و علو ل و الا و وہ ۔۔۔ سو کس کو علم کہ طوطا ہوا کہ لعل ہوا
صدا آہ آہ کہ درد و در ود صل علے ۔۔۔ محمد و سلے آلہ محال ہوا
رہا معاملہ ہمراہ عکس اس حد کو ۔۔۔ کہ لال لال وہ محل گورا گورا گال ہوا
گرا مراد وہ ملک سر دو کر ملا ۔۔۔ سماع وہ ولولہ وحال کا کمال ہوا

رہا معاملہ اس طور سے مگر کہ مدام — ادھر کو وعدہ ہوا اور ادھر سوال ہوا

ملا وہ ماہ کرم حمد اللہ وا انشا
کہ دور لاکھ طرح عالم ملال ہوا

ملی کم حوصلہ کو گو کہ سدا دور رہا — ہمدم اوسکا گلہ تو وہ دم سرد رہا
المدد المدد او معرکہ آرا کہ مدام — مرد بس معرکہ کا داور بس فرد رہا
آہ وہ محمل سلما وہ در او صحرا — کہ سدا حوصلہ او بس مرحلہ کا گرد رہا
بلکہ مورد الم رہا اور سدا — مدرکہ در طرح آمد و آورد رہا

سحر او بس گل کو ملا عطر اور انشا ہو گیس
واہ سر راہ در گلکدہ وزد رہا

ہم دم سکھا رہا ہوا لہلہا سا یا اور سو روہ گوکا — سو کو بس وہ گا اور کھلا لالہ احمر اس آگ کو سلگا
آہ وہ بہکر و حسد و حرص ہوا ہو صد طول امل کا — کہ سر کو ملا اصلاح اور مرد کہ ملا علم و عمل جلا
کرم حلہ رسم ورہ علم کو سکو کسر و رہو ہر دم — ہو سکے عمل او ولد آدم و حوا رکھے حوصلہ اعلیٰ
حمام ہوا اور ہوا گرم سراسر کہ کاستہ مل وو — کہ او سکو تو او حور کہ وہ ہو دیا کرا دہر کو اسکا
رحم ہو کرم و مہر کرو ہم سوں اکر آؤ امیر آؤ — آؤ کہ ملا سلسلہ کا گل سو او دو ہمکو دلاسا

آرام محمل سارا اعلا کا رمرع گرد لولہ انشا
در طور سہا امر دکم عمر سہ آسا کا راگ گدارا

ہمکو آرام ہو دلا کس طرح — اور وہ کام ہو دلا کس طرح
ماسوا آل احمد مرسل — اہل اسلام ہو دلا کس طرح
ہو سراسر کلام سر و سرور — سو سر عام ہو دلا کس طرح
ہو اگر کام آگ کا معدوم — گرم حمام ہو دلا کس طرح

آ گیا انشا مرام ہو ملا
آہ وہ آرام ہو دلا کس طرح

موسم گل کا لہلہا سارا آہ گرد و اہل صلاح — اور ہوا گل کا سہل سکا آہ گرد و اہل صلاح

لالہ کھلا سو کوہ سراسر معمور ہوا کاواک عالم — ولولہ دل کا معرکہ آرا آہ گروہ اہل صلاح
وا گل کھلا سرو ہوا اور عطر عروس گل کو ملا — عطر ہوا کا سو لگا را آہ گروہ اہل صلاح
کھور رہو لو مور رو وہ کوکا گا وملکر راگ ملہار — مرسر کھسارا و والو دا آہ گروہ اہل صلاح

آل رسول اللہ سوا ہوا سہرا کس کا الشا کو
اور مو کسکا وسکو سہارا آہ گروہ اہل صلاح

اوکدا کو سدا او ورع وصلاح — وا ہوا کو سدا او ورع وصلاح
راہ و رسم عمل سو کل بعد و م — سا لکا کو سدا او ورع و صلاح
موسم رعد وکو ہسا ر ہوا — لہلہا کو سدا د و ورع وصلاح
اور و سادہ رو کو گھورا ور کو و — حال لا کو سدا د و ورع وصلاح

کسکو رحم و کرم سوا الشا ہ
آسرا وسدا د و ورع وصلاح

حور عروس مدعا صل علے محمد — عطر سہاگ کا لگا صل علے محمد
واہ وہ عالم اور اداسہرا ملا دلا ہوا — طور سحر سو رس مسا صل علے محمد
سلسلۂ کلام گرم اور ہوا دہ سرد سرد — وصل سہا و مہر کا صل علے محمد
وار د معرکہ ہوا معرکۂ ماہ و مہر کو — اور عطارد سہا صل علے محمد
آس مراد کا اور ہر اور اوہر کو گل کھلا — گل کدہ سارا لہلہا صل علے محمد
معرکہ دہوم دہام کا وہ محل اور اوسکا و — کار مرصع و طلا صل علے محمد
صدر صدور رسم و راہ حاکم محکمہ ہوا — مہر ملوک کا لکہا صل علے محمد
طرۂ لعل و گوہر اور سلسلہ ہار کا کھلا — دا ورع ارم ہوا صل علے محمد
صل علے محمد آل رسول کا ر ہا — ہمکو مدام آسرا صل علے محمد

سورۂ حمد اور درود ورد کر الشا واہوا
واہ کرو واہ واہ صل علے محمد

آمد آمد گل ہوا اور وہ سادہ رو امرد — دور کا شیۂ دل ہوا اور وہ سادہ رو امرد

کرم کرو اور مراد کہ روح ہو سرو ہوا
وہ وہ وہ آہ سحر گاہ اہل درد دلا
مراد اہل سندہ ہمارا محمد رسول اللہ
وہ وہ وہ روکردہ آہ و اہل ستم
صلاح کار ہمارا ملک رہا کسی کا ہم
کرا ادا او مراد محمد سوار آسا
مدام اوسکو الہا وساوہ آرام کمہ
مدار کل ہمہ وا ہوا دل للہ مرا

ولا او دوست ہر سو کو کہ واسطہ طور
مرا مسعود کا کل اثار دوا سحور
وہ مورد ملک وہما وعطارد ماہ و حور
محمد و آلہ کہ دو کہ ہو وہ وہ ر
کمال وہ محکمہ علم و حکم صدر صدور
کلام وہ ہر کو مطلوب رکہہ مرجع دو کور
کہ لا کہ طلوع کا عالم مدام ہو مسعود
لہ استعادہ اور سے الحکم عمدہ مسطور

عطا کرو اسد اللہ امام انشا کو
علو حوصلہ و کاسہ مدام طہور

ہو دل آرام کا اگر دو سو اہمس
سر کوہ وہ او سو سو کو سس
راہ کو ہو دلا دم ہمہ دم
وارد وہ صادر آمدنے صحرا
کر الہا ملال دل کا دور

اولا کرو داغ درک ہو اہمس
ووو وام اور لاکہ طرح ہر اس
اور وہ کوہ سودہ اماس
حملہ آور اسد سرا سر کاہمس
کہ رہا سالہا کمال اور اس

کرم او سر گروہ اہل سلوک
وارد انشا ہوا کہ اہمس

مدرکہ طمع کہا آہ ہوا واہ حرص
سالک سلوک وا وارد اگر ہو محو ا
و سو سر رہ عام دوراہ عمر کم
کہہ امراء عصر کو کہہ عالم و سر کو

اہل کرم کو آہ ہوا آہ ہوا واہ حرص
ملول اہل کرم کو عطا آہ ہوا واہ حرص
در در والم سودا ہوا آہ ہوا واہ حرص
ہو دل کا کہو و آہ سرا آہ ہوا واہ حرص

اللہ انشا امام اہل کرم کو اور عصر ا
ہم ملال دل سرا آہ ہوا واہ حرص

ہم ہیں وہ امم آہ یا صراط — دم صمصام آہ را صراط
وہ ملک کل بیع العمود — اودہ او یام آہ راہ صراط
وہ احد راہ دور ہو آسا — اور ہر گام آہ راہ صراط
کہہ دلا وار دہ حرم ہو کس — ذاہ احرام آہ راہ صراط
سہل ہو کر مرور مردہ کس — اہل اسلام آہ راہ صراط
مرو صالح کدام و کو طالع — سود و عام آہ راہ صراط

کہو لگر صو سعہ کہہ او الت
وہ دود دام آہ راہ صراط

ولولہ کر موحد احال اد ہر او دہر سماع — واہ ہو آورا در آ حال ادہر اودہر سماع
ہوسم رعد وہ ہوا گلگ وہ سار لہلہا — سو رہوا دہر کر سد احال ادہر ا ودہر سماع
ہو کردا موحد اکو دو کر اہو گرم ہو — اور کہو آہا آہا حال ادہر او دہر سماع
درع کدام کو صلاح عالم کریا و کو عمل — سہرکہ گرم راگ کا حال ادہر او دہر سماع

اوردا مارد و سرور کہو کر المستا سر کہلا
کردہ عدم کو دا حال ادہر ادہر سماع

ادہر اسر کردہ اہل سلوک — سر کہسا د سور ہو کر کو ک
گلتہ طالع آہ ہوس طور — مالک اللہ او رسم ملوک
صمدا و اورا الہار حسم — کہہ عمل کا مسودہ محکوک
حال سہ کار دل کہو سہو کم — ہر ہ آہ سرو سہو سہو ک

ور ہم دل کو کس کر دا النسا
سکھا فیں ور کا ہوا مسلوک

ادہوا سحرا و ہو سرک و ہو نہ سرک — وہ سہو و ہو ر سرک دور سرک دور سرک

الغنا

ہو سم گل کا ہوا لگہرا سہا گ — گہستہ دل کا ہوا گہرا سہا گ

نور و مہر و ماہ اہل سدرہ کا — مشتہر دل دل کا ہوا گھر اسہاگ
سرگروہ سرگروہ بوستہ — سرو و صلعمل کا ہوا گھر سہاگ
سرو و کہامر دود ملہ کا سہر — اور بہکل کا ہوا گھر اسہاگ

لو گو انشا کو دوار السک د
ولم کا کل کا ہوا گھر ا سہاگ

واہ وا سرگروہ اہل کمال — وہ سما اور راگ کا وہ حال
وہ کلاہ وردا وہ عامہ — وہ عصا وہ صلاح وہ رومال
طول آمال اور سوء عمل — واہ ورع و سراد اکل حلال
اور شوا ہوا اور کھولو — سر سودا ہلا ہلا کر گال
کھو اس طرح شکر اور سر وا — کلمہ حملہ سو ساہ کمال
گاؤ سر سادہ کو دکو دکھو — ہر اد ہر آو اور لاو گلال

اور انشا کو دو کھو دا کھولو
عرس اور ولولہ کرو ہر سال

اہ موسے وہ طور کا عالم — اور اوس راہ و ور کا عالم
وہ اوا اد کہا و واہ کہ ہو — گرد اوس ماہ و حور کا عالم
لاؤ دار و وہ دوکہ ہوا وسکا — شکر راح سرور کا عالم
ملکا اوس معلم آسا ہو — علم صدر الصدور کا عالم
لا کلام اللہ اور مطالعہ کر — کلک و لوح و سطور کا عالم
واہ وہ کہند وہ کلام وہ عمر — وہ رسول حضور کا عالم
واہ وہ سدرہ وہ ہوا وسکا — وہ مدام طہور کا عالم

امرو سادہ رو کو کہو انشا
اور کہو واہ حور کا عالم

طہر سحر کا دولہ کا ساحور عروس کا گل سا سوکم — لاوا مرد کا بتہ مل کا ہمکو دکھلا سارا عالم

محرم گل اوس حال او رسر کا او رہوا کش سرا | آہ دلارام آہ دلارام آہ او ہمدم آہ او محرم
اور رم آہو گرد سواد دورۂ صحرا ہو کو دکھلا | راہ ملا اور محمل سلمیٰ اور درا کا سلسلۂ دم
لالہ کھلا سو کوس سراسر کوہ او رصحرا لال ہوا | کود کلام حال کر اسد م دم کو ملا کر گا سر گم

رعد و ہوا کا معرکہ گرما گرم رہا او رہو رہ کو کا
انشاء اللہ حمد ادا کر دو رہوا کل درد و الم

لاؤ عروس مدعا کہ مہ و سہا و ماہ کو | عطر سہاگ کا ملو کاکل دود راہ کو
معرکہ وداع کا وارد اگر ہو کر سلام | سلسلۂ درا کو اور عالم گرد راہ کو
سدرۂ ملک ہوا دورۂ سرو آہ سرد | سدرہ کو کر دعا سلام اور سلام گاہ کو
حکم کلاہ مالک اور ملک کلاہ ملک | آہ کلاہ آہ آہ دور کر اس کلاہ کو

اوس احد و صمد سوا الہ کو کدام الہ
انشا اساس دہر کو ہدم اور آلہ کو

سلسلہ کر کلام کا و ا ہو | ساطع درد دل کو سودا ہو
دل کو سو طرح کا سرور ہوا آہ | وہ دل آرام گر ہمارا ہو
داور اماہ مصر اہل و لا | ملک دل کا وسادہ آرا ہو
راحم اطمع حکم حاکم عصر | مہر و ماہ و عطار د آسا ہو

کر مولد دعا کہ انشا کا
کار ہر دو سرا کا اہو

سر گروہ گدا حاک اللہ | آہ کا کر عصا حاک اللہ
ہو حصول مراد ہر دو سرا | ادہر آکر صدا حاک اللہ
کرو ما اور آل احمد کا | رکھ سدا آسرا حاک اللہ
ورد حمد و درود کر ہر دم | کا ملا عالما حاک اللہ
موسم گل ہوا اور ہوا کر دم | گلکدہ و سلما حاک اللہ
رحم اللہ کا ہوا او حور | آس کا گل کھلا حاک اللہ

اہل عالم کو کہہ مدام الہٰنا
سلوہا وارد احاک اللہ

ہو لدا ہو آمد آگے شہ — روح وگل ودل اور دہمراہ
وہ دلم وا ہو مرہم سمارا — کردم ہالا ہل در کاسہ ماہ
کرد سہ او کرد وسد و مہر — ہرکس کہ وارد و ورد سحرگاہ
کرد او عدو را آگاہ عالم — صد آہ صد آہ صد آہ صد آہ
کر عدل داور آرد لوارا — داؤد کرد و مطرود درگاہ
ورد و الم ہا دارد دل ما — ورد در عالم ہر سال وہر ماہ
ہرکس کہ آرد آرام روح — ورد اکہ دارد ہر لمحہ اکراہ

الہٰا دادم ورد در عالم
سدا کرد آسم اللہ اللہ

من رباعیات

کس کام وہ وعدہ دم دلاسا اور دہوم — آہ اکہ اسہاگ گل رسم و رسوم
ہو دلکو اداد کہا کرے کہ ہوا — ہمکو سکار کا ارادہ معلوم

یعنی بگیریه

ایضاً

ہو عطر سہاگ کا لگا کر سرور — آرام محل رکھہ اسم دل کا او رحور
وہ طور دکھا کے ہمکو کل ہو معلوم — ہو سہے کا حال ہا ہو ہو لمعۂ طور

ایضاً

کم ہوگا دلسہ ہا اور دکہ کا عالم — کرو وردِ درود کا ہر دم
رکھہ آس سدا کہا کرو انشاء اللہ — اللہم ارحم اللہم ارحم

مخمس

آگ لگا و گرم ہو آہ اور سہاگ کرے — … کہ ڈرا او … سکھ … گھر اکرو

دور کرو دوراؤ کو سارا گلا ہوا کرو
ہلکو طو دلو کہلو کہو لو کرو کو جڑا کرو

آؤ کہلو ملو کہلو کو فکو کدا کرو

کو کہ سوسن کو سلح اور طعلا کو کہ کہاؤ
رو الا کرو کہ وہوم وہام آؤ ملکر ملو ملاؤ
گرم رہ سلوک ہو مرو صہر کا ملاؤ
دور کرو داگ کو لہر اسماگ کا لگاؤ

دکھہ کو سکھا کرا گ دور الکہ کو سہا کرو

واہ ہوا کا عالم اور موسم رہ لہ لہا
وسہر کو عطر گل ملا وا درہ ارم ہوا
گاؤ کہو او ہوا و ہو گاؤ کہوا ہا ہا
سو رہو کو کوہ کو دھلو کمال گاؤ کہاؤ

گاؤ کہار اور گرم معرکہ راگ کا کرو

ہر حال ہم رہو اہل سلوک ہو اگر
عالم طور دم رہو اہل سلوک ہو اگر
گرد سر حرم رہو اہل سلوک ہو اگر
در حصار دہم رہو اہل سلوک ہو اگر

کو عدم در و د ہو سہر کو او دہر کہا کرو

حامل ورد وہ ہو امحمل سر گروہ ورع
دور کرو وہ ہوا محمل سر گروہ ورع
ہمسر ورد وہ ہوا محمل سر گروہ ورع
مرحلہ گروہ ہوا محمل سر گروہ ورع

ولولہ سماع کو سلسلہ دراکرو

لاکھہ مراحل حد سالکو لو دکھا دو او رہ
لاکھہ عمار دہم کو لاولد او ولادہو اور
کوہ علوم وحلم کو حلہ کرو ملا دو او رہ
طول امل کو سرد مرد وسوسہ عمل ملا دو اور

دو کہو دکھاؤ ہلکو کل اور کہو کہا کرو

وسوسہ ملال کو رکہو ادہر کہلو کہلو
مسلو او کاسو کہہ کدا ؤ کہر کرو اور رہو
وہو کا دو دکھہ کو کمل کہلا دلکو لگا لو ملو
انشا او ہر گو او او ر دلاسا دلکو دو

صلح سعا کمت کرو حمد و درود ادا کرو

تر و صنعت ایضاً

الحمد للہ کہ آس مراد کا گل کھلا مہر و صدا گی کا لگا کرا ہلا کھلا ودماہ رو و ولہ سا ہو کر

امرو ہمہ ساده ساده ملک ماہرو ہمراه ملکہ کو ہمراہ لوا رد آرام محل ہوا سلسلہ
کانگ کا محاوره آردو کا کہلا اور کہہ دکلام کا درواہ ہا ۵

دل کہلا انشا اوہر شہر راگ کہ لگا لگا		لاگ کا لگا لگا اور راگ کا لگا لگا

الله کا حمد اور رسم ورسول ادا کر اوس ہم عمر محرم اسرار دلارام کا گلگلا سا
گال ملا اور گدا گدا کر اوسکو کہا مورکو کا اوجو راس مبارکا اور لہرا لہرا کر
راگ کا اہلا ہلا اہو ہو ہو

	تمام شد	



شرح مائته عامل

بسم الله الرحمن الرحیم

پس از ثنا سبک تحمید و نعت صل علی / محمد و علی آله بگو ای انشا
ثنا سے آنکه سعادت علی عمر ایش / ز لطف خویش عنایت نمود در همه جا
وزیر اعظم هندوستان و ناظم ملک / یمین دوله بها در سر آمد امرا
جناب عالی فرخ نشیم سخی و دلیر / شجاع و صفدر و منصور مالک الرؤسا
خدایش تا صد و سی سال زندگی بخشد / بحق حیدر کرار و جمله آل عبا
بسلک نظم بکش جمله عوامل نحو / فراغ گشت چو حاصل ز حمد و نعت و ثنا
بدان عوامل نحو است در عرب یکصد / دو تاش معنوی و جمله لفظی ای دانا

در بیان عامل معنوی

خلو فعل مضارع ز ناصب و جازم / همین معانیه معنوی است چشم کشا
بدانکه عامل لفظی اگر تجرد یافت / همان مقدمه ابتدا است ز علما

تقسیم عوامل لفظی

سماعی است و قیاسی دو قسم زان لفظی / قیاسی است همه هفت تا بفهم و بیا

کرایہ صفت بود باسم فاعل مفعول — مضاف معتمد و لیس عمل مطلق ای دانا
اسم از صفت کہ مشبہ باسم فاعل ہست — دگرچہ ناصبہ تمیز اسم تام مہا

دربیان سیزدہ گانہ عوامل لفظی و قیاسی

سماعی آن نود و یک کہ سیزدہ قسم است — بیان جملہ کنم در رویہ فصحا

قسم اول حروف جر

چو رب و منذ و مذ و فی عدا خلا حاشا — الی علی و من کاف و لام با و حتی
عن ہست و تا و اگر واو اینہمہ دریاب — حروف جر نبود غیر شان دگر اصلا

دوم حروف مشبہ بہ فعل

لعل و لیت و کان ہست وان ان بے — دگر بگو ئی کہ لاکن ہست اے بینا
بدانکہ ناصب اسم اند و رافع خبر اند — بہر کجا کہ در آیند در کلام اینہا
ہر آنچہ گفتمت او را بگوش ہوش شنو — بخوان حروف مشبہ بہ فعل ششش را

قسم سوم حروف ناصبہ اسم

حروف ناصب اسم اند و آو و یا و الا — اگرچہ ہیں و والا ایا و باز ہما

قسم چہارم حروف ناصبہ فعل

کے ہست باز اذن ان و لن ہمین ہر چار — حروف ناصبۂ فعل اے سمن سیما

قسم پنجم در حروف جازم فعل

حروف جازم فعل اند ما و من مہما — متی و ای و اذ ما حیثما اے
ہم این ست و دریں ہیچ شک و ریب نماند — ابلہ طلب شو دا علم العلما

قسم ششم اسماء ناصبہ تمیز

۱۶ چہارم از اسم بود ناصب از پے نکرہ — بشرط آنکہ چو تمیز او فتد آنجا

بیکی عشر چو مرکب کنند با احد شش   آنان چهار بود ای مه سپهر ذکا
مراد این عشرات ست با آحاد بے   نه از برای خبر لیس کاین است وکذا

قسم هشتم در اسماء افعال

نه اسم فعل بدان شش شمر از ان ناصب   روید و دونک و بله وعلیک و حیهل ها
سه تاش رافع اسم اند یا دگر هیهات   لکن ملاحظه شتان و باز سرعان را

قسم نهم در افعال ناقصه

بدانکه سیزده افعال ناقصه باشند   جمیع ناصب اخبار و رافع اسما
چه ظل و بات و دگر لیس و مابرح ما زال   چو صار و کان و دگر اصبح و دگر امسا
دگر چه ما انفک و ما دام و ما فتی اضحی   دگر ضمیع که از بیها بر آمدے برنا

قسم دهم در ما و لای مشبه بلیس

ما و لاے مشبه بلیس اے طالب   اگر خبر و همت هست انسب و اوسع
که هر دو رافع اسم اند و ناصب خبر اند   درین سخن نبود هیچ جای چون و چرا

قسم یازدهم در افعال مقاربه

چو ناقص انیمه افعال را مقاربه گو   کرب بود دگرش کاد و اوشک است عسی

قسم دوازدهم در افعال مدح و ذم

چهار تا دگر افعال مدح و ذم باشند   چو حبذا و دگر ساء از جنس نعم حبا
بدانکه رافع اسماء جنس انیمه اند   کریم علم به بخشد ترا ذهن و ذکا

قسم سیزدهم در افعال قلوب

برای شک و یقین اند چند فعل دگر   ز قلب انیمه نامی شوند مولانا
حسبت خلت و ظننت برای شک باشند   علمت بهر یقین پس رأیت ای دانا

بیان شک و یقین کرده شد چنین اعلا	[illegible] یقین ز حجت مشترک است
کنند انیمه بپوشید و نیست از انشا	چو هر دو اسم در آیند هر دو را شعول

در بیان حرف عاطفه

دگر چه ثم و ام و هم امدا و آما	بل است و لاکن و حتی و واو و فا و لا
ازین زیاده ندیده است هیچکس اصلا	حروف عطف همین ده بود و صیاکن

در بیان مفاعل پنجگانه

بدانکه هست مفاعیل پنج در دنیا	که و مطلق [illegible] و هم بود و معه

تراکیب شش گانه

بدان اضافی و تعداد هست [illegible]	درون نحو تراکیب را بود شش طور
دگر کدام بود صوتی ای کرم فرما	دگر چو مزجی و [illegible] و توصیفی

در بیان ان مکسور

در ابتداش چو آرند باش از ان شنوا	[illegible] که بعد ان را خوانی
دگر چه در خبرش لام را شنو ماوا	چو بعد قول و [illegible] چو بعد قسم

در بیان آن مفتوحه

چو بعد علم و لیس از ظن و بعد از لولا	[illegible] شنو مفتوح
ازین معامله مشهور هست در طلبا	چو بعد [illegible] آمد

در بیان اسما منصرفه انبیا علیهم السلام

که منصرف شود اسمای انبیا جدا	[illegible]

وگر کدام بگو نوح غیر منصرف است | گروه جمله پیغمبران با تقوی

در بیان الف لام

دو قسم هست الف در کلام اهل عرب | بنحویش زائده و غیر زائده ای دانا
غیر زائده که گوئیش و یا دگیرش زود | شمرده اند ورا چار قسم اهل سخا
برای جنس و گر هست بهر استغراق | چو عهد خارجی و عهد ذهنی است شما
برای حسن کلام است زائد اندر نظم | چه تیر نیز بتحسین گفته بلیغان را
چو لام میم هم از بهر معرفت آید | حدیث مصطفوی را بپرس از علما

در معارف پنجگانه

بدانکه پنج معارف بود میان عرب | بیافت است کسی غیر ایشان در استقرا
بگو مضمر و مدخول لام و هم علم است | دگر چه مبهم ایا متصل بود هر را ملجا

مضاف سوی یکی زان هر چهار پنجم گشت
کتاب نیست بود این کلید گنج الغنا

تمام شد



لا و مرغ میں آ پہنچے	داد بیداد ہے ع ہیں آ ہے
پہلو میں کی ہیں او نہوں میں صفا	لات و عزا کو توڑے اوسکی لات
پائین پہنچے جو مرغ ہے جاوا	ہے وہ اسفندیار کا باوا
ہے جو چھہ وہ سامنے ہوتا	بیٹا رستم کا زال کا پوتا
بڑہ شہوا سا جو ایک ہے پٹھا	اوسکا پالے میں ہے بندہ کا ٹھٹھا
و مرغ جو کڑوا ایک ہے آفت	کیا کہوں اوسکی جرات و قوت
ہے گرچہ مرغ ہے تو وہ سنڈا	توڑ ڈالے سپہر کا انڈا

ہیں غرض خوب خوب عالی مرغ
ہے بجا کہیے گر انہیں سیمرغ

قطعہ تاریخ تعمیر حویلی علی نقی خان بہادر کہ اصل مادہ تاریخ تصنیف
کسی دیگر مصنف صاحب بود و سہ مصرعہ دیگر سید انشاء اللہ خان صاحب بہم رسانیدہ تضمین فرمودند

تال کے نہ سم کے نہ سُر کے	فارسی کے نہ عربی نہ ترک کے
تاریخ کہی ہوئی یہ کسی لڑکے	حویلی علی نقی خان بہادر کے

ہجو میان مصحفی من تصنیف میان انشاء اللہ خان

بخداوندی شخصے کہ رحیم است و کریم است و علیم است و حلیم است و حکیم است و عظیم است و سلیم است و قدیم است و شریف است و لطیف است و خبیر است و بصیر است و نصیر است و کبیر است و رؤف است و غفور است و شکور است و ودود است و مرا خلق نمود است و بود خالق آفاق قسم میخورم اکنون کہ مرا ہیچ نہ ہجو تو سروکار نبود است و لے از طرفت گشت شروع اینہمہ اقوال مزخرف شعرا سے ہم و آنان اندر و غیبت شاہنشہ عالم غزل و مثنوی ہیچ تو اسے و تیکی و فارسی از مغفوز لطف [illegible] نہ یا بونہ مرد و زدہ مطرود و مغضوب بہ تصور [illegible] و لہٰذا مجموعہ دشنام

ملاطوسیت و شہاد ہست گذشت از لطف آن نکتہ بنا چار ترا ہجو نمودم کہ دلم مونق شدہ جو شید و لیزہ ریزہ پیچید و طپید و جگر آتش شدہ و در سینہ سوزان من خستہ دل و مطہر و حیران اندر ذہنت شاشۂ عالم اگر از لطف بلیس بناشی دل ہجو من سیدکہ ز اولاد حسین است وعجیب طرفین ست و شریف ست و لطیف است و فصیح است و بلیغ است و بود محسن بر حق کہ بجز مرحمت و لطف و کرم بخشی و تعریف کمال و صفت پیش کسی ہیچگاہ بیان ہیچ نکردہ ست و ترا بود ثنا خوان اندر ذہنت شاشۂ عالم شدہ اثبات کہ تو دشمن دینی و لعینے و بود انسب و بر موقع و لایق کہ ترا لعن نمایند ہمہ اہل سماوات و کسانیکہ بریں روے زمین از امراو و نجبا و شرفا و فصحا و بلغا و علما و فقرا و فقہا و فضلا و ظرفا و کملا و حکما و قبلا و جہلا و سفہا انچہ تو کردی نکند زادۂ مردان اندر ذہنت شاشۂ عالم ٭-

قطعہ تاریخ دیگر بطور استہزا

سکنے مصرع پڑے سبجے لا جسم	ایک سے عقل میرے اسمین گم
ایک مصرع کے بڑہ گئے ہے دم	احیلی علی نقی خان بہادر دوام حشمتہم

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدا و نعت رسول کے اوپر روشن ضمیران صبح نفس کے ظاہر ہو کہ اس زمانہ میمنت اقتران مین کلیات انشا اللہ خان کہ کلیات بیمثال اور کلام شکر مقال شعرای ماضی و حال ہے اور ہر مضمون اسکا گویا الہام غیبی ہے جسکو جناب منشی سید انشا اللہ خان صاحب مرحوم نے تصنیف فرمایا تھا اور ہر شعر اسکا بیمثال ہے سقم سے پاک ہے اور عیب کا اسمین کیا وہم و ادراک ہے ماہ فروری ۱۸۷۶ عیسوی مطابق شہر محرم الحرام ۱۲۹۳ ہجری مطبع فیض منبع نامی گرامی مشہور نزدیک و دور مطبع و فور جناب منشی نولکشور ادام اللہ بالفرح والسرور الی یوم النشور مین باہتمام